

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرون ملک مقیم ہیں
مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں۔

منجانب۔

سبیل سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدرآباد پاکستان

جلد سوم

مناقب اهل بیت

مشہور عربی کتاب القطرۃ
مِنْ بَحَارِ مَنَاقِبِ النَّبِيِّ وَالْعِتْرَةِ كَارِدُو ترجمہ

مؤلف

آیت اللہ سید احمد مستبیط قدس سرہ

مترجم

حجتہ الاسلام مولانا آزاد حسین نزیل حوزہ علمیہ مشہد ایران

ناشر

احلامنیہ ج الصالحین لاہور

جناح ٹاؤن، ٹھوکر نیا بگ لاہور فون: 042-5425372

خُلِّلَ الْفُرْدَوْسِ وَتَوَجَّوْهُ مِنْ تَيْبَانَ الْجَنَّةِ۔

”جو شخص کسی دوسرے کو اہل بیت کی معرفت کی طرف دعوت دے گا تو جس دن وہ قبر سے نکلے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجے گا، جو اسے اپنے پروں پر سوار کرے گا، جب وہ فرشتہ میدان محشر میں آ کر اترے گا تو اس وقت منادی آواز دے گا، جو بھی اس شخص کو پہچانتا ہے یہاں پر آجائے“

رسول خدا فرماتے ہیں:

”اس کو جاننے والے سب وہاں اکٹھے ہو جائیں گے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ان میں سے ہر ایک کو خوبصورت بہشتی لباس پہناؤ اور ان کے سروں پر بہشتی تاج فضیلت سجاؤ۔“

اس کے بعد رسول خدا نے فرمایا:

يَأْتِيَنِ إِخْرَاضِ النَّاسِ عَلَى حُبِّ أَهْلِ بَيْتِنَا۔

”اے میرے بیٹے! لوگوں کو میرے خاندان سے عشق و محبت کی ترغیب دلاؤ“

کتاب تفسیر فرات میں لکھتے ہیں:

جعفر بن محمد فرماری خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کرتا ہے کہ آپ

نے آیت شریفہ ”وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ“ (سورہ تکویر ۸۱ آیت ۹۰،

”جس وقت موءودہ یعنی ہماری مودت کے بارے میں سوال کیا جائے گا

کہ کس گناہ میں اسے قتل کیا گیا ہے؟“

کی تفسیر میں فرمایا:

ذَلِكَ حَقُّنَا الْوَاجِبُ عَلَى النَّاسِ وَحُبُّنَا الْوَاجِبُ عَلَى الْخَلْقِ

قَتَلُوا مَوَدَّتَنَا۔ (تفسیر فرات)

”آیہ شریفہ سے مراد ہمارا وہ حق ہے جو لوگوں پر لازم ہے اور وہ حق ہماری

محبت ہے جو لوگوں پر واجب ہے لیکن انہوں نے ہماری محبت کو قتل کر دیا ہے“

شاعتِ علم کا فائدہ

کتاب ”مجموع الرائق“ میں مذکور ہے کہ ذہری اپنے جد بزرگوار سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اکرم نے فرمایا:

مَنْ نَشَرَ عِلْمًا فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهِ۔

”جو شخص علم پھیلاتا ہے اسے اس شخص کا اجر و ثواب ملے گا جس نے اس

پر عمل کیا ہو“۔ (المجموع الرائق من ازہار الحدائق)

بہترین لوگ کون؟

ایک خوبصورت حدیث میں آنحضرت کا فرمان ہے:

وَحَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ نَامِنٍ ذَاكِرٍ بِأَمْرِنَا۔

”میرے بعد بہترین لوگ وہ ہیں جو ہماری حکومت و ولایت کے بارے

میں گفتگو کرتے ہیں“۔ (امالی شیخ طوسی صفحہ ۲۳، بحار الانوار جلد ۲۳ صفحہ ۲۵۶)

کتاب ”عدۃ الداعی“ میں لکھتے ہیں کہ امام باقر علیہ السلام کا فرمان ہے،

إِنَّ ذِكْرَنَا مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَذِكْرَ عَدُوِّنَا مِنْ ذِكْرِ الشَّيْطَانِ۔

(عدۃ الداعی صفحہ ۲۳۱، بحار الانور، جلد ۷ صفحہ ۳۶۸)

”بے شک ہمارا ذکر خدا کا ذکر اور ہمارے دشمن کا ذکر، ذکر شیطان ہے“

علم کے بارے میں امام جعفر صادق کا ایک فرمان

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے ایک حیدر سے فرماتے ہیں:

اَكْتُبُ وَبِكَ عِلْمَكَ فِي آخَوَانِكَ فَإِنْ مُتَّ فَوَزَّتْ كُتُبُكَ بَيْنَكَ
فَإِنَّهُ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ هَرَجَ لَيًّا نَسُونَ فِيهِ إِلَّا بِكُتُبِهِمْ

۔ (کشف المحجۃ صفحہ ۳۵، بحار الانوار، جلد ۳ صفحہ ۱۵۰)

”اپنا علم لکھو اور اپنے بھائیوں کے درمیان پھیلاؤ، موت کے وقت اپنی اولاد کے لیے کتابیں بطور ارچھوڑو، کیونکہ ایسا زمانہ آئے گا جب ہر جگہ فتنہ و فساد کی لپیٹ میں ہوگی اور لوگ صرف آپ کی کتابوں سے مانوس ہوں گے۔ (یعنی ان کا امام پردہ غیبت میں رہے گا اور لوگ گذشتہ علماء کی کتب سے ہدایت و راہنمائی حاصل کریں گے)“

اہل بیت سے محبت اور ان کی نصرت کا فائدہ

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام فرماتے ہیں:

مَنْ أَحَبَّنَا بِقَلْبِهِ وَنَصَرَ نَا بِيَدِهِ وَلِسَانِهِ فَهُوَ مَعَنَا فِي الْغُرْفَةِ الَّتِي نَحْنُ فِيهَا - (امالی شیخ مفید صفحہ ۳۳، بحار الانوار، جلد ۲ صفحہ ۱۰۱)

”جو شخص اپنے دل سے ہمارے ساتھ محبت کرتا ہے اور اپنے ہاتھ اور زبان سے ہماری نصرت کرتا ہے، وہ روز قیامت ہمارے حجرے میں ہمارے ساتھ ہوگا“

ہر حرف کے عوض جنت میں ایک شہر

کتاب شریف امالی میں ہے کہ رسول خدا نے فرمایا:

الْمُؤْمِنُ إِذَا مَاتَ وَتَرَكَ وَرَقَةً وَاحِدَةً عَلَيْهَا عِلْمٌ تَكُونُ تِلْكَ الْوَرَقَةُ سِتْرًا فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ وَأَعْطَاهُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى بِكُلِّ حَرْفٍ مَكْتُوبٍ عَلَيْهَا مَدِينَةً فِي الْجَنَّةِ أَوْسَعَ مِنَ الدُّنْيَا سَبْعَ مَرَّاتٍ - (امالی صدوق صفحہ ۹۱، بحار الانوار، جلد ۲ صفحہ ۱۳۳)

”مومن جب دنیا سے رخصت ہوتا ہے اور ایک ایسا کاغذ باقی چھوڑتا ہے جس پر علی لکھا ہوا ہو، وہ کاغذ قیامت کے روز اس کے اور جہنم کے درمیان

پہ بنے گا، اللہ تعالیٰ اس کاغذ پر لکھے ہوئے ہر حرف کے بدلے میں اسے

جنت میں ایک شہر عطا فرمائے گا، جو دنیا سے سات برابر بڑا ہوگا“

میں خدا کا لاکھ لاکھ شکر گزار ہوں کہ جس نے اس قدر عظیم نعمت سے مجھے نوازا ہے۔ یہ نعمت صرف اور صرف مولانا آقا امیر المؤمنین علی علیہ السلام کے مرقد مطہر کی مجاورت اور ہمسائیگی کی وجہ سے میسر آئی ہے۔ ان پر، ان کی آل پر اور ان کے دوستوں پر خدا کے درود و سلام ہوں۔

اصل بحث شروع کرنے سے پہلے یہاں پر کچھ ایسی روایات نقل کرتا ہوں جو اہل بیت علیہم السلام کے اسرار پر مشتمل ہیں۔



انہیں تسبیح کرنے کا حکم دیا تو اہل آسمان ان کی تسبیح سے اللہ کی تسبیح و تقدیس میں مشغول ہو گئے۔ وہ خدا کی بارگاہ میں تسبیح کنندگان ہیں، جس نے ان کے ساتھ وعدہ وفا کیا درحقیقت اس نے خدا کے ساتھ وعدہ وفا کیا۔ جس نے ان کا حق پہچانا، حقیقت میں اس نے حق خدا کی شناخت کی، وہ رسول خدا کی عمرت و ذریت ہیں، جو کوئی بھی ان کے حق کا منکر ہے وہ درواقع حق خدا کا منکر ہے۔

کتاب خدا کے وارث کون؟

هُم وَاُولَآءِ اَمْرٍ اَللّٰهُ وَخَزَانَتُهُ وَوَحْيِ اللّٰهِ وَوَرَقَتُهُ كِتَابِ اللّٰهِ وَهُمْ
الْمُصْطَفَوْنَ بِاسْمِ اللّٰهِ وَالْاِمْتِنَانِ عَلٰى وَحْيِ اللّٰهِ -

”وہ امر خدا کے فرمان روا، وحی پروردگار کے خزانہ دار اور کتاب خدا کے

وارث ہیں۔ وہ امر خدا سے منتخب اور وحی خدا کے امین ہیں“

وہ خاندان نبوت، مرکز رسالت اور فرشتوں کے پروں کی آوازوں سے مانوس

ہیں، یہ وہ ہستیاں ہیں جنہیں جبرئیل علیہ السلام نے حکم پروردگار کے ذریعے تنزیل، برہان

اور دلیل سے تغذیہ فرمایا۔

اہل بیت کا مقام

هُوَآءِ اَہْلُ الْبَيْتِ اَكْرَمَهُمُ اللّٰهُ بِشَرَفِهِ وَشَدَفَهُمْ بِكِرَامَتِهِ
وَاعَزَّهُمْ بِالْهُدٰى وَتَكْتِمُهُم بِالْوَحْيِ وَجَعَلَهُمْ اُمَّةً هُدٰى وَنُوْرًا فِى
الظُّلْمِ لِلنَّجٰى وَاخْتَصَّهُمْ لِذِيْنِهِ وَصَضَّلَهُمْ بِعِلْمِهِ وَآتٰهُم مَّآلَمَ
يُوْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ -

”وہ اہل بیت پیغمبر ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے شرف سے عزت بخشی،

اور اپنے لطف و کرم سے انہیں شرافت و بزرگی عطا کی، اپنی ہدایت کے

ذریعے انہیں عظمت عنایت کی، وحی کے وسیلہ سے ان کی تثبیت فرمائی،

حدیث شجرہ کی وضاحت

(۱،۶۷۳) تفسیر فرات میں لکھتے ہیں کہ زیاد بن منذر کہتا ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر

علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا:

نَحْنُ شَجَرَةٌ اَصْلُهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ، وَفَرْعُهَا عَلِيٌّ بِنُ اَبِي طَالِبٍ وَ
اَعْصَابُهَا فَاطِمَةُ بِنْتُ النَّبِيِّ عَلَيْهَا السَّلَامُ وَ ثَمَرُهَا الْحَسَنُ وَ
الْحُسَيْنُ -

”ہم ایک شجر ہیں جس کی اصل اور جڑیں رسول، اس کا تنا علی بن ابی

طالب علیہ السلام، اس کی شاخیں نبی اکرم کی بیٹی جناب فاطمہ الزہراء

علیہا السلام اور اس کے پھل حضرت امام حسن اور امام حسین علیہما السلام ہیں“

وہ شجرہ نبوت دار رحمت، کلید حکمت، علم و دانش کی کان، رسالت کا مقام، فرشتوں

کے نزول و صعود کی جگہ، راز خدا اور ایسی امانت ہے جو آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں کے

سامنے رکھی گئی۔ خدا کا حرم، بیت عتیق اور عہد و پیمانہ ہم ہیں۔

موت فوت، حادثات و واقعات اور وصیتوں کا علم ہمارے پاس ہے، فصل

الخطاب اسلام کی نشأت اولیٰ اور قوم عرب کے نجیب ترین افراد ہم ہیں۔

فرشتوں نے کس سے تسبیح و تقدیس سیکھی؟

آئمہ معصومین علیہم السلام عرش رحمن پر نور خدا کی تجلیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جب

انہیں ہادی برحق بنایا، تاریکی میں نجات کے لیے نور قرار دیا، انہیں دین کے لیے مخصوص کیا، اپنے علم کے ذریعے فضیلت بخشی اور انہیں وہ کچھ عطا فرمایا جو دونوں جہانوں میں کسی کو عطا نہیں کیا۔

انہیں دین کا قلعہ، اپنے مخفی اسرار و دیت کرنے کا مقام، وحی کے امین، اپنی مخلوق کے برگزیدہ اور لوگوں پر شاہد قرار دیا ہے، انہیں منتخب کیا، خصوصی امتیاز بخشا، برتری و فضیلت عطا کی اور پہلے والوں پر فوقیت عطا فرمائی۔

انہیں دنیا کا نور، لوگوں کی پناہ گاہ اور مخلوق کے لیے صراطِ مستقیم پر باقی رہنے کے لیے راہنما قرار دیا، کیونکہ وہ ہدایت و راہنمائی کرنے اور تقویٰ ہدایت کی دعوت دینے والے امام ہیں اور وہ کلمہ حق الہی اور خدا کی عظیم حجت ہیں۔

هُمُ النَّجَّاتُ وَالرُّؤْفَى، هُمُ الْخَيْرَةُ الْكَرَامُ، هُمُ قُضَاةُ الْحُكَّامِ هُمُ
النَّجْوَمُ الْأَعْلَامُ هُمُ الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيمُ هُمُ السَّبِيلُ الْأَقْوَمُ،
الرَّاعِبُ عَنْهُمْ مَارِئِي، وَالْمَقْصَرُ عَنْهُمْ زَاهِقٌ وَالْأَزِمُ لَهُمْ لَاحِقٌ
”وہ ایسے نجات دہندہ ہیں جو مقام و منزلت پر فائز ہیں، وہ برگزیدہ و کریم،
فیصلہ کرنے والے حاکم، درخشاں ستارے، صراطِ مستقیم اور مضبوط و محکم
شاہراہ ہیں جو بھی ان سے روگردان ہوا، وہ گمراہ ہو جائے گا جو بھی ان کے
حق میں کوتاہی کرتا ہے وہ بدبخت ہو جائے گا اور جو بھی ان کی پیروی کرتا
ہے وہ اپنے ہدف کو پالے گا“

وہ مومنین کے دلوں میں نور خدا اور پیاسوں کے لیے ٹھنڈا میٹھا دریا ہیں، جس نے
نہی ان کے دامنِ غم میں پناہ لی وہ محفوظ ہو جائے گا۔ جس نے بھی ان کا دامن تھا وہ اس
کے لیے آرام و سکون کی منزل ہیں وہ خدا کی طرف دعوت دینے اور اس کے تابع فرمان
ہیں، وہ استوار پروردگار کو جاری اور اس کے فرمان کا حکم کرنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انہی میں سے اپنے پیغمبر کو مبعوث فرمایا۔ فرشتگان الہی انہی کی
خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور روح الامین انہی پر نازل ہوتا ہے، یہ سب کچھ صرف اور
صرف خدا کے لطف و کرم کی وجہ سے ہے جو انہی کے ساتھ مختص ہے، انہی تقویٰ عطا کیا اور
اپنی خاص حکمت کے ذریعے ان کو قوت بخشی۔

وہ شجرہ طییبہ کی پاک و پاکیزہ شاخیں اور مبارک جڑیں ہیں، وہ رحمت حق کا مسکن،
علم و دانش کا خزانہ، حلم و حکیمانہی کے وارث، عقل و خرد اور تقویٰ و پرہیزگاری کے مالک،
پیغمبروں کے وارث اور باقی ماندہ اوصیاء ہیں۔ ان کے صاحبِ عظمت خاندان میں سے وہ
ہستی بھی ہے جن کی یاد دل نشین اور اسم مبارک روح کے لیے سامان تسکین ہے۔ یعنی خاتم
المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ کے اس باجلالت خاندان سے ایسے امیر اور فرمان روا ہیں جو ایک
روشن ستارہ کی طرح درخشاں ہیں، جو ایک غضب ناک شیر کی مانند غراتے ہیں، یعنی حضرت
حمزہ بن عبدالمطلب علیہا السلام اسی باوقار خاندان کی وہ شخصیت ہیں جنہوں نے عمر بن خطاب
کے دور حکومت میں ”رمادہ“ یعنی خشک سالی کے وقت تھنوں کو سیراب کیا۔ اسی خاندان سے
جعفر بن ابی طالب ”ذُو النِّجَاتَيْنِ“ ہیں، جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف منہ کر کے
نماز پڑھی، دو دفعہ ہجرت کی اور دو بیعتیں کیں، ان کا تعلق ایسے مبارک شجرہ سے ہے جن کی
برہان آشکارا ہے۔

اسی پاک نسب سے برادر حضرت محمد مصطفیٰ ان کے پیغام کو پہنچانے والے
صاحبِ برہان، مومنوں کے امیر اور پیغمبر پروردگار جہان کے جانشین علی بن ابی طالب کا
تعلق ہے۔ ”ان پر خدا کے درود و سلام ہوں“۔

یہ وہ ہستیاں ہیں جن کی مودت اور ولایت اللہ تعالیٰ نے ہر مسلمان مرد و زن پر
واجب قرار دی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب حکیم میں پیغمبر اکرم سے ارشاد فرما رہا ہے:
قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ وَمَنْ يَعْتَرِفْ حَسَنَةً

فَرِذْلَهُ فِيهَا حُسْنًا إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ شَكُورٌ۔ (سورہ شوریٰ ۳۲ آیت ۲۳)

”آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس تبلیغ رسالت کا کوئی اجر نہیں مانگتا علاوہ اس کے کہ میرے اقرباء سے محبت کرو اور جو شخص بھی کوئی نیکی کرے گا تو ہم اس میں اضافہ کریں گے، بے شک اللہ بہت بخشنے والا اور قدر دان ہے“

تاج دار عظمت کے ساتویں لال فرماتے ہیں:

إِقْتِرَافِ الْحَسَنَةِ حُسْنًا أَهْلَ النَّبِيِّتِ -

”اقتزاف حسنہ یعنی نیک کام سے مراد ہم اہل بیت کی محبت ہے“

آیہ وَبِالْوَالِدَيْنِ کے بارے میں امام حسن عسکریؑ کا فرمان

(۲۶۷۴) کتاب تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام آیت شریفہ ”وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا“

(ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرو) کی تفسیر کے ذیل میں آیا کہ رسول خدا

نے فرمایا:

أَفْضَلُ وَالذِّكْرِكُمْ وَأَحَقُّهُمَا لِشُكْرِكُمْ مُحَمَّدٌ وَعَلِيُّ مُحَمَّدٍ وَعَلِيٌّ

عليهما السلام۔

امت کے باپ کون؟

سلسلہ امامت کے پہلے تاج دار امیر المومنین علی بن ابی طالب فرماتے ہیں کہ

پیغمبر اکرم کا ارشاد ہے:

أَنَا وَعَلِيُّ أَبِي هَذِهِ الْأُمَّةِ وَلَحَقْنَا عَلَيْهِمْ أَغْظَمَ مِنْ حَقِّ أَبِي

وَلَا دَلِيلَ لَهُمْ فَإِنَّا نَتَّقُهُمْ إِنَّ أَطَاعُونَا مِنَ النَّارِ إِلَى دَارِ الْقَرَارِ

وَنَلْحَقُهُمْ مِنَ الْعُبُودِيَّةِ بِخِيَارِ الْأَخْرَارِ۔

”میں اور علی دونوں اس امت کے باپ ہیں، لوگوں پر ہمارا حق ان کے نسبی

ماں باپ کی نسبت سے ہے، مگر وہ ہماری اطاعت کریں تو ہم انہیں

دوزخ سے نجات دلائیں گے اور بہشت کی طرف لے جائیں گے اور ہم

انہیں غلامی سے نجات دلا کر بہت اچھے آزاد لوگوں کے ساتھ ملحق کریں گے“

زوجہ امیر المومنین حضرت فاطمہ الزہراء علیہا السلام فرماتی ہیں:

أَبَوَا هَذِهِ الْأُمَّةِ مُحَمَّدٌ وَعَلِيٌّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ يَتِمَّانِ أَوْ دَهُمُ

وَيَنْقُذَانِهِمْ مِنَ الْعَذَابِ الدَّائِمِ إِنْ أَطَاعُوهُمَا وَيَبِيحَا نِهِمُ النَّعِيمَ

الدَّائِمِ إِنْ وَاَفَقُوهُمَا۔

”محمد وعلیٰ دونوں اس امت کے باپ ہیں، اگر لوگ ان کی اطاعت کریں

گے تو مخرف سے جائیں گے اور جہنم کے عذاب سے نجات دلائیں گے

اور اگر ان کی بیروی کریں گے تو نعمتیں سدا بہار کر دیں گے“

زہراء کے لال حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں:

مُحَمَّدٌ وَعَلِيٌّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ أَبَوَا هَذِهِ الْأُمَّةِ ، فَطَلُبِي لِمَنْ كَانَ

بِحَقِّهِمَا لَمَارٍ فَأَ وَلَهُمَا فِي كُلِّ أَحْوَالِهِ عَطِيئَةً يَجْعَلُهُ اللَّهُ مِنْ

أَفْضَلِ سُكَّانِ جَنَّتَيْهِ وَيَسْعَدُهُ بِكَرَامَاتِهِ وَرِضْوَانِهِ ۔

”محمد وعلیٰ دونوں اس امت کے باپ ہیں، خوش خبری ہے ان لوگوں کے

لیے جو ان کے حق کو پہچانتے ہوں اور ہر حال میں ان کی اطاعت کرتے

ہوں، اگر ایسے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں اہل بہشت میں بہترین قرار

دے گا اور اپنی کرامات اور رضوان کے ذریعہ سعادت بخشے گا“

نواسہ رسول حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کا ایک اور فرمان ہے،

مَنْ عَرَفَ حَقَّ أَبِيهِ الْأَفْضَلَيْنِ مُحَمَّدٍ وَعَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَ

أَطَاعَهُمَا حَقَّ طَاعَتِهِ قَبِيلَ لَهُ تَبَحُّبُ فِي أَبِي الْجَنَّةِ شِئْثُ۔

”جو کوئی اپنے باپ محمد اور علیٰ کے حق کی شناخت کر لے اور ان کی اس طرح

سے اطاعت کرتا ہو جس طرح اطاعت کرنے کا حق ہے تو روز قیامت اسے پکار کر کہا جائے گا کہ تم جنت میں اپنی پسند کی جگہ پر سکونت اختیار کرو“

حضرت امام سجاد زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں:

إِنْ كَانَ آبَاؤُنَا إِنَّمَا عَظَّمُوا حَقَّهُمَا عَلَىٰ أَوْلَادِهِمَا لِأَخْسَانِيَّتِهِمَا إِلَيْهِمَا ، فَأَحْسَنُ مُحَمَّدٍ وَعَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ إِلَىٰ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَجَلًا وَأَعْظَمُ ، فَهَمَا بَأْسٌ يَكُونُ أَبُوَيْهِمْ أَحَقُّ -

”اگر اولاد پر ماں باپ کا حق زیادہ ہے تو یہ اس احسان اور نیکی کی وجہ سے ہے جو وہ اپنی اولاد کے ساتھ کرتے ہیں اس بناء پر محمد اور علی کا اس امت پر احسان بیشتر و عظیم تر ہے، لہذا دونوں بزرگ ہستیوں کا اس امت کے باپ ہونا مناسب تر اور سزاوار تر ہے“

قدر و منزلت کی شناخت کا ترازو

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

مَنْ أَرَادَ أَنْ يَعْلَمَ كَيْفَ قَدَّرَهُ عِنْدَ اللَّهِ فَلْيَنْظُرْ كَيْفَ قَدَّرَ أَبُوَيْهِ الْأَفْضَلَيْنِ عِنْدَهُ مُحَمَّدٍ وَعَلِيٍّ -

”جو کوئی بھی یہ جاننا چاہتا ہے کہ خدا کے نزدیک اس کی کیا قدر و منزلت ہے، وہ اپنے دونوں با فضیلت و با شرف باپوں کو دیکھے کہ ان کا خدا کے نزدیک کس قدر احترام و اکرام ہے“

محمد و علی والدین کو راضی کریں گے

حضرت صادق آل محمد امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

مَنْ رَلِمَى حَقَّ أَبُوَيْهِ الْأَفْضَلَيْنِ مُحَمَّدٍ وَعَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ لَمْ يَضُرَّهُ مَا أَضَاعَ مِنْ حَقِّ أَبُوَيْهِ نَفْسِهِ وَسَاوِيَةِ عِبَادِ اللَّهِ

فَانِيَهُمَا يَرْضِيَانِيَهُمْ بِسَعْيِهِمَا -

”جو کوئی بھی اپنے باپ محمد اور علی کے حق کی مراعات کرتا ہے لیکن اپنے والدین اور تمام مخلوق کے حقوق سے لاپرواہ ہے اسے کوئی نقصان نہیں ہوگا کیونکہ محمد و علی انہیں راضی کر لیں گے“

نماز کے ثواب میں اضافے کا سبب

حضرت کاظم الغیظ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں:

يُعْظَمُ ثَوَابُ الصَّلَاةِ عَلَىٰ قَدْرِ تَعْظِيمِ الْمُصَلِّيِ عَلَىٰ أَبُوَيْهِ الْأَفْضَلَيْنِ مُحَمَّدٍ وَعَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ -

”نماز کا ثواب اسی قدر زیادہ ہوگا جس قدر نماز گزار اپنے دونوں باپوں محمد اور علی کی تعظیم و تکریم کرتا ہوگا“

محمد و علی افضل ترین باپ

أَمَّا كِرَهُ أَحَدِكُمْ يُنْفِي عَنِ أَبِيهِ وَأُمِّهِ الَّذِينَ وَلَدَاهُ قَالُوا: بَلَىٰ وَاللَّهِ قَالَ: فَلْيَجْتَهِدْ أَنْ لَا يُنْفِي لِمَنْ أَبِيهِ وَأُمِّهِ الَّذِينَ هُمَا أَبُوَاهُ الْأَفْضَلُ مِنْ أَبِي نَفْسِهِ -

”کیا تم میں سے کسی کو اس کے نسی والدین سے دور کیا جائے تو وہ ناراض نہیں ہوگا؟ انہوں نے کہا: ہاں! خدا کی قسم وہ ناراض ہوگا“

آپ نے فرمایا:

”پس کوشش کریں کہ آپ کو ایسے ماں باپ سے دور نہ کیا جائے جو نسی والدین سے افضل و برتر ہیں“

ایک شخص امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ میں محمد و علی علیہما السلام سے اس قدر محبت کرتا ہوں کہ اگر مجھے کلوے کلوے کر دیا جائے تو میں پھر بھی ان کی

محبت سے دستبردار نہیں ہوں گا۔ اس وقت امام جواد علیہ السلام نے فرمایا:

لَا جَرَمَ أَنَّ مُحَمَّدًا وَعَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ مُعْطَاكَ مِنْ أَنْفُسِهِمَا
مَا تُعْطِيهِمَا أَنْتَ مِنْ نَفْسِكَ إِنَّهُمَا يَسْتَدْعِيَانِ فِي يَوْمِ فَضْلِ أَقْضَاءِ
مَالَا يُعْنَى مَا بَدَلْتَهُ لَهُمَا بِجُزْءٍ مِنْ مِائَةِ أَلْفِ جُزْءٍ (مِنْ ذَلِكَ)

”بلاشبک دریب محمد اور علی علیہ السلام تمہیں اس قدر نوازیں گے جس قدر تم نے ان سے اظہار محبت کیا، وہ روز قیامت اس قدر تمہاری شفاعت کریں گے کہ جو کچھ تم نے ان کے لیے خرچ کیا اور یہ اس کے مقابلے میں لاکھ میں سے ایک حصہ بھی نہیں ہوگا“

دینی والد پر نسبی والد کی محبوبیت کا نتیجہ

حضرت ہادی علیہ السلام فرماتے ہیں:

مَنْ لَمْ يَكُنْ وَالِدًا دِينِهِ مُحَمَّدٍ وَعَلِيٍّ أَكْرَمَ عَلَيْهِ مِنَ وَالِدَيْ
نَسَبِهِ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي رَحْلِ وَلَا حَرَامٍ وَقَلِيلٍ وَلَا كَثِيرٍ -
”وہ شخص جسے دونوں دینی والد محمد و علی اپنے نسبی والدین سے محبوب تر نہ ہوں،
درحقیقت وہ دین خدا کے حلال و حرام اور قلیل و کثیر سے بہرہ مند نہیں ہوا“

دینی والد کی اطاعت کو مقدم کرنے کا ثمرہ

مَنْ أَثَرَ طَاعَتَهُ أَبُو دِينِهِ مُحَمَّدٍ وَعَلِيٍّ عَلَى طَاعَةِ أَبِي
نَسَبِهِ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ: لَا أُؤْتِرُ نَكَ كَمَا أَثَرْتُ نَبِيَّ وَلَا أُشْرَفُنَا
بِحَضْرَةِ أَبِي دِينِكَ كَمَا شَرَّفْنَا نَفْسَكَ بِإِنْتَارِ حُبِّهِمَا عَلَى
حُبِّ أَبِي نَسَبِكَ - (تفسیر امام حسن عسکری ۳۲۹، ۳۳۳)

”جو شخص اپنے دونوں دینی باپوں محمد و علی کی اطاعت کو اپنے نسبی والدین کی اطاعت پر مقدم کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جس طرح تو نے مجھے

ایہ شریفہ خیر اُمۃ کی تفسیر میں رسول خدا کا فرمان

(۵-۷۷) جابر بن عبد اللہ آہ کریمہ

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ -

”تم بہترین امت ہو جسے لوگوں کے لیے منظر عام پر لایا گیا ہے۔ تم

لوگوں کو نیکیوں کا حکم دیتے ہو“ (سورہ آل عمران آہ ۱۱۰)

کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا:

”خالق جہان نے سب سے پہلے جو چیز پیدا کی ہے وہ میرا نور تھا جسے اپنے نور سے خلق کیا اور اپنی جلالت و عظمت سے جدا کیا۔ پس میرے نور نے قدرت الہی کا طواف شروع کیا، یہاں تک کہ اسی ہزار (۸۰۰۰۰) سال کے طویل عرصہ کے بعد جلالت عظمت الہی تک پہنچا، اس کے بعد تعظیم خالق کے لیے سجدہ میں گرا، تو اس سے علی کا نور جدا ہوا، پس میرا نور عظمت الہی اور علی کا نور اس کی قدرت پر محیط تھا، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے عرش، لوح، خورشید کا نور، دن، عقل، معرفت، لوگوں کی آنکھیں، کان اور دل کو میرے نور سے پیدا کیا اور میرا نور اس (خدا) کے نور سے جدا شدہ نور ہے“

پس اولین، آخرین اور سابقین ہم ہیں، ہم ہیں تسبیح کرنے والے، ہم ہیں

شفاعت کرنے والے، ہم ہیں کلمہ اللہ، ہم ہیں خدا کے خاص و برگزیدہ بندے، ہم ہیں خدا

کے دوست اور وجہ اللہ جب اللہ اور یحییٰ اللہ -

خدا کے امین ہم ہیں، وحی کا خزانہ ہم ہیں اور ہم اس کے غیب کے پردہ دار

، حاجب اور محافظ ہیں۔

تقدیس خدا کے مقام، حکمت کے چراغ، رحمت کی چابیاں، نعمتوں کے سرچشمے،

لوگوں کی شرافت کا سبب اور امت کے پیشوا و ہادی ہم ہیں۔

تو ایسے عمر، دانش مند دہر قوم کے سردار، جہانی سیاست مدار، کفایت شعرا، فرمان روا، ساتھیان حوض کوثر، الفت کرنے والے حاکم اور لوگوں کی نجات کا راستہ ہم ہیں۔

ہم ہی سلسیل (بہشتی نہر) کا سرچشمہ اور پائندار و مستقیم راستہ ہیں۔

مَنْ آمَنَ بِنَا آمَنَ بِاللَّهِ وَمَنْ رَدَّ عَلَيْنَا رَدَّ عَلَى اللَّهِ وَمَنْ شَكَ فِينَا شَكَ فِي اللَّهِ وَمَنْ عَرَفْنَا عَرَفَ اللَّهَ وَمَنْ تَوَلَّى عَنَّا وَتَوَلَّى عَنِ اللَّهِ وَمَنْ أَطَاعَنَا أَطَاعَ اللَّهَ۔

”جو ہم پر ایمان لایا وہ خدا پر ایمان لایا، جس نے ہمیں رد کیا، اس نے خدا کو رد کیا، جو ہمارے بارے میں شک و تردید میں مبتلا ہوا، اس نے خدا کے بارے میں شک کیا، جس نے ہماری شناخت کر لی اس نے خدا کو پہچان لیا، جس نے ہم سے روگردانی کی وہ خدا سے روگرداں ہوا اور جس نے ہماری اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی“

وَنَحْنُ الْوَسِيلَةُ إِلَى اللَّهِ، وَالْوُصْلَةُ إِلَى رِضْوَانِ اللَّهِ وَنَا الْعِصْمَةَ وَالْحِلَافَةَ وَامْهَدَايَةَ، وَفِينَا النُّبُوَّةُ وَالْوِلَايَةُ وَالْإِمَامَةُ وَنَحْنُ مَعِينُ الْحِكْمَةِ وَبَابُ الرَّحْمَةِ وَشَجَرَةُ الْعِصْمَةِ وَنَحْنُ كَلِمَةُ التَّقْوَى وَالْمَثَلُ الْأَعْلَى وَالْجِبَّةُ الْعُظْمَى وَالْعُرْوَةُ الْوُثْقَى الَّتِي مَنْ تَمَسَّكَ بِهَا نَجَّى۔

”ہم خدا تک رسائی حاصل کرنے کا وسیلہ ہیں اور رضوان خدا سے ملاقات کا ذریعہ ہیں، عصمت، خلافت اور ہدایت ہمارے گھر کی باندھی ہے، نبوت، امامت اور ولایت ہمارے درمیان منحصر ہے ہم حکمت کا منبع اور دروازہ رحمت ہیں، کلمہ تقویٰ، مثل اعلیٰ، حجت کبریٰ اور عروۃ الوثقیٰ ہم ہیں جو اس سے متمسک ہو وہ نجات پا گیا۔

حضرت امام جعفر صادق کی نظر میں تخلیق امام

(۶۷-۶۸) کتاب بصائر الدرجات میں محمد بن مروان سے روایت ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں

نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

”جب اللہ تعالیٰ کسی امام کو خلق کرنا چاہتا ہے تو پانی کا وہ قطرہ جو زیر عرش ہے

اسے زمین پر نازل کرتا ہے۔ یہ قطرہ ایک درخت پر گرتا ہے۔ اس امام کے

پدر بزرگوار اس کا پھل تناول فرماتے ہیں، اس کے بعد وہ امام اپنی زوجہ سے

قربت کرتا ہے۔ اس طرح سے اللہ تعالیٰ ایک امام کو خلق فرماتا ہے“

وہ حکم مادر میں آواز سنتا ہے، جب وہ متولد ہوتا ہے تو اس کے لیے نور کا ایک

نون آسمان کی طرف بلند ہوتا ہے، وہ بندوں کے اعمال دیکھتا ہے۔ جب وہ ایک بلند

رو قامت اور خوب رونو جوان ہوتا ہے تو اس کے بائیں زانو پر یہ آیت شریفہ لکھی جاتی ہے۔

وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا لَا مُبَدَّلَ بِكَلِمَاتِهِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔ (سورہ انعام ۶ آیت ۱۱۵)

”اور آپ کے رب کا کلمہ قرآن صداقت و عدالت کے اعتبار سے بالکل

کھل ہے، اسے کوئی تبدیل کرنے والا نہیں ہے، وہ سننے والا بھی ہے اور

جاننے والا بھی ہے“ (بخاری الانوار جلد ۲۵ صفحہ ۳۸، بصائر الدرجات صفحہ ۴۳۱)

(۶۷-۶۸) مذکورہ کتاب میں ابو بصیر سے روایت ہے کہ وہ کہتا ہے:

جس سال حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام متولد ہوئے۔ اس سال میں حضرت

امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا، جس وقت ہم مقام ابواء (یہ مدینہ اور حجفہ

کے درمیان ایک دیہات ہے جہاں پر رسول خدا کی والدہ گرامی حضرت آمنہ علیہا السلام کا

رقد مطہر ہے) پر پہنچے تو امام علیہ السلام نے اپنے تمام اصحاب کے لیے بہت مزیدار ناشتہ

ہیا فرمایا۔ ہم سب کھانے میں مصروف تھے کہ اچانک حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی

زوجہ حمیدہ کی طرف سے ایک قاصد آیا اور اس نے کہا کہ حمیدہ کہتی ہے کہ مجھے درازہ شروہا میں اور برف سے زیادہ ٹھنڈا تھا وہ انہیں پلایا، اور زوجہ کے پاس جانے کا حکم دیا، وہ خوش ہو چکا ہے۔ چونکہ آپ نے فرمایا تھا کہ اس بچے کی ولادت کے وقت آپ کی عدم موجودگی عالم میں اٹھے اور اپنی زوجہ کے پاس گئے، اس طرح سے میرے جد بزرگوار شکم مادر میں کی صورت میں کوئی قدم نہ اٹھاؤں۔

جس رات میرے والد بزرگوار شکم مادر میں منتقل ہوئے، وہی شخص میرے جد

بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہوا، وہی شربت انہیں پلایا اور زوجہ کے پاس جانے کا حکم دیا، اس طرح سے میرے والد بزرگوار شکم مادر میں منتقل ہوئے۔

جس رات میں شکم مادر میں منتقل ہوا، وہی شخص میرے والد بزرگوار کی خدمت

میں حاضر ہوا، انہیں وہی شربت پلایا جو میرے اجداد کو پلایا گیا تھا، میرے پدر بزرگوار کو زوجہ کے پاس جانے کا حکم دیا، وہ خوش و خرم اپنی بیوی کے پاس گئے۔ اس طرح سے میں شکم مادر میں منتقل ہوا۔

جس رات میرا یہ فرزند شکم مادر میں منتقل ہوا، وہی شخص میرے پاس آیا اور مجھے

وہی کچھ پلایا جو میرے اجداد کو پلایا گیا تھا، اس کے بعد مجھے وہی حکم دیا گیا جو انہیں دیا گیا تھا۔ مجھے علم تھا کہ خدا مجھے کیا عطا کرنے والا ہے۔ میں راضی خوشی اپنی زوجہ کے پاس گیا۔ اس طرح سے میرے یہ فرزند شکم مادر میں منتقل ہوئے۔

پس ہر معصوم شربت کی صورت میں شکم مادر میں منتقل ہوا کہ جس کے بارے میں،

میں آپ کو بتا چکا ہوں۔ چالیس دن گزرنے کے بعد اللہ تعالیٰ شکم مادر میں نورانی ستون نصب کرتا ہے جسے وہ اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ چار ماہ گزرنے کے بعد ایک فرشتہ امام "حیوان" آتا ہے، اور ان کے بازو پر تحریر کرتا ہے:

وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ بِكَلِمَاتِهِ وَهُوَ

السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔ (سورہ انعام آیہ ۱۱۵)

چونکہ امام جب متولد ہوتے ہیں تو سب سے پہلے اپنے ہاتھ زمین پر رکھتے ہیں اور

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کھڑے ہو گئے اور وہاں سے خوش حال او

مسکراتے ہوئے رخصت ہوئے، تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ آنحضرت نے اپنی آستینیں او

چڑھائی ہوئی ہیں اور مسکراتے ہوئے واپس آئے۔ ہم نے کہا! خداوند تعالیٰ آپ کو ہمیشہ خوشی نصیب فرمائے اور آپ کی آنکھیں روشن کرے، آپ کی زوجہ حمیدہ نے کیوں بلایا تھا؟ آپ نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک بیٹا عطا کیا ہے جو خداوند کریم کی بہترین

خلوقات میں سے ہے۔ حمیدہ نے مجھے اس مولود کی ایک بات بتائی ہے

جبکہ وہ بات میں پہلے سے جانتا تھا“

میں نے عرض کیا:

”آپ پر قربان جاؤں آپ کی زوجہ نے کیا بتایا ہے؟“

آپ نے فرمایا:

”اس نے کہا ہے کہ جب یہ مولود متولد ہوا ہے تو اس نے اپنے ہاتھ زمین

پر رکھے اور سر آسمان کی طرف بلند کیا۔ میں نے اس سے کہا: یہ کام تو

رسول خدا کے جانشین کا ہے“

میں نے عرض کیا: ”آپ پر قربان جاؤں یہ عمل کس طرح امام کی نشانی ہے“

آپ نے فرمایا: جس رات میرے جد بزرگوار شکم مادر میں منتقل ہوئے اس رات

ایک شخص ان کے والد گرامی جو کہ سوئے ہوئے تھے ان کی خدمت میں ایک کاس لے کر حاضر

ہوا، جس میں ایسا شربت تھا جو پانی سے زیادہ رقیق، بکھن سے زیادہ ملائم، شہد سے زیادہ

سر آسمان کی طرف بلند کرتے ہیں۔ جس وقت وہ زمین پر ہاتھ رکھتے ہیں درحقیقت ان علوم کو حاصل کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے زمین پر نازل کیے اور جس قدر اپنا مبارک آسمان کی طرف بلند کرتے ہیں تو اس وقت عرش کے درمیان سے افق اعلیٰ پر پروردگاری کی طرف سے منادی انہیں ان کے اور ان کے والد بزرگوار کے نام سے ندا کرتے ہوئے کہے گا:

يَا فُلَانُ! اِثْمِتْ بِكَ اللّٰهُ فَلَظِيْمٌ مَا خَلَقَكَ اَنْتَ صَفْوَتِيْ مِنْ خَلْقِيْ وَمَوْضِعُ سِرِّيْ وَعَيْبَةُ عَلَمِيْ، لَكَ وَلِمَنْ تُوَلَّاكَ اَوْ حَبِيْبٌ رَّحْمَتِيْ وَ اَسْكَنْتُ جَنَّتِيْ وَ اَخْلَلْتُ جَوَارِيْ ثُمَّ وَعِزَّتِيْ لِاصْلِحَتِكَ مَنْ عَادَاكَ اَشَدُّ عَذَابِيْ وَ اِنْ اَوْ سَعَتْ عَلَيْهِمْ مِنْ سَعَةِ رِزْقِيْ -

”اے فلاں شخص! ثابت قدم ہو جا، خدا تجھے ثابت قدم رکھے، تم ہے مجھے اس عظمت کی جس کے ذریعے میں نے تمہیں پیدا کیا، آپ میری مخلوق میں سے برگزیدہ ترین، میرے راز کا مقام اور میرے علم کا خزانہ دار ہو، آپ پر اور جو بھی آپ کی پیروی کرے گا اس پر میں نے اپنی رحمت واجب قرار دی ہے، میں نے اسے بہشت میں اپنے ہمسائے میں رکھا ہے، مجھے میری عزت کی قسم، جو بھی آپ کے ساتھ دشمنی رکھے گا اُسے میں اپنے سخت عذاب کے ذریعے جلاؤں گا۔ اگرچہ میں اسے بھی رزق و روزی فراوانی سے عطا کرتا ہوں“

جب منادی کی ندا ختم ہوگئی تو امام علیہ السلام اس کے جواب میں مندرجہ ذیل آیت

شریفہ تلاوت فرمائیں گے:

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ.....

”اللہ گواہی دیتا ہے کہ اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور فرشتے گواہ ہیں“

(سورۃ آل عمران ۶۶ آیت ۱۸)

چونکہ اس طرح سے کہہ رہا ہے لہذا اللہ تعالیٰ اس علم کو اول اور علم آخر عطا فرماتا

ہے اور اسے شب قدر ملاقات روح کا سبب قرار دیتا ہے۔

میں نے عرض کیا: ”آپ پر قربان جاؤں کیا روح سے مراد حضرت جبرئیل علیہ السلام نہیں ہیں؟“

آپ نے فرمایا: ”جبرئیل فرشتوں میں سے ہیں جبکہ روح ایسی مخلوق ہے جو فرشتوں سے بزرگ تر ہے۔ کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کا فرمان نہیں پڑھا ہے؟

تَنْزِلُ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ - (سورہ قدر آیت ۴)

”ملائکہ اور روح نازل ہوتے ہیں“

امام ششم مادر میں گفتگو سنتے ہیں

(۶۸۰-۸) کتاب بصائر الدرجات میں تفسیر برہان سے نقل کرتے ہیں کہ ہمارے بعض

اصحاب نے روایت کی ہے کہ حضرت امام صادق علیہ السلام کا فرمان ہے:

لَا تَتَكَلَّمُوا فِي الْاِمَامِ فَاِنَّ الْاِمَامَ يَسْمَعُ الْكَلَامَ وَهُوَ جَنِّيْنٌ فِي بَطْنِ اُمِّهِ

”امام علیہ السلام کے مقام و منزلت کے بارے میں گفتگو نہ کریں کیونکہ

امام وہ ہوتے ہیں جو شکم مادر میں بھی سنتے ہیں“

جب امام دنیا پر تشریف لاتے ہیں تو فرشتہ ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان

مندرجہ ذیل آیت کریمہ لکھتا ہے۔

وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَهُوَ السَّمِيعُ

الْعَلِيم - (سورہ انعام آیت ۱۱۵)

”اور تمہارے رب کا کلمہ از روئے صدق و عدل پورا ہو گیا۔ اس کے کلموں

کو بدلنے والا کوئی نہیں ہے اور وہ بڑا سننے والا اور جانتے والا ہے“

امام علیہ السلام جب حکم الہی نافذ فرماتے ہیں، تو ہر شہر سے نور کا ایک ستون بلند

ہوتا ہے، جس کی روشنی میں وہ بندوں کے اعمال دیکھتے ہیں۔

فہرست

مناقب اہل بیت (حصہ سوم)

32	دینی والد کی اطاعت کو مقدم کرنے کا ثمرہ	11	بہتر مترجم
33	طبیعت شیعہ کیسی؟	18	مدد مولف
35	آیت شریفہ خیر لمتہ کی تفسیر میں رسول کا فرمان	19	رفت اہل بیت کی دعوت کا فائدہ
37	تخلیق امام حضرت جعفر صادق کی نظر میں	21	زین لوگ کون؟
41	امام حکم مادر میں گفتگو سنتے ہیں	21	اس کے بارے امام جعفر صادق کا فرمان
42	امام کی عمر	22	ماہیت سے محبت اور ان کی نصرت کا فائدہ
44	علم امام	22	زرف کے عوض جنت میں ایک شہر
45	علم امام کی کم ترین فضیلت	24	ریٹ شجرہ کی وضاحت
48	پیغمبر کے بعد حجت کون؟	24	شہتوں نے کس سے تسبیح و تقدیس سیکھی؟
49	امام حسین کی عیش قبر کے بارے میں سوال	25	تاب خدا کے وارث کون؟
51	ارادہ امام ارادہ خدا	25	بیت کا مقام
52	علم امام بزبان امام	28	بیت و بالوالدین کے بارے میں امام حسن عسکری کا فرمان
52	حجرہ جعفر سفید اور مصحف فاطمی کی وضاحت	28	بیت کے باپ کون
53	معرفت معصومین قبولی علم کا ذریعہ	30	عربی والدین کو راضی کریں
54	انا انزلناہ سے کیا مراد ہے؟	31	از کے ثواب میں اضافے کا سبب
55	حضرت علی کے چہرے پر زردی کے آثار	31	عربی افضل ترین باپ
56	فضائل اہل بیت کا متکبر بد بخت		

کمال الحوق محفوظاً

نام کتاب..... مناقب اہل بیت (جلد سوم)

مؤلف..... آیت اللہ سید احمد مستنبط قدس سرہ

مترجم..... حجت الاسلام مولانا آزاد حسین (ایران)

اہتمام..... حجت الاسلام علامہ ریاض حسین جعفری (فاضل قم)

ناشر..... ادارہ منہاج الصالحین لاہور

کمپوزنگ..... ناصر ناچ (بلو)

پروف ریڈنگ..... انور سجاد

صفحات..... 500

ہدیہ..... =/200 روپے

ملنے کا پتہ

ادارہ منہاج الصالحین لاہور

محمد مارکیٹ، فرسٹ فلور، دکان نمبر 20، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور، فون: 042-7225252

(بصائر الدرجات صفحہ ۲۳۵، تفسیر برہان جلد ۱ صفحہ ۵۵۰)

مذکورہ آیت شریفہ کی توضیح و تفسیر کے بعد یونس بن علیان سے روایت منقول ہے:

فَإِذَا خَرَجَ إِلَى الْأَرْضِ أُتِيَ الْحِكْمَةَ وَزُيِّنَ بِالْعِلْمِ وَالْوَقَارِ
وَالْبَسَ الْهَيْبَةَ وَجَعَلَ لَهُ مَصْبَاحٌ مِنْ نُورٍ فَعَرَفَ بِهِ الضَّيِّيرَ
وَيَزِي بِهٖ أَعْمَالَ الْعِبَادِ - (بصائر الدرجات صفحہ ۲۳۲، بحار جلد ۲۵ صفحہ ۳۹)

”جب امام شکرِ مادر سے دنیا پر تشریف لاتے ہیں تو انہیں حکمت عطا کی جاتی ہے، علم و وقار سے مزین کیا جاتا ہے، ان کے جسم ملکوتی پر لباسِ ہیبت پہنایا جاتا ہے اور ان کے نور کو ایک چراغ قرار دیا جاتا ہے، جس کے ذریعے وہ لوگوں کے ضمیر کی شناخت کرتے ہیں اور ان کے اعمال دیکھتے ہیں“

امام کی عمر

(۶۸۱-۹) کتاب شریفہ کافی میں مذکور ہے کہ محمد بن اسماعیل بن بزیر کہتا ہے

کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے امامت کے بارے میں پوچھا کہ کیا سات سے کم عمر میں امام ہونا ممکن ہے؟

آپ نے فرمایا: ہاں! پانچ سال سے کم عمر کا امام بھی ہو سکتا ہے۔

(اصول کافی جلد ۱ صفحہ ۳۸۲ بحار جلد ۳۵ صفحہ ۱۰۳)

موثق کہتا ہے: یہ حدیث امام زمانہ ارواحنا فداہ کی طرف اشارہ ہے، کیونکہ

اکہ و بیشتر روایات کی بناء پر امامت کے وقت آنحضرت کی عمر کچھ مہینے یا ایک سال اور ہاں کچھ مہینے تھی، یعنی پانچ سال سے کم تھی۔

امام کی صفات

(۶۸۲-۱۰) معانی الاخبار، خصال اور عیون اخبار الرضا میں حسن بن فضال اپنے باپ سے

نقل کرتے ہیں کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

لِلْإِمَامِ عَلَمَاتٌ يَكُونُ أَعْلَمَ النَّاسِ وَأَحْكَمَ النَّاسِ وَأَتَقَى
النَّاسِ وَأَحْلَمَ النَّاسِ وَأَشَجَعَ النَّاسِ وَأَسْحَى النَّاسِ
وَأَعْبَدَ النَّاسِ ، وَيُولَدُ مَخْتُونًا وَيَكُونُ مُطَهَّرًا وَيَرَى مِنْ خَلْفِهِ
كَمَا يَرَى مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا يَكُونُ لَهُ ظِلٌّ -

”امام کی چند علامات ہوتی ہیں وہ تمام لوگوں سے عالم ترین، بہترین فیصلے کرنے والے، پرہیزگار ترین، بردبار ترین، شجاع ترین، سخاوت مند ترین اور عبادت گزار ترین ہوتے ہیں، وہ جب دنیا پر تشریف لاتے ہیں تو خندہ شدہ اور پاک و مطہر ہوتے ہیں جس طرح وہ اپنے سامنے سے دیکھتے ہیں اسی طرح پیچھے سے بھی دیکھ سکتے ہیں ان کا کوئی سایہ نہیں ہوتا ہے“

جب وہ شکرِ مادر سے دنیا پر تشریف لاتے ہیں تو وہ اپنی دونوں ہتھیلیاں زمین پر

رکھتے ہیں اور بلند آواز سے شہادتین یعنی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ پڑھتے ہیں۔

وہ ختم نہیں ہوتے ان کی آنکھیں سوتی ہیں لیکن دل بیدار رہتا ہے، وہ محدث ہیں

یعنی وہ فرشتوں کی آواز سنتے ہیں، رسولِ خدا کی زہ ان کے اندازے کی ہوتی ہے، ان کا

پیشاب و پاخانہ نظر نہیں آتا، کیونکہ اللہ نے زمین کو اس بات پر مامور کیا ہے کہ جو کچھ ان کے

بدن مبارک سے خارج ہو ہڑپ کر جائے۔

امام علیہ السلام کے بدن کی خوشبو مشک کی خوشبو سے بیشتر اور پاکیزہ ہوتی ہے،

لوگوں کی جان پر انہیں مکمل اختیار ہوتا ہے اور لوگوں کے لیے ماں باپ سے زیادہ مہربان اور

دل سوز ہوتے ہیں۔

وہ خداوند قدوس کی بارگاہ میں تمام لوگوں کی نسبت زیادہ متواضع ہوتے ہیں، خدا

نے جس چیز پر انہیں مامور کیا ہے، اس پر عامل تر ہیں اور جس چیز سے منع فرمایا ہے، اسے

کبھی بھی انجام نہیں دیتے ہیں۔

ان کی دعا ہمیشہ قبول ہوتی ہے اگر وہ دعا کریں کہ پتھر کے دو ٹکڑے ہو جائے تو وہ دو حصوں میں تقسیم ہو جاتا ہے۔

رسول خدا کا اسلحہ اور شمشیر ذوالفقار انہیں کے پاس ہے وہ صحیفہ بھی امام کے پاس ہوتا ہے جس میں قیامت تک کے آنے والے ان کے شیعوں، حیداروں اور دشمنوں کے نام تحریر شدہ ہیں۔

وَتَكُونُ عِنْدَ الْجَامِعَةِ وَهِيَ صَحِيفَةٌ طُولُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا ،
فِيهَا جَمِيعُ مَا يَحْتَاجُ إِلَيْهِ وَلَدَّ آدَمَ -

”امام علیہ السلام کے پاس جامعہ ہے، یہ ایسا صحیفہ ہے جس کی لمبائی ستر ہاتھ ہے اس میں ہر وہ چیز تحریر ہے جس کی انسان کو احتیاج ہے“

امام معصوم علیہ السلام فرماتے ہیں:

”جفر اکبر اور اصغر ہمارے پاس ہے جو بکری اور گوسفند کی کھال سے بنا ہے۔ ان میں تمام علوم حتی خراش کا جرمانہ اور ایک تاریانہ یا آدھایا ایک تہائی کا حکم بھی تحریر کیا گیا ہے اور مصحف فاطمہ ہمارے پاس ہے۔“

(معانی الاخبار صفحہ ۱۰۱، انصاف جلد ۲ صفحہ ۵۲۸، عیون اخبار الرضا جلد ۱ صفحہ ۶۹، الاحقاج صفحہ ۳۳۷، بحار الانوار جلد ۲۵ صفحہ ۱۱۶)

علم امام

(۱۱-۶۸۳) کتاب ”اختصاص“ شیخ مفید اور بصائر الدرجات میں مذکور ہے کہ ابان بن

تغلب کہتے ہیں: میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا

کہ ایک یمنی عالم ان کی خدمت میں شرفیاب ہوا تو امام علیہ السلام نے فرمایا:

”اے یمنی! کیا تمہارے درمیان علماء و دانشمندان موجود ہیں؟“

اس نے کہا: ”ہاں! یا بن رسول اللہ“

آنحضرت نے فرمایا: ”ارے! کس حد تک ہے؟“

اس نے کہا: ”وہ ایک ماہ کا سفر ایک رات میں طے کر لیتے ہیں، پرندے سے فال لیتے ہیں“

آنحضرت نے فرمایا: ”پس عالم مدینہ تمہارے عالم سے علم میں زیادہ ہے؟“

اس نے کہا: ”آپ کے عالم کا علم کہاں پر منتہی ہوتا ہے؟“

آپ نے فرمایا:

إِنَّهُ يَسِيرُوا فِي (كُلِّ) صَبَاحٍ وَاحِدٍ مَسِيرَةَ سَنَةِ كَالشَّمْسِ إِذَا
أَمَرَتْ ، إِنَّهَا الْيَوْمَ غَيْرَ مَا مَوْرَةً وَلَكِنْ إِذَا أَمَرَتْ تَقَطَّعَ إِثْنِي
عَشَرَ شَمْسًا وَإِثْنِي عَشَرَ قَمَرًا وَإِثْنِي عَشَرَ مَشْرِقًا وَإِثْنِي عَشَرَ
مَغْرِبًا وَإِثْنِي عَشَرَ بَرًّا وَإِثْنِي عَشَرَ بَحْرًا وَإِثْنِي عَشَرَ عَالَمًا -

”وہ ہر صبح ایک سال کی مسافت طے کرتا ہے جسے سورج، اگر اسے حکم ہوا
بے شک فی الحال اس سے زیادہ اسے حکم نہیں ہے، لیکن اگر اسے حکم ہو تو

وہ بارہ (۱۲) سورجوں، بارہ چاندوں، بارہ شرقوں، بارہ مغربوں، بارہ
خشکیوں، بارہ سمندروں اور بارہ جہانوں کی مسافت طے کرتا“

روای کہتا ہے۔ اس یمنی کے پلے کچھ نہیں پڑا، وہ نہیں سمجھ سکا کہ اب کیا کہوں،

لہذا امام نے یہاں پر ہی اپنی گفتگو ختم کی۔

علم امام کی کم ترین فضیلت

(۱۲-۶۸۳) کتاب بصائر الدرجات میں لکھتے ہیں کہ علی بن جعفر کہتے ہیں: میں نے حضرت

علی موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

لَوْ أُذِنَ لَنَا لَأَخْبَرَ نَا بِفَضْلِنَا -

”اگر مجھے اجازت دی گئی ہوتی تو میں لوگوں کو اپنے فضائل سے آگاہ کرتا“

میں نے کہا: ”کیا آپ کا علم بھی ان فضائل میں شامل ہے“

مقدم کیا اور میری عزت کی، میں تجھے تیرے دونوں دینی باپوں کے حضور
اس طرح سے شرافت و عزت بخشا ہوں جس طرح تو نے ان کی محبت کو
اپنے نسبی والدین کے مقابلے میں شرافت و عزت بخشی“

طینت شیعہ کیسی؟

(۳-۶۷۵) کتاب بصائر الدرجات میں لکھتے ہیں کہ حنان بن سدریر کہتا ہے:

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

إِنَّ اللَّهَ عَجَنَ طِينَتَنَا وَطِينَةَ شِيعَتِنَا، مَخْلَطَنَا بِهِمْ وَخَلَطَهُمْ بِنَا،
ضَمَّنَ كَانُ فِي خَلْقِهِ شَيْءٌ مِنْ طِينَتِنَا حَنَّ إِلَيْنَا فَأَتَيْتُمْ وَاللَّهُ مِنَّا

(بصائر الدرجات صفحہ ۱۶ جلد ۸، بحار جلد ۲۰ صفحہ ۱۱)

”اللہ تعالیٰ نے ہماری اور ہمارے شیعوں کی طینت کو گوندھا ہے، اس کے
بعد ہماری سرشت کو ان کی اور ان کی سرشت کو ہماری سرشت کے ساتھ
مخلوط کیا، پس وہ شخص جس کی سرشت کے ساتھ ہماری تھوڑی سی سرشت
مخلوط ہو وہ بڑے شوق و جذبے سے ہماری طرف چلا آتا ہے۔ خدا کی
قسم! تم ہم میں سے ہو۔“ ایک اور روایت میں ہے کہ:

وَسُلَّمَانُ خَيْرٌ مِنْ لُقْمَانَ -

”حضرت سلیمان، حضرت لقمان سے بہتر ہیں“ ل

۱۔ یہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خوبصورت حدیث کا آخری جملہ ہے میرے خیال میں

اس کا پہلا حصہ حذف کیا گیا ہے، میں مہمان اہل بیت علیہم السلام کے دلوں میں نورانیت کے لیے مذکورہ
حدیث کا مکمل ترجمہ عرض کرتا ہوں:

فضل بن عیسیٰ ہاشمی کہتا ہے کہ میں اپنے والد کے ہمراہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی
خدمت میں شرفیاب ہوا، میرے باپ نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ کیا یہ حدیث (کہ سلیمان ہم
اہل بیت میں سے ہے رسول خدا کے کلمات ہیں): (باقی آگے)

(۶۷۶-۴) جلیل القدر عالم شیخ صدوق علیہ الرحمہ کتاب کمال الدین میں لکھتے ہیں:

ابو حمزہ کہتا ہے: میں نے امام سجاد علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا:
 إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ خَلَقَ مُحَمَّدًا وَآلَ نَبِيِّهِ أَحَدَ عَشَرَ مِنْ نُورِ
 عَظْمَتِهِ أَرْوَاحًا حَافِي ضِيَاءِ نُورِهِ، يَعْبُدُونَهُ قَبْلَ خَلْقِ الْخَلْقِ
 يُسَبِّحُونَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَلَقَدْ سُوْنَهُ وَهُمْ الْأَيْمَةُ الْهَادِيَّةُ مِنْ آلِ
 مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ -

(کمال الدین جلد ۱ صفحہ ۱۸، بحار الانوار جلد ۲۵ صفحہ ۱۵، منتخب الاثر ص ۴۰)

(مذکورہ حدیث مہذبہ الاسلام شیخ کلینی نے بھی کافی جلد ۱ صفحہ ۵۳ میں مختصر نقاد کے ساتھ نقل کی ہے۔)

”بے شک اللہ تعالیٰ نے محمدؐ وعلیؑ اور گیارہ آئمہ علیہم السلام کے انوار کو اپنے
 باعظمت نور سے خلق کیا، وہ مخلوق کی آفرینش سے قبل نورانی ارواح کی
 صورت میں اس کی عبادت اور تسبیح و تقدیس میں مشغول تھے اور وہ ہدایت و
 راہنمائی کرنے والے آئمہ آل محمدؐ ”صلوات اللہ علیہم اجمعین“ سے ہیں“

حضرت نے فرمایا: ہاں اس نے عرض کیا: کیا حضرت عبدالمطلب کی اولاد میں سے ہیں؟ آپ

نے فرمایا وہ ہم اہل بیت میں سے ہیں۔ اس نے دوبارہ عرض کیا: کیا حضرت ابوطالب کی اولاد سے؟

آپ نے فرمایا: وہ ہم اہل بیت میں سے ہیں۔ اس نے کہا کہ میں آپ کا فرمان نہیں سمجھ پا رہا ہوں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے عیسیٰ! پہچانو وہ ہم اہل بیت میں سے ہیں اس کے

بعد آنحضرت نے اپنے دست مبارک سے اپنے سینہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

”میں نے جو کہا کہ وہ ہم اہل بیت میں سے ہیں، اس سے مراد وہ نہیں ہے جس کا تصور تمہارے

ذہن میں آرہا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہماری طینت کو اعلیٰ علیین سے پیدا کیا اور ہمارے شیعوں کی طینت کو اس

سے نچلے حصے سے پیدا کیا، پس وہ ہم میں سے ہیں۔ جبکہ ہمارے دشمنوں کی سرشت کو کسحسین (دوزخ کی

گھاٹی) اور ان کے پیروکاروں کی سرشت کو ان سے بھی نچلے طبقے سے پیدا کیا۔ پس ہمارے دشمنوں کے

پیروکار ہمارے دشمن ہیں۔ سلیمان کا مقام و مرتبہ لقمان سے بلند و بالا ہے۔

واقعات کی وہ ہمیں اطلاع نہ دیتے ہوں، جنوں اور ہوا میں موجود فرشتوں کی ہمیں خبر دیتے ہیں، یہ بھی بتاتے ہیں کہ کون سا بادشاہ فوت ہوا ہے، اس کا جانشین کون ہے اور وہ پہلے والوں سے کیسا برتاؤ کرتا ہے۔ خلاصہ زمین و آسمان کے اندر جو کچھ بھی ہوتا ہے فرشتے تمام واقعات کی ہمیں اطلاع کرتے ہیں۔

میں نے عرض کیا۔ ”آپ پر قربان جاؤں اس پہاڑ کی انتہا کہاں پر ہے؟“
 آپ نے فرمایا: اس پہاڑ کی آخر چھٹی زمین تک ہے، اور جہنم ان زمینوں میں سے کسی ایک زمین کی وادی میں ہے اس وادی میں نگہبانوں کی تعداد آسمان کے ستاروں، بارش کے قطروں اور جو کچھ سمندروں اور زمین میں ہے سے زیادہ ہے، جس فرشتے کی جو ڈیوٹی ہے وہ اسے انجام دینے میں کوتاہی نہیں کرتا۔“

میں نے عرض کیا: ”کیا یہ تمام اطلاعات آپ تمام کے لیے لاتے ہیں؟“
 آپ نے فرمایا: ”نہیں یہ اطلاعات و اخبار زمانے کے امام تک پہنچتی ہیں، ہمارا علم و قدرت اس حد تک ہے کہ لوگ اسے سمجھ نہیں سکتے اور اس بارے میں کسی قسم کی قضاوت نہیں کر سکتے، لیکن ہم ان موارد میں حکم کرتے ہیں، اگر کوئی ہمارے حکم کو قبول نہیں کرتا تو فرشتے اسے قبول کرنے پر مجبور کرتے ہیں، اور نگہبانوں کو حکم دیتے ہیں، کہ انہیں ہر راقول قبول کرنے پر مجبور کریں، اگر کوئی جن مخالفت کرتا یا کافر ہو جاتا ہے تو اسے باندھ دیتے ہیں اور اس وقت تک شکنجے دیتے ہیں جب تک وہ ہمارے حکم کو قبول نہ کر لے“

میں نے عرض کیا: ”آپ پر قربان جاؤں کیا امام مشرق و مغرب کے درمیان دیکھ سکتا ہے؟“

آپ نے فرمایا: ”اے ابن بکیرا! وہ کس طرح سے مشرق اور مغرب والوں کا امام ہو سکتا ہے جبکہ وہ نہ تو ان کو دیکھتا ہو اور نہ ہی ان کے درمیان

حکم کرتا ہو؟ وہ ان کے لیے کس طرح سے حجت اور امام ہو سکتا ہے جو اس کی نظروں سے پنہاں اور قدرت سے باہر ہوں؟ اور انہیں بھی اپنے امام تک رسائی کی قدرت نہ ہو؟ اگر امام لوگوں کو دیکھ نہیں سکتا تو وہ کس طرح سے احکام الہی ان تک پہنچائے گا اور ان پر گواہی دے گا؟“

وہ ان کے لیے کس طرح سے حجت اور امام ہو سکتا ہے جو اس کی نظروں سے پوشیدہ ہو، اور کوئی چیز امام اور ان لوگوں کے درمیان احکام خدا پہنچانے سے مانع ہو؟ درحالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ - (سورہ سبأ، آیہ ۲۸)

”ہم نے تمہیں نہیں بھیجا مگر تمام لوگوں کے لیے“

یعنی ہم نے تمہیں کرۂ ارض پر بسنے والے تمام انسانوں کے لیے بھیجا ہے۔

پیغمبر کے بعد حجت کون؟

وَالْحُجَّةُ مِنَ بَعْدِ النَّبِيِّ يَوْمَ مَقَامِهِ وَهُوَ الدَّلِيلُ عَلَى مَا تَشَاءُ
جَرَتْ فِيهِ الْأُمَّةُ وَالْأَخْذُ بِحُقُوقِ النَّاسِ ، وَالْقِيَامُ بِأَمْرِ اللَّهِ
وَالْمَنْصِفُ لِبَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضٍ -

”امام پیغمبر کے بعد حجت اور اس کا قائم مقام ہوتا ہے، وہ ان مشکلات کا حل ہوتا ہے جو امت کے درمیان پیدا ہوتی ہیں، لوگوں کے حقوق کا محافظ و مدافع ہوتا ہے۔ حکم خدا سے قیام کرنے والا اور منصف ہوتا ہے“

پس اگر لوگوں کے درمیان کوئی ایسا نہ ہو جس کا حکم نافذ ہو، تو پھر امر خدا کا نفاذ

کیسے ہوگا؟ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

سُنُّرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ - (سورہ نصلت آیہ ۵۳)

”ہم عنقریب اپنی نشانوں کو تمام اطراف عالم میں اور خود ان کے نفسوں

کے اندر دکھائیں گے“

پس ہمارے علاوہ آفاق میں کون سی نشانیاں ہیں جو خدا نے زمین کے باسیوں کو

دکھائی ہوں؟ ایک اور جگہ پر ارشاد ہو رہا ہے:

مَأْنُونِهِمْ مِنْ آيَةِ الْإِلَهِمْ أَكْبَرُ مِنْ أُخْتِيهَا -

”اور ہم انہیں جو بھی نشانیاں دکھلاتے تھے وہ پہلے والی نشانی سے بڑھ کر

ہوتی تھی۔“

پس وہ کون سی نشانی ہے جو ہم سے عظیم تر ہے؟

خدا کی قسم! بے شک بنی ہاشم اور بنی قریش اس چیز سے آگاہ ہیں، جو اللہ تعالیٰ

نے ہمیں عطا فرمائی ہے، لیکن حسد نے انہیں اس طرح تباہ و برباد کر دیا، جس طرح شیطان کو

ہلاک و برباد کیا ہے۔ انہیں جب اپنی جان کا خطرہ ہوتا ہے تو ہمارے پاس آتے ہیں اور ہم

سے راہنمائی حاصل کرتے ہیں، ہم وضاحت سے راہ حل بیان کرتے ہیں، وہ اس وقت کہتے

ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ علم صرف آپ کے پاس ہے۔ جب ہم سے جدا ہوتے ہیں اور

دوسروں کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے آج تک ان کے پیروکاروں سے زیادہ

گمراہ کسی کو نہیں دیکھا۔

امام حسینؑ کی عیش قبر کے بارے میں سوال

ابن بکر نے عرض کیا: ”آپ پر قربان جاؤں، مجھے امام حسین علیہ السلام کے

بارے میں آگاہ فرمائیں، اگر کوئی ان حضرت کی عیش قبر کر لے تو کیا اس سے

کوئی چیز ملے گی؟“

آپ نے فرمایا: اے ابن بکر! تم نے کتنا بڑا سوال کیا ہے؟ حضرت امام حسین

علیہ السلام اپنے والد، والدہ اور بھائی امام حسنؑ کے ہمراہ رسول خداؐ کے پاس ہیں وہ وہاں پر

اس طرح زندگی گزار رہے ہیں جس طرح رسول خداؐ گزارتے ہیں، وہ وہاں پر اس طرح

رزق تناول فرماتے ہیں جس طرح آنحضرت تناول فرماتے ہیں۔ البتہ اگر ان ایام میں عیش قبر کی جائے تو وہ وہاں پر ہی ہوں، بس وہ پروردگار کے حکم کے مطابق زندہ ہیں، وہ اپنے سپاہیوں کے مقام کی طرف نگاہ کرتے ہیں اور پھر عرش الہی کی طرف دیکھتے ہیں کہ کس وقت انہیں بلائے جانے کا حکم صادر ہوتا ہے“

وہ عرش الہی کے دائیں طرف تشریف فرما ہیں اور کہتے ہیں۔ اے میرے پروردگار! آپ نے میرے ساتھ جو وعدہ کیا تھا اسے پورا فرما، وہ اپنے زائر کو دیکھتے ہیں، اس کا نام، اس کے باپ کا نام اور خدا کے نزدیک ان کے درجات و مقامات سے آگاہ ہیں، وہ تمہیں تمہاری اولاد اور تمہارے گھر کو تم سے زیادہ بہتر جانتے ہیں، وہ ان لوگوں کو بھی دیکھتے ہیں جو ان کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں، اپنے والد بزرگوار سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی گزارش کرتے ہیں اور فرماتے ہیں۔“

لَوْ تَعَلَّمُوا أَنِّي الْبَاقِي مَا أَعَدَّ لَكَ لَفَرِحْتَ أَكْثَرَ مِمَّا جَزَعْتَ -

”اے گریہ کرنے والے! اگر تمہیں علم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے کیا

آمادہ کیا ہوا ہے تو تمہاری خوشی تمہارے گریہ سے بیشتر ہو جائے گی“

آسمان پر جو فرشتہ بھی حضرت امام حسین علیہ السلام کے حرم یا کسی دوسرے مقام پر آنحضرت پر گریہ کرنے کی آواز سنتا ہے تو از لحاظ محبت ان کے لیے استغفار کرتا ہے۔

(کامل الزیارات ص ۵۴۱۔ الاختصاص ص ۵۴۰)

(بخار الانوار جلد ۲۵ صفحہ ۳۷۵)

زمینی اشیاء کیسے امام کی خدمت میں حاضر ہوتی ہیں؟

(۱۳-۶۸۶) کتاب بخار الانوار میں مذکور ہے کہ اسود بن سعید کہتا ہے: میں حضرت امام محمد

باقر علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھا، تو آپ نے میرے سوال کے بغیر گفتگو کا

آغاز کیا اور فرمایا:

نَحْنُ حُجَّةُ اللَّهِ وَنَحْنُ بَابُ اللَّهِ، وَنَحْنُ لِسَانُ اللَّهِ، وَنَحْنُ وَجْهُ اللَّهِ، وَنَحْنُ عَيْنُ اللَّهِ فِي خَلْقِهِ وَنَحْنُ وَلَاؤُا أَمْرِ اللَّهِ فِي عِبَادِهِ -

(الکفر صفحہ ۱۱۷، بخار جلد ۲۵ صفحہ ۳۸۳، اختصاص صفحہ ۳۱۸)

”تمام مخلوق خدا میں سے حجت خدا، باب اللہ، لسان اللہ، وجہ اللہ ہم ہیں اور اس کے تمام بندوں میں سے صاحبان امر خدا ہم ہیں“

اس کے بعد فرمایا:

”اے اسود بن سعید! ہمارے اور تمام زمینوں کے درمیان معمار کے دھاگے (وہ دھاگا جسے مستزی دیوار کے دونوں طرف باندھتا ہے) کی مانند ایک دھاگا ہے، ہم جب بھی کسی امر پر مامور ہوتے ہیں تو اس دھاگے کو کھینچتے ہیں، زمین کا مرکز اپنے بازاروں اور گھروں سمیت ہمارے پاس حاضر ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ ہم حکم خدا لاگو کرتے ہیں“

ارادۃ امام ارادۃ خدا

(۷، ۶، ۱۵) مذکورہ کتب میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ مفضل کہتا ہے کہ حضرت امام

جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

لَوْ أُذِنَ لَنَا أَنْ نُعَلِّمَ النَّاسَ حَالَنَا عِنْدَ اللَّهِ وَمَنْزِلَتَنَا فِيهِ لَمَا احْتَمَلْتُمْ -

”اگر ہمیں اجازت دی گئی ہوتی کہ ہم لوگوں کو اللہ کے نزدیک اپنا مقام و

مرتبہ بتائیں (کہ کیا ہے) تو تم اسے تحمل نہیں کر پاؤ گے“

آپ سے پوچھا گیا کیا اس سے آپ کی مراد آپ کا علم ہے؟ آپ نے فرمایا:

أَلْعِلْمُ أَيْسَرُ مِنْ ذَلِكَ، إِنَّ أَلَا مَامَ وَكَرَّيْلَا رَادَوَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ،

لَا يَشَاءُ إِلَّا مَنْ يَشَاءُ اللَّهُ -

”علم اس مرتبے کا کم ترین درجہ ہے، بے شک امام علیہ السلام ارادۃ خدا کا

آشیا نہ ہیں، وہ وہی کچھ چاہتے ہیں جو اللہ چاہتا ہے“

علم امام بزبان امام

(۶۸۸-۱۶) کتاب امالی میں لکھتے ہیں کہ ابو حمزہ کہتا ہے کہ میں نے حضرت امام

جعفر صادق علیہ السلام کو اپنے علوم کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا کہ آپ نے فرمایا:

مِنَّا مَنْ يُنْكثُ فِي قَلْبِهِ وَمِنَّا مَنْ يَقْذِفُ وَمِنَّا مَنْ يُخَاطَبُ -

(امالی شیخ طوسی، صفحہ ۴۰۷، بحار جلد ۲۶ صفحہ ۱۹)

”ہم بعض آئندہ کے دلوں میں خطور کیا جاتا ہے، بعض کے دلوں میں الہام

اور بعض سے خطاب کیا جاتا ہے“

جعفر احمر، جعفر سفید اور مصحف فاطمہ کی وضاحت

(۶۸۹-۱۷) کتاب ”ارشاد“ اور ”احتجاج“ میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام جعفر

صادق علیہ السلام نے فرمایا:

عَلِمْنَا غَابِرٌ وَمَزْبُورٌ، نَكْثٌ فِي الْقُلُوبِ وَتَقَرُّ فِي الْأَسْمَاعِ
وَإِنَّ عِنْدَنَا الْجَعْفَرَ الْأَحْمَرَ وَالْجَعْفَرَ الْأَبْيَضَ وَمَصْحَفَ فَاطِمَةَ
عَلَيْهَا السَّلَامُ وَعِنْدَنَا الْجَامِعَةَ فِيهَا جَمِيعُ مَا يَحْتَاجُ إِلَيْهِ
النَّاسُ -

”ہمارا علم غابر، مزبور دلوں میں خطور اور کانوں سے گمرانے والا ہے۔ بے

شک جعفر احمر، جعفر سفید اور مصحف فاطمہ علیہا السلام ہمارے پاس ہیں، وہ

جامعہ بھی ہمارے پاس ہے جس میں لوگوں کی تمام احتیاجات مندرج ہیں“

امام علیہ السلام سے مذکورہ کلام کی تفسیر پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا:

”غابر یعنی اس چیز کا علم ہے جو پیدا ہوگئی، مزبور یعنی اس چیز کا علم ہے جو

پہلے سے پیدا ہو چکی ہے۔ دلوں میں خطور سے مراد الہام ہے اور کانوں

سے گمرانے سے مراد فرشتوں کی آواز سننا ہے کہ ہم ان کی گفتگو سنتے ہیں،

لیکن انہیں دیکھتے نہیں ہیں۔

جعفر احمر وہ طرف ہے جس میں رسول خدا کا اسلحہ ہے۔ وہ امام زمانہ عجل

اللہ فرجہ الشریف کے ظہور سے قبل نہیں نکلے گا۔

جعفر سفید ایسا طرف ہے جس میں توریت موسیٰ، انجیل عیسیٰ، زبور داؤد اور

دیگر آسمانی کتب ہیں۔

مصحف فاطمہ ان واقعات پر مشتمل ہے جو انجام پائیں گے اور اس میں

ان لوگوں کے اسماء لکھے ہوئے ہیں جو روز قیامت تک حکومت کریں گے“

جامعہ کیا ہے؟

وَأَمَّا الْجَامِعَةُ فَهِيَ كِتَابٌ طُولُهُ سَبْعُونَ ذِرَاعًا أَمْلَأَهُ رَسُولُ

اللَّهِ مِنْ قَلْبِي فِيهِ وَخَطَّ عَلَيَّ بِنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ

بِئَمِينِهِ فِيهَا وَاللَّهُ جَمِيعُ مَا تَحْتَاجُ إِلَيْهِ النَّاسُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ،

حَتَّى أَنْ فِيهِ أَرْضُ الْخُدَشِ وَالْجَلْدَةُ نِصْفُ الْجَلْدَةِ -

(الاحتجاج جلد ۲ صفحہ ۱۳۳، الارشاد صفحہ ۲۷۷، بحار جلد ۲۶ صفحہ ۱۸)

”جامعہ ایسی کتاب ہے جس کا طول ستر (۷۰) ہاتھ ہے، جسے پیغمبر اکرمؐ

نے اپنی زبان مبارک سے املاء فرمایا ہے اور علی بن ابی طالبؑ نے اپنے

دست مبارک سے لکھا ہے، خدا کی قسم اس میں روز قیامت تک لوگوں کی

تمام احتیاجات موجود ہیں، حتیٰ کہ اگر کسی کو خراش تک آئی ہو تو اس کی سزا بھی

موجود ہے اگر کسی جرم کی سزا ایک کوڑا یا نصف کوڑا ہے وہ بھی مذکور ہے“

معرفت معصومین قبولی علم کا ذریعہ

(۶۹۰-۱۸) کتاب اختصاص میں ہے کہ محمد بن مسلم کہتا ہے کہ حضرت امام باقر علیہ السلام کا

فرمان ہے۔

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ آتَا فِي النَّاسِ آتَالَ ، وَعِنْدَنَا عَرَى الْعِلْمِ وَأَبْوَابُ
الْحِكْمِ وَمَعَاوِلُ الْعِلْمِ وَضِيَاءُ الْأَمْوِ وَأَوْخِيهِ فَمَنْ عَرَفْنَا نَفَعْتَهُ
مَعْرِفَتَهُ وَقَبِلَ مِنْهُ عَمَلَهُ وَمَنْ لَمْ يَعْرِفْنَا لَمْ يَنْفَعَهُ اللَّهُ بِمَعْرِفَةِ مَا عِلْمٍ
وَلَمْ يَقْبَلْ مِنْهُ عَمَلَهُ (الانتصاص صفحہ ۳۰۳، بحار الانوار جلد ۲۶ صفحہ ۳۲)

”بے شک رسول خدا نے لوگوں کو بہت سے علوم سے بہرہ مند فرمایا (جو بھی کسی نے سوال کیا اسے جواب دیا) صحیح اور خالص علوم حکمت کے دروازے، علم کے گنجینے! روشنائی امر اور اس کی محکم گاہ ہے کہ جو علوم کو نابود اور پرانگندہ ہونے سے محفوظ کرتی ہیں، ہمارے پاس ہے پس جس نے ہمیں پہچان لیا، اس کی یہ معرفت اس کے لیے سود مند ہے اور اس کا عمل قبول ہوگا، جس نے ہماری معرفت حاصل نہیں کی اس کا علم اسے کوئی نفع نہیں دے گا اور اس کا عمل قبول نہیں کیا جائے گا“

انا انزلناہ سے کیا مراد ہے؟

(۱۹-۶۹۱) کتاب بصائر الدرجات میں حسن بن عباس بن جریش سے روایت نقل کی گئی ہے

کہ حضرت امام جواد علیہ السلام فرماتے ہیں:

إِنَّا أَنْزَلْنَا نُورَ كَهَيْفَةِ الْعَيْنِ عَلَى رَأْسِ النَّبِيِّ وَالْأَوْصِيَاءِ
لَا يَرِيدُ أَحَدٌ مِّنَّا عِلْمَ أَمْرِ مِنَ الْأَرْضِ أَوْ أَمْرٍ مِنَ أَمْرِ السَّمَاءِ
إِلَّا إِلَى الْحُجُبِ الَّتِي بَيْنَ اللَّهِ وَبَيْنَ الْعَرْشِ إِلَّا رَفَعَ حِكْمَتَهُ إِلَى
ذَلِكَ النُّورِ فَزَأَى تَفْسِيرَ الَّذِي أَرَادَ فِيهِ مَكْتُوباً -

(بصائر الدرجات صفحہ ۴۳۲، بحار الانوار جلد ۲۶ صفحہ ۱۳۸)

”اِنَّا أَنْزَلْنَا“ سے مراد وہ نور ہے جو پیغمبر اسلام اور اوصیاء کرام کے سروں

پر خورشید کی طرح چمکتا ہے، ہم میں سے کوئی بھی زمینی یا آسمانی مسائل میں سے کسی مسئلہ کو جاننے کے لیے اللہ اور عرش کے درمیان پردوں کا ارادہ نہیں کرتا۔ ہم میں اگر کوئی کسی مسئلہ کو جاننا چاہے تو وہ اس نور کی طرف دیکھتا ہے“

مولف کہتا ہے کہ یہاں پر عین سے مراد خورشید ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس

سے مراد محافظ یا جاسوس ہو۔

زمین پر حجت حکمت خدا ہے

(۲۹۲-۲۰) مذکورہ کتاب میں علی بن اسماعیل ازرق روایت کرتے ہیں کہ امام صادق علیہ

السلام نے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ أَحْكَمُ وَأَكْرَمُ وَأَجَلُّ وَأَعْظَمُ وَأَعْدَلُ مِنْ أَنْ يَحْتَجَّ
بِحُجَّتِهِ ثُمَّ يُغَيِّبُ عَنْهُ شَيْئاً مِنْ أُمُورِهِمْ -

(بصائر الدرجات صفحہ ۱۲۳، بحار الانوار جلد ۲۶ صفحہ ۱۳۸)

”اللہ تعالیٰ اس سے حکیم تر، کریم تر، جلیل تر، بزرگ تر اور عادل تر ہیں کہ

وہ اپنے بندوں پر کسی کو حجت تو قرار دے لیکن ان کے امور اس سے

پہاں رکھے“

حضرت علیؑ کے چہرے پر زردی کے آثار

(۶۹۳-۶۱) مذکورہ کتاب میں ہے کہ ابو رجیح شامی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق

علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے عمرو بن حق سے ایک حدیث سنی ہے۔

میں نے عرض کیا: عمرو امیر المؤمنین علی علیہ السلام کی خدمت میں شرفیاب ہوا، تو

اس نے آنحضرت کے چہرے پر زردی کے آثار دیکھے تو اس نے آپ سے پوچھا:

”اس زردی کی کیا وجہ ہے؟“ آنحضرت نے اظہارِ درود و نثارِ اہلی کیا۔ اس کے

بعد حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام فرماتے ہیں:

إِنَّا لَنَفْرَحُ بِفَرْحِكُمْ وَنَحْزَنُ لِحُزْنِكُمْ وَنَمْرُضُ لِمَوْضِعِكُمْ وَنَدْعُو لَكُمْ وَتَدْعُونَ فَنَوْمِنُ -

”میں آپ کی خوشی میں خوش ہوتا ہوں اور آپ کے حزن میں محزون ہوتا ہوں، آپ کے بیمار ہونے کی صورت میں بیمار ہوتا ہوں، میں آپ کے لیے دعا کرتا ہوں اور جب تم دعا کرتے ہو، پس ہم آمین کہتے ہیں“

عمر کہتے ہیں کہ آپ نے جو کچھ فرمایا میں سمجھ گیا ہوں لیکن ہم کس طرح سے دعا کریں کہ آپ آمین کہیں؟

آپ نے فرمایا: ”ہمارے لیے اس میں کوئی فرق نہیں ہے کہ کوئی ہماری خدمت میں حاضر ہو یا غائب ہو، ہم اس کی دعا سنتے ہیں“

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

”عمر نے درست کہا ہے“ (بصائر الدرجات صفحہ ۲۶۰، بحار الانوار جلد ۲۶ صفحہ ۱۴۰)

فضائل اہل بیت کا منکر بد بخت ہے

(۶۹۳-۲۲) جناب مفید علیہ الرحمہ کتاب ”ارشاد القلوب“ میں حضرت سلمان فارسی رضوان

اللہ علیہ سے ایک حدیث مرفوعہ میں نقل کرتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا:

يَا سَلْمَانَ! الْوَيْلُ كُلُّ الْوَيْلِ لِمَنْ أَلَا يَعْرِفُنَا حَقَّ مَعْرِفَتِنَا وَأَنْكَرَ فَضْلَنَا
”اے سلیمان! بد بختی اور بطور کلی بربادی ہے اس شخص کے لیے جو ہمارا حق نہیں پہچانتا اور ہمارے فضائل کا منکر ہے“

”اے سلیمان! حضرت محمد اور سلیمان بن داؤد میں سے کون افضل ہیں؟“

حضرت سلیمان نے کہا: ”حضرت محمد افضل ہیں“

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: ”اے سلیمان! پس آصف بن برخیا جن کے پاس کتاب کا تھوڑا سا علم تھا وہ کس طرح سے پلک جھپکنے سے کم مدت میں تخت بلقیس ملک فارس سے سبام تک لاسکتے ہیں، درحالانکہ میرے پاس ایک ہزار کتاب کا علم ہے تو میں کیوں کر ان سے کئی گناہ زیادہ کام انجام نہیں دے سکتا ہوں“

”اللہ تعالیٰ نے شیث بن آدم پر پچاس، حضرت ادریس پر تیس اور حضرت ابراہیم پر بیس صحیفے نازل فرمائے، خداوند متعال نے تورات انجیل، زبور اور فرقان نازل فرمائی“

میں نے عرض کیا: ”میرے مولا و آقا آپ سچ فرما رہے ہیں“ آپ نے فرمایا:

يَا سَلْمَانَ! إِنَّ الشَّاكَّ فِي أُمُورِنَا وَعَلُومِنَا كَأَنَّ مُسْتَهْزِئِي فِي مَعْرِفَتِنَا وَحُقُوقِنَا وَقَدْ فَرَضَ اللَّهُ وَلَا يَتَنَا فِي كِتَابِهِ فِي غَيْرِ مَوْضِعٍ، وَيَبِينُ مَا أُوجِبَ الْعَمَلُ بِهِ وَهُوَ (غَيْرُ) مَكْشُوفٍ بِهِ -
(ارشاد القلوب جلد ۲ صفحہ ۳۱۲، بحار جلد ۲۶ صفحہ ۲۲۱)

”اے سلیمان! جو شخص ہمارے علوم اور امور میں شک و تردید میں مبتلا ہوتا ہے، وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے ہماری معرفت اور حقوق کا مسخرہ اڑایا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے ہماری ولایت کو کئی ایک موارد میں واجب فرمایا ہے اور جس چیز پر عمل ہونا چاہیے اسے کھول کر بیان کیا ہے“

اہل بیت کی فضیلت

(۶۹۵-۲۳) امالی شیخ صدوق میں ابو بصیر کہتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق

علیہ السلام نے فرمایا:

144	معصومین کے غسل و کفن میں فرشتے شریک
146	فرشتوں کی خوراک
146	سلمان فارسی کی دعا
148	فرشتے کو باتیں سننے کی اجازت
149	امت کے لیے رسول خدا کی دعا
150	روز قیامت شیعوں کا حساب و کتاب
151	سب سے پہلی مخلوق
152	نور محمد سے نور
155	حبیب خدا
156	نور محمد سے گوہر
156	قلم بے ہوش ہو گیا
157	بہشت کی تخلیق
158	ارواح موجودات روح محمد کے طفیل
159	تفسیر حسن عسکری
161	کتاب خدا
162	رسول خدا کی رحلت
165	شان پیغمبر میں قصیدہ
187	علوی سادات کی فضیلت
187	قوت سماعت بینائی میں اضافہ
188	خاندان پیغمبر کی تعظیم و تکریم

121	رسول خدا کے گھر میں رسول کے معجزات
123	لرم کا ایک شخص سے وعدہ
123	بت عائشہ رسول خدا کے بیت الخلاء میں
124	رسول خدا نے کبھی گندم کی روٹی نہیں کھائی
124	بہم
125	اے پیغمبر کے معجزات
126	میں بتوں کی سرگونی
126	بی بی کا درختوں کو حکم
127	اسلام اور رکانہ کے درمیان کشتی
130	بن حارث کا تلوار سے رسول خدا پر حملہ
131	رسول خدا کی تھیلی سے پتھر کا چٹنا
132	رسول خدا پر ایمان لانا
134	رسول خدا سے گفتگو
135	رسول خدا کی خدمت میں
136	رسول اللہ کے حضور
137	معراج خاتم المرسلین انبیاء کے امام
139	خدا ایسے مقام پر جہاں جبرائیل نہ جاسکے
140	رسول خدا کو لیا کے لیے سرور
140	رسول خدا کے بارے میں سوال
144	رسول خدا کی امت محمد میں خواہش

94	رسول خدا کا مقام عقیق پر
96	حضرت علی یمن میں
98	محمد و آل محمد کے لیے دعا کرنے سے اونٹ
99	بچے نے نبوت کی گواہی دی
101	ابو جہل کا رسول خدا پر حملہ
103	گھاس کی شاخوں سے تازہ خون
104	فرشتہ رسول خدا کی خدمت میں
104	روز جمعہ کو جمعہ کیوں کہتے ہیں
105	قبیلہ ذریعہ کو دعوت اسلام
107	فرشتوں کی خواہش
111	رسول خدا کی موت و حیات
112	پیغمبر خدا کو غمگین نہ کریں۔
114	حضرت حوا کا مہر یہ محمد و آل محمد پر درود
114	فرشتوں کی ڈیوٹی
115	تخلیق پیغمبر کیسے ہوئی
116	پیغمبر اسلام تمام علوم کے مالک
118	رسول خدا کے پاس 172 اسماء کا علم
119	پیغمبر اکرم کی عمر چار دن
120	حضرت ابوطالب پیغمبر اکرم کے گھمدار
121	ابوطالب دسترخوان پر پیغمبر کے انتظار میں

58	بعض مخلوق کو اللہ نے اپنے نور سے پیدا کیا
60	اہل بیت کا مقام و مرتبہ
62	انبیاء نے امیر المؤمنین کی ولایت کا اقرار کیا
63	اصحاب یمن نے علی کی ولایت کا اقرار کیا
65	ابو جہانہ کا سوال اور پیغمبر کا جواب
67	حضرت علی اور ان کے حیداروں کی محبت
68	اہل بیت کے ساتھ محبت اور دشمنی کا نتیجہ
69	اہل بیت سے محبت بہترین عبادت
70	حضرت علی کی ولایت قبول کرنے کا شرہ
70	اسلام کی اساس محبت اہل بیت
70	شُرک اور ایمان میں فرق
71	پنجتن پاک کا نور ایک ہی ہے
73	امام زمانہ سے سوال کا جواب
76	آیہ سبع من الثانی کی تفسیر
80	پہلا حصہ: پیغمبر اکرم کے فضائل و مناقب میں
81	فرشتوں کا مبارکباد دینا
87	چار چیزیں بندوں کی آواز سنتی ہیں
88	امام محمد باقر کا آیت معراج کے بارے میں
93	صرف شیعہ دین ابراہیم ہیں
93	شیعہ روز قیامت آل محمد کی پناہ میں

يَا اَبَا بَصِيْرٍ اِنَّا نَحْنُ شَجَرَةٌ اَلْعِلْمِ وَنَحْنُ اَهْلُ بَيْتِ النَّبِيِّ وَفِي دَارِنَا
مَهْبِطٌ جِبْرِئِيلَ ، وَنَحْنُ خَزَانُ عِلْمِ اللّٰهِ وَنَحْنُ مَعَادُنُ وَحْيِ اللّٰهِ ،
مَنْ تَبِعْنَا نَجِيَ وَمَنْ تَخَلَّفَ هَلَكَ ، حَقًّا عَلَيَّ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ -

(امالی صدوق صفحہ ۳۸۳، بحار الانوار جلد ۲۶ صفحہ ۲۴۰)

”اے ابو بصیر! ہم شجرہ علم ہیں، ہم الہی بیت پیغمبر ہیں، حضرت جبرئیل علیہ السلام ہمارے گھر تشریف لاتے ہیں، ہم علم خدا کے خزانے ہیں اور ہم وحی الہی کی کان ہیں، جو کوئی ہماری پیروی کرے گا وہ نجات پائے گا، جس نے ہماری مخالفت کی، وہ ہلاک ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ نے یہ چیز اپنے اوپر لازم کی ہوتی ہے“

بعض مخلوق کو اللہ نے اپنے نور سے پیدا کیا

(۲۶-۶۹۶) جناب شیخ مفید اپنی کتاب ”توحید اور معانی الاخبار“ میں محمد بن مسلم سے روایت کرتے

ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ کی بعض مخلوقات ایسی ہیں جنہیں اس نے اپنے نور سے پیدا کیا ہے، وہ اللہ کی چشم بینا، سننے والے کان، بولنے والی زبان اور لوگوں کے درمیان ایسے ہیں جنہیں خدا نے اجازت دے رکھی ہے۔ جو کچھ نازل ہوا وہ اس کے امین ہیں وہ خدا کی طرف سے حجت اور دلیل ہیں اللہ تعالیٰ ان کے وسیلہ سے گناہ بخش دیتا ہے، ظلم ختم کرتا ہے اور ان کی برکت سے رحمت نازل ہوتی ہے۔ انہی کے وسیلے سے مردے زندہ ہوتے ہیں، انہیں کے ذریعے لوگوں کا امتحان لیا جاتا ہے اور انہیں کے واسطے سے اپنے حکم اور فیصلے کا اجراء کرتا ہے“

آپ نے فرمایا: ”(جو یہ سب کچھ انجام دیتے ہیں) وہ پیغمبر اکرم کے

اوصیاء کرام اور جانشین ہیں“

(التوحید صفحہ ۱۶۷، معانی الاخبار صفحہ ۱۳، بحار الانوار جلد ۲۶ صفحہ ۲۴۰)

لسان اللہ اور وجہ اللہ کون؟

(۲۵-۶۹۷) کتاب بصائر الدرجات میں اسود بن سعید سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں میں

حضرت امام باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ نے میرے سوال

کیے بغیر اپنی گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا:

”تمام لوگوں میں سے ہم حجت خدا، دروازہ لسان اللہ، وجہ اللہ اور عین،

اللہ ہیں، ہم بندگان خدا کے درمیان اولی الامر ہیں“

(بصائر الدرجات صفحہ ۶۱، بحار جلد ۲۶ صفحہ ۲۳۶ و صفحہ ۲۸۶)

عبادت خدا کا وسیلہ

(۲۶-۶۹۸) مذکورہ کتاب میں عبدالرحمن بن کثیر روایت کرتے ہیں: میں نے حضرت امام

جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

نَحْنُ وَاٰلَاَ اَمْرُ اللّٰهِ وَخَزَانَةُ عِلْمِ اللّٰهِ ، وَعَيْبَةُ وَحْيِ اللّٰهِ وَ اَهْلُ
دِيْنِ اللّٰهِ وَعَلَيْنَا نَزَلَ كِتَابُ اللّٰهِ وَبِنَا عْبُدُ اللّٰهِ ، وَ لَوْلَا مَا
عَرَفَ اللّٰهُ وَنَحْنُ وَرِثَةُ نَبِيِّ اللّٰهِ وَ عَتَرَتِهِ

(بصائر الدرجات صفحہ ۶۱، بحار جلد ۲۶ صفحہ ۱۰۶)

”ہم ہیں امر خدا کے فرماں روا، علم خدا کا خزانہ، وحی خدا کا عیبہ اور الہی

دین خدا، کتاب خدا ہمارے اوپر نازل ہوئی ہے، ہمارے وسیلہ سے خدا

کی عبادت کی جاتی ہے، اگر ہم نہ ہوتے تو خدا کو پہچانا نہ جاتا اور ہم پیغمبر

خدا کے وارث اور اس کی عترت ہیں“

مولف کہتا ہے کہ یہ جو کہا گیا ہے کہ خدا کی عبادت ہمارے وسیلہ سے ہوتی ہے

ہیں جو نور کی تلاش میں ہے اور اس کے لیے راہ ہدایت ہیں جو ہدایت کا متلاشی ہے، ہم بہشت کی طرف رہبری کرنے والے اور ہدایت کی طرف جانے کی گذرگاہ ہیں، ہمارے درجات بہت بلند و بالا ہیں“

”بارش ہمارے وسیلے سے برستی ہے، رحمت خدا ہمارے ذریعے سے نازل ہوتی ہے اور عذاب و بدبختی ہمارے واسطے سے دور ہوتی ہے“

فَمَنْ سَمِعَ هَذَا الْهُدَىٰ فَلْيَتَّقِدْ فِي قَلْبِهِ حُبَّنَا فَإِنَّ وَجِدَ فِيهِ الْبُغْضَ لَنَا وَالْأَزْكَارَ لَضِفْلِنَا فَقَدْ ضَلَّ لِمَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ لِأَنَّ حُجَّةَ الْمُعْبُودِ وَتَرْجُمَانُ وَحْيِهِ وَعَيْبَةُ عِلْمِهِ وَمِيزَانُ قِسْطِهِ۔

”پس جو شخص ہماری اس ہدایت کو سنتا ہے وہ اپنے دل میں ہماری محبت کی جستجو کرے، اگر اس میں ہماری دشمنی اور ہمارے فضائل سے انکار پایا جائے تو وہ شخص راہ حق سے منحرف ہے، کیونکہ ہم حجت خدا، ترجمان وحی، گنجینہ علم اور میزان عدل و انصاف ہیں“

”ہم درخت زیتون کی شاخیں اور نیک لوگوں کی پرورش کرنے والے ہیں ہم اس چراغ دان کا چراغ ہیں جس میں نور کے اوپر نور برقرار ہے ہم وہی برگزیدہ و محکم کلمہ ہیں جو تا قیام قیامت باقی رہے گا کہ جس کی ولایت کا عالم ذر میں بیان لیا گیا ہے“

پیغمبر حضرت دانیال اور اہل بیت سے محبت

(۷۰۰-۲۸) قصص الانبیاء میں جناب جابر جعفی سے روایت نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں

میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا:

”حضرت دانیال علیہ السلام کی تعبیر خواب صحیح ہے؟“

آپ نے فرمایا:

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے لوگوں کو خدا کی پرستش کا سلیقہ سکھایا ہے۔ یا یہ مراد ہے کہ ممکنہ حدود تک عبادت خدا کا حق ادا کیا ہے اور یہ جو فرمایا ہے کہ اگر ہم نہ ہوتے تو خدا کی شناخت نہ ہو سکتی تو اس سے مراد یہ ہے کہ ہمارے علاوہ خدا نے کسی کو نہیں پہچانا، یا یہ کہ ہم نے لوگوں کو خدا کا صحیح طور پر تعارف کروایا ہے اور یا یہ مراد ہے کہ لوگوں نے ہمارے علم و فضل اور جلالت و عظمت کی وجہ سے خدا کی جلالت و عظمت اور قدر و منزلت کو پہچانا ہے۔

اہل بیت کا مقام و مرتبہ

(۲۶۹-۲۶) کتاب بحار الانوار میں محمد بن سنان سے روایت نقل ہوئی ہے: وہ

کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا:

”ہم ہیں، مشتاقان خدا، اس کی بارگاہ میں مقرب، اس کے برگزیدہ و منتخب شدہ اور میراث انبیاء کے محافظ اور امانت دار۔ ہم ہیں خدا کے امین، اس کی شناخت، اس کی ہدایت کی نشانی اور عروۃ الوثقی“

”اللہ تعالیٰ نے ہمارے ذریعے سے اپنے امور کا آغاز کیا اور ہمارے ہی واسطے سے ہی ان کی انتہا کرے گا، اولین و آخرین ہم ہیں، زمانے کی ناموس ہم ہیں، ہم لوگوں کے آقا و مولیٰ، سیاست مدار جہان، محکم اور صراط مستقیم ہیں، کائنات کے وجود کی علت اور حجت معبود ہم ہیں، جو ہمارے حق سے جاہل ہے اللہ تعالیٰ اس کا کوئی بھی عمل قبول نہیں کرے گا“

”ہم نبوت و رسالت کے چراغ، تمام انوار کے لیے نور اور کلمہ جبار ہیں، ہم حق کا وہ پرچم ہیں جو اس کے زیر سایہ آ گیا وہ نجات پا جائے گا اور جس نے اس کی مخالفت کی وہ گمراہ ہو جائے گا، ہم ہیں دین عمین کے پیشوا اور روشن چہروں کے راہنما، ہم ہیں معدن نبوت اور محل رسالت، فرشتے ہمارے ہاں رفت و آمد کرتے ہیں، ہم اس شخص کے لیے نورانی چراغ

”ہاں وہ پیغمبر تھے، انہیں وحی ہوتی تھی وہ ان لوگوں میں سے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے خوابوں کی تعبیریں سیکھائی ہیں۔ وہ صدیق و حکیم تھے، خدا کی قسم! وہ ہم اہل بیت کی محبت کے معتقد تھے“

جابر نے تعجب کرتے ہوئے پوچھا: ”کیا آپ اہل بیت کی محبت؟“

امام علیہ السلام نے فرمایا:

أَيُّ وَاللَّهِ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ وَلَا مَلِكٍ إِلَّا وَكَانَ يَدِينُ بَمَحَبَّتِنَا -

”خدا کی قسم! کوئی نبی یا فرشتہ ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ وہ ہماری محبت کا معتقد ہے“

(قصص الانبياء، ۲۲۹، بحار جلد ۱۴ صفحہ ۳۷۱)

انبیاء نے امیر المومنین کی ولایت کا اقرار کیا

(۷۰۱-۲۹) کتاب اختصاص میں مفضل بن عمر سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں: چھٹے پیشوا

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے فرمایا:

”خداوند متعال فرمانروائی و بادشاہت میں یکتا ہے اس نے اپنے مخصوص

بندوں کو اپنی شناخت کروائی ہے، اس کے بعد اپنا امران کے سپرد کر دیا

ہے اور بہشت ان کی ملکیت میں دے دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جن و انس میں

سے جس کے دل کو پاکیزہ کرنا چاہتا ہے اسے ہماری ولایت کی شناخت

کرواتا ہے اور جس کے دل کو فاسد کرنا چاہتا ہے اسے ہماری معرفت

سے روک دیتا ہے“

اس کے بعد فرماتے ہیں:

يَا مَفْضَلُ! وَاللَّهِ مَا اسْتَوْجِبَ آدَمُ أَنْ يَخْلُقَهُ اللَّهُ بِيَدِهِ وَيَنْفَعُ

فِيهِ مِنْ رُوحِهِ إِلَّا بِوَلَايَةِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمَا كَلَّمَ اللَّهُ

مُوسَى نَكْلِيمًا إِلَّا بِوَلَايَةِ عَلِيٍّ وَلَا أَكَلَّمَ اللَّهُ عِيسَى بَنَ مَرْيَمَ

آيَةً لِلْعَالَمِينَ إِلَّا بِالْخُضُوعِ عَلَيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ -

”اے مفضل! خدا کی قسم حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ کا اپنے ہاتھ سے بنانا

اور ان میں اپنی روح پھونکنا صرف حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کی

اقرار ولایت کے سبب سے ہیں“

”اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے گفتگو نہیں کی، مگر ولایت علی کے سبب

سے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ بن مریم کو عالمین کے لیے نشانی قرار

نہیں دیا مگر اس خضوع کی وجہ سے جو انہوں نے حضرت علی علیہ السلام

کے بارے میں کیا“

اس کے بعد فرمایا:

اجْمَلُ الْأَمْرِ مَا اسْتَأْهَلَ خَلْقٌ مِنَ اللَّهِ النَّظَرَ إِلَيْهِ إِلَّا بِالْعُبُودِيَّةِ كُنَّا -

”خلاصہ یہ کہ مخلوقات میں کوئی بھی ایسی چیز نہیں ہے جو ہماری عبودیت اور

غلامی کے بغیر خدا کی نظر لطف و کرم کا سبب بنی ہو“

(الاختصاص صفحہ ۲۳۳، بحار جلد ۲۶ صفحہ ۲۹۳)

اصحاب یحییٰ نے علی کی ولایت کا اقرار کیا

(۷۰۲-۳۰) صاحب بحار الانوار کتاب مشارق الانوار سے نقل کرتے ہیں: جابر نے

روایت کی ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

رسول خدا نے حضرت علی سے فرمایا:

”اے علی! آپ وہ ہیں جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ جب اپنی مخلوق کو ابتداءً

آفرینش میں وجود عطا کر چکا، تو خداوند متعال نے احتجاج کیا اور فرمایا:

الْأَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَىٰ - (اعراف آیہ ۱۷۲)

”کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟ سب نے کہا تو ہمارا پروردگار ہے“

ہمارے نزدیک آئمہ کا بھی یہی حکم ہے۔

پیغمبر اکرم فرماتے ہیں:

لَوْ مَاتَ نَبِيٌّ بِالْمَشْرِقِ وَمَاتَ وَصِيَّتُهُ بِالْمَغْرِبِ لَجَمَعَ اللَّهُ بَيْنَهُمَا
”اگر کوئی نبی مشرق میں رحلت کرتا ہے اور اس کا وصی مغرب میں ہو تو اللہ
تعالیٰ ان دونوں کو اکٹھا کر دے گا“

ابودجانہ کا سوال اور پیغمبر اکرم کا جواب

(۳۲-۷۰۴) فضل بن شاذان اپنی کتاب ”القامم“ میں تحریر کرتے ہیں کہ جابر
ابن عبد اللہ کہتے ہیں: ایک دن ہم وجودنا زمین رسول کے ارد گرد دائرے کی شکل میں بیٹھے
ہوئے تھے کہ ایک صحابی نے بہشت کے بارے میں گفتگو چھیڑ دی۔

ابودجانہ کہتے ہیں: اے رسول خدا! ہم نے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے:
”جب تک آپ بہشت میں داخل نہیں ہوں گے اس وقت تک بہشت
پیغمبروں اور تمام امتوں پر حرام ہے“

آنحضرت نے فرمایا:

”اے ابودجانہ! کیا آپ کو یہ معلوم نہیں ہے کہ اللہ کے پاس نور کا ایک
پرچم اور ایک ستون ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے آسمان کی تخلیق سے دو ہزار
سال پہلے پیدا کیا ہے اور اس پرچم پر لکھا ہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ، أَلْ مُحَمَّدٌ خَيْرٌ وَ النَّبِيُّ

”خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں، محمد اللہ کے رسول ہیں اور آل محمد علیہم
السلام اس کی بہترین مخلوق ہے“

پرچم دار علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں جو سب سے آگے آگے ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

اس کے بعد فرمایا:

”حضرت محمد تمہارے پیغمبر ہیں“

انہوں نے کہا: ”کیوں نہیں“

پھر فرمایا: ”علی تمہارے امام ہیں“

رسول خدا نے فرمایا:

قَاتِي الْخَلَائِقِ جَمِيعًا عَنْ وَاٰتِيكَ وَالْاِقْرَارُ لِفَضْلِكَ وَعَتَوْنَا عَنهَا
اسْتِحْجَارًا اِلَّا قَلِيْلًا مِنْهُمْ وَاَصْحَابُ الْيَمِيْنِ وَهُمْ اَقْلُ الْقَلِيْلِ -

”تمام مخلوقات نے آپ کی ولایت اور فضائل کا انکار کیا اور سخت تکبر سے

کام لیا، البتہ ایک قلیل گروہ نے اقرار کیا ہے، جو اصحاب یمن ہیں ان کی

تعداد بہت ہی کم ہے“

آسمان چہارم پر ایک فرشتہ ہے جو یہ تسبیح پڑھ رہا ہے۔

سُبْحَانَ مَنْ دَلَّ هَذَا الْخَلْقَ الْقَلِيْلَ مِنْ هَذَا الْعَالَمِ الْكَبِيْرِ عَلٰى
هَذَا الْفَضْلِ الْجَلِيْلِ -

”پاک و منزہ ہے وہ ذات جس نے اس وسیع و عریض جہان میں سے

ایک چھوٹے سے گروہ کو عظیم ترفیضیت کی طرف راہنمائی فرمائی ہے“

(مشارق الانوار صفحہ ۱۷۱، ۱۸۱، بحار الانوار جلد ۲۶ صفحہ ۲۹۳)

نبی اور وصی موت کے بعد

(۳۱-۷۰۱) کراہی کہتے ہیں کہ پیغمبر اکرم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

اَنَا اَكْرَمُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ اَنْ يَدْعَنِيْ فِي الْاَرْضِ اَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثٍ -

”میں خدا کے نزدیک گرامی تر ہوں اس سے کہ قبض روح کے بعد خدا

مجھے زمین پر رکھے“



الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا نَا بِكَ وَشَرَّفَكَ وَشَرَّفْنَا بِكَ۔

”سب تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے آپ کے وسیلہ سے میری ہدایت فرمائی، شرف بخشا اور مجھے آپ کے وسیلہ سے شریف بنایا۔“
پیغمبر اکرم فرماتے ہیں:

أَتَمُّ عِلْمَتٍ أَنْ مِنْ أَحَبَّنَا وَاتَّخَلَّ مَحَبَّتِنَا أَسْكَنَهُ اللَّهُ مَعَنَا۔

”کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ جو ہمیں دوست رکھتا ہے اور ہماری محبت کو قبول کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے بہشت میں ہمارے ساتھ جگہ دے گا“

اس کے بعد رسول خدا نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

فِي مَقْعِدِ صَدِيقٍ عِنْدَ مَلِكٍ مُتَّقِدٍ۔ (سورہ قرآیہ ۵۵)

”اس پاکیزہ مقام پر جو صاحب اقتدار بادشاہ کی بارگاہ میں ہے“

(المختصر صفحہ ۹۷، بحار الانوار جلد ۲۷ صفحہ ۱۲۹)

خدا اور انسان کے درمیان حجاب ختم ہونے کا نسخہ

(۳۳-۷۰۵) قرب الاسناد میں بزمظی سے روایت نقل ہوتی ہے وہ کہتے ہیں: حضرت امام

رضا علیہ السلام نے مجھے تحریر فرمایا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

مَنْ سَرَّاهُ أَنْ لَا يَكُونُ بَيْنَهُ بَيْنَ اللَّهِ حِجَابٌ حَتَّى يَنْظُرَ إِلَى اللَّهِ وَ
يَنْظُرُوا اللَّهُ إِلَيْهِ فَلْيَتَوَلَّ آلَ مُحَمَّدٍ وَ يَبْرَأْ مِنْ غُودِهِمْ وَيَأْتِمَّ بِاللَّامِ
مَامٍ عَنْهُمْ ، فَانَهُ إِذَا كَانَ كَذَلِكَ نَظَرَ اللَّهُ إِلَيْهِ وَنَظَرَ إِلَيْهِ اللَّهُ۔

(قرب الاسناد صفحہ ۳۵۱، بحار جلد ۲۳ صفحہ ۸۱)

”جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کے اور خدا کے درمیان کوئی حجاب نہ ہوتا کہ

وہ خدا کو دیکھ سکے اور خدا اسے دیکھ سکے، تو اسے چاہیے کہ وہ محمد و آل محمد علیہم السلام سے محبت کرے اور ان کے دشمنوں سے نفرت اور اسی خاندان



میں سے امام کا پیر و کار ہو، کیونکہ اگر وہ ایسا کرے گا تو خدا کو دیکھ سکے گا

اور خدا اس پر نظر فرمائے گا“

محبت اہل بیت کے گناہ معاف ہو جائیں گے

(۳۳-۷۰۶) کتاب ”امالی“ شیخ طوسی میں مذکور ہے کہ حسین بن مصعب امام

جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

مَنْ أَحَبَّنَا لِلَّهِ وَأَحَبَّ مُحِبَّنَا إِلَّا فَرَضَ دُنْيَا يَعْيِبُهُامَنَهُ ، عَادَى
عَدُوَّنَا لِأَلْحَنَةِ كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ ثُمَّ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهِ
مِنَ الذُّنُوبِ مِثْلُ رَمْلِ عَالِجٍ وَرَبِداً يَبْهَرُ عَفَرَ اللَّهُ وَتَعَالَى لَهُ۔

”جو شخص خدا کی خاطر ہم سے اور ہمارے حیداروں سے محبت کرتا ہے

البتہ اس میں کوئی دنیاوی غرض نہ ہو اور ہمارے دشمنوں سے دشمنی رکھتا ہو

البتہ ان دونوں کے درمیان اپنی دشمنی کا کوئی عمل دخل نہ ہو، اگر وہ شخص

ان اوصاف کے ساتھ وارد محشر ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کے سارے گناہ بخش

دے گا، اگرچہ وہ بیابان کی ریت، سمندر کی جھاگ کے ذرات کے برابر

ہی کیوں نہ ہوں“

حضرت علیٰ اور ان کے حیداروں کی محبت

(۳۵-۷۰۷) شیخ مفید علیہ الرحمہ امالی میں ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا:

مَنْ سَرَّاهُ أَنْ يَجْمَعَ اللَّهُ لَهُ الْخَيْرَ كُلَّهُ فليوالِ علياً بعدى وليوالِ
أولياءه وليعادِ أعداءه۔

”جو دوست رکھتا ہے خدا تعالیٰ اس کے لیے ساری خوبیاں اکٹھی کر دیتا

ہے، پس میرے بعد علی علیہ السلام اور ان کے حیداروں سے محبت کرنا اور

ان کے دشمنوں سے دشمنی رکھنا“

اہل بیت کے ساتھ محبت اور دشمنی کا نتیجہ

(۳۶-۷۰۸) شیخ صدوق علیہ الرحمہ اپنی کتاب ”خصال“ میں حضرت علی علیہ السلام سے

ایک مفصل حدیث کے ضمن میں نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

مَنْ تَمَسَّكَ بِنَا لِحَقِّ وَ مَنْ سَلَكَ غَيْرَ طَرِيقَتِنَا عَرَفَ لِمَحَبَّتِنَا
أَفْوَاجَ مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ وَلِمَبْغِضَتِنَا أَفْوَاجَ مِنْ غَضَبِ اللَّهِ -

(الخصال جلد ۲ صفحہ ۶۲۷)

”جس نے ہمارے ساتھ تمسک کیا وہ ہمارے ساتھ ملحق ہو جاتا ہے اور جس

نے ہمارے علاوہ کوئی اور راستہ اختیار کیا وہ غرق ہو جاتا ہے اور ہمارے
جباروں کے لیے رحمت اور دشمنوں کے لیے غضب خدا کی افواج ہیں۔

اس کے بعد آنحضرت فرماتے ہیں:

مَنْ أَحَبَّنَا بِقَلْبِهِ وَ أَعَانَنَا بِلِسَانِهِ وَ قَاتَلَ مَعَنَا أَعْدَاءَنَا بِيَدِهِ فَهُوَ
مَعَنَا فِي الْجَنَّةِ فِي دَرَجَتِنَا ، وَ مَنْ أَحَبَّنَا بِقَلْبِهِ وَ أَعَانَنَا بِلِسَانِهِ
وَلَمْ يَقَاتِلْ مَعَنَا أَعْدَاءَنَا فَهُوَ أَسْفَلَ مِنْ ذَلِكَ بِدَرَجَةٍ وَ مَنْ أَحَبَّنَا
بِقَلْبِهِ وَ لَمْ لَعْنِ عَلَيْنَا بِلِسَانِهِ وَ لَا بِيَدِهِ فَهُوَ فِي الْجَنَّةِ -

”جو شخص دل سے ہمارے ساتھ محبت اور زبان سے ہماری مدد کرتا ہے اور

اپنے ہاتھوں سے ہمارے دشمنوں کے ساتھ جنگ کرتا ہے، وہ بہشت میں
مرتبہ کے لحاظ سے ہمارے ساتھ ہوگا، جو دل سے ہم سے محبت کرتا ہے

اور زبان سے ہماری مدد کرتا ہے لیکن ہمارے دشمنوں کے ساتھ جنگ نہیں
کرتا، وہ اس سے ایک درجہ نیچے ہے۔ جو شخص ہمارے ساتھ قلبی محبت رکھتا

ہے لیکن زبان اور ہاتھ سے ہماری مدد نہیں کرتا، وہ بھی جنت میں ہوگا“

”جو شخص دل میں ہمارے ساتھ دشمنی رکھتا ہے اور اپنی زبان اور ہاتھوں کو

ہمارے خلاف استعمال کرتا ہے وہ ہمارے دشمنوں کے ساتھ دوزخ میں ہو

گا۔ جو شخص دل سے ہمارے ساتھ دشمنی رکھتا ہے اور زبان کو ہمارے

خلاف استعمال کرتا ہے وہ جہنمی ہے جو شخص دل میں ہمارے ساتھ بغض

رکھتا ہے لیکن اپنے ہاتھ اور زبان ہمارے خلاف استعمال نہیں کرتا، اس کا

ٹھکانہ بھی جہنم میں ہے۔“ (الخصال جلد ۲ صفحہ ۶۲۹، ۶۳۳)

مولانا امیر المومنین علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

أَنَا يَعْسُوبُ الْمُؤْمِنِينَ ، وَ الْمَالُ يَعْسُوبُ الظُّلْمَةَ وَ اللَّهُ لَا يَحِبُّنِي

إِلَّا مُؤْمِنٌ وَ الْإِيْبُغْضُ الْمُنَافِقَ - (الخصال جلد ۲ صفحہ ۶۲۷)

”میں مومنین کا رہبر ہوں اور مال و منال ستم گروں کا پیشوا ہوتا ہے، خدا

کی قسم! ہمارے ساتھ مومن کے علاوہ کوئی محبت نہیں کرتا منافق کے سوا

کوئی دشمنی نہیں رکھتا“

اہل بیت سے محبت بہترین عبادت

(۳۷-۷۰۹) کتاب ”الحاسن“ میں حفص دہان سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق

علیہ السلام نے فرمایا:

أَنْ فَوْقَ كُلِّ عِبَادَةٍ عِبَادَةٌ وَ حُبُّنَا أَهْلَ الْبَيْتِ أَفْضَلُ عِبَادَةٍ -

(الحاسن صفحہ ۱۱۳)

”ہر عبادت سے افضل ایک عبادت ہے اور ہم اہل بیت کی محبت تمام

عبادتوں سے افضل ترین ہے“ ایک اور روایت میں ہے۔

حُبُّ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ سَيِّدُ الْأَعْمَالِ -

”حضرت علی علیہ السلام سے محبت تمام اعمال کی سردار ہے“

كَمَا لَا يَنْفَعُ مَعَ إِشْرَاكِ شَيْءٍ لَا يُضَرُّ مَعَ الْإِيمَانِ شَيْءٌ -

(بخار انوار جلد ۲۷ صفحہ ۱۱۳، المؤمن والکفیر صفحہ ۳۶)

”جیسا کہ شرک کی صورت میں کوئی بھی نیک عمل فائدہ مند نہیں، اسی طرح ایمان کے لیے کوئی برا عمل معزز نہیں ہے“

پنچتن پاک کا نور ایک ہی ہے

(۱۶-۳۰) کتاب ”منہج الخلق الے سواء الطریق“ میں جابر انصاری سے رسول اللہ سے

روایت نقل کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ نے مجھے، علی، فاطمہ، حسن اور حسین علیہم السلام کو ایک ہی نور

سے پیدا کیا ہے، ان کے نور کو چھڑ کر ہمارے شیعوں کو خلق کیا۔ جس وقت

ہم نے خدا کی تسبیح کی تو انہوں نے بھی تسبیح کی اور جب ہم نے تقدیس کی

تو انہوں نے بھی کی، جب ہم نے جہلیل کی تو انہوں نے بھی جہلیل کی،

جب ہم نے باری تعالیٰ کی تمجید کی تو انہوں نے بھی کی اور جب ہم نے

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کیا تو انہوں نے بھی ایسا ہی کیا“

”اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آسمانوں، زمین اور فرشتوں کو پیدا کیا، سو سال

گزرنے کے باوجود فرشتوں کو نہ تسبیح کی کوئی خبر تھی اور نہ تقدیس کا کوئی پتہ تھا۔ پس پہلے ہم

نے خدا کی تسبیح بیان کی، ہمارے بعد ہمارے شیعوں نے اور ان کے بعد فرشتوں نے تسبیح

بیان کی، پروردگار عالم کی تقدیس، تمجید اور جہلیل کے بارے میں بھی ایسے ہی ہے“

”پس ہم نے اس وقت خدا کو وعدہ لاشریک سمجھ کر عبادت کی، جب یکتا پرستی

بالکل نہ تھی، پس خداوند عالم کے لیے یہ سزاوار ہے کہ اس نے جس طرح ہمیں اور ہمارے

شیعوں کو امتیاز بخشا ہے، اسی طرح ہمیں اور ہمارے شیعوں کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے“

أَنَا اللَّهُ اصْطَفَا نَا وَاصْطَفَى شَعِيتَنَا مِنْ قَبْلِ انْ نَكُونَ احْبَسَامَا

حضرت علیؑ کی ولایت قبول کرنے کا ثمرہ

(۷۱۰-۳۸) مذکورہ کتاب میں ابی کلدہ سے روایت ہے کہ حضرت امام محمد باقر

علیہ السلام نے رسول خداؐ سے روایت نقل فرمائی ہے:

الرَّوْحُ وَالرَّاحَةُ وَالرَّحْمَةُ وَالنَّصْرَةُ وَالسَّيْرُ وَالْيَسَارُ وَالرِّضَا
وَالرِّضْوَانُ وَالْفَرَاجُ وَالْمَخْرُجُ وَالظَّهْرُ وَالْتَمَكِينُ وَالْغَنَمُ
وَالْمُحِبَّةُ مِنَ اللَّهِ وَمَنْ رَسُولُهُ لِمَنْ وَالِي عَلِيًّا وَآتَمَّ بِهِ -
(الحسان، ص ۱۰۷)

”آسودگی، راحت، رحمت، نصرت، آسائش، تو نگری رضا، رضوان،

سکھائش، مشکلات سے نکلتا، غلبہ، استقرار، بہرہ مندی و استفادہ اور محبت

یہ تمام کے تمام اللہ اور رسول کی طرف سے اس کے لیے ہیں جس نے

حضرت علیؑ علیہ السلام کی ولایت کو قبول کیا اور ان کی اطاعت و

فرمانبرداری کی“

اسلام کی اساس محبت اہل بیتؑ

ایک روایت میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

لِكُلِّ شَيْءٍ اَسَاسٌ وَاَسَاسُ الْاِسْلَامِ حُبُّنَا اَهْلَ الْبَيْتِ -

(الحسان، صفحہ ۱۱۳ حدیث ۳۷)

”ہر چیز کی اساس ہے اور اسلام کی اساس ہماری (اہل بیتؑ) کی محبت و

مودت ہے۔“

شرک اور ایمان میں فرق

(۷۱۱-۳۹) بخار الانوار باب ”الثقلاء والجللاء“ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے

روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

فَدَعَانَا فَأَجَبْنَا مَا فَغْفَرْنَا وَلَشِيَعَتِنَا مِنْ قَبْلِ أَنْ نَسْتَغْفِرَ اللَّهَ
عَزَّ وَجَلَّ - (المختصر صفحہ ۱۱۲، بحار الانوار جلد ۲ صفحہ ۱۳۱، جامع الاخبار صفحہ ۱۰)

”اللہ تعالیٰ نے ہمیں اور ہمارے شیعوں کو جسٹانی قالب میں ڈھالنے سے پہلے منتخب کر لیا، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہمیں پکارا اور ہم نے جواب دیا۔ پس اس نے ہمیں اور ہمارے شیعوں کو استغفار کرنے سے پہلے بخش دیا۔“

آل محمد سے صلہ رحمی کرنے والا عرش الہی پر ہوگا

(۴۱-۷۱۳) کتاب معانی الاخبار میں لکھتے ہیں کہ عمر بن جمیع روایت کرتے ہیں : میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے بعض اصحاب کے ہمراہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے ان سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

إِنَّ رَحِمَ الْأُمَّةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامِ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ لِتَتَلَقَّ بِالْعَرْشِ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَتَتَلَقُّ بِهَا أَرْحَامُ الْمُؤْمِنِينَ تَقُولُ يَا رَبِّ! صِلْ مِنْ
وَصَلَّنَا وَاقْطَعْ مِنْ قَطْعِنَا۔

”بے شک آل محمد کے آئمہ سے صلہ رحمی کرنے والا روز قیامت عرش الہی سے جا ملے گا (یعنی جو شخص آئمہ آل محمد علیہم السلام سے محرمیت پیدا کرے گا وہ روز قیامت عرش الہی پر ہوگا) اور مومنین کے ارحام بھی ان کے ساتھ جا ملیں گے اور وہ کہے گا۔ خدایا! جو ہمارے ساتھ ملا اسے ہمارے ساتھ ملا دے اور جس نے قطع رحم کیا تو بھی اس سے لاتعلق ہو جا۔“

آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے۔

أَنَا الرَّحْمَنُ وَأَنْتَ الرَّحْمُ شَقَقْتُ اسْمَكَ مِنْ اسْمِي، فَمَنْ
وَصَلَّكَ وَصَلَّتْهُ وَمَنْ قَطَعَكَ قَطَعَتْهُ۔

”میں رحمان ہوں اور تم رحم ہو، میں نے تمہارا نام اپنے ہاتھ سے جدا کیا

ہے، جو کوئی آپ کے ساتھ اپنا رشتہ ناطہ قائم کرے گا، میں بھی اسی کے ساتھ اپنا تعلق جوڑوں گا، اور جو آپ سے تعلق قطع کرے گا میں بھی اس کے ساتھ قطع تعلق کروں گا۔“

اسی وجہ سے رسول خدا نے فرمایا:

”رحم ایسی شائیں ہیں جو پروردگار کی طرف آمیختہ شدہ ہیں“

(معانی الاخبار صفحہ ۲۸، بحار الانوار جلد ۲۳ صفحہ ۲۶۵)

امام زمانہ علیہ السلام سے سوال کا جواب

(۴۲-۷۱۳) جناب طبری اپنی کتاب ”احتجاج“ میں تحریر کرتے ہیں کہ شیخ

بزرگوار ابی عمرو عمری فرماتے ہیں:

ابن ابی غانم قزوینی اور کچھ شیعہ آپس میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے نائب کے بارے میں بحث و گفتگو کر رہے تھے۔ ابن ابی غانم کا عقیدہ تھا کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام رحلت فرما چکے ہیں، جبکہ ان کا کوئی بیٹا وغیرہ نہیں ہے۔ ان لوگوں نے امام علیہ السلام کی خدمت میں ایک خط لکھا، جس میں انہوں نے اس موضوع کو عنوان بنایا۔ حضرت امام عصر علیہ السلام نے اس سوال کا جواب اپنے دست مبارک سے یوں تحریر فرمایا:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

”خداوند متعال ہمیں اور آپ کو ہر قسم کے فتنہ و فساد اور گمراہی سے محفوظ رکھے،

ہمیں اور آپ کو روح یقین عطا فرمائے اور عاقبت بد سے محفوظ

لا ابوعمر عمری وہی عثمان بن سعید عمری ہیں جو امام زمانہ علیہ السلام کے نواب اربعہ میں سے پہلے نائب

ہیں۔ شیخ طوسی کتاب ”الغنیۃ“ صفحہ ۱۳۳ میں تحریر فرماتے ہیں: امام زمانہ کی غیبت صغریٰ میں آپ کے سب سے

پہلے نائب ابوعمر عثمان بن سعید عمری تھے جو امام ہادی اور امام حسن عسکری علیہما السلام کی طرف سے بھی نائب تھے۔

فرمائے۔ مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ میں سے بعض لوگ دین میں شک کا شکار ہو چکے ہیں اور اپنے صاحبان امر کے بارے میں شک و تردید اور حیرت و پریشانی میں مبتلا ہیں۔ اس موضوع نے آپ کے بارے میں مجھے غمگین کر دیا مجھے اپنے بارے میں کوئی غم نہیں۔ آپ کے بارے میں ناراحت ہوں مجھے اپنے بارے میں کوئی ناراحتی نہیں ہے کیونکہ خداوند متعال ہمارے ساتھ ہے، ہم اس کے علاوہ کسی اور کے محتاج نہیں ہیں، جبکہ حق بھی ہمارے ساتھ ہے، پس اگر کوئی شخص ہماری اطاعت سے انحراف کرتا ہے تو ہمیں اس سے کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں۔ ہم پروردگار کے ساختہ و پرورختہ ہیں۔ اے لوگو! کیوں شک و تردید میں مبتلا ہو اور حیرت میں پڑ گئے ہو؟ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا:

آپ نے فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ
 ”اے وہ لوگو! جو صاحب ایمان ہو، اللہ کی اطاعت کریں اور اسی طرح اس کے رسول اور اولی الامر کی اطاعت کریں“

”کیا تمہیں معلوم نہیں کہ جو کچھ ہو چکا ہے یا آئندہ ہوگا آئمہ معصومینؑ اس کے بارے میں جانتے ہیں؟ کیا تمہیں علم نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو کسی طرح آپ لوگوں کے لیے پناہ گاہ قرار دیا ہے، حسن کی طرف تم نے پناہ حاصل کی، اس کی کچھ علامات بیان فرمائی ہیں، تاکہ تم ان کے وسیلہ سے ہدایت حاصل کر سکو؟ اس طرح سے کہ اگر ان میں سے کوئی ایک علامت پنہاں ہوتی ہے، تو دوسری ظاہر ہو جاتی ہے، اور جب ایک ستارہ

غروب کرتا ہے تو دوسرا طلوع ہو جاتا ہے؟“

”پس امام حسن عسکری علیہ السلام وفات پا چکے ہیں، کیا تم نے یہ خیال کر لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دین کو باطل کر دیا ہے اور اپنے اور مخلوق کے درمیان واسطہ قطع کر دیا ہے؟“

”ہرگز ایسا نہیں ہے اور نہ ہی تاریخ قیامت ایسا ہوگا، اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کے نہ چاہتے ہوئے بھی اپنا امر واضح و آشکار کرے گا۔ اب امام حسن عسکری علیہ السلام سعادت مندانہ رحلت فرما چکے ہیں اور لوگوں کو چھوڑ کر اپنے آباء و اجداد کی خدمت میں پہنچ چکے ہیں۔ ان کی وصیت اور علم میرے پاس ہے اور اس بارے میں میں ان کا جانشین اور قائم مقام ہوں، اس مورد میں گناہ گار ظالموں کے علاوہ کوئی بھی اس منصب کا دعویٰ نہیں کرے گا۔“

اگر امر خدا کے مغلوب اور راز فاش ہونے کا خیال نہ ہوتا تو ہمارا حق اس قدر تم پر آشکار ہوتا کہ تمہاری عقلیں حیران و ششدرہ جاتیں اور شک و شبہ زائل ہو جاتا۔ جو خدا نے چاہا وہی ہوگا اور ہر زمانے کے لیے لوح محفوظ پر لکھا ہوا موجود ہے۔“

”لہذا تم تقویٰ الہی اختیار کرو اور ہمارے سامنے تسلیم ہو جاؤ نیز اپنے امور اور معاملات میں ہماری طرف رجوع کرو پس جس طرح ساری خوبیاں ہماری طرف سے صادر ہوتی ہیں اسی طرح ایراد و اشکال بھی ہم ہی کرتے ہیں۔ وہ امور جو تم لوگوں سے پنہاں ہیں، انہیں کشف کرنے کے لیے اسرار نہ کرو، اور ادھر ادھر ہاتھ نہ مارو۔ اپنا مقصد خلوص نیت کے ساتھ ہماری طرف ارسال کرو، درحقیقت میں نے آپ کو یہ ایک نصیحت کی ہے ہمارا اور آپ کا گواہ اللہ تعالیٰ ہے۔ اگر ہم آپ کی اصلاح نہ چاہتے اور ہماری شفقت و رحمت آپ پر نہ ہوتی تو ہم آپ کو کبھی بھی یہ باتیں نہ کہتے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسی کام کے لیے ہمارا امتحان لیا ہے، کہ ہم ظالم و ستمگر کافر کا مقابلہ کریں۔ ستمگر بھی ایسا جو سرکش، گمراہ، اپنی گمراہی کا پیروکار، اپنے پروردگار کا مخالف اور ایسی چیز کا مدعی ہے جو اس کے لیے نہیں ہے اور اس



کے حق کا منکر ہے جس کی اطاعت اللہ تعالیٰ نے اس پر لازم فرمائی ہے

وَسِيرِي الْجَاهِلِ رِدَاةَ عَمَلِهِ وَسِيَعِلْمِ الْكَافِرِ لِمَنْ عَقِبِي الدَّارِ
عَصَمْنَا اللَّهُ أَيَّاكُمْ مِنَ الْمَهَالِكِ وَالْأَسْوَاءِ وَالْآفَاتِ
وَالْعَاهَاتِ كُلِّهَا بِرَحْمَتِهِ فَإِنَّهُ وَلِيُّ ذَلِكَ وَالْقَادِرُ عَلَى مَا يَشَاءُ وَ
كَانَ لَنَا وَلَكُمْ وَلِيًّا وَحَافِظًا۔

”رسول خدا کی دختر گرامی ہمارے لیے اسوہ حسنہ ہیں، عنقریب بے
وقوف لوگ اپنے اعمال کی پستی سے آگاہ ہو جائیں گے اور کفار بہت جلد
سمجھ جائیں گے کہ سعادت دائمی کس کے لیے ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت
کے سائے میں ہمیں اور آپ کو ہر قسم کی جہالت برائی اور آفات و بلیات
سے محفوظ رکھے۔ وہ ان تمام مسائل کا ولی ہے، وہ جو چاہے اسے انجام
دینے کی قدرت رکھتا ہے۔ وہ ہمارا سرپرست اور محافظ ہے“

تمام اوصیاء، اولیاء اور مومنین پر سلام اور خدا کی برکات ہوں درود و سلام ہو محمد
وآل محمد پر۔

(الاجتاج جلد ۲ صفحہ ۲۷۸، ۲۷۹، الغیۃ شیخ طوسی صفحہ ۲۸۵، بحار جلد ۵۳ صفحہ ۱۱۷۸، الناصب جلد ۱ صفحہ ۳۳۸،

الانوار الغیۃ صفحہ ۱۱۸)

(۴۳-۷۱۵) اس مقام پر مناسب وہ حدیث ہے جو ہم نے حضرت امام محمد باقر

علیہ السلام کے فضائل میں ساتویں حدیث بیان کی ہے، لہذا کتاب کے ساتویں حصے کی طرف
رجوع کیا جائے اس حدیث میں امام علیہ السلام کے مقام و منزلت کو بیان کیا گیا ہے۔

آیہ شریفہ ”سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي“ کی تفسیر میں امام محمد باقر کا فرمان

(۴۳-۷۱۶) آیہ شریفہ:

وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمِ۔ (سورہ حج آیت ۸۷)



”ہم نے تمہیں سبع مثنیٰ (سورہ حمد) اور قرآن عظیم عنایت فرمایا ہے“

تفسیر کے ذیل میں سورہ بن کلیب سے منقول ہے کہ وہ کہتا ہے حضرت امام محمد

باقر علیہ السلام نے فرمایا:

نَحْنُ مَثَانِي الَّتِي اعطَاهَا اللَّهُ نَبِيًّا وَنَحْنُ وَجْهَ اللَّهِ تَتَقَلَّبُ فِي
الْأَرْضِ بَيْنَ أَظْهَرِكُمْ عَرَفْنَا مِنْ عَرَفْنَا فَا مَامَهُ الْيَقِينُ وَمَنْ
جَهَلْنَا فَا مَامَهُ السَّعِيرُ۔

”ہم وہی مثنیٰ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیغمبر کو عطا کی ہے، ہم ہی

زمین پر وجہ اللہ ہیں جو تمہارے درمیان آتے جاتے ہیں، جس کسی نے

ہمیں پہچانا، وہ یقیناً (بہشت) کی طرف رواں دواں ہیں اور جس نے

ہمیں نہیں پہچانا، وہ اس جلانے والی آگ (دوزخ) کی طرف جا رہا ہے“

(تفسیر عیاشی جلد ۲ صفحہ ۲۳۹، تفسیر قمی جلد ۱ صفحہ ۲۷۷، بحار الانوار جلد ۲۳ صفحہ ۱۱۳، التوحید صفحہ ۱۵۰)

سائے بھی امام ابوالحسن سے اسی آیہ شریفہ کے ذیل میں نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

لَمْ يُعْطِ الْانْبِيَاءَ إِلَّا مُحَمَّدًا وَهُمْ السَّبْعَةُ الْاِثْمَةُ الَّذِينَ
يَدُورُ عَلَيْهِمُ الْفَلَكَ وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ مُحَمَّدًا۔

”اللہ تعالیٰ نے محمد کے علاوہ انبیاء میں سے کسی کو بھی عطا نہیں کیے وہ

سات آئمہ ہیں جن کے گرد آسمان چکر کاٹتا ہے اور قرآن عظیم سے مراد

حضرت محمد ہیں۔“

مولف کہتا ہے کہ سات آئمہ کا جو ذکر ہوا ہے اس کی وجہ یہ ہے، چونکہ بعض آئمہ

علیہم السلام کے اسم تکراری ہیں۔ پس جو تکراری ہیں ان کو ایک شمار کیا گیا ہے۔ اگر ایسا

ہے تو وہ اسم مندرجہ ذیل ہیں۔

علی، حسن، حسین، محمد، جعفر، موسیٰ، مہدی، علیہم السلام۔ یہ احتمال بھی ہے کہ

375	بٹی باپ کی خدمت میں
377	علیؑ عمرو بن عبدود کے مقابلے میں
378	علیؑ اور عمار اچانک غائب
381	علیؑ کے مخصوص فضائل
383	صاحب اعجاز
386	علیؑ شجاع ترین انسان
392	جنت میں کیسے جائیں
396	علیؑ وفا طمہ سے تنہا ہر کی محبت
398	دو پتھروں کے درمیان علیؑ کا فیصلہ
403	فصیح و بلیغ خطبہ
415	علیؑ کی تعریف
425	علیؑ کا دعویٰ
431	علیؑ کی زیارت
433	سرچشمہ علم
451	عیسائی خوارج کا اظہار
469	علیؑ کا نقطوں کے بارے میں خطبہ
479	علیؑ نامہ اعمال کو درست کریں گے
480	علیؑ کی بیٹوں کو وصیت
480	اصح بن بناہ علیؑ کی خدمت میں
484	علیؑ کا حسین کے نام فرمان

277	حضرت عمر کا ناامید ہونا
278	فرشتے ہیجان علیؑ کے لیے استغفار کرتا
279	علیؑ کے دوست اور جنت
280	علیؑ قبر کوفہ پر
282	فضیلت علیؑ
287	قرآن میں علیؑ کے اسماء
341	مقداد اور فضائل علیؑ
344	علیؑ کا علم بحر بیکراں
346	علیؑ بحر اسماء کے عالم
346	علیؑ پر فخر کرنا
352	نزول قرآن
353	کلام علیؑ کی تفسیر
357	علیؑ کے فضائل
361	علیؑ کے فضائل رسول کی زبان سے
363	انگوشی کے نیچے علیؑ ولی اللہ تحریر
365	صیحائی کھجور کو صیحائی کیوں کہتے ہیں؟
367	نوجوان کیسے حافظ بنے؟
368	علیؑ نے قلعہ کیسے فتح کیا؟
374	ابو ہریرہ کا علیؑ سے شکوہ
374	علیؑ کا دعویٰ

211	گناہ کی سزا ضرور ملے گی
211	روایات کے جواب
212	گناہگار کی تکمیر
213	آئمہ میں ذریت
213	ذریت رسول
215	ذریت پیغمبر
216	اتفاق کا شمرہ
219	دوسرا حصہ۔ امیر المؤمنین علیؑ
220	عجیب و غریب فیصلہ
226	مردہ کو زندہ کرنا
233	انبیاء کے اسماء
235	دشمن نوک نیزہ پر
235	علیؑ شیر خدا ہے
236	فخر و مباہات
237	علیؑ کے فضائل
237	شکم مادر میں
238	محبت علیؑ کا نتیجہ
238	مبارزہ علیؑ
238	من پسند غذا
272	مدح علیؑ

191	محمد و آل محمد کے چہرے کی طرف دیکھنا
191	حضرت علیؑ کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت
191	علیؑ اور اولاد حسینؑ کے چہرے کی طرف دیکھنا
192	اہل بیت پر درود
193	صدر محفل
194	جنت حرام
200	اولاد ہاشم کی زیارت
201	اولاد پیغمبر کی زیارت
201	شفاعت پیغمبر کیسے حاصل ہوگی
201	اولاد پیغمبر کے ساتھ کھانے والے
202	امام محمد باقر اور امام حسن
203	علیؑ اور فاطمہ کی اولاد سے
204	کلمہ خدا نور میں تبدیل
204	مناقیق کی پہچان
205	اولاد پیغمبر کا محبت
205	چھ پکیاں اور بنی اسرائیل
205	مقام محمود پر گناہ گاروں کی شفاعت
206	حمران کا سوال اور امام صادق کا جواب
207	اطاعت گزار کا مقام
209	امام رضا کا بھائی زید کو نصیحت کرنا

سات کا عدد اس اعتبار سے ہو کہ جناب سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کا اسم مبارک آئمہ کے ساتھ شمار کیا گیا ہو، اور لفظ آئمہ کا عام معنی یعنی حجت و رہبر لیا گیا ہو اور حضرت امام مہدی کا اسم مبارک آپ کے جد بزرگوار حضرت محمد کے نام مبارک پر شمار کریں۔

آیہ اسماء کے بارے میں امام صادق کا فرمان

(۱۷۷-۱۷۵) معاویہ ابن عمار کہتے ہیں: حضرت امام صادق علیہ السلام آیہ شریفہ ”وَلِلّٰهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْهُ بِهَا“

”اللہ کے اسماء حسنہ ہیں خدا کو انہیں ناموں سے پکاریں“

کی تفسیر کے ذیل میں فرماتے ہیں:

نحن واللہ! الاسماء الحسنی التي لا يقبل الله من العباد عملاً
الاب معرفتنا۔ (الکافی جلد ۱، صفحہ ۱۳۳، الوافی، جلد ۱ صفحہ ۴۹۱)

”خدا کی قسم! ہم خدا کے وہی اسماء حسنی ہیں جن کی شناخت کے بغیر اللہ بندوں کے کسی عمل کو قبول نہیں کرے گا“

(تفسیر برہان جلد ۲ صفحہ ۵۲ تا ویل الایات جلد ۱ صفحہ ۱۸۹)

شیخ مفید علیہ الرحمہ کتاب ”اختصاص“ میں اور عیاشی میں اپنی تفسیر میں امام رضا علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

اذا نزلت بکم شدة فاستعينوا بنا على الله عزوجل۔

”جب تم کسی مشکل میں گرفتار ہو جاؤ تو ہمارے وسیلہ سے خدا سے مدد مانگو“

کیونکہ خدا کا ارشاد ہے کہ ”وَلِلّٰهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْهُ بِهَا“

حضرت امام رضا علیہ السلام اضافہ کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمان ہے:

السلام کا فرمان ہے:

”خدا کی قسم! ہم خدا کے اسماء حسنی ہیں، اللہ تعالیٰ ہماری معرفت اور

شناخت کے بغیر کسی کا کوئی بھی عمل قبول نہیں فرمائے گا“

(تفسیر عیاشی جلد ۲ صفحہ ۴۲، بحار جلد ۹۳ صفحہ ۵ تفسیر برہان جلد ۲ صفحہ ۵۲)

علامہ طبری اپنی تفسیر میں آیہ شریفہ:

لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰی يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ

الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔ (سورہ حشر آیہ ۲۴)

”اس کے لیے اسماء حسنہ ہیں، آسمان و زمین میں جو کچھ ہے وہ اس کی تسبیح

کرتا ہے وہ عزیز و حکمت والا ہے“

کی تفسیر میں ابن عباس سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا:

”خدا کے اسماء اعظم سورہ حشر کی چھ آیات میں مذکور ہیں“

(مجمع البیان جلد ۶ صفحہ ۳۸، بحار جلد ۹۳ صفحہ ۲۲۳، مجمع الدعوات صفحہ ۳۹۵)



پیغمبر اکرمؐ کی ولادت کے موقع پر فرشتوں کا مبارک باد دینا

(۱۷۱-۱) کتاب ”مناقب دہلی“ میں مذکور ہے: معمر بن قیس لیشی نقل کرتے ہیں: میں

نے اپنے والد گرامی جو اہل علم تھے سے سنا کہ انہوں نے کہا:

جب رسول خدا کی والدہ گرامی آمنہ بنت وہب کی ولادت کا وقت آیا تو آسمان کے دروازے کھل گئے اور فرشتے نازل ہونا شروع ہو گئے، زمین پر کوئی ایسا فرشتہ نہیں رہا، جو آپ کی ولادت کے موقع پر آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہوا ہو۔ فرشتگان خدا نے آپ کے وجود کو اپنے گھبرے میں لے لیا۔

جس وقت حضرت بی بی آمنہ کی گود میں پیغمبر اسلام تشریف لائے تو پوری دنیا آپ کے نور سے منور ہو گئی۔ فرشتوں نے آسمان پر ایک دوسرے کو مبارک باد دی، اور تمام بت سرنگوں ہو گئے اور اس نے کہا

”افسوس ہے قریش پر! ان کے امین، راست گوا اور ہادی تشریف لائے مگر

کوئی بھی ان کی مراد نہ سمجھ سکا“

۱۔ ظاہر راوی کے نام سے اشتباہ کیا گیا ہے۔ میرت خیال میں اس کا صحیح نام عمرو بن عوف لیتی ہے جو حضرت امیر المومنین کے اصحاب میں سے تھا، کتاب عجم الرجال الحدیث جلد ۱۳ صفحہ ۱۲۳ سے راجوع کریں۔

پہلا حصہ

پیغمبر اکرمؐ کے

فضائل و مناقب کے

سمندر میں سے ایک

قطرہ

اس وقت خانہ خدا سے آواز سنی گئی کہ منادی کہہ رہا ہے، اے میرے نور اب میری طرف پلٹ آ، ابھی میرے زائرین آئیں گے اب تمام نجاستیں پاک ہوں گیں ہیں۔

اس کے بعد لوگوں نے وہاں پر تین روز تک زلزلہ دیکھا، یہ پہلی نشانی تھی جو اہل قریش نے پیغمبر اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کے موقع پر مشاہدہ کی۔

حضرت عبداللہ کے چہرے پر نور

(۲-۷۱۹) مذکورہ کتاب میں نقل ہوا ہے کہ ابن عباس کہتے ہیں: میں نے پیغمبر اکرم کی ولادت کے بارے میں اپنے باپ سے سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

”جب عبداللہ متولد ہوئے تو میں نے ان کے چہرے پر ایک نور دیکھا، جو آفتاب کی مانند چمک رہا تھا“

میرے والد بزرگوار عبدالمطلب کہتے ہیں: یہ مولود بہت بلند و شوکت کا مالک ہے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک سفید رنگ کا پرندہ ان کی ناک سے نکل کر آسمان میں مشرق و مغرب کی طرف پرواز کرتا ہے، تھوڑی دیر بعد واپس آجاتا ہے اور دیوار کعبہ پر براجمان ہوتا ہے۔ تمام قریش اس کی روشنی کے سبب اس کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں، اس دوران لوگوں نے جب آپ کی عظمت و بزرگی کے بارے میں سوچنا شروع کیا تو وہ پرندہ نور کی شکل دھار کر زمین و آسمان کے درمیان کھڑا ہو گیا، اس کے بعد اس کا نور مشرق و مغرب تک پھیل گیا۔ سب سے پہلے شخص جو اس نور میں داخل ہوئے وہ علی بن ابی طالب علیہ السلام تھے۔ میں نے انہیں دیکھا کہ وہ اس نور سے عروج حاصل کر رہے ہیں، اس کے بعد دیکھا کہ لوگ اس نور کے پیچھے پیچھے ہیں۔ عبدالمطلب کہتے ہیں: میں خواب سے بیدار ہوا، بنی مخزوم کے ایک کاہن شخص سے اس خواب کی تعبیر دریافت کی:

اس نے کہا: بے شک ان (عبداللہ) کے ہاں ایک بیٹا متولد ہوگا، مشرق سے مغرب تک بسنے والے تمام لوگ ان کے پیروکار ہوں گے، ان کا چچا زاد اس پیروی میں سب پر سبقت

حاصل کر لے گا۔ (کمال الدین جلد ۶ صفحہ ۱۷۵، ابی صدوق صفحہ ۳۳۵، بحار الانوار جلد ۱۵ صفحہ ۲۵۶، روضۃ العظیمین صفحہ ۶۲)

علیٰ کا نور محمد کے نور سے جدا ہوا

(۳-۷۲۰) ایک مشہور حدیث میں پیغمبر اسلام سے نقل ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا:

أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي، ثُمَّ فَتَقَ مِنْهُ نُورَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَلَمْ يَنْزَلْ تَتَرَدَّدُ فِي النُّورِ حَتَّى وَصَلْنَا حِجَابَ الْعِظَمَةِ فِي ثَمَانِينَ أَلْفِ سَنَةٍ ثُمَّ خَلَقَ الْخَلَائِقُ مِنْ نُورِنَا فَتَحْنُ صَنَائِعَ اللَّهِ وَالْخَلْقَ بَعْدَ لَنَا صَنَائِعَ-

”سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو خلق فرمایا، پھر میرے نور سے علیٰ کا نور جدا کیا، ہم مسلسل انوار کے درمیان رفت و آمد کرتے رہے، یہاں تک کہ ہم اسی (۸۰) لاکھ سال کے عبدحجاب عظمت الہی تک پہنچے، اس کے بعد اللہ تبارک تعالیٰ نے ہمارے نور سے دوسری مخلوقات پیدا کیں اس لحاظ سے ہمیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے، ہمارے موجود ہونے کے بعد دوسرے موجودات کو ہم نے خلق کیا ہے“۔

والخلق بعد لنا صنائع کی وضاحت

مولف کہتے ہیں کہ حدیث میں جو فرمایا ہے:

”ہمارے بعد تمام مخلوق کو ہم نے پیدا کیا ہے“ اس سے مراد یہ ہے کہ موجودات

کی تخلیق کے لیے علت غائی اور وجہ بتائی اہل بیت علیہم السلام کا وجود مقدس ہے۔

یہ حدیث کتب حدیث سے نہیں مل سکتی ہے اس کی شہرت کی وجہ شاید اس حدیث کا پہلا حصہ ہے جو احادیث کی اکثر کتب میں موجود ہے۔ البتہ اس حدیث کا آخری حصہ نوح البلاغہ میں یوں مذکور ہے ”فاننا صنائع ربنا والناس بعد صنائع لنا“ اس جملہ کو علامہ مجلسی نے بحار الانوار جلد ۳۳ صفحہ ۵۸ میں نوح البلاغہ سے نقل کیا ہے امام زمانہ علیہ السلام کی توقع شریف میں مذکور ہے ”نحن انبا والخلق بعد صنائنا“

مذکورہ مطلب پر گواہ وہ خوبصورت روایت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لولاك لما خلقت الافلاك

”اگر تم نہ ہوتے تو میں افلاک کو ہرگز خلق نہ کرتا“

اظہار بے نیازی کرنے والے کو اللہ عطا کرتا ہے

(۲۰۷-۲۰۸) کتاب عدۃ الداعی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

”فقرو تک دتی نے پیغمبر اکرم کے ایک صحابی کے سر پر اس طرح سے

سایہ ڈال دیا کہ وہ بڑی مشکل سے بسراوقات کر رہا تھا“

اس کی وجہ نے کہا:

”اگر تم اپنے حالات زندگی رسول خدا کے حضور میں بیان کرو گے تو وہ

ضرورت ہماری مدد فرمائیں گے“

وہ یہی سوچ کر پیغمبر اکرم کی خدمت اقدس میں مشرف ہوا، لیکن قبل اس کے کہ وہ

اپنی حاجت بیان کرتا، اس نے رسول خدا سے خوبصورت جملہ سنا کہ:

من سألنا اعطيناه ومن استغنى اعطاه الله۔

”جو شخص مجھ سے مدد کرنے کا کہے گا میں اس کی مدد کروں گا لیکن اگر کوئی

بے نیازی اختیار کرتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ عطا کرے گا“

وہ صحابی اپنے آپ سے مخاطب ہو کر کہتا ہے: اس سے پیغمبر اکرم کی مراد

میرے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ وہ اسی طرح گھر لوٹ گیا اور سارا واقعہ اپنی زوجہ کے گوش

گزار کیا۔ اس کی بیوی نے کہا: ”رسول بھی ہماری طرح ایک بشر ہیں، شاید وہ متوجہ نہیں

ہوئے ہیں، دوبارہ جاؤ اور اپنی حاجت بیان کرو“

وہ شخص دوسری مرتبہ آنحضرت کی خدمت میں شرف یاب ہوا جو نبی رسول خدا کی

نظر مبارک اس کے چہرے پر پڑی تو آپ نے فرمایا:

”جو کوئی ہم سے مدد چاہے گا، ہم اس کی مدد کریں گے لیکن اگر کوئی بے

نیازی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے عطا کرے گا“

وہ اس دفعہ بھی خاموشی سے واپس پلٹ آیا چونکہ فقر و فاقہ کی وجہ سے بہت

پریشان تھا، تیسری دفعہ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو پھر وہی جواب سنا۔

پیغمبر خدا کی یہ دل نشین گفتگو سننے کے بعد اس نے اپنے دل کو مضبوط کیا، اور

واپس لوٹ آیا، کمر ہمت باندھ کر کام کی تلاش میں نکلا۔ اس نے ایک تیسہ کسی سے عاریتہ لیا

اور پہاڑ کی طرف نکل کھڑا ہوا، وہاں سے اس نے ایندھن اکٹھا کیا، اور شہر میں لا کر اسے

نصف مد آٹے (آدھ سیر) کے عوض فروخت کر دیا۔

اگلے دن بھی پہاڑ کی طرف نکل گیا، پہلے دن کی نسبت کچھ مقدار زیادہ ایندھن

اکٹھا کیا، اور اسے شہر میں لا کر فروخت کر دیا۔ وہ اسی طرح ایندھن شہر میں لا کر بیچتا رہا، اس

نے کچھ دن بچت کر کے اپنا تیسہ خرید لیا اور اسی کام میں مشغول رہا، اور کچھ سرمایہ جمع کیا، اس

سے اونٹ کے دو بچے اور ایک غلام خریدا۔ وہ اسی کام میں مسلسل لگا رہا۔ اس طرح سے اس

نے بہت زیادہ سرمایہ اکٹھا کر لیا اور مالی اعتبار سے اس کی زندگی سنور گئی۔

وہی شخص ایک دن رسول خدا کی خدمت میں شرف یاب ہوتا ہے اور سارا واقعہ

آنحضرت کے گوش گزار کرتا ہے۔ پاک پیغمبر نے فرمایا:

”میں نے تمہیں کہا تھا جو ہم سے مدد مانگے گا ہم ضرور اس کی مدد کریں گے

لیکن اگر کوئی بے نیازی کا مظاہر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے عطا کرے گا“

محمد وآل محمد کے وسیلہ سے مشکلات حل ہوتی ہیں

(۲۲-۵) مذکورہ بالا کتاب میں مذکور ہے کہ سلمان فارسی کہتے ہیں: میں نے محمد مصطفیٰ

رسول خدا سے سنا۔ آپ نے فرمایا:

”اللہ فرماتا ہے: اے میرے بندو! کیا ایسا نہیں ہے کہ اگر آپ کو اپنا کوئی بڑا کام کسی سے کروانا ہو تو وہ اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک اس کے لیے ایسے بندے کی سفارش نہ کروائی جائے جو اس کا محبوب ترین ہو؟“

آلَا فَاعْلَمُوا أَنَّ أَكْرَمَ الْخَلْقِ عَلَيَّ وَأَفْضَلُهُمْ لَدَيَّ مُحَمَّدٌ وَأَخُوهُ عَلِيُّ وَمَنْ بَعْدَهُ الْآئِمَّةُ الَّذِينَ هُمْ الْوَسَائِلُ عَلَيَّ۔

”آگاہ ہو جاؤ اور جان لو! بے شک میرے نزدیک سب سے بہترین اور افضل ترین محمدؐ، ان کے بھائی علیؑ اور ان کے بعد (گیارہ) آئمہ ہیں۔ یہ حضرات میرے تک پہنچنے کا وسیلہ ہیں“

”آگاہ ہو جاؤ! کسی کی کوئی حاجت ہے اور وہ چاہتا ہے کہ پوری ہو، یا کوئی مشکل دامن گیر ہے اور وہ چاہتا ہے کہ وہ برطرف ہو جائے اگر وہ مجھے محمدؐ و آل محمدؐ کا واسطہ دے کر پکارے گا تو میں اس کی وہ حاجت و مشکل بہترین طور پر پوری کروں گا“

اس دوران مدینہ کے مشرکین و منافقین نے حضرت ابوذرؓ کا تمسخر اڑاتے ہوئے کہا:

”اے ابا عبد اللہ! ان کا واسطہ دے کر خدا سے کیوں نہیں کہتے ہو کہ وہ آپ کو مدینہ کا ثروت مند ترین اور متمول ترین شخص بنا دے؟“

سلیمان نے کہا: ”میں نے خداوند متعال سے وہ چیز مانگی ہے جو پوری دنیا کے مقابلے میں عظیم تر، منافع بخش اور بہتر ہے۔ میں نے ان بزرگ ہستیوں (ان پر درود و سلام ہو) کے وسیلہ سے ایسی زبان مانگی ہے جو خداوند قدوس کی حمد و ثناء کرے، ایسا دل مانگا ہے جو اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرے، اور ایسے بدن کی درخواست کی ہے جو مشکلات اور بلاؤں کے

مقابلے میں صبر و ٹھیکبائی کا دامن نہ چھوڑے۔ اللہ تعالیٰ نے میری درخواست قبول کی اور مجھے یہ سب کچھ عطا فرمایا ہے۔ میری یہ تمنا و خواہش دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سے دس لاکھ درجے بہتر ہے“

(عدة الداعی صفحہ ۱۵۱، بحار الانوار جلد ۹۳ صفحہ ۲۲، تفسیر امام حسن عسکریؑ صفحہ ۶۸)

فرشتے کی درخواست اور مومن پر رسول خدا کا سلام

(۶۷۲۳) مذکورہ کتاب میں تحریر ہے کہ جابر، امام صادق علیہ السلام سے روایت نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا:

”ایک فرشتے نے خداوند متعال سے درخواست کی کہ اسے بندوں کی باتیں سننے کی اجازت فرمائی جائے، اللہ تعالیٰ نے اس کی خواہش کے مطابق اسے اجازت عطا فرمائی“

یہ فرشتہ تاقیامت کھڑا رہے گا اور جو مومن بھی کہے گا: ”صلی اللہ علی محمد و اہل بیتہ وسلم“ درود ہو محمدؐ و اہل بیت محمدؐ پر“ تو اس کے جواب میں یہ فرشتہ کہے گا آپ پر سلام ہو“

اس کے بعد یہ فرشتہ پیغام لے کر رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوگا اور کہے گا۔

”یا رسول اللہ! فلاں شخص نے آپ پر سلام بھیجا ہے۔“

اس کے جواب میں رسول خدا فرمائیں گے:

”اس مومن پر بھی سلام ہو“ (امالی شیخ طوسی صفحہ ۶۷۸، بحار الانوار جلد ۱۰ صفحہ ۱۷۸)

چار چیزیں بندوں کی آواز سنتی ہیں

امیر المومنین علیؑ علیہ السلام ایک گفتگو کے ضمن میں فرماتے ہیں:

أَعْطِيَ السَّمْعَ أَرْبَعَهُ: النَّبِيُّ وَالْجَنَّةُ وَالنَّارُ، وَالْحَوْرَاءُ الْعَيْنُ، فَإِذَا فَرَّغَ الْعَبْدُ مِنْ صَلَاتِهِ فَلْيَصِلْ عَلَيَّ النَّبِيُّ لِيَسْأَلَ اللَّهَ الْجَنَّةَ

وَيَسْتَجِيرُ بِاللَّهِ مِنَ النَّارِ، وَيَسْأَلُهُ أَنْ يَزُوْجَهُ مِنَ الْحُورِ الْعَرِيْنَ -
 ”بندوں کی آواز سننے کی اجازت چار چیزوں کو پیغمبر اکرمؐ جنت و دوزخ اور
 حور العین کو عطا کی گئی ہے۔ لہذا بندہ جب نماز ختم کرے تو اسے چاہیے کہ
 پیغمبر اکرمؐ پر درود بھیجے، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بہشت کی درخواست کرے،
 دوزخ سے اس کی پناہ مانگے اور حور العین سے ملنے کی درخواست کرے۔“
 کیونکہ جو کوئی بھی پیغمبر اکرمؐ پر درود بھیجتا ہے تو وہ سنتے ہیں اور اس کی دعا قبول ہو
 جاتی ہے۔

جو کوئی بہشت کی درخواست کرتا ہے تو بہشت پکار کر کہتی ہے:

”پروردگار تیرا بندہ جو کچھ مانگ رہا ہے اسے عطا فرما“

جو کوئی دوزخ سے خدا کی پناہ کا سوال کرتا ہے تو دوزخ کہتی ہے:

”پروردگار! تیرے بندے نے جس چیز سے تیری پناہ کا مطالبہ کیا ہے،

اسے عطا فرما“

اور جو شخص خدا سے حور العین کی درخواست کرتا ہے تو وہ کہے گا:

”پروردگار تیرا بندہ جو کچھ تم سے چاہتا ہے، اسے عطا فرما“

(الخصال جلد ۲ صفحہ ۶۳۰، حسن حدیث الرماز، بحار الانوار جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۰)

امام محمد باقرؑ کا آئیہ معراج کے بارے میں ارشاد

(۷۲۳-۷۲۴) تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں آیا ہے کہ اسماعیل ہٹھی کہتے
 ہیں کہ میں مسجد الحرام میں بیٹھا ہوا تھا، وہاں پر مسجد کے ایک گوشہ میں حضرت امام محمد باقر
 علیہ السلام بھی تشریف فرما تھے۔ حضرت نے اپنا سر مبارک بلند کیا، ایک دفعہ آسمان کی طرف
 نگاہ کی اور دوسری دفعہ کعبہ کو دیکھا، اس کے بعد یہ آئیہ شریف تلاوت فرمائی:

سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى

الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى - (سورہ اسراء آیہ ۱)

”پاک و منزہ ہے وہ خدا جو اپنے بندے (حضرت محمدؐ) کو ایک رات میں

مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا“

حضرت نے تین دفعہ اس آئیہ کا تکرار فرمایا اور میری طرف دیکھ کر فرماتے ہیں۔

”اے عراقی! اہل عراق کا اس آئیہ شریفہ کے بارے میں کیا نظریہ ہے؟“

میں نے عرض کیا: ”وہ کہتے ہیں کہ پیغمبر اکرمؐ نے ایک رات میں

مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف سیر کی ہے۔

حضرت نے فرمایا: ”اس طرح سے نہیں ہے جیسے وہ کہتے ہیں لیکن یہاں

سے وہاں تک سیر کی“ اپنے دست مبارک سے آسمان کی طرف اشارہ کر

کے فرماتے ہیں: ”اس کے درمیان دو حرم“

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اپنی اس خوبصورت گفتگو کو جاری رکھتے ہوئے

فرماتے ہیں:

اس سیر میں رسول خداؐ جب سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے تو جبرئیل وہاں پر رک گیا،

رسول خداؐ نے فرمایا: ”اے جبرئیل اس مقام پر مجھے تمہا چھوڑ رہے ہو؟“

جبرئیل نے کہا:

تقدم امامك، فوالله بلغت مبلغاً لم يبلغه خلق من خلق الله قبلك -

”آپ آگے تشریف لے جائیں، خدا کی قسم! بے شک آپ ایسے مقام پر پہنچ چکے

ہیں کہ خدا کی مخلوق میں سے کوئی بھی آپ سے پہلے اس مقام تک نہیں پہنچ سکا“

بحار الانوار کے حاشیہ میں ہے کہ حضرت کی اس سے مراد یہ ہے کہ پیغمبر خداؐ

کی سیر صرف اس مورد میں منحصر نہیں ہے بلکہ پیغمبر کی سیر زمین سے آسمان کی طرف تھی۔

اس بناء پر آنحضرت کی سیر پہلے مسجد اقصیٰ کی طرف تھی اور پھر وہاں سے آسمان کی طرف۔

رسول خدا فرماتے ہیں: اس وقت میں نے چشم دل سے اپنے پروردگار کا مشاہدہ کیا جو میرے اور حق تعالیٰ کے درمیان اس کا ”سبحہ“ منزہ ہونا اسے دیکھنے سے مانع ہوا۔
راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا: ”آپ پر قربان جاؤں سبحہ سے کیا مراد ہے؟“

امام محمد باقر علیہ السلام اپنے چہرہ مبارک سے زمین کی طرف اور دست مبارک سے آسمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:
جلال ربی، جلال ربی، جلال ربی
”میرے پروردگار کا شکوہ جلال، میرے پروردگار کا شکوہ جلال، میرے پروردگار کا شکوہ جلال“
اس کے بعد حضرت اپنی گفتگو جاری رکھتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اللہ اپنے پیغمبر سے فرماتا ہے: ”یا محمد!“
رسول خدا فرماتے ہیں: ”میں نے عرض کیا، لبیک اے میرے پروردگار“
فرمایا: ”ملاء علیٰ میں فرشتے کس چیز کے بارے میں مجادلہ و نزاع کر رہے ہیں؟“
میں نے عرض کیا: ”پاک و منزہ ہے پروردگار! میں صرف وہی کچھ جانتا ہوں جو آپ نے مجھے سکھایا ہے۔“

رسول خدا فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے سینے کے درمیان رکھا، میں نے اپنے کندھوں کے درمیان اس کی خنکی محسوس کی۔ آنحضرت فرماتے ہیں: اس وقت ماضی اور مستقبل کے بارے میں جو کچھ مجھ سے پوچھا گیا، کوئی ایسی چیز نہ تھی جو مجھے پہلے سے معلوم نہ ہو۔ خطاب ہوا:

”اے محمد! فرشتے ملاء علیٰ پر کس کے بارے میں مجادلہ و نزاع کر رہے ہیں؟“
میں نے عرض کیا:

”درجات، کفارات اور حسنات کے بارے میں۔“
فرمایا: ”اے محمد! آپ کی پیغمبری کا زمانہ ختم ہونے والا ہے، آپ کا دانا پانی دنیا سے ختم ہو چکا ہے، آپ کا وحی اور جانشین کون ہے؟“
میں نے عرض کیا: ”پروردگار! میں نے آپ کی مخلوق کا امتحان کیا ہے میں نے علیٰ سے زیادہ کسی کو مطیع و فرماں بردار نہیں پایا۔“

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”میرے نزدیک بھی وہ ایسے ہی ہیں“
میں نے عرض کیا: ”میرے پروردگار! میں نے آپ کی تمام مخلوق کو آزمایا ہے مجھے کوئی بھی ایسا نہیں ملا ہے، جو علیٰ کی طرح مجھ سے محبت کرتا ہو“ فرمایا:
ولی یا محمد، فبشیرۃ بانہ رأیۃ الہدی، و امام اولیاء و نور لمن اطعی، و الکلمۃ الباقیۃ، الّتی ازمّتها المتّقین، من احبہ فقد احبّنی و من ابغضہ قعد ابغضنی مع ما انی اخصہ، عالم اخص بہ احد۔

”اے محمد! میرے لیے بھی ایسا ہی ہے، پس انہیں خوش خبری سنائیں کہ وہ ہدایت کا پرچم اور اولیاء کے امام ہیں۔ وہ نور ہیں ان لوگوں کے لیے جو میری اطاعت کرتے ہیں، وہ ایسا کلمہ باقیہ ہیں جسے پرہیزگار و متقی اپنے لیے ضروری سمجھتے ہیں، جو انہیں دوست رکھتا ہے وہ مجھے دوست رکھتا ہے، جو ان سے دشمنی کرتا ہے وہ میرا دشمن ہے میں اس کے لیے ایک خاص مقام و منزلت کا قائل ہوں، جو میں نے کسی اور کو عطا نہیں کیا۔“

رب العزت نے فرمایا:

”یہ ایک ایسا امر ہے کہ جس کے ساتھ میری مشیت کا گذشتہ زمانے سے تعلق ہے، ان کا امتحان ہوگا، جبکہ لوگوں کو ان کی وجہ سے آزمایا جائے گا، اس حال

تمام انسانوں کی انہیں کے سبب سے غنود بخشش ہوگی۔ انہیں کے سبب رحمت کے وسیع میدان میں داخل ہوں گے۔

(۸-۷۲۵) کتاب کے باب فضل میں حضرت علی علیہ السلام کا فرمان نقل کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

ایک دن کسی شخص نے رسول خدا کی خدمت میں ہدیہ پیش کیا۔ جب یہ ہدیہ پیش کیا گیا تو وہاں پر بہت سے لوگ موجود تھے، اسی وجہ سے حضرت نے فرمایا:

”آپ بھی اس ہدیہ میں شامل ہیں“ (المفصلیات، صفحہ ۱۵۳)

شیعہ روز قیامت آل محمد کی پناہ میں

(۹-۷۲۶) عماد الدین طبرانی کتاب بشارۃ المصطفیٰ میں لکھتے ہیں: امام علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام اپنے اجداد کرام سے نقل فرماتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا:

يا علي اذا كان يوم القيامة اخذت بحجرة الله عز وجل
واخذت انت بحجرتي واخذ ولدك بحجرتك واخذ شيعة
ولدك بحجرتهم فتري أين يؤمر بنا؟

”اے علی! میں روز قیامت لطف پروردگار کا دامن پکڑوں گا، آپ میرا دامن تھامیں گے، جبکہ تیرے فرزند تیرا دامن پکڑیں گے اور تیری اولاد کے شیعہ ان کے دامن کا سہارا لیں گے، کیا آپ اس بارے میں سوچتے ہیں کہ ہمیں کہاں پر جانے کا حکم دیں گے؟“

(بشارۃ المصطفیٰ صفحہ ۱۳۶، بحار جلد ۶۸ صفحہ ۱۳۴)

صرف شیعہ دین ابراہیم ہیں

(۱۰-۷۲۷) مذکورہ کتاب میں حضرت ابوذر غفاری سے نقل کرتے ہیں وہ کہتے ہیں: میں نے ایک دن رسول خدا کو دیکھا کہ آپ نے اپنا دست مبارک علی بن ابی طالب

میں نے انہیں چار چیزیں بخشیں ہیں، بخشیں ہیں، بخشیں ہیں، بخشیں ہیں۔

یہ فرمانے کے بعد رسول خدا نے اپنا ہاتھ بند کیا اور کھولا نہیں۔

توضیح: مسجد اقصیٰ سے مراد بیت المامود ہے کیونکہ وہ دور ترین مسجد ہے۔

آنحضرت نے یہ جو فرمایا:

”میں نے نور پروردگار کو دیکھا ہے، یعنی چشم دل کے ساتھ حق تعالیٰ کی جلالت و عظمت کا مشاہدہ کیا ہے۔ سب سے مراد حق تعالیٰ کی پاکیزگی و تقدس ہے۔

سینہ پر ہاتھ رکھنا، اس بات سے کنایہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم اور علوم و معارف کا مقام آنحضرت کا سینہ شریف ہے۔ نکلی و سردی، راحت و سرد اور خوش حالی سے کنایہ ہے۔ اس لحاظ سے رسول اللہ حق تعالیٰ کا دست رحمت رکھنے کا مقام ہے۔ ساری رحمت اسی کی طرف سے ہے۔

جیسا کہ پیغمبر خدا کا فرمان ہے:

حسین منی و انا من حسین -

”حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں“

انہوں نے دست رحمت سے غذا کھائی دامن رحمت میں پرورش پائی اور زبان رحمت سے دودھ پیا۔ ان کا گوشت، پوست خون وغیرہ رحمت کی وجہ سے اُگے ہیں۔ دونوں آنکھوں کے درمیان جلد کا ہونا رحمت و ریحانہ رحمت ہے۔ وہ سینہ رحمت پر بیٹھے، رحمت کے شانے ان کی سواری تھے اور ان کا راستہ رحمت کا راستہ تھا۔

وہ رحمت کے لیے ایک خاص قسم کی کان، اسباب رحمت میں جمع ہونے کا محل، وسائل رحمت کو اکٹھا کرنے والے اور رحمت کے چشموں کا سرچشمہ تھے۔ وہ رحمت میں داخل ہونے کے لیے مدخل، رحمت کا ٹھنڈا میٹھا چشمہ باغ رحمت ہونے کا مقام، رحمت کے پھلوں کو ظاہر کرنے والے اور باران رحمت برسانے والے بادل تھے۔

علیہ السلام کے شانے پر مارا اور فرمایا:

یا علی! احبنا فهو العربی، ومن ابغضا فهو العلیج، شیعتنا اهل
البیوتات والمعدن و الشرف و من كان مولده صحیحاً و ما علی
ملة ابراهیم علیہ السلام الا نحن شیعتنا و سائر الناس منها برآء
وان لله ملائكة یهدمون سینات شیعتنا كما یهدم القوم البنیان -
(بشارة المصطفیٰ صفحہ ۱۰۲، الامالی شیخ طوسی صفحہ ۹۰، بحار الانوار جلد ۶ صفحہ ۲۳)

”اے علی! جو مجھے دوست رکھتا ہے وہ عرب سے منسوب ہے اور جو مجھ
سے دشمنی رکھتا ہے وہ بے دین ہے، ہمارے شیعہ صحیح النسب اور شریف
خاندانوں سے ہیں اور حلال زادے ہیں، ہمارے اور ہمارے شیعوں کے
علاوہ کوئی بھی دین ابراہیم پر نہیں، تمام لوگ اس دین سے دور ہیں۔
بیشک خداوند متعال کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو ہمارے شیعوں کے
گناہوں کو منہدم کرتے ہیں جیسے لوگ اپنے گھروں کو کرتے ہیں“

رسول خدا مقام عقیق پر

(۲۸-۱۱) کتاب ”الثاقب فی المناقب“ میں تحریر ہے کہ سعید بن مسیب کہتے
ہیں: رسول خدا کے زمانے میں ایک رات بارش برسی، صبح ہوئی تو آنحضرت نے حضرت علی
علیہ السلام سے فرمایا: ”اے علی! انھیں باہم مل کر مقام عقیق پر چلتے ہیں، وہاں جمع شدہ پانی
کی زبائی سے لطف اندوز ہوتے ہیں“

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: رسول اللہ نے میرے ہاتھوں کا سہارا لیا،
وہاں سے ہم باہم روانہ ہوئے، جب ہم سرزمین عقیق پر پہنچے اور ہم زمین کے نشیب و فراز
میں جمع شدہ صاف پانی کا نظارہ کر رہے تھے۔ اس وقت علی نے کہا:

”اے رسول خدا! اگر مجھے رات سے اس سفر کے بارے میں مطلع کیا ہوتا

تو آپ کے لیے بہترین غذا آمادہ کرتا“

رسول خدا نے فرمایا: ”اے علی! جو ہمیں یہاں تک لے آیا وہ خود ہمارے
لیے بندوبست کر دے گا“

ہم ابھی اسی مقام پر کھڑے تھے، کہ ہم نے اچانک اپنے سروں پر کڑکتی بدلی کا
احساس کیا، جو ہمارے سروں پر سایہ لگن ہے، وہ ہماری قریب آئی، رسول اللہ کے سامنے
دستر خوان بچھایا، اس پر ایسے انار موجود پائے جو میں نے آج تک نہیں دیکھے۔ ہر انار کا چھلکا
تین رنگ لولو، چاندی اور سونے کا تھا۔

رسول خدا نے میری طرف دیکھا اور فرمایا:

”اے علی! اسے بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ، یہ کھانے آپ کے کھانے سے زیادہ
پاکیزہ اور لذیذ تر ہے“

میں نے انار اٹھا کر اسے دو حصے کیا، اس کے دانے تین رنگوں کے تھے، بعض
دانے یا قوت کی مانند سرخ، بعض لولو کی طرح سفید اور بعض زمر کی طرح بنز تھے، ان کا
ذائقہ انتہائی لذیذ تھا، کھانے کے دوران انہیں اپنی زوجہ فاطمہ اور دونوں بیٹے حسن اور حسین
یاد آ گئے۔ میں نے وہاں سے تین انار اٹھائے اور اپنی آستین میں رکھ لیے، اس کے بعد
دستر خوان اٹھا لیا گیا۔ اس کے بعد ہم گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں رسول اللہ کے
دو اصحاب سے ملاقات ہوئی، ان میں سے ایک نے کہا: ”اے رسول خدا! کہاں سے
تشریف لا رہے ہیں؟“

آنحضرت نے فرمایا: ”سرزمین عقیق سے“

اس نے کہا: ”اگر ہمیں بتایا ہوتا تو ہم آپ کے لیے کھانا تیار کرتے“

رسول خدا نے فرمایا: ”جو ہمیں وہاں لے گیا تھا اس نے ہمارے لیے
بندوبست کر دیا تھا“۔

دوسرے صحابی نے کہا: ”اے ابا الحسن! آپ سے انتہائی پاکیزہ خوشبو آ رہی ہے، کیا آپ کے پاس وہاں کا کوئی کھانا ہے؟“

مولا فرماتے ہیں: میں نے اپنا ہاتھ آستین میں ڈالا تاکہ ایک انار انہیں دوں، لیکن کیا دیکھتا ہوں کہ وہاں پر کچھ بھی نہیں ہے، اس واقعہ سے میں بہت غمگین ہوا۔ جس وقت میں نے رسول خدا سے خدا حافظی کی، وہ اپنے گھر تشریف لے گئے، میں جو نبی دروازہ فاطمہ کے نزدیک ہوا تو اپنی آستین میں کھسر پھسر کی آواز سنی، کیا دیکھتا ہوں کہ وہی انار میری آستین میں موجود ہیں، گھر میں داخل ہوا، ایک انار اپنی زوجہ دختر رسول خدا کو دیا اور دوسرے انار اپنے بیٹے حسن اور حسین کے درمیان تقسیم کیے۔

اس کے بعد رسول خدا کی خدمت میں شرف یاب ہوا، جو نبی رسول خدا نے مجھے دیکھا تو آپ نے فرمایا:

یا علی! ”وہ واقعہ آپ بتائیں گے یا میں بیان کروں“

میں نے عرض کیا: ”اے رسول خدا آپ بیان فرمائیں، کیونکہ آپ کا بیان سوختہ دلوں کے لیے شفا ہے“

”رسول خدا نے پورا واقعہ نقل فرمایا“

میں نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ! گویا آپ میرے ساتھ تھے“

(الثاقب فی المناقب صفحہ ۵۸)

حضرت علی یمن میں

(۱۲-۷۲۹) مذکورہ کتاب میں تحریر ہے کہ حنظل بن معمر کہتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: ایک دن رسول خدا نے مجھے طلب فرمایا اور یمن کے لوگوں کی اصلاح کے لیے یمن کی طرف جانے کا حکم دیا۔

میں نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ! وہاں کی آبادی بہت زیادہ ہے، وہاں

بڑی عمر کے لوگ موجود ہیں، جبکہ میں ایک نوجوان ہوں۔ (میں کس طرح

اس ماموریت کو انجام دے سکتا ہوں؟)“

رسول خدا نے فرمایا:

”اے علی! جب آپ لفتح نامی گاؤں کی بلندی پر پہنچیں گے تو بلند آواز سے کہیں

یا شجر یا موریا شری، محمد رسول اللہ یقرؤ کم السلام۔

”اے درختو! اے مٹی کے ڈھلو! اور اے زمین! اللہ کے رسول محمد تم سب

کو سلام کہتے ہیں“

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں (حکم رسول پاکر) یمن کی طرف روانہ ہوا، جب ”فتح“ گاؤں کی بلندی پر پہنچا، تو یمن کے لوگوں کی طرف منہ کیا، کیا دیکھتا ہوں کہ یمن کے تمام لوگ مسلح ہو کر میری طرف بڑھ رہے ہیں، بعض لوگ نیزہ بردار ہیں، ان کے نیزوں کی انیاں چمک رہی ہیں، جبکہ ان کی تیرکمانیں ان کی کمروں کے ساتھ لٹک رہی ہیں اور بعض لوگ تنگی تلواریں لیے ہوئے ہیں، میں نے بلند آواز سے فریاد کی:

”اے درختو! اے مٹی کے ڈھلو! اور اے زمین! اللہ کے رسول حضرت محمد

تمہیں سلام کہتے ہیں“

اس وقت درخت، مٹی ڈھیلے اور زمین نے مل کر فریاد بلند کی:

و علی محمد رسول اللہ اسلام و علیک السلام

”اللہ کے رسول محمد اور آپ پر سلام ہو“

لوگوں نے جب یہ آواز سنی تو مضطرب و پریشان ہو گئے، ان کی ٹانگیں لرزنے لگیں اور ہاتھوں سے اسلحہ گر گئے۔ وہ لوگ تیزی سے میرے پاس آئے، میں نے ان کے درمیان صلح و صفائی کروائی اور ہم سب شہر کی طرف پلٹ گئے۔

(الثاقب فی المناقب صفحہ ۶۸، امالی شیخ صدوق صفحہ ۲۹۳، بصائر الدرجات صفحہ ۵۰۳)

عرض مترجم

یہ کتاب معصومین علیہم السلام کے فضائل و مناقب کا ایک گراں بہا اور اہمبول
انہ ہے، جس کے گوہر آبدار دامن فضائل کو زرنگاہ بنائے ہوئے ہیں۔ اس میں ان
تیوں کے فرامین مندرج ہیں جو علم کی آغوش میں پلے اور آب وحی سے دھلی ہوئی زبان
سا کر پروان چڑھے۔

یہ کتاب واقعا اسم باسما ہے، کسی میں اتنی جرأت کہاں ہے کہ ان پاک و پاکیزہ
بیوں کے تمام فضائل و کمالات کو اکٹھا کر سکے۔

یہ کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے، اس کا اصل متن عربی میں ہے جس کا فارسی میں
سہ جناب آقا محمد حسین رحیمیان صاحب نے کیا۔ اس کتاب کی پہلی جلد کو اردو میں منتقل
نے کی سعادت برادر ذی احترام، عالم باکمال حجتہ الاسلام جناب قبلہ ناظم رضا عترتی
نب نے حاصل کی، انہوں نے بڑی محنت سے پہلی جلد مکمل کی، اللہ تعالیٰ انہیں اس محنت
رجزیل عنایت فرمائے۔ آمین۔۔

دوسری جلد کی ذمہ داری ”ادارہ منہاج الصالحین“ کے بانی اور چیئرمین برادر
حجتہ الاسلام جناب قبلہ ریاض حسن جعفری دامت توفیقانہ نے میرے ناتواں کندھوں پر
میں نے اطاعت کرتے ہوئے اس کی ذمہ داری کو قبول کیا۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ میں نے اس کا ترجمہ فارسی متن کو سامنے رکھ کر کیا ہے۔

محمد و آل محمد کے لیے دعا کرنے سے اونٹ بول اٹھا

(۱۳۰-۱۳۱) مذکورہ کتاب میں ابن عمر کے حوالے سے لکھتے ہیں: کچھ لوگ رسول خدا کی خدمت میں آئے، اور ایک شخص کے خلاف جھوٹی گواہی دی کہ اس نے اونٹ چرایا ہے۔ رسول خدا نے چور پر حد جاری کرنے کا حکم دیا کہ اس کی انگلیاں کاٹ دی جائیں، تمہیں شخص یہ مزا بھگتنے کے لیے تیار ہو گیا، درحالانکہ اس کے لبوں پر مندرجہ ذیل دعائی:
 اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ حَتَّى لَا يَبْقَى مِنْ الصَّلَاةِ شَيْءٌ
 وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ حَتَّى لَا يَبْقَى مِنَ الرَّحْمَةِ شَيْءٌ
 ، وَأَرْحَمْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ حَتَّى لَا يَبْقَى مِنَ الرَّحْمَةِ شَيْءٌ
 وَسَلِّمْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ حَتَّى لَا يَبْقَى مِنَ التَّسْلِيمِ شَيْءٌ -
 ”اے میرے معبود! محمد و آل محمد پر اس طرح سے تمام درود و سلام بھیج کہ درود و سلام میں سے کوئی چیز باقی نہ بچے۔

اے میرے معبود! محمد و آل محمد پر تمام برکتیں نازل فرما کہ کوئی برکت باقی نہ رہے۔
 اے میرے معبود! محمد و آل محمد پر تمام رحمتیں نازل فرما کہ کوئی رحمت باقی نہ رہے۔
 اے میرے معبود! محمد و آل محمد پر تمام سلام بھیج کہ کوئی سلام باقی نہ رہے۔“

۱۔ علامہ مجلسی نے بحار الانوار جلد ۹۰ صفحہ ۶۷ میں مذکورہ دعا دو طرح سے نقل فرمائی ہے۔ اس دعا سے استفادہ کرنے کے لیے دونوں نقل کرتے ہیں۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ حَتَّى لَا يَبْقَى صَلَاةٌ ، اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ حَتَّى لَا يَبْقَى بَرَكَةٌ ، اللَّهُمَّ وَسَلِّمْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ حَتَّى لَا يَبْقَى سَلَامٌ ، اللَّهُمَّ وَأَرْحَمْ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ حَتَّى لَا يَبْقَى رَحْمَةٌ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ حَتَّى لَا يَبْقَى مِنْ صَلَاةِكَ شَيْءٌ وَأَرْحَمْ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ حَتَّى لَا يَبْقَى مِنْ رَحْمَتِكَ شَيْءٌ ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ حَتَّى لَا يَبْقَى مِنْ بَرَكَاتِكَ شَيْءٌ وَسَلِّمْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ حَتَّى لَا يَبْقَى مِنْ سَلَامِكَ شَيْءٌ

راوی کہتا ہے! اس دوران اونٹ بول اٹھا اور اس نے کہا:

”یا رسول اللہ! اس شخص نے مجھے نہیں چرایا“

رسول خدا نے حکم صادر فرمایا کہ اس شخص کو واپس لایا جائے، جب وہ واپس پلٹ

آیا تو آپ نے فرمایا: ”اے شخص کچھ دیر پہلے تم نے کیا پڑھا ہے؟“

اس نے کہا کہ میں نے یہ دعا پڑھی ہے کہ ”اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ.....“

رسول خدا نے فرمایا: ”اس وقت میں نے دیکھا کہ مدینہ کی گلیاں

فرشتگان خدا سے مملو ہیں،

ان کی تعداد اس قدر زیادہ تھی کہ وہ تیرے اور میرے درمیان حائل ہونا

چاہتے تھے“

انہوں نے تمہاری یہ دعا اپنے پاس محفوظ کر لی ہے روز قیامت حوض کوثر کے

کنارے میری تحویل میں دیں گے۔ اس دن تمہارا چہرہ برف سے زیادہ سفید اور نورانی ہوگا۔

(الناقب والمناقب صفحہ ۷۷)

بچے نے نبوت کی گواہی دی

(۱۳۱-۱۳۲) کتاب ”الناقب فی المناقب“ میں ہے کہ یزید بن ابی حبیب کہتے ہیں:

ایک دن ایک خاتون اپنی بغل میں ایک ماہ کا بچہ لیے ہوئے رسول خدا کی

خدمت میں حاضر ہوئی۔ رسول خدا کو دیکھتے ہی اس کے چہرے پر شکنیں پڑ گئیں۔ اس کے

بغل میں جو بچہ تھا، اس نے کہا:

”اے رسول خدا آپ پر سلام ہو، اے محمد بن عبد اللہ! آپ پر سلام ہو“

راوی کہتا ہے کہ بچے کی گفتگو سن کر اس کی ماں سخت ناراض ہوئی۔

رسول خدا نے اس بچے کو دیکھتے ہوئے فرمایا:

”تمہیں کیسے پتہ ہے کہ میں رسول خدا اور محمد بن عبد اللہ ہوں“

بچے نے کہا: ”پروردگار عالم اور روح الامین، جبرئیل علیہ السلام نے مجھے یہ سبق دیا ہے“

حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کے سر مبارک پر موجود ہیں اور آپ کو دیکھ رہے ہیں، جبرئیل علیہ السلام نے کہا:

هَذَا تَصْدِيقٌ لَكَ بِالنَّبُوَّةِ وَدَلَّةٌ لِنَبِيِّتِكَ كَمَا يُؤْمِنُ بِكَ بِقِيَّةِ قَوْمِكَ۔

”بچے کا یہ عمل آپ کی نبوت کی تصدیق اور آپ کی نبوت پر دلیل ہے، یہاں تک کہ آپ کے خاندان کے تمام لوگ آپ پر ایمان لے آئیں گے“
رسول خدا اس بچے کی طرف دیکھ کر فرماتے ہیں:

”اے بچے! تمہارا نام کیا ہے؟“

بچے نے عرض کیا: ”میرا نام عبدالعزیز رکھا ہے، لیکن میں اس کو نہیں مانتا ہوں۔ یا رسول اللہ! آپ میرے لیے کوئی نام منتخب کریں“

رسول خدا نے فرمایا: ”تمہارا نام عبداللہ ہے“

بچے نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درخواست کریں کہ مجھے بہشت میں آپ کے خادموں میں سے قرار دے“

جبرئیل علیہ السلام نے کہا: ”خدا سے مانگو، وہ تمہاری خواہش پوری کرے گا“

اس بچے نے عرض کیا: ”نیک اور خوش بخت ہے وہ شخص جو آپ پر ایمان لے آئے، اور شقی و بد بخت ہے وہ شخص جو آپ کو جھٹلائے، اس عورت کے اس بچے نے فریاد کی اور دنیا سے چل بسا“

بچے کی ماں نے رسول خدا کی طرف دیکھا اور کہا: ”یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، میں نے جب تک آپ میں نبوت کی نشانیاں نہیں دیکھی تھیں، آپ کو جھٹلاتی رہی ہوں، لیکن اب چونکہ میں دیکھ چکی ہوں، لہذا گواہی دیتی ہوں کہ خداوند متعال

کے علاوہ کوئی بھی معبود نہیں ہے اور آپ اللہ کے سچے رسول ہیں، لیکن جو کچھ میں ہاتھ سے کھو چکی ہوں، مجھے اس کا بہت افسوس ہے“

رسول خدا نے اس عورت سے فرمایا:

أَبْشُرِي ، فَوَالَّذِي الهمك الایمانا، إني لا نظر اے حنوطك و
كفنتك مع الملائكة۔

”تجھے مبارک ہو، اس خدا کی قسم! جس نے ایمان کو تیرے اندر الہام کیا ہے، میں دیکھ رہا ہوں کہ تیرا حنوط اور کفن فرشتوں کے ہمراہ ہے“

زیادہ وقت نہیں گذرا کہ اس خاتون نے فریاد بلند کیا اور اس کی روح بھی پرواز کر گئی، پیغمبر خدا نے ان دونوں ماں بیٹے پر نماز جنازہ پڑھی اور دونوں کو اکھاڑفن کر دیا۔
(الناقب والناقب صفحہ ۸۲، المناقب جلد ۱، صفحہ ۱۰۱، بحار جلد ۷، صفحہ ۳۹۰)

ابوجہل کا رسول خدا پر حملہ اور اس کے پاؤں پر پتھر لگانا

(۱۵۷-۱۵۸) مذکورہ کتاب میں حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے نقل کرتے

ہیں کہ آپ نے فرمایا: ایک دن ابوجہل نے کہا:

”میں محمد کو قتل کروں گا، چاہے اس کے خون کے بدلے میں بنی

عبدالطلب مجھے قتل کر دیں“

ابوجہل کے ساتھیوں نے کہا: ”اگر تم نے ایسا کیا تو یہ اہل مکہ کی بہت بڑی خدمت ہے، وہ ہمیشہ تمہیں یاد رکھیں گے۔ ابوجہل کہتا ہے! کعبہ کے نزدیک وہ بہت زیادہ سجدے کرتا ہے جب وہ کعبہ میں سجدہ کرنے آئے گا تو میں ایک بڑے پتھر سے اس کا سر پھوڑ دوں گا۔ پیغمبر اکرمؐ مسجد الحرام میں داخل ہوئے، سات مرتبہ کعبہ کا طواف بجالائے، اس کے بعد نماز پڑھنے میں مشغول ہو گئے سر مجبوء حقیقی کے سامنے سجدے میں رکھا اور سجدے کو طول دیا۔ ابوجہل ایک پتھر اٹھا کر رسول اللہ کے سر مبارک کی طرف بڑھا، جب وہ

آنحضرت کے نزدیک پہنچا۔ ایک عظیم الجثہ حیوان پر نظر پڑی، جو منہ کھولے ہوئے پیغمبر اکرمؐ کی طرف سے آگے بڑھ کر اس پر حملہ آور ہے، ابو جہل نے جب یہ واقعہ دیکھا تو ڈر گیا، خوف کے مارے اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے، پھر اس کے ہاتھ سے اس کے پاؤں پر گرا، جس سے پاؤں ٹوٹ گیا۔

اس واقعہ کے بعد ابو جہل کا رنگ اڑا ہوا ہے، پاؤں خون آلودہ ہے، چہرے سے پسینہ بہ رہا ہے۔ جب اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا تو انہوں نے کہا: ”ہم نے آج تک تمہیں اتنا وحشت زدہ نہیں دیکھا، آج کیا ہوا ہے، کیوں اتنے ڈرے ہوئے ہو؟“

ابو جہل نے کہا: ”تمہارا برا ہو، میرا عذر قبول کرو میں نے جب چاہا کہ محمدؐ کے سر پر پتھر ماروں ایک قوی بیگل حیوان منہ کھولے ہوئے میرے اوپر حملہ آور ہوا، وہ مجھے ہڑپ کر جانا چاہتا تھا، اس کے خوف سے میرے ہاتھوں میں لرزش پیدا ہو گئی، اور پتھر چھوٹ کر میرے اپنے پاؤں پر لگا جس کی وجہ سے میرا پاؤں ٹوٹ گیا“

(المنقب فی المناقب صفحہ ۱۱۰، بحار الانوار جلد ۱۷، صفحہ ۲۸۵)

رسول خداؐ کے لعاب دہن سے گھاس کا سرسبز ہونا

(۲۳۳-۱۶) اسی کتاب میں مذکور ہے کہ جون کی بیٹی ہند کہتی ہیں: جب رسول خداؐ ام معبد کے خیمہ میں تشریف فرما ہوئے، آپ نے نماز کے لیے وضوء کیا، وہاں پر خشک گھاس کھڑا تھا، آنحضرت نے اپنے دھن مبارک کا کچھ پانی خشک گھاس پر پھینکا تو وہ گھاس سرسبز ہو گیا، اس نے سفید رنگ کے پھول اٹھائے جو خوبصورت اور چمک دار تھے اور اسے بہت اچھا پھل لگا۔

ہم اس گھاس سے تبرک حاصل کرتے اور اس سے مریضوں کا علاج کرتے تھے جب رسول خداؐ دنیا سے رحلت فرما گئے تو اس گھاس کی تراوت و خوبصورتی ختم ہو گئی، جب حضرت امیر المؤمنین علیؑ علیہ السلام دنیا سے رخصت فرما گئے تو اس نے پھل دینا بند کر دیا۔

گھاس کی شاخوں سے تازہ خون

بہت عرصہ گذر گیا۔ ایک صبح ہم نے دیکھا کہ اس کی شاخوں سے تازہ خون بہ رہا ہے، اس کے پتے مرجھا گئے ہیں اور ان سے گوشت کے پانی کی طرح قطرے گر رہے ہیں، اس سے ہم نے یہ سمجھا کہ کوئی بہت بڑا واقعہ ہو چکا ہے۔ وہ رات ہم نے غم و اندوہ اور خوف میں گذاری اور اس بات کے منتظر رہے کہ کوئی بہت بڑی خبر ملنے والی ہے، جب اندھیرا چھا چکا تو اس گھاس کے نیچے سے نالہ و گریہ کی آوازیں سنیں ہیں روتے ہوئے ایک آواز آئی:

یا بن النبی یا بن الوصی یا بن البتول یا بقیۃ السادۃ الاکرمین -

”اے فرزند پیغمبر! اے فرزند وصی پیغمبر! اے زہراءؑ کے دلہند! اے

سادات گرامی کے باقی ماندہ!“

اس کے بعد آہ و بکاء کی آواز زیادہ ہو گئی، ہم ان کی اکثیر باتیں نہ سمجھے سکے، اس واقعہ کو کوئی زیادہ وقت نہیں گذرا تھا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی خبر مل گئی، اس کے بعد وہ گھاس بھی خشک اور ختم ہو گیا۔ (المنقب فی المناقب صفحہ ۱۱۱)

مولف کہتا ہے کہ زخشری نے اپنی کتاب ”ریح الابرار“ کے آٹھویں باب میں یہی حدیث تھوڑے سے فرق کے ساتھ نقل کی ہے، وہ کہتا ہے مقام تعجب ہے کہ اس گھاس کا واقعہ گوسفند کے واقعہ (جس کا واقعہ مشہور و معروف ہے) کی طرح کیوں مشہور نہیں ہوا؟

(ریح الابرار جلد صفحہ ۲۸۵، کشف الغمہ جلد صفحہ ۲۴)

ابن شہر آشوب نے بھی یہی واقعہ تھوڑے سے فرق کے ساتھ ایک بزرگ سنی عالم حاکم نیشاپوری کی کتاب امالی سے نقل کیا ہے۔ (المنقب فی المناقب جلد صفحہ ۱۲۲، بحار الانوار جلد ۱۸ صفحہ ۴۱)

مولف کہتا ہے اس واقعہ کے مشہور نہ ہونے میں تعجب کی کوئی بات نہیں ہے کیونکہ اس واقعہ سے حضرت امیر خیر گیر علیؑ علیہ السلام اور سید الشہداء حسین علیہ السلام کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے، ہم نے یہ حدیث اپنی کتاب ”دلائل الحق“ میں کتاب ریح الابرار سے نقل کیا ہے۔

قبیلہ ذریح کو گائے کا دعوت اسلام دینا

(۱۹-۷۳۶) کتاب الثاقب نے المناقب میں لکھتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں۔
قبیلہ ذریح کے لوگ اپنی سنتی عید کے روز ایک جگہ پر اکٹھے ہوئے۔ ان کے اجتماع
میں اچانک ایک گائے آدھمکی اور اس نے فریاد بلند کی:

یا آل ذریح! امر نجیح، مع رجل یصبح، بصوت فصیح
فجاء "بِلا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ" عجلوا "بِلا اله الا
الله" تدخلوا الجنة۔

"اے آل ذریح! میں تمہیں ایک ایسے حکم سے آگاہ کرتی ہوں جو تمہاری
نجات اور سعادت کا سبب ہے، کہ ایک مرد فصیح زبان سے فریاد بلند کرے
گا کہ خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد اس کے رسول ہیں۔ "لا اله الا
الله" پڑھنے کے لیے جلدی کرنا تاکہ بہشت میں داخل ہو جاؤ"

علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

"خدا کی قسم! ہم آل ذریح کی طرف متوجہ نہیں ہوئے، مگر یہ کہ سب لوگ
پیغمبر اکرم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا"
یہ حدیث اس سے مفصل تر بھی ذکر ہوئی ہے

ایک اور روایت میں آیا ہے کہ ان لوگوں نے گائے کو ذبح کرنے کے لیے پکڑا تو

اس نے مذکورہ بالا فریاد بلند کی۔ (الثاقب نے المناقب صفحہ ۷۵، بحار الانوار جلد ۱۷ صفحہ ۳۰۸)

احمد بن حنبل نے بھی یہی حدیث اپنی کتاب مسند میں ذکر کی ہے۔ اسی طرح شیخ
صدوق علیہ الرحمہ اپنے سلسلہ سند کے ساتھ عبدالرحمن بن کثیر سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت
امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

قبیلہ نبی سالم انصاری نے کچھوروں کے باغ میں ایک گائے رکھی ہوئی تھی، ایک

فرشتہ رسول خدا کی خدمت میں

(۱۷-۷۳۳) کتاب صحیفۃ الرضا علیہ السلام میں ایک سلسلہ سند کے ساتھ ایک

روایت مذکور ہے کہ رسول خدا نے فرمایا:

"ایک فرشتہ میرے پاس آیا اور اس نے کہا: اے محمد! بے شک آپ کا
پروردگار آپ کو سلام دے رہا ہے اور فرماتا ہے! اگر آپ چاہتے ہیں تو
صحرائے مکہ کو آپ کے لیے سونے میں تبدیل کر دوں؟"

راوی کہتا ہے۔ حضرت نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف بلند کیا اور فرمایا:
یارب! اشع یوماً فأحمدک و اجوع یوماً فاستلک۔

"اے پروردگار! میں چاہتا ہوں ایک دن سیر ہو کر کھاؤں تاکہ تیری حمد و
ثنا کروں اور ایک دن بھوکا رہوں تاکہ تیری بارگاہ میں التجا کروں"

(صحیفۃ الرضا صفحہ ۱۱۶، بیون اخبار الرضا صفحہ ۲۹ جلد ۲، بحار جلد ۱۶ صفحہ ۲۲۰)

روز جمعہ کو جمعہ کیوں کہتے ہیں؟

(۱۸-۷۳۵) محدث بخرانی ابو ہزہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں: ایک

شخص نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ جمعہ کو جمعہ کیوں کہتے ہیں:

حضرت نے فرمایا:

ان الله عز وجل جمع فيها خلقه لولاية محمد و وصيه فري
الميثاق، فسماء يوم الجمعة لجمعه خلقه فيه۔

"بے شک اللہ تعالیٰ نے عہد و پیمان کے دن اپنی تمام مخلوق کو جمعہ کے دن
حضرت محمد اور ان کے جانشین کی ولایت کے لیے اکٹھا کیا، اس اجتماع

کی وجہ سے اس دن کا نام جمعہ رکھا گیا ہے"

(الکافی جلد ۳ صفحہ ۴۱۵، تفسیر برہان جلد ۲ صفحہ ۳۳۳، وسائل الشیخ جلد ۳ صفحہ ۶۳)

دن اس گائے نے فریاد بلند کی: ”اے ذرت! میں تمہیں ایسے امر کی طرف راہنمائی کرتی ہوں، جو تمہاری نجات کا موجب ہو کہ ایک شخص فصیح عربی زبان میں فریاد بلند کرے گا کہ کہو“

لا إله إلا الله ربّ العلمین ، محمد رسول الله سید النبیین
وعلیّ وصیہ سید الوصیین۔

”خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں جو پروردگار عالم ہے، محمد اللہ کے رسول ہیں، جو انبیاء کے سرور و سردار ہیں اور علیّ ان کے وصی ہیں جو تمام اوصیاء

کے آقا ہیں“ (تفسیر الانبیاء ج ۲۷۸، بحار جلد ۱۷ صفحہ ۳۹۸)

اسی طرح مہدی الاسلام جناب شیخ کلینی علیہ الرحمہ کتاب روضہ کافی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا:

”یمن سے باہر ایک درہ بنام ”برہوت“ ہے اس میں سے ناگوں کے علاوہ کوئی بھی نہیں گذرتا، اس درہ میں ایک کتواں ہے جس کا نام ”بلھوت“ ہے ہر روز صبح و شام مشرکین کی ارواح کو وہاں لے جایا جاتا ہے، وہاں پر انہیں زخموں سے رستا ہوا گندھا پانی پلایا جاتا ہے اس درہ کے پیچھے کچھ لوگ آباد ہیں، جنہیں ذرت کہتے ہیں“

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد کو پیغمبری پر مبعوث کیا، ان لوگوں کے درمیان ایک پھٹرا آیا، جو اپنی دم زمین پر مار رہا تھا، اس نے فصیح زبان میں کہا:

”اے آل ذرت! تمہارے (مکہ) میں ایک شخص نے ظہور کیا ہے جو لوگوں کو خداوند قدوس کی وحدانیت کی گواہی کی طرف دعوت دے رہا ہے“

لوگوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس پھٹرے کو کسی اہم کام کے لیے گویائی عطا فرمائی ہے۔ اس پھٹرے نے دوسری مرتبہ لوگوں میں جا کر وہی فریاد بلند کی، ان لوگوں نے ایک کشتی بنائی جس میں ان میں سے سات افراد سوار ہوئے اور الہام خدا کے ساتھ انہوں

نے آذوقہ سفر بھی اس میں رکھا، کشتی سمندر میں ڈالی، بادبان کشتی لے کر چلا۔ جب جدہ پہنچے تو کشتی سے نیچے اترے، رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

”پیغمبر اکرمؐ نے انہیں فرمایا:

”کیا تم وہی اہل ذرت ہو جن کے درمیان گوسالے نے فریاد کی ہے؟“

انہوں نے کہا: ”ہاں“

انہوں نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ! ہمارے سامنے اپنا دین اور کتاب

بیان فرمائیں“

رسول خدا نے دین، کتاب، سنت اور احکام اس طرح سے بیان فرمائے جیسے اللہ کی طرف سے نازل ہوئے تھے۔ بنی ہاشم میں سے ان کا ایک امیر مقرر کیا اور ان کے ساتھ بھیج دیا، اس دن سے لے کر آج تک ان میں کسی قسم کا اختلاف پیدا نہیں ہوا ہے۔

(الکافی جلد ۸ صفحہ ۲۶، بحار الانوار جلد ۱۷ صفحہ ۳۹۷)

فرشتوں کی خواہش

(۷۳۷-۲۰) محمد بن ابی الفوارس اپنی کتاب ”اربعین“ میں تحریر کرتے ہیں کہ ام

سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے رسول خدا سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

ما من قوم یذکرون فضل محمد وآل محمد إلا هبطت ملائکة
من السماء تخبرهم وتحدشهم۔

”جو لوگ بھی فضائل محمد وآل محمد بیان کرتے ہیں، آسمان سے فرشتے ان کے

پاس آتے ہیں، انہیں باخبر کرتے ہیں اور ان کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں“

جس وقت وہ آسمان کی طرف پرواز کرتے ہیں تو دوسرے فرشتے ان سے کہتے

ہیں: آپ سے بہت اچھی خوشبو آ رہی ہے ہم نے آج تک اتنی اچھی اور پاکیزہ خوشبو نہیں

سوچھی ہے۔“

فَأَمَّا مَنْ تَمَلَّتْ مَوَازِينُهُ ، فَهُوَ فِي عَيْتَةِ رَاضِيَةٍ وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ
مَوَازِينُهُ ، فَاتَمَّتْ هَاوِيَةً۔ (سورہ القارعہ آیہ ۹۵۶)

”اس دن جس کی نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگا وہ پسندیدہ عیش میں ہوگا اور
جس کا پلہ ہلکا ہوگا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔“

ام اسلم جانشین پیغمبر کی تلاش میں

(۲۲-۷۳۹) کتاب ”الثاقب فی الناقب“ میں لکھتے ہیں:

ایک دن ایک عورت ام مسلم یا ام اسلم رسول خدا کی زوجہ جناب ام سلمہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا کے گھر آتی ہے اور رسول خدا کے بارے میں پوچھتی ہے۔ ام سلمہ نے کہا: پیغمبر
خدا کہیں باہر تشریف لے گئے ہیں، بہت جلد تشریف لے آئیں گے۔ وہ عورت رسول خدا
کے انتظار میں بیٹھ گئی، جب رسول خدا تشریف لے آئے تو وہ رسول خدا سے مخاطب ہو کر
عرض کرتی ہے:

”میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اے رسول خدا! میں نے آسمانی
کتاب میں پڑھا ہے کہ ہر نبی کا کوئی نہ کوئی جانشین ہوتا ہے۔ جیسا کہ
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں اور ان کی رحلت کے بعد ان کا جانشین
تھا، اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام، پس آپ کا جانشین کون ہے؟“
پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا:

ایہ حدیث اکثر کتب میں یوں نقل ہوئی ہے:

رسول خدا نے فرمایا: میں ترازو عقل ہوں، علیؑ اس کے دو پلڑے ہیں، حسن و حسین علیہم السلام اس کی
تائیں ہیں، فاطمہ علیہا السلام وہ ڈنڈی ہے جو دونوں پلڑوں کو متصل کرتی ہے اور دوسرے
آئمہ اس ترازو کے لیے ستون ہیں اس کے ذریعے ہمارے حیداروں اور دشمنوں کے
اعمال تو لے جائے گے۔

فرشتے انہیں جواب دیتے ہیں:

انکنا عند قوم یذکرون فضل محمد و آل محمد فعیق بنامن ریحهم -
”ہم ایسے لوگوں کے درمیان تھے جو محمد و آل محمد کے فضائل بیان کرتے

ہیں، ہم نے ان کی خوشبو سے اپنے آپ کو معطر کیا ہے“

وہ فرشتے التماس کریں گے: ”ہمیں بھی ان کے پاس لے چلو“

وہ کہیں گے: ”وہ وہاں سے متفرق ہو چکے ہیں“

وہ کہیں گے: ”ہمیں اس جگہ لے چلو، جہاں پر وہ بیٹھے تھے تاکہ ہم اس

جگہ سے تبرک حاصل کر سکیں“ (اربعین ابی انوار صفحہ ۱۳۸، بحار جلد ۳۸ صفحہ ۱۹۹)

محمد و آل محمد کی محبت اعمال تو لے کر ترازو

مذکورہ کتاب میں ذکر ہوا ہے کہ زید بن عوام اور ابی امامہ کہتے ہیں: رسول خدا نے فرمایا:

حتى عمود میزان العالم ، اذا كان يوم القيامة حبي بميزان
العالم ، وحب علي كقنطرة وحب الحسن و الحسين خيوط
وحب فاطمة علاقه يوزن به محبة المحب والمبغض لي و
الاهل بيتي۔

”میری محبت دنیا کے ترازو کے لیے ستون ہے، جب قیامت برپا ہوگی تو

میری محبت اہل عالم کے لیے میزان ہوگی اور علیؑ کی محبت اس ترازو کے

دو پلڑے ہوں گے، حسن و حسین کی محبت اس میزان کی رسیاں ہوں گی

اور فاطمہ الزہراء علیہا السلام کی محبت وہ ڈنڈی ہوگی جو دونوں پلڑوں

کو آپس میں ملاتی ہے۔ اس ترازو کے ذریعے میرے اور میرے اہل

بیت کے ساتھ محبت کرنے والوں اور دشمنی رکھنے والوں کے اعمال تو لے

جائیں گے“ اس کے بعد یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی:

یا ام اسلم! وصیتی فی حیاتی وبعد مماتی واحد۔
 ”اے ام اسلم! میرا وہی میری حیات میں اور وفات کے بعد ایک ہی شخص ہے“
 اس کے بعد اپنے دست مبارک میں کچھ سنگریزے لیے اور انہیں آٹے کی طرح
 نرم کیا، پھر اسے گوندھا اور اس پر اپنی مہر مبارک لگائی، اس کے بعد فرمایا:

یا ام اسلم! من فعل بعدی مثل فعلی فهو وصیتی فی حیاتی
 وبعد مماتی۔

”اے ام اسلم! جو میرے بعد وہی انجام دے گا جو میں دیتا ہوں، وہی
 میری حیات اور موت کے بعد میرا وہی ہوگا“

ام اسلم رسول اکرم کے پاس سے نکلی، سید مولا امیر المومنین علی کی خدمت میں
 شرفیاب ہو کر کہتی ہے: ”میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں کیا آپ رسول خدا کے وصی
 اور جانشین ہو؟“

آپ نے فرمایا: ”ہاں! اے ام اسلم“

اس کے بعد آپ نے کچھ سنگریزے اٹھائے، انہیں آٹا بنایا، پھر اسے گوندھا، اور اس
 کے ذریعے اپنی مہر لگائی اور فرمایا: ”اے ام اسلم! جو بھی ایسا کرے گا وہ میرا جانشین ہے۔“
 ام اسلم وہاں سے امام حسن مجتبیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئی درحالانکہ آپ نوجوان
 تھے، عرض کرتی ہے: ”میرے آقا کیا آپ اپنے پدر بزرگوار کے وصی اور جانشین ہیں؟“

آپ نے فرمایا: ”ہاں ام اسلم“

اس کے بعد آپ نے کچھ سنگریزے ہاتھ میں لیے، ان کا آٹا بنایا، اسے گوندھا
 اور اپنی مہر مبارک لگائی۔ اس کے بعد وہ خاتون حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں
 حاضر ہوئی درحالانکہ آپ کم سن تھے اور کہا: ”میرے ماں باپ آپ پر قربان، کیا آپ اپنے
 برادر بزرگوار کے جانشین ہیں؟“

آپ نے فرمایا: ”ہاں ام اسلم“

اس کے بعد آپ نے وہی کام انجام دیا جو آپ کے بھائی امام حسن علیہ السلام نے
 انجام دیا تھا۔

وہ نیک بخت عورت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد جب حضرت زین
 العابدین سید الساجدین علیہ السلام کو بلا سے واپس آئے تو آنحضرت کی زیارت کے لیے گئی
 اور سوال کیا، کیا آپ اپنے والد بزرگوار کے جانشین ہیں؟

آپ نے فرمایا: ”ہاں!“

اس کے بعد آپ نے بھی وہی کام انجام دیا جسے دوسرے بزرگوں نے دیا تھا۔

(الثاقب نے المناقب صفحہ ۵۶۲، الواہی جلد ۲ صفحہ ۱۳۵)

رسول خدا کی موت و حیات خیر ہے

(۲۳-۷۴۰) کتاب بصائر الدرجات میں تحریر کرتے ہیں کہ کئی ایک راویوں نے

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا:

رسول خدا نے اپنے اصحاب سے فرمایا ہے:

حیاتی خیر لکم ومماتی خیر لکم۔

”میری حیات اور موت آپ لوگوں کے لیے بہتر ہے“

اصحاب نے عرض کیا: اے رسول اللہ! آپ نے جو فرمایا کہ میری حیات تمہارے

لیے بہتر ہے یہ بات تو سمجھ میں آگئی، لیکن آپ کی موت ہمارے لیے کیوں بہتر ہو سکتی ہے؟

رسول خدا نے فرمایا:

واما حیاتی فان اللہ يقول: وَمَا كَانَ اللَّهُ الْيَعِزُّ بِهِمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ

، وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبٌ وَهُمْ بِسْتِغْفِرُونَ ، وَاَمَّا وَفَاتِي فَتَعْرَضُ

عَلَيَّ عِمْالِكُمْ فَاسْتَغْفِرْ لَكُمْ۔ (سورہ انفال آیہ ۳۳)

”میری حیات تمہارے لیے بہتر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:“
 ”اے پیغمبر! جب تک آپ ان لوگوں کے درمیان موجود ہیں اللہ انہیں
 عذاب سے دوچار نہیں کرے گا، اسی طرح جب تک یہ توبہ استغفار کرتے
 رہیں گے، خدا انہیں عذاب نہیں دے گا اور میری وفات تمہارے لیے خیر
 ہے، کیونکہ تمہارے اعمال میرے سامنے لائے جائیں گے تو میں تمہارے
 لیے طلب مغفرت کروں گا“

حالم بزرگوار سید نعمت اللہ جزائری نے اس حدیث شریف کو کتاب ”انوار العمانیہ
 “ میں نقل کیا ہے کہ رسول خدا فرماتے ہیں:

”میری وفات تمہارے لیے خیر ہے، یعنی آپ لوگوں کے تمام اعمال جمعرات
 اور جمعہ کو میرے سامنے پیش کیے جاتے ہیں، میں تمہارے لیے طلب مغفرت
 کرتا ہوں اور خدا سے دعا مانگتا ہوں کہ خدا آپ کو معاف فرمادے“

پیغمبر خدا کو غمگین نہ کریں

مذکورہ کتاب میں لکھتے ہیں: راوی کہتا ہے: میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ

السلام سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا:

مالکم تسؤ و رسول اللہ

”آپ لوگ پیغمبر خدا کو کیوں غمگین کرتے ہو؟“

ایک شخص نے عرض کیا:

”ہم کس طرح رسول خدا کو غمزدہ کرتے ہیں؟“

آپ نے فرمایا:

اما تعملون ان اعمالکم تعرض علیہ ؟ فاذا ارای فیہا معصیۃ

ساء ؤ ذلک فلا تسؤو ارسول اللہ۔

”کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ تمہارے اعمال رسول خدا کے حضور پیش کیے
 جاتے ہیں؟ اگر ان میں کوئی گناہ دیکھیں تو اندوہناک ہوتے ہیں، پس
 رسول اللہ کو غمگین مت کریں بلکہ آنحضرت کو خوشحال و مسرور کریں۔“

(بصائر الدرجات صفحہ ۲۳۵ تا ۲۳۶، انکافی جلد ۱ صفحہ ۲۱۹)

حضرت آدم کی تخلیق کا مقصد محمد و علی کی خلقت ہے

(۲۳-۷۴۱) قصص الانبیاء میں لکھتے ہیں کہ ابن عباس کہتے ہیں: رسول خدا کا فرمان ہے:

”جب اللہ تعالیٰ نے آدم کو خلق فرمایا، انہیں اپنے پاس رکھا، حضرت آدم
 علیہ السلام نے چھینک لی تو اللہ تعالیٰ نے الہام فرمایا کہ خدا کی حمد و ستائش
 کرے، پس حضرت آدم نے چھینک مارنے کے بعد خدا کی حمد و ثنا کی“
 پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”اے آدم! تو نے میری حمد و ثناء کی ہے، مجھے میری عزت و جلال کی قسم،
 اگر میرے وہ دو بندے نہ ہوتے جنہیں میں آخری زمانہ میں پیدا کرنا چاہتا
 ہوں تو تمہیں کبھی خلق نہ کرتا“

حضرت آدم علیہ السلام نے کہا:

”پروردگارا! میں تمہیں ان کے مقام و منزلت کی قسم دیتا ہوں، ان کے نام
 کیا ہیں؟“

خداوند متعال نے فرمایا:

”اے آدم! عرش کی جانب نگاہ اٹھا کر دیکھو“

حضرت آدم نے آسمان کی طرف دیکھا تو نور کی دو سطریں نظر آئیں۔ پہلے سطر

میں لکھا ہوا تھا:

لا الہ الا اللہ ، محمد نبی الرحمة و علی مفتاح الجنة۔

”خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، محمد پیغمبر رحمت ہیں اور علی جنت کی کنجی ہیں“

دوسری سطر میں تحریر تھا:

آلیت علیٰ نفسی ان ارحم من والہما واعذب عاذاہما۔

”میں نے قسم کھائی ہے کہ جو ان دونوں سے محبت کرے گا، اس پر رحم

کروں گا اور جو بھی ان کے ساتھ دشمنی کرے گا اسے عذاب دوں گا“

حضرت حوا کا مہر یہ محمد و آل محمد پر درود ہے

(۲۵-۷۴۲) محدث جزائری علیہ الرحمہ کتاب انوار العمانیہ میں ایک روایت نقل کرتے ہیں:

جس وقت حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت حوا کو دیکھا تو کہا: ”اے

پروردگار! اسے میری زوجہ بنا دے“

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اے آدم اس کا حق مہر لاؤ“

حضرت آدم علیہ السلام نے کہا: ”خدا یا مجھے معلوم نہیں ہے کہ حق مہر کیا

ہوتا ہے؟“

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

آدم صلی علی محمد و آل محمد عشر مرآت

”اے آدم! دس مرتبہ محمد و آل محمد پر درود بھیجو“

حضرت آدم علیہ السلام نے یہ عمل بجا لایا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت حوا کو ان کی

زوجیت میں دے دیا۔

جب حضرت حوا کا مہر یہ محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود ہے تو پھر حور العین کا مہر یہ

ایسا کیوں کر نہیں ہو سکتا؟ (انوار العمانیہ جلد ۱ صفحہ ۱۳۲)

فرشتوں کی ڈیوٹی

(۲۶-۷۴۳) سید بزرگوار کتاب انوار العمانیہ میں ایک اور روایت نقل کرتے

ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ ایسے فرشتے پیدا کیے ہیں، جو زمین پر گردش کرتے ہیں ان کا ہدف صرف یہی ہے کہ وہ ان لوگوں پر درود بھیجتے ہیں جو محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود و سلام بھیجتے ہیں۔ وہ فرشتے رسول خدا کی خدمت میں عرض کرتے ہیں: یا رسول اللہ! فلاں شخص نے آپ پر درود و سلام بھیجا ہے۔ رسول فرماتے ہیں اس پر درود و سلام ہو۔

اسی طرح وہ زائرین رسول خدا کی زیارتیں بھی آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں، اس طرح جو آئمہ علیہم السلام پر درود و سلام بھیجتے ہیں اور ان کی زیارت کرتے ہیں وہ آئمہ علیہم السلام کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ (انوار العمانیہ جلد ۱ صفحہ ۱۳۲)

تخلیق پیغمبر کیسے ہوئی؟

(۲۷-۷۴۴) جناب مسعودی قدس سترہ اپنی کتاب ”اثبات الوصیہ“ میں تحریر

کرتے ہیں کہ ایک روایت نقل ہوئی ہے:

جس وقت اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ ہمارے آقا و مولا حضرت محمد کو دنیا پر ظاہر کریں تو عرش کے نیچے سے ایک قطرہ زمین کے پھلوں میں سے ایک پھل پر ٹپکایا، ان کے باپ عبد اللہ نے وہ پھل کھایا، جب حضرت عبد اللہ، حضرت آمنہ کے نزدیک گئے تو اللہ تعالیٰ نے اس قطرہ کو اس مقام پر رکھا جو اس کے لیے خلق فرمایا تھا۔ چالیس دن گزرنے کے بعد شکم مادر سے ان کی آواز سنائی دی جب انہیں چار ماہ کا عرصہ گزر گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بائیں بازو پر یہ آئیہ کریمہ تحریر فرمائی:

وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَهُوَ

السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔ (سورہ انعام آیہ ۱۱۵)

”اور آپ کے پروردگار کا کلمہ صداقت و عدالت کے اعتبار سے بالکل مکمل

ہے، اس کا کوئی تبدیل کرنے والا نہیں ہے وہ سننے والا اور جاننے والا ہے“

جب وہ دنیا پر ظاہر ہوئے تو ہر شہر میں ان کے نور کا ستون بلند ہوا، جس کے

ذریعہ سے وہ بندوں کے اعمال دیکھتے ہیں۔ (اثبات الوصیہ صفحہ ۱۰۹)

پیغمبر اسلام تمام علوم کے مالک

(۲۸-۷۴۵) مذکورہ کتاب میں ایک اور روایت نقل کرتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے گذشتہ اور قیامت تک کا تمام علم اپنے پیغمبر کو تعلیم فرمایا۔ اس کے

بعد دین و احکام کا کام ان کے سپرد کر دیا اور فرمایا:

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا۔ (سورہ حشر آیہ ۷)

”اور جو کچھ بھی رسول تمہیں دے اُسے لے لو اور جس سے تمہیں منع

کرے باز آ جاؤ“

اس طرح ایک اور جگہ پر آنحضرت کے بارے میں ارشاد ہے،

وَمَا يَنْطَلِقُ عَنِ الْهَوَىٰ، إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ۔ (سورہ نجم آیہ ۳)

”اور وہ اپنی خواہش سے کلام نہیں کرتا اس کا کام وحی ہے جو مسلسل نازل

ہوتی رہتی ہے“

ایک اور مقام پر پیغمبر اکرمؐ کے بارے میں ارشاد ہے:

مَنْ يَطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ (سورہ نساء آیہ ۸۰)

”جو رسول خدا کی اطاعت کرتا ہے اس نے درواقع اللہ کی اطاعت کی ہے“

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کی یوں تعریف و توصیف فرمائی کہ کسی اور

نبی کی نہیں فرمائی۔ آنحضرت کے بارے میں ارشاد ہے:

وَإِنَّكَ لَخُلُقٍ عَظِيمٍ۔ (سورہ قلم آیہ ۴)

”اور بے شک آپ (اے پیغمبر) عظیم اخلاق کے مالک ہیں“

علیؑ کو پیغمبر کی وصیت

(۲۹-۷۴۶) اس کتاب میں ایک روایت نقل ہوئی ہے: جن موضوعات کے

بارے میں رسول اللہؐ نے امیر المؤمنین علیؑ علیہ السلام کو وصیت فرمائی تھی ان میں سے ایک

جملہ یہ ہے۔

اِذَا اِنَامَتْ ففَسَلْنِي وَكفْنِي وَحَنَطِي ثُمَّ اجلسني فسل عَمَّا

بِذَلِكَ وَاكْتُبْ۔

”جب میں رحلت کر جاؤں تو مجھے غسل دینا، کفن کرنا اور حنوط لگانا، اس

کے بعد مجھے بٹھانا، اس دوران تمہارے لیے جو کچھ آشکار ہوگا وہ پوچھنا

اور اسے لکھنا۔ (اثبات الوصیہ صفحہ ۱۲۲)

پانچ مخصوص نعمتیں جو پیغمبر کو عطا ہوئیں

(۳۰-۷۴۷) مذکور کتاب میں روایت نقل ہوئی ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا:

أَعْطَيْتِ مَا أَعْطَى النَّبِيُّونَ وَالْمُرْسَلُونَ جَمِيعاً ، وَأَعْطَيْتِ

خَمْسَةً لَمْ يَعْطُهَا أَحَدٌ : نَصْرَتِ بِالرَّعْبِ وَجَعَلْتِ لِي ظَهْرَ

الْأَرْضِ مَسَاجِدًا وَطَهْرًا ، وَأَعْطَيْتِ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَفَضَلْتِ بَا

الْغَنِيمَةِ وَأَعْطَيْتِ السَّفَاعَةَ فِي أُمَّتِي ۔

”جو کچھ تمام انبیاء اور رسولوں کو عطا کیا گیا، وہ مجھے بھی عطا کیا گیا، لیکن

پانچ نعمتیں ایسی ہیں جو صرف مجھے عطا ہوئی ہیں کسی اور کو نہیں دی گئیں۔“

(۱) میں اس رعب کی وجہ سے کامیاب ہوا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے میرا لوگوں کے دلوں

میں ڈال دیا ہے۔

(۲) زمین کا ظاہر میری وجہ سے سجدہ گاہ بنا اور اسے پاک و پاکیزہ قرار دیا گیا۔

(۳) جو امع الکلم یعنی تمام امتوں اور ادیان کو ایک جگہ پر اکٹھا کرنے کا اعزاز مجھے

حاصل ہے۔

(۴) غنیمت کی وجہ سے مجھے فضیلت دی گئی ہے۔

اگرچہ کسی بھی زبان کو کسی دوسری زبان کا لباس پہنانا انتہائی مشکل کام ہے۔ البتہ میری پوری کوشش رہی ہے کہ ترجمہ با محاورہ اور سلیس ہوتا کہ قارئین کرام دوران مطالعہ کسی مشکل میں گرفتار نہ ہوں۔ میری یہ کوشش کہاں تک بار آور ہے اس کا فیصلہ باب علم نبی کر سکتے ہیں، اپنے منہ میاں مٹھو بننے کی کیا ضرورت ہے۔

البتہ یہ تو ممکن ہی نہیں کہ ترجمہ میں اصل لطافت کو سمویا جاسکے، جو ہو سکتا ہے وہ ظاہر الفاظ کا ترجمہ ہے، اس میں نے پوری دیانتداری سے کام لیا ہے۔ اپنی طرف سے مفہیم میں کسی قسم کی کوئی کمی یا زیادتی نہیں کی۔ البتہ بعض مقامات کو واضح اور آسان کرنے کے لیے الفاظ میں کمی یا زیادتی ایک ناگزیر امر ہے جو ہر مترجم کی مجبوری ہے۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ہماری کتب احادیث کی تنقیح انتہائی ضروری ہے کہ بیان کیا جائے کہ کون سی احادیث قابل اعتبار ہیں اور کون سی قابل اعتبار نہیں، کون سی اعتقادات حقہ کے ساتھ موافق ہیں اور کون سی نکرانی ہیں۔

اس کتاب میں بھی کئی ایک احادیث پائی جاتی ہے جن میں جرح و بحث کی ضرورت ہے، لیکن یہ ایک طویل المدت کام ہے، اس کے لیے اہل فن کے ایک گروہ اور سرمایہ کی ضرورت ہے۔

ترجمہ کرتے وقت مترجم صرف کتاب میں مذکور مطالب و مفہیم کو ادا کرنے کا امین ہوتا ہے۔ مفہیم کے ساتھ اس کا موافق ہونا ضروری نہیں ہے۔

محترم قارئین سے گزارش ہے کہ اگر کسی جگہ کوئی غلطی یا اشتباہ دیکھیں تو بندہ حقیر کو مطلع فرما کر شکرے کا موقع عنایت فرمائیں۔

آزاد حسین

نزہل جوڑہ علیہ مشہد مقدس ایران

۲۹ ستمبر ۲۰۰۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

علم لدنی کے مالک امیر المؤمنین علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

عِلْمُ الْاَنْبِیَاءِ فِيْ عِلْمِهِمْ وَسِرُّ الْاَوْصِيَاءِ فِيْ سِرِّهِمْ وَعَزْرُ الْاَوْلِيَاءِ فِيْ عَزْرِهِمْ كَا لِقَطْرَةٍ فِي الْاَجْرِ وَالذَّرَّةُ فِي الْقَصْرِ۔

”تمام انبیاء کا علم اہل بیت علیہم السلام کے علم، تمام اوصیاء کے اسرار اہل بیت کے اسرار اور تمام اولیاء کا اقتدار حکومت اہل بیت علیہم السلام کے مقابلے میں ایسے ہے جیسے سمندر میں پانی کا قطرہ اور وسیع و عریض صحرا میں ریت کا ذرہ ہو“

کتاب ”الْفَطْرَةُ مِنْ بَحَارِ مَنَاقِبِ النَّبِيِّ وَالْعَتْرَةِ“ کی اہمیت کو اجاگر کرنے کی غرض سے مختلف شعراء نے اپنے اپنے احساسات قلم بند کیے ہیں۔

كِتَابٌ لَوْ تَأَمَّلَهُ ضَرْبٌ
لَعَادَ كَرِيْمَتَاهُ بِلَا اِزْتِيَابِ
وَلَوْ قَدْ مَرَّ حَامِلُهُ بِقَبْرِ
لَصَارَ الْمَيِّتُ حَيًّا فِي التُّرَابِ

”یہ کتاب جو تمہارے ہاتھ میں ہے اگر اندھا شخص اس میں غور و فکر کرے تو بلا شک و تردید وہ اپنی بینائی دوبارہ حاصل کر سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے ہمراہ یہ کتاب لے کر قبر کے نزدیک سے گزرے تو وہ مردہ جو زیر خاک

(۵) امت کی شفاعت کرنے کا اعزاز مجھے دیا گیا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے جو آیات معجزات تمام انبیاء کو عطا کیے وہ آنحضرت کو بھی عطا کیے گئے۔ ان کے علاوہ آنحضرت کو کچھ ایسے فضائل بھی عطا کیے ہیں جو کسی اور کو عطا نہیں کیے گئے۔

جب پروردگار نے اپنے نبی پر یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی کہ:

وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ -

”اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ“

اس آیہ شریفہ کے نازل ہونے کے بعد پاک پیغمبر نے اولاد ہاشم کے چالیس بزرگوں اور رؤسا کو اکٹھا کیا۔ حضرت علی علیہ السلام کو حکم دیا کہ ان کے لیے گوسفند کی ایک ران کا سالن تیار کروائیں اور ایک صالح گندم کی روٹیاں پکوائیں۔ جب کھانا تیار ہو گیا تو دو شخص رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کھانا کھا کر چلے گئے، اس کے بعد دس دس افراد کی ٹولی آتی رہی اور کھانا کھا کر جاتی رہی، جبکہ کھانا پھر بھی ختم نہ ہوا، حالانکہ ان میں ایسے لوگ بھی تھے جو ایک وقت میں ایک پورا گوسفند کھاتے اور ایک مٹک پانی پی جاتے تھے۔

(اثبات الوصیہ صفحہ ۱۱۵)

رسول خدا کے پاس (۷۲) اسماء اعظم کا علم

(۷۲۸-۳۱) مذکورہ کتاب میں روایت نقل ہوئی ہے:

خدا کے اسماء اعظم ستر (۷۰) حروف ہیں اللہ تعالیٰ نے ان میں سے صرف ایک حرف آصف بن برخیا کو عطا کیا، جس کے بل بوتے پر انہوں نے تخت بلقیس والا واقعہ انجام دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دو حروف عطا کیے، جن کی طاقت سے انہوں نے ایسے ایسے کارنامے انجام دیئے، جنہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بیان فرمایا ہے۔ ”حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چار حروف عطا کیے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آٹھ حروف عطا فرمائے، حضرت نوح علیہ السلام کو پندرہ حروف دیئے گئے اور حضرت محمد کو بہتر (۷۲) حروف عطا کیے،

جبکہ ایک حرف خدا نے اپنی ذات کے ساتھ مخصوص رکھا ہے“

اس بناء پر اللہ تعالیٰ نے تمام پیغمبروں کو جو کچھ عطا کیا یا نہیں کیا وہ پیغمبر خدا کو

تعلیم دیا گیا۔ (اثبات الوصیہ صفحہ ۱۲۰)

پیغمبر اکرم کی عمر چار دن اور سواد بن قارب کا ایمان لانا

(۳۲-۷۳۹) کتاب بحار الانوار میں واقدی سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں:

جب رسول خدا کو دنیا پر تشریف لائے ہوئے چار دن گذر گئے تو سواد بن قارب عبدالمطلب کے پاس آیا، اس وقت حضرت عبدالمطلب دروازہ بیت اللہ کے نزدیک تشریف فرماتھے اور بنی ہاشم نے ان کے اردگرد گھیرا ڈالا ہوا تھا۔ سواد بن قارب نزدیک آ کر کہتا ہے:

”اے ابا الحارث! میں نے سنا ہے کہ عبد اللہ کے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے، ان

کے بارے میں عجیب و غریب واقعات سننے میں آتے ہیں، میں کچھ وقت

کے لیے ان کے چہرے کی زیارت کرنا چاہتا ہوں“

چونکہ سواد بن قارب اثر و رسوخ رکھنے والا شخص تھا جو راست گو بھی تھا لہذا اس کی بات کو اہمیت دی گئی۔ عبد اللہ کھڑے ہوئے اور سواد بن قارب کو اپنے ہمراہ لے کر بی بی آمنہ کے دروازے پر آئے۔ جس وقت گھر میں داخل ہوئے تو رسول خدا اپنے گہوارے میں محو خواب تھے۔ جب وہ گھر میں داخل ہونے لگے تو عبدالمطلب نے کہا: ”یا سواد! خاموش رہو، کہیں وہ بیدار نہ ہو جائیں“ وہ بھی خاموش رہا۔ آہستہ آہستہ کمرے میں داخل ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ رسول خدا گہوارے میں سو رہے ہیں۔ سواد نے آنحضرت کے جسم مبارک پر نظر ڈالی تو اس نے ان میں پیغمبروں کی سی ہیبت و جلالت کا مشاہدہ کیا، جب ان کے چہرہ مبارک سے کپڑا ہٹایا تو ان کے چہرے سے ایک نور بلند ہوا جو کمرے کی چھت کو چھارتا ہوا آسمان تک جا پہنچا حضرت عبدالمطلب اور سواد نے نور کے زیادہ ہونے کی وجہ سے اپنی آستینیں آنکھوں پر رکھ لیں۔

حضرت ابو طالب دسترخوان پر پیغمبرؐ کے انتظار میں

صاحب مناقب لکھتے ہیں کہ پیغمبر اسلامؐ زمزم کے پاس جاتے اور اس سے پانی نوش فرماتے، بعض اوقات حضرت ابو طالب آپ کو کھانے پر دعوت دیتے تو آپ فرماتے:

”مجھے بھوک نہیں ہے“

جب حضرت ابو طالب علیہ السلام اپنے بچوں کے ساتھ ناشتہ یا شام کا کھانا کھانے بیٹھتے تو انہیں فرماتے: ”تھوڑا انتظار کرو تا کہ میرا بیٹا تشریف لے آئے پس جب رسول خدا تشریف لے آتے تو باہم بیٹھ کر کھانا تناول کرتے۔

حلیمہ سعدیہ کے گھر میں رسول خداؐ کے معجزات

(۳۳-۷۵۱) مرحوم علامہ حلی قدس سرہ کے برادر بزرگوار جناب شیخ رضی الدین کتاب ”الحدویہ“ میں رقم طراز ہیں کہ حلیمہ سعدیہ کہتی ہیں:

قبیلہ بنی سعد کا ایک درخت خشک ہو چکا تھا، جو عرصہ دراز سے کوئی پھل وغیرہ نہیں اٹھاتا تھا، ایک دن میں رسول خداؐ کو اپنی بغل میں لیے ہوئے اس درخت کے نیچے بیٹھ گئی۔ ابھی وہاں سے اٹھی نہیں تھی کہ وہ درخت سرسبز و شاداب ہو گیا اور اس نے پھل بھی اٹھالیے۔ وہ کہتی ہیں کہ کوئی ایسا مقام نہیں ہے کہ جہاں پر میں اس مولود کو لے کر بیٹھی ہوں اور وہ مقام

یہ وہ واقعہ تھا جب سواد نے اپنے آپ کو پیغمبر کے اوپر گرایا اور عبدالمطلب سے کہا:

”گواہ رہنا کہ اس بچے اور جو کچھ یہ خدا کی طرف سے لے کر آیا ہے

میں اس پر ایمان لاتا ہوں“

پھر اس نے پیغمبر اکرمؐ کے رخساروں کا بوسہ لیا، اس کے بعد دونوں حضرات اس کمرہ سے باہر نکل گئے۔ سواد اپنے گھر چلا گیا اور عبدالمطلب خوش حال ہو گئے۔

واقہ کہتے ہیں۔ جب پیغمبر ایک ماہ کے ہو گئے، اگر انہیں کوئی دیکھتا تو یہ سمجھتا کہ ان کی عمر ایک سال ہو گئی ہے۔ ان کے گوارے سے خدا کی حمد و ثنا اور تسبیح و تحمیل کی صدائیں آتی تھیں۔ (الفہائل ابن شاذان ۲۳، بحار الانوار جلد ۵ صفحہ ۳۲۵)

حضرت ابو طالب پیغمبر اکرمؐ کے نگہدار

(۳۳-۷۵۰) کتاب مناقب میں لکھتے ہیں کہ ابن عباس کہتے ہیں: حضرت ابو

طالب علیہ السلام نے اپنے بھائی سے کہا:

”اے عباس! میں آپ سے محمدؐ کے بارے میں کچھ عرض کرتا ہوں کہ میں کئی دنوں سے ان سے علیحدہ نہیں ہوا ہوں، ہمیشہ ان کے ماتھ رہا ہوں، کیوں کہ مجھے کسی پر کوئی اعتبار نہیں تھا، یہاں تک کہ میں انہیں اپنے کمرے میں سلاتا ہوں“



برکت وجود کی وجہ سے منافع بخش نہ ہوا ہو۔

ایک دن آنحضرت کو اپنے ہمراہ لے کر طائفہ بنی سعد کی ایک خاتون بنام ام مسکین کے گھر گئی، وہ خاتون بد حال، کمزور اور ضعیف تھی۔ جب ہم اس کے گھر میں داخل ہوئے تو اچانک اس میں طاقت آگئی اور اس کی حالت بہت اچھی ہوگئی۔ وہ خاتون بلا ناغہ میرے گھر آتی رہی اور آنحضرت کے سر کے بوسے لیتی تھی۔

حلیمہ سعدیہ مزید فرماتی ہیں کہ جس وقت آنحضرت میرے پاس تھے اس دوران میں جس چیز کی آرزو کرتی تھی، اگلے دن تک وہ پوری ہو جاتی تھی۔

ایک دن میری بکری کا بچہ بھیڑیا اٹھا کر لے گیا، جس کی وجہ سے میں بہت پریشان ہوئی۔ میں اچانک متوجہ ہوئی کہ رسول خدا نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف بلند کیا، میں کیا دیکھتی ہوں کہ وہ بھیڑیا بکری کا بچہ اپنی پشت پر لادے ہوئے واپس لا رہا ہے، جبکہ بچہ بالکل صحیح سالم ہے اسے خراش تک نہیں آئی۔

حلیمہ سعدیہ کہتی ہیں۔ میں جب بھی انہیں باہر دھوپ میں لے کر نکلتی تو فوراً بادل آپ کے سر پر سایہ کرنے کے لیے حاضر ہو جاتے۔

حلیمہ کہتی ہیں کہ میرے خیمے سے ہمیشہ زمین سے نور کا ایک ستون آسمان کے ساتھ متصل رہتا، عام لوگ سردی اور گرمی کی وجہ سے بہت پریشان ہوتے، لیکن جب تک آنحضرت میرے پاس تشریف فرما رہے، کبھی بھی گرمی یا سردی نے مجھے پریشان نہیں کیا۔

ایک دن میں نے ارادہ کیا کہ ان کا سراقدس دھوؤں، کیا دیکھتی ہوں کہ آپ کا سر مبارک دھلا ہوا ہے، اور عطر سے معطر ہے۔

میں نے کبھی بھی ان کا لباس نہیں دھویا، میں نے جب بھی آنحضرت کا لباس دھونے کا ارادہ کیا، تو کیا دیکھتی کہ وہ لباس پہلے سے دھلا ہوا ہے ان کے لیے ہمیشہ نیا لباس

آمادہ پایا۔

حلیمہ کہتی ہیں: میں جب بھی انہیں دودھ پلانے کے لیے اپنے پستان باہر نکالتی تھی تو ایک خوبصورت آواز میرے کانوں سے نکراتی، وہ جب بھی دودھ پیتے تھے تو کچھ پڑھا کرتے تھے۔ میں اس وجہ سے بہت حیران و پریشان تھی۔ جب آپ نے بولنا شروع کیا تو کھانا تناول کرتے وقت فرماتے ”بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ مُحَمَّدٍ“ بنام خدا پروردگار محمد اور کھانا تناول کرنے کے بعد فرماتے ”اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ مُحَمَّدٍ“ سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو پروردگار محمد ہے۔ (الحدائق القویہ صفحہ ۱۲۲، بحار الانوار جلد ۱۵ صفحہ ۳۲۱)

نبی اکرم کا ایک شخص سے وعدہ

(۳۵-۷۵۲) کتاب بحار الانوار میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

ایک دن امام الانبیاء حضرت محمد نے ایک شخص کے ساتھ ایک جگہ ملاقات کا وعدہ کیا اور فرمایا: ”آپ کی واپسی تک میں یہاں پر آپ کے انتظار میں کھڑا ہوں“

آفتاب اپنے جوہن پر پہنچ گیا، گرمی کی حدت اذیت کر رہی تھی، آپ کو اصحاب نے کہا:

”یا رسول اللہ! اگر آپ دھوپ سے سائے میں تشریف لائیں تو اس اذیت ناک گرمی سے محفوظ ہو جائیں گے“

آپ نے فرمایا:

وعدتہ الی ہاھنا، وان لم یجعی کان منہ المحشر۔

”میں نے اس کے ساتھ اسی جگہ کا وعدہ کیا ہے، جب تک وہ نہیں آئے گا

، میں اسی جگہ کھڑا رہوں گا“ (بحار الانوار جلد ۱۶ صفحہ ۲۳۹، علل الشرائع جلد ۱ صفحہ ۷۸)

حضرت عائشہؓ رسول خدا کے بیت الخلاء میں

(۳۶-۷۵۳) حضرت عائشہ کہتی ہیں ایک دن میں نے رسول خدا کی خدمت

میں عرض کیا:

”اے رسول خدا! جس وقت آپ بیت الخلاء سے باہر تشریف لائے

سے چلے اور پانی میں آ کر ہمارے لیے راستہ بنا دے، تاکہ ہم یہاں سے عبور کر سکیں“

آنحضرت نے پتھر کو حکم دیا۔ حکم سنتے ہی پتھر اپنی جگہ سے چلا اور سطح آب پر جا کر آنحضرت کے روبرو رکھا، اس کے بعد آپ نے اسے اپنی جگہ پر واپس جانے کا حکم دیا، حکم پاتے ہی پتھر اپنی جگہ پر واپس چلا گیا۔ (المناقب جلد ۱ صفحہ ۲۱۲، بحار الانوار صفحہ ۴۰۳)

اعضاء پیغمبر کے معجزات

(۳۹-۷۵۶) جناب راوندی کتاب ”الخرائج“ میں نقل کرتے ہیں:

پیغمبر خدا کے اعضاء شریفہ میں ہر عضو کا کوئی نہ کوئی معجزہ ضرور تھا۔ سر اقدس کا معجزہ یہ تھا کہ بادل ہمیشہ ان کے سر پر سایہ لگن رہتا تھا۔ ان کی مبارک آنکھوں کا معجزہ یہ تھا کہ آپ اپنی پشت مبارک سے اسی طرح دیکھ سکتے تھے کہ جیسے سامنے سے دیکھتے۔ کانوں کا معجزہ یہ تھا کہ آپ نیند میں بھی ویسے ہی سنتے تھے جیسے بیداری کی حالت میں سنتے تھے۔

آپ کی زبان مبارک کا معجزہ یہ تھا کہ آپ نے سو مار سے فرمایا:

”میں کون ہوں؟“ تو اس نے کہا: ”آپ رسول خدا ہیں“

آپ کے مبارک و مقدس ہاتھوں کا معجزہ یہ تھا کہ آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی ٹپکتا تھا۔ آپ کے پاؤں کا معجزہ یہ تھا کہ جابر کا ایک کنواں تھا، جس کا پانی کڑوا تھا، اس نے آنحضرت سے اس بارے میں گلہ شکوہ کیا، آنحضرت نے پاؤں ایک طشت میں دھوئے اور اسے حکم دیا کہ یہ دھون کنویں میں گرا دے جب دھون کا پانی کنویں میں ڈالا گیا تو اس کا پانی شیریں ہو گیا۔ آپ ختنہ شدہ دنیا پر تشریف لائے تھے۔

آپ کے بدن مبارک کا معجزہ یہ تھا کہ آپ کے بدن کا سایہ کبھی بھی زمین پر نہیں پڑا، کیونکہ آنحضرت نور تھے اور نور کا کبھی سایہ نہیں ہوا کرتا۔

ہیں، آپ کے فوراً بعد وہاں گئی ہوں لیکن میں نے وہاں پر مشک کی خوشبو کے علاوہ کوئی چیز نہیں دیکھی“ آنحضرت نے فرمایا:

يَا عَائِشَةُ! إِنَّا مَعَشَرُ الْأَنْبِيَاءِ بَيْتِ اجْسَادِنَا عَلَى أَرْوَاحِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَمَا خَرَجَ مِنَّا مِنْ شَيْءٍ إِلَّا ابْتَلَعَتْهُ الْأَرْضُ۔

”اے عائشہ! بے شک ہم انبیاء کے پیکر، بہشتی ارواح کی مانند خلق کیے گئے ہیں، ہم سے جو چیز بھی نکلتی ہے زمین اسے جذب کر لیتی ہے“

(بحار الانوار جلد ۱۶ صفحہ ۲۲۹، المناقب جلد ۱ صفحہ ۱۲۵)

رسول خدا نے کبھی گندم کی روٹی نہیں کھائی

(۳۷-۷۵۴) کتاب ”روضۃ الواعظین“ میں لکھتے ہیں کہ عیسیٰ بن قاسم کہتے

ہیں: میں نے حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: آپ کے بزرگوں سے روایت نقل ہوئی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

لَا مَا أَكَلَ رَسُولُ اللَّهِ خَبِزَ بَرِّ قَطٍ وَلَا شَبِيعٍ مِنْ خَبِزِ شَعْبَةَ قَطٍ۔

”رسول خدا نے کبھی بھی گندم کی روٹی نہیں کھائی، اور نہ ہی جو کی روٹی کبھی پیٹ بھر

کر کھائی ہے“ (روضۃ الواعظین صفحہ ۴۵۶، بحار الانوار جلد ۷۰ صفحہ ۱۷، امالی صدوق صفحہ ۳۹۸)

محمد مصطفیٰ کا پتھر کو حکم

(۳۸-۷۵۵) کتاب ”المناقب“ میں حدیث نوح کے ضمن میں مذکور ہے:

حضرت نوح علیہ السلام کے اشارے سے کشتی نوح پانی کے سینے پر تیرنے لگی، کشتی ہر مومن و کافر کو اٹھا کر پانی پر تیرتی ہے۔ لیکن حضرت خاتم الانبیاء کے حکم سے پتھر نے پانی کی سطح پر تیرنا شروع کر دیا۔

عکرمہ بن ابو جہل کہتا ہے:

”اے محمد! اگر تم تپتے پیغمبر ہو تو حکم دو کہ ان پتھروں میں ایک پتھر اپنی جگہ

سننے ہی وہ دونوں درخت ایک دوسرے کے ساتھ یوں ملے کہ ایسے لگتا تھا جیسے ایک درخت ہوں، رسول خدا ان کے نیچے تشریف لے گئے اور ان کی آڑ میں قضاء و حاجب فرمایا، جب واپس ہونے لگے تو حکم دیا کہ تم اپنی اپنی جگہ پر واپس چلے جاؤ۔ یہ حکم سننے ہی وہ واپس پلٹ گئے۔ (الخراج جلد ۱ صفحہ ۱۵۵، بحار الانوار جلد ۷ صفحہ ۳۶۲)

رسول اسلام اور رکانہ کے درمیان کشتی

(۴۲-۷۵۹) بزرگ عالم قطب راوندی "قصص الانبیاء میں تحریر کرتے ہیں۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک دن ایک عربی رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور کہتا ہے ہم کس دلیل پر قبول کر لیں کہ آپ رسول خدا ہیں؟

آنحضرت نے فرمایا:

أرایت ان دعوت هذا الغدق من هذا النخلة فاتانی أ تشهد

أنتی رسول اللہ ﷺ۔

"اگر تم یہ دیکھو کہ میں کھجور کی بعض شاخوں کو حکم دوں اور وہ میرے پاس

چل کر آجائیں تو تم اس وقت گواہی دو گے کہ میں پیغمبر خدا ہوں؟"

اس عربی نے کہا: "ہاں"

رسول خدا نے کھجور کی کچھ شاخوں کو حکم دیا، وہ شاخیں اپنے درخت سے جدا ہو کر زمین پر گر گئیں اور رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو گئیں۔ اس کے بعد آپ نے حکم دیا کہ واپس اپنی جگہ پر پلٹ جاؤ۔ حکم سننے ہی وہ واپس اپنی جگہ پر پلٹ گئیں۔ جب اس عرب نے یہ معجزہ دیکھا تو وہ کہتا ہے:

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کے پیغمبر ہیں

اس طرح سے وہ آنحضرت پر ایمان لے آیا۔ وہ شخص رسول خدا کی خدمت

سے رخصت ہوا اور اپنے خاندان والوں کے پاس گیا اور جا کر کہتا ہے:

آپ کی پست مبارک کا معجزہ یہ تھا کہ آپ کی پست مبارک پر مہربوت کندہ تھی۔

آپ کے شانوں پر تحریر تھا "لا اله الا الله محمد رسول الله"

(الخراج صفحہ ۲ جلد ۲ صفحہ ۷۰۵، بحار جلد ۷ صفحہ ۲۹۹، قصص الانبیاء صفحہ ۳۱۳)

کعبہ میں بتوں کی سرنگونی

(۳۰-۷۵۷) کتاب "عیاشی" میں سعید بن جبیر سے روایت ہے:

آپ کہتے ہیں کہ کعبہ شریف میں تین سوساٹھ (۳۶۰) بت تھے۔ عرب کے جتنے

بھی قبائل تھے ہر ایک قبیلہ نے اپنے اپنے ایک یا دو بت رکھے ہوئے تھے۔ جب آیہ شریفہ:

شهد الله انه لا اله الا هو العزيز الحكيم۔ (سورہ آل عمران آیہ ۱۸)

"اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں"

نازل ہوئی، تو کعبہ میں جتنے بھی بت موجود تھے سب ہرگز ہو گئے۔

(تفسیر عیاشی جلد ۱ صفحہ ۱۶۶، بحار جلد ۷ صفحہ ۳۶۶، تفسیر برہان جلد ۱ صفحہ ۲۷۳)

محمد عربی کا درختوں کو حکم

(۴۱-۷۵۸) کتاب "الخراج" میں لکھتے ہیں کہ عمار یا سر کہتے ہیں:

میں رسول اللہ کے کئی ایک سفروں میں ان کے ہمراہ تھا، ایک دن ہم ایسے صحرا

میں تھے، جہاں پر درخت بہت ہی کم تھے، رسول خدا نے دو چھوٹے چھوٹے پودوں کی

طرف نگاہ فرمائی اور عمار یا سر سے فرمایا:

يا عمار اصرا لي شجرتين فقل لهما يا امر كما رسول الله! ان

تلتقيا حي يقصد تحنكما۔

"اے عمار! ان دو درختوں کے قریب جائیں اور کہیں رسول خدا تمہیں حکم دیتے

ہیں کہ ایک دوسرے کے قریب ہو جاؤ، تاکہ میں تمہارے نیچے بیٹھ سکوں"

عمار کہتے ہیں۔ میں نے وہاں پہنچ کر درختوں کو رسول خدا کا پیغام پہنچایا۔ پیغام

”اے رکانہ! میں تجھ سے گوسفند نہیں لیتا ہوں، بلکہ تمہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔ وائے ہو رکانہ پر کہ وہ جہنم کی جانب بڑھ رہا ہے؟ اگر تم آج اسلام قبول کر لیتے تو آتش جہنم سے محفوظ ہو جاتے“

رکانہ نے کہا: ”میں ہرگز ایمان نہیں لاؤں گا، مگر یہ کہ کوئی نشانی یا معجزہ دکھاؤ“

رسول خدا نے فرمایا: ”کیا تم خدا کو اپنا گواہ بناتے ہو؟ اگر میں ابھی اپنے خدا کو پکاروں اور تمہارے لیے معجزہ انجام دوں تو کیا پھر میری دعوت کا مثبت جواب دو گے؟“ اس نے کہا: ”ہاں“

ان کے نزدیک ایک پھل دار درخت تھا، آنحضرت نے اس کی طرف اپنا رخ انور کیا اور فرمایا: ”خدا کے حکم سے میرے نزدیک آ جا“

وہ درخت درمیان سے دو حصے ہوا، اوپر والا حصہ اپنی شاخوں سمیت آنحضرت کی خدمت میں شرفیاب ہوا۔

رکانہ نے کہا: آپ نے مجھے بہت عظیم معجزہ دکھایا ہے، اب اسے حکم دیں کہ اپنی جگہ پر واپس چلا جائے۔

رسول خدا نے اس سے فرمایا: ”کیا خدا کو گواہ بناتے ہو کہ اگر میں چاہوں کہ پلٹ جا اور وہ پلٹ جائے تو وہ چیز جس کی میں نے تمہیں دعوت دی ہے اس کا جواب مثبت دو گے؟“

اس نے کہا: ”ہاں“

آنحضرت نے درخت کو حکم دیا، وہ درخت واپس لوٹا اور اپنے باقی آدھے حصے کے ساتھ جا کر متصل ہو گیا۔

پیغمبر اسلام نے اسے فرمایا: ”کیا اسلام لے آئے ہو؟“

رکانہ نے کہا: ”مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ مدینہ کی عورتیں مجھے طعنے دیں کہ میں نے آپ کے ذریعہ سے اسلام قبول کر لیا ہے اور آپ پر ایمان لے آیا ہوں لیکن

”اے بنی عامر بن صعصہ! خدا کی قسم! میں کبھی کسی چیز میں انہیں نہیں جھلاؤں گا“

نبی ہاشم میں ایک شخص بنام رکانہ تھا، وہ کافر اور جسور شخص تھا، اس کے پاس بھیڑ بکریوں کا گلد تھا، جسے ”صحرائے اضم“ میں چراتا تھا۔ ایک دن رسول خدا کا اس صحرا سے گذر ہوا، تو رکانہ کی آنحضرت سے ملاقات ہوئی، وہ کہتا ہے:

”اگر ہمارے درمیان خونی رشتہ نہ ہوتا تو بات چیت کرنے سے پہلے تمہیں قتل کر دیتا، کیا تم ہمارے خداؤں کو سب و شتم کرتے ہو؟ اب اپنے خدا کو پکارو، تاکہ وہ میرے ہاتھ سے تجھے نجات دلائے“

پھر کہتا ہے: ”میرے ساتھ کشتی کرو، اگر تم میرے اوپر غالب آ گئے تو میری بھیڑوں میں دس بھیڑیں تمہاری ہو جائیں گی“

رسول خدا نے اسے گریبان سے پکڑ کر زمین پر دے مارا اور اس کے سینے پر سوار ہو گئے۔

رکانہ کہتا ہے: یہ تمہارا کام نہیں ہے، یہ تمہارا خدا ہے جس نے مجھے زمین پر پٹخا ہے۔ پھر رکانہ کہتا ہے دوبارہ کشتی لڑتے ہیں، اگر تم نے مجھے چت گرا دیا تو میری بھیڑوں سے دس بھیڑیں اور تمہاری ہو جائیں گی۔

رسول خدا نے اس کے ساتھ دوبارہ کشتی لڑی اور اسے زمین پر دے مارا۔

وہ پھر کہتا ہے: یہ تمہارے خدا کا کام ہے کہ وہ مجھے زمین پر گرا سکے وہ کہتا ہے کہ اب تیسری دفعہ کشتی لڑتے ہیں، اگر تم غالب آ گئے تو دس بھیڑیں اور تمہاری ملکیت ہو جائیں گی۔ رسول خدا نے تیسری مرتبہ بھی اسے زمین پر پٹخا۔

رکانہ کہتا ہے: لات و عزی نے میری طرف سے رخ پھیر لیا ہے۔ میرے

گلے میں سے تیس (۳۰) بھیڑیں چن کر نکال لو۔

آنحضرت نے فرمایا:

آپ اپنے تئیں گوسفند انتخاب کریں اور ساتھ لے جائیں“
رسول خدا نے فرمایا: ”جب تم اسلام قبول کرنے سے منکر ہو گئے ہو تو پھر
مجھے تمہارے گوسفندوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے“

(قصص الانبیاء صفحہ ۲۹۸، بحار جلد ۱ صفحہ ۳۶۸)

عالم بزرگوار ابن شہر آشوب نے بھی ایسی ہی روایت اپنی کتاب المناقب میں
کچھ اضافے کے ساتھ نقل فرمائی ہے روایت میں ہے:

”رسول خدا نے درخت کی بعض ٹہنیوں کو اپنی طرف آنے کا حکم دیا، وہ
ٹہنیاں رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور انہوں نے سجدہ بجا
لانے کے بعد آپ سے گفتگو کی“ (المناقب جلد ۱ صفحہ ۱۲۹)

خاتم الانبیاء کے لعاب دہن کا اثر

(۲۳-۷۶۰) کتاب کافی میں نہدی سے روایت نقل ہوئی ہے کہ حضرت امام

جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

كان رسول الله ﷺ يمض النوى بفيه و لغير سه فيطلع من
ساعته

”رسول خدا نے اپنے آب دہن میں ایک دانے کو ملا یا پھر اسے بویا، وہ

اسی وقت سر سبز ہو گیا“

دعشور بن حارث کا تلوار سے رسول خدا پر حملہ

(۲۳-۷۶۱) جناب واقفی آیہ شریفہ ”اذھم قوم“ سورۃ مائدہ آیہ ۱۱ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

رسول خدا قبیلہ بن ذبیان اور محارب کے ساتھ جنگ لڑنے کی غرض سے سرزمین
”ذی امر“ کی طرف گئے، ان لوگوں نے پہاڑوں پر پناہ لے رکھی تھی۔ رسول خدا نے ان
لوگوں سے اتنی دور پڑاؤ ڈالا جہاں سے انہیں دیکھ سکتے ہوں۔

آنحضرت قضائے حاجت کے لیے وہاں سے ایک طرف تشریف لے گئے،
اچانک بارش برسنا شروع ہو گئی، آنحضرت کا لباس گیلا ہو گیا۔ آپ نے اپنا لباس اتار کر
خسک ہونے کے لیے درخت پر ڈال دیا اور خود درخت کے نیچے استراحت کے لیے لیٹ
گئے، سارے عرب یہ منظر دیکھ رہے ہیں۔ ان کا بزرگ ”دعشور بن حارث“ آگے بڑھا، نگلی
تلوار لے کر آنحضرت کے سر پر جا کر چنگاڑا اور کہا:

”اے محمد! آج کون ہے جو تجھے بچائے گا؟“

آپ نے فرمایا: ”میرا خدا“

اس وقت جبرئیل علیہ السلام نے دعشور کے سینہ پر کچھ مارا، تلوار اس کے ہاتھ سے
چھوٹ کر دور جا گری۔ رسول خدا نے تلوار اٹھائی اور فرمایا:

من يمنعك مني اليوم۔

”کون ہے جو تجھے آج مجھ سے بچائے گا؟“

اس نے کہا: کوئی بھی نہیں ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے علاوہ کوئی معبود
نہیں ہے اور محمد خدا کے پیغمبر ہیں اس کے بعد مذکورہ آیہ شریفہ نازل ہوئی:

(مجمع البیان جلد ۳ صفحہ ۱۶۹، بحار جلد ۱۸ صفحہ ۴۷، المناقب جلد ۱ صفحہ ۷۰)

ابو جہل کی ہتھیلی سے پتھر کا چھٹنا

(۳۵-۷۶۲) کتاب مناقب اور خراج میں روایت نقل کی گئی ہے۔

ابو جہل اس تاڑ میں تھا کہ رسول خدا کو غافل پا کر ان پر حملہ کر دے۔ ایک دن
اس نے دیکھا کہ رسول خدا سجدہ میں ہیں، اس نے ارادہ کیا کہ پتھر سے رسول خدا پر حملہ
کرائے لیکن اللہ تعالیٰ نے وہ پتھر اس کی ہتھیلی کے ساتھ چھٹا دیا۔

جب ابو جہل نے دیکھا کہ حضرت محمد کے ساتھ تو سل کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں تو
اس نے آنحضرت سے دعا کی التماس کی۔ رسول خدا نے دعا کی تو وہ پتھر اس کے ہاتھوں

سے جدا ہوا، اس نے وہ پتھر دور پھینک دیا۔ (الخرائج جلد ۱ صفحہ ۲۳، المناقب جلد ۱ صفحہ ۷۸)

جنوں کا رسول خدا پر ایمان لانا

(۶۳-۴۶) کتاب امالی شیخ صدوق میں مذکور ہے کہ سہیل بن عروان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

”جنوں میں سے ایک عورت رسول خدا کی خدمت میں شرف یاب ہوئی اور آنحضرت کی گفتگو سنی، اس نے واپس جا کر وہ گفتگو اپنے قریبی جنوں کے سامنے نکل کی، اس طرح جنات اس جن عورت کے ہاتھوں رسول خدا پر ایمان لے آئے“

کچھ عرصہ تک رسول خدا نے اسے نہ دیکھا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام سے اس کے بارے میں پوچھا، جبرئیل نے جواب دیا:

”وہ اپنی اس بہن کی زیارت کے لیے گئی ہوئی ہے، جس کے ساتھ وہ خدا کے لیے محبت کرتی ہے“

اس وقت رسول خدا نے فرمایا:

طوبی للمتحابین فی اللہ، ان اللہ تبارک و تعالیٰ خلق فی الجنۃ عموداً من یاقوتہ حمراء علیہ سبعون الف قصر، فی کل قصر سبعون الف غرفۃ، خلقها اللہ عزوجل للمتحابین والمتزاورین فی اللہ۔

”بشارت ہے ان لوگوں کے لیے جو خدا کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے بہشت میں ایک سرخ یاقوت کا ستون غلق کیا ہے، جس پر ستر ہزار محلات ہیں، ہر محل میں ستر ہزار کمرے ہیں، اللہ تعالیٰ نے یہ محلات اور کمرے ان لوگوں کے لیے بنائے ہیں، جو

ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں، اور خدا کی خاطر ایک دوسرے کی زیارت کے لیے جاتے ہیں“

کچھ عرصہ گزرنے کے بعد وہ عفرہ نامی جنسی آئی، رسول خدا نے پوچھا: اے عفرہ! اتنے دن کہاں غائب تھی؟“

اس نے کہا: ”میں اپنی خواہر کی زیارت کے لیے گئی ہوئی تھی“

آپ نے فرمایا: ”بشارت ہے ان لوگوں کے لیے جو خدا کی خاطر ایک دوسرے سے دوستی کرتے ہیں اور زیارت کے لیے جاتے ہیں“

پھر فرمایا: ”اے عفرہ! تم نے کیا دیکھا ہے؟“

اس نے کہا: ”میں نے بہت سی حیران کن اشیاء دیکھی ہیں“

آپ نے فرمایا: ”سب سے حیران کن کون سی چیز تھی؟“

اس نے عرض کیا: ”میں نے شیطان کو سبز دریا میں سفید پتھر پر بیٹھا ہوا دیکھا، وہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کہ کہہ رہا تھا“

الہی اذا بررت قسماً وارخلتنی نار جہنم فاسلک بحق محمد وعلی وفاطمہ والحسن والحسین علیہم السلام وخلصتنی منها وحشرتنی معہم۔

”اے میرے معبود! جب اپنی قسم کی وفا کرتے ہوئے مجھے جہنم میں ڈالو گے، تو میں تجھے محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسن اور حسین علیہم السلام کے حق کی

قسم دوں گا کہ مجھے اس سے نجات دے اور ان کے ساتھ محشور فرما“

میں نے کہا: ”اے حارث! جن اسماء کا واسطہ دے کر دعا کر رہے ہو یہ کون ہستیاں ہیں؟“

اس نے کہا: ”میں نے یہ اسماء حضرت آدمؑ کی خلقت سے سات ہزار قبل عرش

رسول خدا نے فرمایا:

انعزل عناً و سر باهلك عن ايماننا۔

”ہم سے کچھ فاصلے پر رہو اور اپنے ہمراہیوں کے ساتھ دائیں طرف

ساتھ ساتھ چلتے رہو“

اس نے حکم کی اطاعت کی اس طرح راستہ کھل گیا اور مسلمانوں نے اپنا سفر شروع کیا۔

مولیٰ علیؑ رسول خدا کی خدمت میں

(۶۷۵-۴۸) کتاب قصص الانبیاء میں لکھتے ہیں: ابو ہریرہ کہتا ہے:

ایک دن رسول خدا تشریف فرماتے تھے کہ حضرت علیؑ علیہ السلام ایک گروہ کے ساتھ آپ

کی خدمت میں شرف یاب ہوئے، جب آنحضرت نے انہیں دیکھا تو مسکراتے ہوئے فرمایا:

”آپ مجھ سے کچھ پوچھنے آئے ہو، جو کچھ آپ پوچھنا چاہتے ہو اگر

چاہو تو میں بیان کرتا ہوں اور اگر خود بیان کرنا چاہتے ہو تو پوچھیں“

انہوں نے فرمایا: ہاں یا رسول اللہ! آپ خود بیان فرمائیں۔

آپ نے فرمایا:

جنتم تسألونی عن الصنائع لمن تحقق ، فلا ینبغی ان ینع

الذی حسب اودین و جنتم تسألونی عن جہاد المرأۃ فان

جہاد المرأۃ حسن التبع لزوجها، وجنتم تسألونی عن

الارزاق من این ؟ ابی عبد اللہ ان یرزق عبده إلا من حیث

لا یعلم، فان العبد اذا لم یعلم وجہ رزقہ کثر دعاوہ۔

آپ یہ پوچھنے آئے ہو کہ عطایا کرامت کس کے لیے سزاوار ہے؟ اس کا

جواب یہ ہے کہ عطیہ اور کرامت صاحب حسب اور صاحب دین کے لیے

سزاوار ہیں۔ آپ یہ پوچھنے آئے ہو کہ عورت کا جہاد کیا ہے؟ اس کا

پر لکھے ہوئے دیکھے ہیں۔ میں یہ سمجھا ہوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی برگزیدہ اور

پسندیدہ ترین مخلوق ہیں، لہذا میں ان کی قسم دے کر التماس کرتا ہوں“

رسول خدا نے فرمایا:

واللہ لو اقسام اهل الارض بهذا الاسماء الاجابہم۔

”خدا کی قسم! زمین پر بسنے والے تمام لوگ اگر ان اسماء کی خدا کو قسم دیں،

تو خدا انہیں ضرور جواب دے گا“

(انحصال، جلد ۲ صفحہ ۶۳۸، بحار الانوار جلد ۱۸ صفحہ ۸۳، کشف الغمہ جلد ۱ صفحہ ۳۶۵)

سانپ کی رسول خدا سے گفتگو

(۶۴-۴۷) کتاب المناقب میں تحریر کرتے ہیں: رسول خدا اپنے لشکر کے ساتھ جب

جنگ حنین کے لیے روانہ ہوئے۔ اچانک لشکر کے محافظ دستے واپس لوٹ آئے

اور پرچم دار آگے بڑھنے سے رک گئے۔

رسول خدا نے فرمایا: ”اے لوگو! کیا ہوا کیوں رک گئے ہو؟“

انہوں نے کہا: ”راستے میں ایک بہت بڑا سانپ بیٹھا ہوا ہے جو پہاڑ کی

طرح ہے، اس نے سارا راستہ روکا ہوا ہے، وہاں سے عبور کرنا ممکن

نہیں ہے“

رسول خدا آگے تشریف لائے، اس سانپ کے سر پر جا کر کھڑے ہوئے،

سانپ نے اپنا سر اوپر اٹھایا، اور بولا:

”اے رسول خدا! آپ پر سلام ہو“

اس نے کہا: ”میں ”یثم بن طاح بن ابلیس“ ہوں۔ میں آپ پر ایمان

لایا ہوں، اور اپنے قبیلہ کے دس ہزار افراد لے کر آپ کی خدمت میں

حاضر ہوا ہوں، تاکہ اس جنگ میں آپ کی مدد کر سکوں“

جواب یہ ہے کہ عورت کا جہاد شوہر کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا اور اس کی خدمت کرنا ہے۔ آپ یہ پوچھنے آئے ہو کہ رزق کہاں سے ملتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بات سے پرہیز کرتا ہے کہ بندے کو روزی کہاں سے ملتی ہے، کیونکہ جب اسے معلوم نہیں ہوگا کہ روزی کہاں سے مل رہی ہے تو وہ دعا زیادہ کرے گا“

(قصص الانبیاء صفحہ ۲۹۳، بحار جلد ۱۸ صفحہ ۱۰۶)

دو صحابی رسول اللہ کے حضور

(۲۶۶-۳۹) کتاب شریف ”کافی“ میں محمد بن قیس سے روایت ہے: وہ کہتے ہیں میں نے مکہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو ایک گروہ سے گفتگو کرتے ہوئے سنا آپ نے فرمایا:

ایک دن رسول خدا نے نماز صبح بجالائی۔ نماز کے بعد طلوع آفتاب تک مسجد میں تشریف فرما رہے، اصحاب آپ کے ارد گرد دائرے کی صورت میں بیٹھ گئے، آہستہ آہستہ ایک ایک کر کے اٹھنا شروع ہو گئے، آخر میں دو صحابی ایک انصاری اور دوسرا ثقفی باقی رہے۔

رسول خدا نے فرمایا:

”مجھے معلوم ہے کہ تم لوگوں کی کوئی حاجت ہے، تم یہ چاہتے ہو کہ وہ

حاجت میں خود بیان کرو اگر میں بیان نہ کروں تو پھر خود بیان کرو گے“

انہوں نے کہا کہ ہاں یا رسول اللہ! ہمارے سوال کرنے سے قبل آپ خود بتائیں، کیونکہ یہ اس کے لیے جو بصیرت نہیں رکھتا روشن تر ہے۔ اس میں کسی قسم کا کوئی شک و شبہ نہیں ہے اور صاحب ایمان کے لیے مستحکم تر ہے۔

رسول خدا نے فرمایا:

”اے برادر ثقفی! تم نماز اور وضوء کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو کہ

اس کام کا ثواب کس قدر ہے؟“

اَمَا وَضُوئُكَ فَإِنَّكَ إِذَا وَضَعْتَ يَدَكَ فِي إِيْتَانِكَ ثُمَّ قَلَبْتَ بِسْمِ اللّٰهِ ثَنَانَتْ مِنْهَا مَا كَسَبْتَ مِنَ الذَّنُوبِ فَإِذَا غَسَلْتَ وَجْهَكَ تَنَانَتْ الذَّنُوبُ الَّتِي أَكْسَبْتَهَا عَيْنَاكَ بِنَظَرِهَا وَفَوْكَ فَإِذَا غَسَلْتَ ذِرَاعَكَ ثَنَانَتْ الذَّنُوبُ عَنِ يَمِينِكَ وَشِمَالِكَ فَإِذَا مَسَحْتَ رَأْسَكَ وَقَدَمَيْكَ تَنَانَتْ الذَّنُوبُ الَّتِي مَشَيْتَ إِلَيْهَا عَلَى قَدَمَيْكَ فَهَذَا لَكَ فِي وَضُوئِكَ

”تیرا وضوء اور اس کا اجر و ثواب یہ ہے جب تم اپنے ہاتھ پانی کے برتن میں ڈالتے ہوئے کہتے ہو بسم اللہ ہاتھوں سے کیے ہوئے تمام گناہ جھڑ جائیں گے، جس وقت چہرے کو دھوؤ گے تو آنکھوں اور منہ سے جو گناہ کیے ہیں وہ ختم ہو جائیں گے، جب ہاتھ کہنیوں تک دھوؤ گے تو دائیں اور بائیں طرف سے جتنے بھی گناہ کیے ہوں گے دھل جائیں گے اور جب سر اور پاؤں کا مسح کرتے ہو تو جو گناہ پاؤں سے چل کر انجام دیئے ہیں وہ جھڑ جائیں گے۔ پس یہ تمہارے وضوء کا اجر خیر ہے“

(اکافی جلد ۳ صفحہ ۷۱ بحار جلد ۱۸ صفحہ ۱۲۸)

شب معراج خاتم المرسلین، انبیاء کے امام جماعت

(۶۷۷-۵۰) عالم جلیل القدر جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ اپنی دونوں کتابوں ”علل الشرائع اور عیون اخبار الرضا“ میں ایک مفصل حدیث نقل کرتے ہیں، جس کا خلاصہ یہ ہے۔ رسول خدا نے ایک رات چشم زدن میں اپنے گھر سے مسجد اقصیٰ تک کا فاصلہ طے کیا، اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام کھڑے ہوئے اور اپنے دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت اپنے دائیں کان میں اور بائیں کی بائیں کان میں ڈالی، اذان دی، اقامت پڑھی اور اقامت

استراحت کر رہا ہے زندہ ہو جائے گا“

کتاب ہذا پر علماء کی تقریظات

اس کتاب پر مختلف علماء نے تقریظات لکھ کر اپنے اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے ان میں سے ایک عظیم عالم دین جناب حجۃ الاسلام آقا مرزا محمد تقی مصدر الامور ہیں۔ ہم ان کے جذبات کی قدر کرتے ہیں اور ان کے شکر گزار ہیں۔ انہوں نے اپنے جذبات کا یوا اظہار کیا ہے۔

لطف توبہ پر زردہ کہ شامل گردد

خورشید صفت بہ چراغ نا گردد

گر قطرہ الی از بحر مناقب بجشد

بی شبہ ہم او بحر فضائل گردد

”ہرزردہ جس میں تیرا لطف شامل ہو جائے وہ سورج کی طرح آسمان کی

بلندیوں کو چھوتا ہے۔ اگر کوئی بحر مناقب سے ایک قطرہ چکھتا ہے تو بلاشبہ وہ

فضائل کا سمندر ہو جاتا ہے“

ایک اور محب اہل بیت علیہم السلام اور عظیم شاعر علامہ بزرگوار شیخ عبدالمنعم اپنے

تیز دہار اشعار کے ذریعے اس کتاب کی تعریف و تجید کرتے ہوئے یوں گویا ہوتے ہیں:

کِتَابٌ مُّحْكَمٌ اَلَا يَاتِ اَصْحٰى

لَا حَمْدَ مُعْجَزًا فَاَبَانَ قَدْرَهُ

جَرَى مُسْتَبِطٌ اَلَا حِكْمًا فِيهِ

بِحَارَ مُنَاقِبٍ مِّنْ فَيْضِ قَطْرِهِ

وَنَقَبٍ عَنِ اِحَادِيْثِ صِحَاحِ

رَوَاہَا فِيْ مَنَاقِبِ خَيْرِ عَتْرَةِ

”احمد کی یہ ایسی کتاب ہے جس کی محکم نشانیاں آشکار ہو گئیں اور اس کی

ارزش اور قدر و قیمت روشن ہو گئی۔

مستنبط احکام نے اس کتاب پر فیض ”قطرہ“ کے ذریعے فضائل و مناقب کے سمندر

جاری کر دیے“ ان کی یہ گراں قدر کتاب صحیح احادیث کے بارے میں ان کاوشوں کا نتیجہ ہے

جو انہوں نے عترت (یعنی اہل بیت رسول) کے فضائل و مناقب میں روایت کی ہیں۔

علامہ فاضل اور بزرگ شاعر جناب شیخ احمد جبلی کہتے ہیں:

مَوْلَايَ اِنِّى اِلَى عِرْفَانِكَ اَلْعَذْبُ

ظَامٌ وَ مَالِي سِوَاكَ اَلْيَوْمِ مِّنْ اَرِبِ

هَبْ لِيْ وَ لَوْ قَطْرَةً مِّمَّا تَجُوْدُ بِهٖ

فَعَلِ الطَّنْفِي بِهَا قَلْبِي مِّنَ اللّٰهَبِ

فَدِنُهُ يَسْتَنْبِطُ اَلْعِرْفَانَ حَيْثُ بِهٖ

فَيْصٌ مِّنَ اَلْعِلْمِ وَ اَلْاِيْمَانِ وَ اَلْاَدَبِ

فَدَنِيْتُ عِرْفَانَكَ اَلْعَذْبُ اَشْهَى اَبَا

فِدَاةً فِيْ مَوَاقِفِ اَلْعِرْفَانِ كُلِّ اَبِي

”میرے مولا میں آپ کے عرفان زلال کا پیاسا ہوں۔ آج مجھے آپ

کے علاوہ کسی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

مجھے اس کا ایک قطرہ سخاوت مندانہ طور پر لطف کریں، شاید اس کے

ذریعے میرے دل سے اٹھنے والا شعلہ ٹھنڈا پڑ جائے۔

پس اسی سے عرفان و شناخت کا استنباط ہوتا ہے کیونکہ اسی کے وسیلے سے

علم، ایمان اور فیض ادب سیر ہوتا ہے۔ آپ کے عرفان زلال و مرغوب پر

میرا باپ قربان ہوا ایسے عرفان پر ہر باپ قربان ہوتا ہے“

کے آخر میں کہا ”قد قامت الصلوٰۃ ، قد قامت الصلوٰۃ“ اس دوران آسمان سے ایک نور اترتا، جس کے سبب پیغمبروں کی قبریں کھلیں، انہوں نے اطراف و اکناف سے جبرئیل کی آواز پر لبیک کہا، پس چار ہزار چار سو چودہ (۴۴۱۴) انبیاء آئے، انہوں نے صفیں بتائیں، مجھے اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ حضرت جبرئیل ہم سے مقدم ہیں، جب صفیں منظم ہو گئیں تو جبرئیل علیہ السلام نے میرا بازو پکڑا اور فرمایا:

”اے محمد! اگے کھڑے ہو جائیں اور اپنے بھائیوں کے ساتھ مل کر نماز پڑھیں (یعنی پیغمبروں کو نماز باجماعت پڑھائیں) کیونکہ خاتم مختوم پر فضیلت رکھتا ہے“

رسول خدا نے نماز پڑھی۔ آپ کے دائیں طرف حضرت ابراہیمؑ ہیں جنہوں نے دو سبز رنگ کے کپڑے زیب تن کیے ہوئے ہیں، جبکہ ان کے بائیں، دائیں اور دو فرشتے دائیں طرف اور دو فرشتے بائیں طرف کھڑے ہیں، جنہوں نے سفید لباس زیب تن کیا ہوا ہے، اور چار فرشتے ان کے دائیں بائیں کھڑے ہیں۔

جب نماز ختم ہوئی تو پیغمبر اسلام اپنی جگہ سے اٹھے اور حضرت ابراہیمؑ کی طرف بڑھے، جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پاک پیغمبر کی طرف بڑھے۔ دونوں نے مصافحہ کیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آنحضرت کا دست مبارک اپنے دونوں ہاتھوں میں پکڑا اور کہا:

”شائستہ پیغمبر پر آفرین، جو شائستہ فرد کا فرزند ہے اور جسے بہترین زمانے میں بھیجا گیا ہے“

اس کے بعد امیر خبیر گیر حضرت علی علیہ السلام کی طرف بڑھے، ان سے معافیہ کیا اور آپ کے دائیں ہاتھ کو اپنے دونوں ہاتھوں میں پکڑا اور کہا:

”اے بہترین شخص کے فرزند، بہترین پیغمبر کے جانشین، اے ابا الحسن!

آپ پر آفرین“

رسول خدا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف توجہ ہوئے اور فرمایا:

”آپ نے انہیں ابوالحسن کہہ کر مخاطب کیا ہے حالانکہ ان کی کوئی اولاد نہیں ہے؟“

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا:

وجدت فری صحفی، و علم غیب ربی باسمہ علی و کنیئہ،
بابی الحسن و الحسین، و وصی خاتم انبیاء ربی۔
”میں نے اپنے صحیفہ میں یوں پڑھا ہے کہ میرے پروردگار کے علم غیب میں ان کا اسم علی اور کنیت ابا الحسن و الحسین ہے اور وہ میرے پروردگار کے آخری نبی کے جانشین ہیں“

(سعد السعد صفحہ ۱۰۰، بحار جلد ۱۸ صفحہ ۳۱۷، مستدرک الوسائل جلد ۴ صفحہ ۴۳)

مولف کتاب میں کہتے ہیں: سید بن طاووس فرماتے ہیں: شاید معراج کی یہ سیر اس معراج کے علاوہ ہو جو مشہور و معروف ہے، کیونکہ آنحضرت کی معراج کے بارے میں روایات مختلف ہیں۔ اس روایت سے استفادہ ہوتا ہے کہ نماز کے بعد مصافحہ کرنا ایک مستحب کام ہے جو سنت حضرت ابراہیم علیہ السلام ہے۔

رسول ثقلین ایسے مقام پر جہاں جبرئیل نہ جاسکے

(۶۸-۵۱) شیخ صدوق علیہ الرحمہ کتاب ”توحید“ میں تحریر کرتے ہیں۔ بڑھلی

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا:

لَمَّا أُسْرِيَ بِي إِلَى السَّمَاءِ بَلَغَ بِي جِبْرَائِيلُ مَكَانًا لَمْ يَطَّأَهُ
جِبْرَائِيلُ قَطُّ فَكَشَفَ لِي فَأَرَانِي اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْ نُورِ عِظْمَتِهِ
مَا أَحَبُّ-

”جس وقت معراج کے لیے مجھے آسمان کی سیر کرائی گئی تو جبرئیل علیہ

جعفر بن خطیب ثنی کہتے ہیں: ”میں نے بھی یہی عہد کیا ہوا ہے“ پھر میں نے ان دونوں سے کہا: ”امام صادق علیہ السلام سے پوچھیں، کیا ہمارے لیے جائز ہے کہ اوپر سے جا کر قبر کی زیارت سے مشرف ہوں؟“ جب اگلا دن ہوا، ان سے ملاقات ہوئی، ہم باہم مل بیٹھے۔ اسماعیل نے کہا کہ جو کچھ آپ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھنے کو کہا تھا وہ ہم نے پوچھا ہے حضرت نے فرمایا ہے۔

ما احب لاحد منهم ان يعلو فوقه ولا آمنه ان يبرى شيئا يذهب منه بصره، او ميرا ه قائماً يصلى، او ميرا مع بعض ازواجہ۔

”میں اس بات کو پسند نہیں کرتا ہوں کہ کوئی شخص قبر پیغمبر کے اوپر جائے، اور اس چیز کی ضمانت نہیں دیتا ہوں کہ کوئی وہاں پر کچھ دیکھے اور اس کی بیعتی سالم رہے، یا آنحضرت کو نماز کی حالت میں دیکھے یا انہیں اپنی ازدواج کے ساتھ دیکھے۔ (الکافی جلد ۲ صفحہ ۳۵۲، بحار الانوار جلد ۲۲ صفحہ ۵۵۲)

قبر پیغمبر سے خوشبو

(۵۳-۷۷۱) کتاب ”امالی“ شیخ ابی علی بن شیخ طوسی میں مذکور ہے کہ ابی الجارود کہتے ہیں:

”پہلی مرتبہ جب پیغمبر اسلام کی قبر مطہر سر اور پاؤں کی طرف سے کھودی گئی تو اس سے مشک کی خوشبو نکلی، اس میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں ہے“

(امالی شیخ طوسی صفحہ ۳۲۳، طبع قدیم، بحار جلد ۲۲ صفحہ ۵۵۳)

معاویہ نے رسول خدا کا منبر اکھاڑنے کا حکم دیا

(۵۵-۷۷۲) کتاب کافی میں رقم طراز ہیں: معاویہ بن وہب کہتے ہیں:

میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

السلام مجھے ایک ایسے مقام تک لے گئے، جہاں پر اس نے آج تک قدم نہیں رکھا تھا۔ اس مقام پر میرے لیے پردہ اٹھایا گیا، پس اللہ تعالیٰ نے جس مقدار میں چاہا، مجھے اپنے نور کی عظمت کا مشاہدہ کروایا“

(التوحید صفحہ ۱۰۸، بحار جلد ۲ صفحہ ۳۸، الکافی جلد ۱ صفحہ ۹۸)

ہر شب جمعہ اولیاء کے لیے سرور

(۵۲-۷۶۹) کتاب ”بصائر الدرجات“ میں رقم طراز ہیں کہ یونس بن الوفضل

کہتے ہیں: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مامن لیلۃ جمعۃ الآ و لا ولیاء اللہ فیہا سرور۔

”کوئی بھی شب جمعہ ایسی نہیں ہے جس میں اولیاء کے لیے سرور نہ ہو۔“

میں نے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں کس طرح؟

آپ نے فرمایا: ”شب جمعہ رسول خدا اور آئمہ معصومین علیہم السلام عرش الہی پر حاضر ہوتے ہیں، میں بھی عرش الہی پر جاتا ہوں، میں وہاں سے مفید علم و دانش لیے بغیر نہیں لوٹتا ہوں، اگر ایسا نہ ہوتا تو جو کچھ میرے پاس ہے ختم ہو جاتا۔“ (بصائر الدرجات، صفحہ ۱۳۱، بحار الانوار جلد ۲۲، صفحہ ۵۵۲)

حضرت امام جعفر صادق سے قبر زیارت کے بارے میں سوال

(۵۳-۷۷۰) کتاب وانی میں لکھتے ہیں کہ جعفر بن ثنی خطیب کہتے ہیں:

جس وقت میں مدینہ میں تھا ان دونوں مرتد مطہر پیغمبر کے سر کی طرف سے مسجد

کی چھت خراب ہو گئی تھی، کاریگر حضرات مسلسل اوپر نیچے آ جا رہے تھے، میں نے اپنے رفقاء سے کہا کہ آپ میں سے کس نے عہد کیا ہوا ہے کہ وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ

السلام کی خدمت اقدس میں شرفیاب ہوگا؟

مہران بن ابی نصر اور عمار صیرنی کہتے ہیں ”ہم نے عہد کیا ہوا ہے“

استاد شاعر محمود بستانی نے بھی مذکورہ اشعار کو بڑے خوبصورت انداز میں نظم چیش کی ہے:

مَوْلَايَ لِنَعِي عِرْفَانِكَ الْعَذْبُ
صَادَ كَجَذْبِ الثُّرَى يَهْفُو إِلَى السُّحْبِ
يَنْبُوعُ فَضْلِكَ أَنْ يَزُورِي الظَّمَاءَ فَأَنَا
ظَامٌ وَمَالِي سِوَاكَ الْيَوْمَ مِنْ أَرْبِ
يَا أَحْمَدَ الْخَلْقِ سَلَسَلْ لِي عَصَارَتَهُ
هَبْ لِي وَلَوْ قَطْرَةً مِمَّا تَجُودُ بِهِ
فَعَلْ أَطْفَى بِهَا قَلْبِي مِنَ اللَّهَبِ
رَوَّافِدُ الْخَيْرِ مِنْ سُلْسَالِكَ الدَّمْحِيِّ
فَمِنَّهُ يَسْتَنْبِطُ الْعِرْفَانَ حَيْثُ بِهِ
مِنَ الْمَعَارِفِ مَا يَزُورِي التَّعَطُّشِ بِي
قُلْ لِلْعَطَاشِيِّ رَوَّابِنَهُ فَإِنَّ بِهِ
فَيْضٌ مِنَ الْعِلْمِ وَالْإِيمَانِ وَالْآدَبِ
قَدِيتَ عِرْفَانَكَ الْعَذْبَ أَشْهَى أَبَا
وَعِرَّةً اتَّبَنَاهَا مَدَى الْحَقْبِ
إِنْ افْتَدَبَهُ وَاسْتَجَلَى أَبَاهُ فَقَدْ
فَدَاهُ فِي مَوَاقِفِ الْعِرْفَانِ كُلِّ أَبِي

”میرے مولا! میں آپ کے عرفانِ زلال کا تشنہ ہوں۔ میں شکار کی تلاش میں ایسے ہوں جیسے خشک اور پیاسی زمین ابر باران کی آرزو کرتی ہے۔ اگر آپ کے علم و دانش کا چشمہ تشنہ لب کو سیراب کرتا ہے تو میں پیاسا ہوں اور آپ کے علاوہ مجھے کسی کی ضرورت بھی نہیں ہے۔

اس میں سے ایک قطرہ سخاوت، مندانہ طور پر مجھے عطا فرما، یہ آپ کی

طرف سے بہترین عطا اور سونے کا ہار ہے۔

اے احمد! اے لوگوں کے تعریف شدہ، اس کا نچوڑ میرے کاسہ گدائی میں ڈال دے، شاید اس کے وسیلہ سے میں اپنے دل سے اٹھنے والا شعلہ ٹھنڈا کر سکوں۔

ہاں اس سے عرفان و شناخت کا استنباط ہوتا ہے وہ معارف جہاں کہیں بھی ہوں میری تشنگی کو سیراب کرتے ہیں۔

تشنگی کے ماروں سے کہو کہ وہ چشمہ سے سیراب ہوں، کیونکہ اس سے علم، ایمان اور ادب پھوٹتا ہے۔

میرا باپ آپ کے اس عرفان پر قربان ہو، یہ ایک لمبی مدت کے لیے عزت و تکریم ہے۔

اگر میں اس پر قربان ہو جاؤں اور میرا باپ جلوہ گر ہو تو سچی بات یہ ہے کہ عرفان کے اس مقام پر میرا باپ قربان ہو“



ہی چہارہ معصومین کے مناقب و فضائل منظم و مرتب کیے ہیں۔ اگرچہ قلم میں اتنی سکت نہیں ہے کہ ان کے مناقب و فضائل کا احاطہ کر سکے۔

بہر حال اللہ تعالیٰ کی مدد اور ہمارے آقا و مولا امام المنظر عجل اللہ فرجہ الشریف (ن پر اور ان کے آباؤ اجداد پر لاکھوں درود ہوں) ان کے طفیل کتاب ”القطرہ“ کی دوسری جلد شروع کر دی ہے۔

مقدمہ مولف

ای دل! فضائل اسد اللہ طاعت است

مدح علی وآل شیدان عبادتست

بودن بہ ذکر حیدر کرار، یک نفس

حقا کہ در مقابل صد سال طاعت است

”اے دل! اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب کے فضائل بیان کرنا خدا کی اطاعت ہے۔ علی اور آل علی علیہم السلام کی مدح و فضیلت سننا عین عبادت ہے۔

حیدر کرار کے ذکر میں ایک سانس کے برابر وقت گزارنا سو سال کی اطاعت و فرمانبرداری کے مساوی ہے“

اول سے لے کر آج تک اور آج سے لے کر تا قیام قیامت آپ کے دشمنوں پر معرفت اہل بیت کی دعوت کا فائدہ

لعنت ہو۔

حسن بن زکریا فارسی کہتا ہے کہ میں نے امیر المؤمنین علی علیہ السلام سے سنا

اہل علم و دانش کے ادنیٰ سے خدمت گار احمد بن رضی الدین مستوی (جس نے امام

المستقین امیر المؤمنین علیہ السلام کے حرم میں پناہ حاصل کی) فرماتے ہیں: کتاب ”القطرہ“ کی پہلی جلد مکمل کرنے کے بعد اہل بیت علیہم السلام کے مناقب و فضائل کے بارے میں بہت سی انتہائی خوبصورت روایات میری نظر سے گذریں تو بعض اہل علم اور فقہا حضرات نے خواہش ظاہر کی کہ ان روایات کو کتابی صورت میں مرتب کر کے کتاب القطرہ کی دوسری جلد قرار دوں۔

میں نے ان کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے پہلی جلد کی طرح دوسری جلد میں

ما مِنْ عَبْدٍ يُرِيدُ عَبْدًا وَيَدُلُّ عَلَى مَعْرِفَةِ أَهْلِ بَيْتِي إِلَّا بَعَثَ اللَّهُ إِلَيْهِ مَلَكًا يَوْمَ خُرُوجِهِ مِنَ الْقَبْرِ يَحْمِلُهُ عَلَى جَنَاحِهِ حَتَّى يَبْقَعَ فِي الْمَوْقِفِ ثُمَّ يُنَادِي مُنَادٍ مَنْ كَانَ يَعْرِفَ هَذَا فَلْيَأْتِهِ۔ قَالَ فَيَجْتَمِعُ إِلَيْهِ مَعَارِفُهُ، ثُمَّ يَقُولُ عَزَّ وَجَلَّ: أَكْسُوا كُلَّ وَاجِدٍ

سنہ ۳۱ ہجری کا واقعہ ہے کہ معاویہ عازم حج ہوا، اس نے ایک ترکھان کو آلات و وسائل دے، کہ مدینہ بھیجا اور حاکم مدینہ کو حکم دیا کہ منبر رسول خدا کو اکھاڑ دیا جائے اور اس جیسا منبر شام میں بنایا جائے۔

جس وقت ان لوگوں نے وہاں سے منبر کو اکھاڑنا چاہا تو سورج گرہن لگ گیا اور زمین تھر تھرانے لگی، یہ ماجرا دیکھ کر وہ رک گئے اور واقعہ معاویہ کو لکھ کر بھیجا۔

معاویہ نے جواب میں لکھا کہ میں نے کام کرنے کا صمم ارادہ کیا ہوا ہے لہذا اس کو ہر حال میں انجام دینا ہوگا، ان لوگوں نے وہ کام دیا۔ پس رسول خدا کا منبر اسی مقام پر ہے، جہاں آپ نے دیکھا ہے۔

محبت اہل بیت کو رسول خدا کی بشارت

(۵۶-۷۷۳) تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں مرقوم ہے: رسول خدا کا

غلام ثوبان ایک دن عرض کرتا ہے:

”میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اے رسول خدا! قیامت کب برپا ہوگی؟“

رسول خدا نے فرمایا: ”تم نے قیامت کے لیے کون سی چیز آمادہ کی ہے کہ اس کے بارے میں پوچھ رہے ہو؟“

اس نے کہا: ”یا رسول اللہ! میں نے قیامت کے لیے کوئی زیادہ اعمال تو انجام نہیں دیئے ہیں، صرف اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں“

رسول خدا نے فرمایا: ”تم پیغمبر خدا سے کس قدر محبت کرتے ہو؟“

اس نے کہا: ”مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو پیغمبر بنا کر بھیجا، میرے دل میں آپ کی محبت اس قدر ہے کہ اگر مجھے تلوار سے نکلے نکلے کر دیں، آری سے چیر پھاڑ دیں، قینچی سے ریزہ ریزہ کر دیں، مجھے

آگ میں جلا دیں اور چکی میں ڈال کر پیس دیں، یہ میرے لیے کہیں بہتر ہے کہ میرے دل میں آپ یا آپ کے اہل بیت اور اصحاب کے بارے میں بغض و دشمنی ہو۔

آپ کے بعد میرے نزدیک محبوب ترین وہ شخص ہے جس سے آپ سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں اور دشمن ترین شخص وہ ہے جو آپ کو دوست نہ رکھتا ہو یا آپ کے اہل بیت اور اصحاب میں سے کسی کے ساتھ دشمنی رکھتا ہو۔

یا رسول اللہ! آپ اور آپ کے دوستوں کے ساتھ میری اس قدر محبت اور دشمنوں کے ساتھ اس قدر دشمنی ہے (جو بیان کر چکا ہوں) اگر اس مقدار میں میری محبت اور علاقہ مندی قبول کی جائے، تو خوش نصیب اور سعادت مند ہوں، اگر اس کے کسی اور عمل کا مجھ سے مطالبہ کیا جائے تو میرے دامن میں کچھ بھی نہیں ہے کہ جس پر اعتماد کر سکوں، میں آپ کے اہل بیت اور اصحاب سے محبت کرتا ہوں، اگرچہ ان کی طرح کے اعمال بجالانے کی طاقت و توانائی نہیں رکھتا ہوں“

رسول خدا نے فرمایا:

أبشروا فانّ المرء یوم القیامة مع من احبہ۔

”میں تمہیں بشارت دیتا ہوں، کیونکہ روز قیامت ہر کوئی اسی کے ساتھ محشور ہوگا جسے دوست رکھتا ہوگا“

”اے ثوبان! اگر تمہارے گناہ اس قدر زیادہ ہوں کہ زمین اور عرش الہی کے درمیان ڈھیر لگ جائے، یہ اس محبت اور دوستی کی وجہ سے اس قدر جلدی مٹ جائیں گے، جس طرح پتھر پر سورج پڑنے سے سایہ صاف ہو جاتا ہے اور جس طرح پتھر سے غروب آفتاب کے وقت اس کا نور غائب ہو جاتا ہے“ (تفسیر امام حسن عسکری صفحہ ۳۷۰، بحار الانوار جلد ۲۷ صفحہ ۱۰۰)

صرف خدا کی ذات تھی اور اس کے علاوہ کچھ بھی نہ تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے ماکان اور نور الانوار کو پیدا کیا، تمام انوار نے اس سے نور حاصل کیا، اور اپنے نور (جس سے تمام انوار نے نور حاصل کیا) کو ان انوار میں جاری کیا۔

وهو النور الذي خلق منه محمدًا وعليًا عليهما السلام فلم يزالا نورين الاولين ، اذلاشع كَوْن قبلها فلم يزالا يجريان طاهرين مطهرين في الا صلاب اطاهر حتى اذا افترقا في اطهر طاهرين ، في عبد الله و ابى عبد الله۔

”یہ وہی نور ہے جس سے محمد و علی علیہما السلام کو خلق فرمایا پس محمد و علی علیہما السلام ایسے دونوں ہیں جو سب سے پہلے تھے کیونکہ ان سے قبل کوئی بھی چیز موجود نہ تھی۔

یہ دونوں بزرگ ہستیوں کا نور باہم پاک و پاکیزہ صلہوں میں رہا ہے پھر یہ دونوں نور دو پاکیزہ ترین صلہوں یعنی عبد اللہ اور ابوطالبؑ میں آ کر جلا ہوئے“

مولف کہتا ہے یہ فرمان کہ اس وقت کوئی چیز پیدا نہیں ہوئی اس سے مراد یہ ہے کہ ممکنات میں سے کوئی چیز خلق نہیں ہوئی تھی۔ گویا کان، قیل و قال کی مانند مصدر بمعنی کائن یعنی فاعل استعمال ہوا ہے۔ شاید نور الانوار سے مراد محمد مصطفیٰؐ کا نور ہو، کیونکہ وہی ذات ہے جس نے ارواح خلایق کو علوم، کمالات، ہدایات اور معارف سے روشناس کروایا، بلکہ انہی کی ذات موجودات کی تخلیق کے لیے علت نمائی ہے۔

یہ جو کہا کہ اپنا نور نور الانوار میں جاری کیا، اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ سبحانہ کی ذات مقدس نے اپنا نور ان پر جاری کیا۔ پس سب سے پہلے نور الانوار کو خلق کیا اور اس کو اپنے نور سے نورانی کیا۔ یہ جو کہا کہ ان سے قبل کوئی چیز موجود نہیں تھی، اس سے مراد یہ ہے کہ جو چیزیں ان کے نور سے پیدا کی گئی ہیں ان سے قبل یہ چیزیں نہیں تھیں

ارواح موجودات روح محمدؐ کے طفیل ہیں

(۷۸۵-۶۷) روایت میں مذکور ہے۔

لَمَّا خَلَقَ اللَّهُ مُحَمَّدًا سَرَجًا مَنِيرًا اشْرَقَ نوره حتى ملأ العمق الاكبر یعنی بہ عالم الامکان۔

”جب اللہ تعالیٰ نے محمدؐ کے نور کو روشن چراغ کی مانند خلق کیا تو اس نور کی چمک نے پورے عالم امکان کو اپنی لپیٹ میں لے لیا“

اسی مطلب کو اشعار میں یوں بیان کیا گیا ہے

وقد كان مجلى الذات نور محمد
عليه سلام الله في كل لحظة
وقد فتق الله المهيمن نوره
ليظهر كل اسم و كل حقيقة
وجلى صفات الله روح محمد
وكان به ارواح كل البرية

”در حقیقت نور محمدؐ کو اس ذات نے جلوہ عطا کیا ہے، ہر لحظہ ان پر خدا کا سلام ہو۔ سچ بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جو شاہد و گمبہان ہے اس نے ان کے نور کو پھیلا یا تا کہ ہر نشانی اور ہر حقیقت کو اس کے ذریعے ظاہر کرے۔

حضرت محمدؐ کی روح نے صفات خدا کو جلوہ عطا کیا، تمام موجودات کی ارواح انہیں کے روح کے صدقے میں ہیں“

آیہ ادخلوا الباب سجداً کی تفسیر حسن عسکریؒ سے

(۷۸۶-۶۹) آیہ کریمہ:

وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هَذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا
وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا احْطَاطَةً نَغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ وَ

سَنَزِيذًا لِّلْمُحْسِنِينَ - (سورہ بقرہ آیہ ۵۸)

”اور اس وقت کو یاد کرو جب ہم نے کہا کہ اس قریہ میں داخل ہو جاؤ اور جہاں چاہو اطمینان سے کھاؤ اور دروازے سے سجدہ کرتے ہوئے اور حطہ کہتے ہوئے داخل ہو جاؤ کہ ہم تمہاری خطائیں معاف کر دیں گے اور ہم نیک عمل کرنے والوں کی جزا میں اضافہ کر دیتے ہیں“

کے ضمن میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے بنی اسرائیل اس وقت کو یاد کرو جب ہم نے تمہارے آباؤ اجداد سے کہا کہ شام کے قریہ اریحا میں داخل ہو جاؤ یہ اس وقت کی بات ہے جب وہ تہ نامی صحرا سے نکلنا چاہتے تھے ”فَكُلُوا مِنْهَا“ اس قریہ نعمتوں سے استفادہ کرو اور جو چاہو کھاؤ ”حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا“ جہاں سے چاہو بغیر کسی زحمت کے کھاؤ ”وَادْخُلُوا الْبَابَ سَجْدًا“ خصوص و خشوع کرتے ہوئے قریہ میں داخل ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے اس قریہ کے دروازے پر محمد و علی علیہما السلام کی تمثال مبارک نصب کی ہوئی تھیں اور ان لوگوں کو حکم دیا کہ ان تمثال کے احترام میں خدا کو سجدہ کرو اور اپنی بیعت کی تجدید کریں، ان دونوں ہستیوں کو ہمیشہ یاد کریں اور انہیں ان کا وہ عہد و پیمان یاد دلائیں جو ان دو بزرگ ہستیوں کے لیے لیا گیا تھا و قولوا حطّٰة“

یعنی کہو:

اِنَّ سَجُودَنَا لِلّٰهِ تَعَالٰی تَعْظِيْمًا لِّمَتَالِ مُحَمَّدٍ وَّ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَاِعْتِقَادًا لِّوَلَايَتِهَا لَذُنُوبِنَا وَّمَحْوَلِيسِيَسَاتِنَا -

”بے شک ہمارا خدا کی بارگاہ میں سجدہ کرنا محمد و علی علیہما السلام کی تعظیم

میں ہے اور ان کی ولایت پر ہمارا اعتماد ہے کیونکہ یہ چیزیں ہمارے گناہوں کی بخشش کا سبب ہیں“

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”نَفِّرْ لَكُمْ عَطَايَاكُمْ“ یہ کام کرنے سے ہم تمہارے تمام گزشتہ گناہ معاف کر دیں گے اور ان کے آثار تک ختم کریں گے ”وَسَنَزِيذًا لِّلْمُحْسِنِينَ“ نیک لوگوں کو اس کا اجر بہت عطا کریں گے“

کتاب خدا محمد و آل کی میراث

(۷۰-۷۸) کتاب ”تفسیر فرات“ میں تحریر کرتے ہیں کہ احمد بن عتاب کہتے

ہیں: حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اپنے پدر بزرگوار سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

مَا بَعَثَ اللَّهُ نَبِيًّا إِلَّا أَعْطَاهُ مِنْ الْعِلْمِ بَعْضَهُ، مَا خَلَا النَّبِيَّ فَإِنَّهُ أَعْطَاهُ مِنَ الْعِلْمِ كُلَّهُ۔

”اللہ تعالیٰ نے کسی بھی نبی کو خلق نہیں فرمایا مگر یہ کہ اسے علم کا کچھ حصہ عطا فرمایا، سوائے نبی اکرم کے کیونکہ انہیں پورے کا پورا علم عطا کیا ہے“

نبی اکرم کے بارے میں فرمایا ”قَبِيْا نَأْكُلُ شَيْءًا“ (سورہ نحل آیہ ۹۸)

ایک اور مقام پر فرمایا:

وَكُنْتُمْ لَكَ فِي الْأَلْوَابِحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ - (سورہ اعراف آیہ ۱۳۵)

”ہم نے الوابح میں سب کچھ ان کے لیے لکھ دیا ہے“

آصف بن برخیا کے بارے میں فرمایا:

الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الْكِتَابِ - (سورہ نحل آیہ ۱۳۰)

”وہ جس کے پاس کتاب کا کچھ علم ہے“ یہ نہیں فرمایا کہ جس کے پاس پوری

کتاب کا علم ہے، بلکہ یہ فرمایا جس کے پاس کتاب کا کچھ علم ہے لیکن پیغمبر اسلام حضرت محمد

کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے:

ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا - (سورہ فاطر آیہ ۳۲)

”پھر ہم نے یہ کتاب اپنے برگزیدہ بندوں کو بطور میراث عطا کی“

آپ نے فرمایا:

”اس سے مراد تمام کتاب کا علم ہے۔ اس آیہ کریمہ میں جو برگزیدہ خاندان کا ذکر ہوا ہے وہ ہم ہیں“

پیغمبر خدا کی بارگاہ رب العزت میں یہ دعا کرنا کہ ”رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا“
”پروردگار میرے علم میں اضافہ فرما“ (سورہ طہ آیہ ۱۱۳)

اس سے مراد ”فہی الزيادة التي عندنا من العلم الذي لم يكن عند احد من الانبياء والاروصياء ولا ذرية الانبياء غيرنا، فهذا العلم علمنا المنابيا والبلايا وفصل الخطاب“ ہے۔

(تفسیر فرات صفحہ ۱۳۵، بحار الانوار ۲۶ صفحہ ۶۳، تفسیر برہان جلد ۲ صفحہ ۳۶)

”پس یہ وہی اضافہ ہے جو ہمارے پاس ہے، یہ ایسا علم ہے جو ہمارے علاوہ دوسرے انبیاء و اوصیاء اور ان کی ذریت میں سے کسی کے پاس نہیں ہے۔ پس موت، بلاؤں اور فصل الخطاب یعنی حق و باطل کے درمیان فیصلہ کرنے کا علم ہمارے پاس ہے“

رسول خدا کی رحلت پر اللہ کی طرف سے پیغام تعزیت

(۷۱-۷۸۸) کتاب شریف کافی میں لکھتے ہیں: ایک شخص حضرت امام محمد باقر

علیہ السلام سے نقل کرتا ہے کہ آپ نے فرمایا:

جب رسول خدا نے رحلت فرمائی تو وہ رات اہل بیت السلام پر انتہائی سخت گذری

غم و اندوہ کی وجہ سے انہیں نہ تو آسمان کی خبر تھی جو ان کے سروں پر سائبان تھا اور نہ ہی

زمین کا کوئی پتہ تھا، جو انہیں اپنے کاندھوں پر اٹھائے ہوئی تھی۔ کیونکہ رسول خدا نے انہوں اور بیگانوں سب کو خدا کی طرف ہدایت فرمائی۔

اس دوران ایک ایسا شخص ان کے پاس آیا، جس کی آواز تو سنائی دے رہی تھی، لیکن وہ نظر نہیں آ رہا تھا، اس نے کہا:

”خاندان رسول خدا پر اللہ کے درود و سلام اور رحمت و برکات ہوں، خدا دند متعال کے ہوتے ہوئے ہر مصیبت کو تحمل کیا جاسکتا ہے اور ہم قسم کے فقدان کا جبران ہو سکتا ہے“

اس کے بعد درج ذیل آیت تلاوت فرمائی:

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا
إِلَّا مَتَاعُ الْفُرُورِ - (سورہ آل عمران آیہ ۱۷۵)

”ہر جان کو موت کا ذائقہ چھلکانا ہے اور قیامت کے دن تم کو تمہارے اجر پورے پورے دیئے جائیں گے پس جو شخص آتش جہنم سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا، وہ یقیناً کامیاب ہو گیا اور یہ زندگانی دنیا صرف دھوکے کی جگہ ہے“

”بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کو منتخب کر لیا، آپ کو بزرگی عطا فرمائی، پاک و پاکیزہ کیا، اپنے پیغمبر کے خاندان سے قرار دیا، اپنا علم آپ کے حوالے کیا اپنی کتاب آپ کے لیے میراث قرار دی، آپ کو اپنے علم کا خزانہ اور اپنی عزت کا روشن مینارہ قرار دیا، نیز آپ کو اپنے نور سے تشبیہ دی ہے۔ آپ کو لغزش سے محفوظ اور فتنہ و فساد سے مامون رکھا، پس اللہ تعالیٰ آپ کی دل داری کرتا ہے، لہذا مطمئن رہیں، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر اپنی رحمت کی بارش بند نہیں کی اور نہ ہی اپنی نعمتوں کا نزول روکا ہے۔“

فاتم اهل الله عزوجل الذين بهم تمت النعمة واجتمعت
الفرقة، واتلعت الكلمة، و انتم اولياؤه، فمن تولاكم فاز،
ومن ظلم حقتكم زاهق، مودة تكمن من الله واجبة في كتاب
على عبادة المؤمنين -

”پس آپ اہل خدا ہیں، پس آپ اولیاء خدا ہی ہیں جس کی وجہ سے
نعمتیں تمام ہوئیں، باہمی یگانگت وجود میں آئی اور اختلافات ختم ہوئے،
جو کوئی آپ سے محبت کرتا ہے وہ کامیاب ہے اور جس نے آپ پر ظلم و
ستم کیا وہ برباد و ہلاک ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے
مومن بندوں پر آپ کی محبت فرض قرار دی ہے۔“

علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ جب بھی آپ کی مدد کرنا چاہے وہ اس پر قادر ہے
پس آپ ہر کام پر صبر و ٹھیکیدانی سے کام لو، کیونکہ ہر کام کا انجام اور اس کی
انہا خدا کی طرف سے ہے۔

فاتم الامانة المستودعة، ولكم المودة الواجبة، والطاعة
المفروضة، وقد قبض رسول الله و قد اكمل يكم الدين،
ويتبين لكم سبيل المخرج، فلم يترك لجاهل حجة، فمن جهل
او تجاهل اور انكروا نسي او تناسى فعلى الله حسابہ،
والله من وراء حوائجكم، واستودعكم الله والسلام
عليكم۔

”پس آپ ایسی امانت ہیں جو سپرد کی گی، آپ سے دوستی رکھنا لوگوں پر
واجب ہے اور آپ کی اطاعت کرنا ان پر فرض ہے۔ رسول خدا دنیا سے
تشریف لے جا چکے ہیں درحالانکہ دین مکمل کر چکے، نجات کا راستہ
تمہارے لیے آشکار کر چکے اور کسی بھی نادان کے لیے کوئی بہانہ باقی نہیں

چھوڑا۔ اس کے باوجود اگر کوئی جاہل رہے تو وہ اپنے آپ کو ملامت
کرے، یا اگر فراموش کر دیتا یا انکار کرتا ہے یا بھولے پن کا اظہار کرتا ہے
تو اس کا حساب کتاب خدا کے حوالے ہے، اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ کی
ضرورتوں کا خیال رکھتا ہے، آپ سب کو خدا کے سپرد کرتا ہوں، آپ پر
دروود و سلام ہو۔

راوی کہتا ہے: میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا:
”یہ تسلیت و دل داری کس کی طرف سے کی گئی تھی؟“

امام علیہ السلام نے فرمایا:

”خدا کی طرف سے“ (اکافی جلد ۱ صفحہ ۳۳۵، بحار الانوار جلد ۲۳ صفحہ ۵۳۷)

شان پیغمبر میں قصیدہ

کتاب کے اس حصہ کے آخر میں دو مطالب کو ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ پہلا
مطلب قصیدہ ہمزید ہے، جسے ابو عبد اللہ محمد سعید دلاسی (بوسیری) نے لکھا ہے، البتہ یہ قصیدہ
زیادہ طولانی ہے، ہم نے اس کے آخری کچھ اشعار حذف کر دیئے ہیں۔ یہ قصیدہ پیغمبر اسلام
حضرت محمد کی شان میں لکھا گیا ہے۔

اشعار کا ترجمہ

- ☆ (اے محمد!) تمام پیغمبروں میں سے کوئی بھی پیغمبر آپ کے مقام و منزلت تک
کیسے پہنچ سکتا ہے، اے وہ آسمان جس کی بلندی تک کوئی نہیں پہنچ سکتا؟
- ☆ نہ صرف یہ کہ وہ آپ کے مقام و مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتے، بلکہ آپ کے مقام والا
اور ان کے مرتبہ کے درمیان بہت زیادہ فاصلہ ہے۔
- ☆ دوسرے انبیاء لوگوں کے درمیان آپ کا عکس تھے، بالکل ایسے ہی جیسے یانی
ستاروں کو منعکس کرتا ہے۔

- ☆ (اے رسول خدا!) آپ پر فضیلت و برتری کا چراغ فیروزاں ہے، جتنی بھی روشنیاں موجود ہیں وہ آپ کے انوار درخشاں کا پرتو ہیں۔
- ☆ عالم غیب کے علوم کے مالک آپ ہیں، حالانکہ حضرت آدم علیہ السلام نے فقط آپ کے اسم مبارکہ سے استفادہ کیا ہے۔
- ☆ حقیقت ہستی میں سے صرف آپ کے لیے پاک و پاکیزہ ماؤں اور باپوں کا انتخاب کیا گیا ہے۔
- ☆ پیغمبروں کی پیغمبری کے دوران کوئی ایسا زمانہ نہیں گذرا جس میں انہوں نے اپنی کتب کو آپ کے آنے کی خوش خبری نہ سنائی ہو۔
- ☆ زمانے اور اوقات آپ کے وجود مبارک کی وجہ سے فخر کرتے ہیں، اور آپ کے مقام والا کی وجہ سے تکامل کے مدارج طے کرتے ہیں۔
- ☆ اس جہان ہستی کا آغاز آپ سے ہوا، آپ اپنے بزرگوار اجداد کے ذریعے جہان ہستی پر قدم رجا ہوئے۔
- ☆ آپ کا بلند و بالانسب دیکھ کر یوں گمان ہوتا ہے جیسے ستارے آسمان کے وسط میں ستارہ جوزا کا احاطہ کیے ہوتے ہوں۔ (کہتے ہیں ستارہ جوزا ایسا ستارہ ہے جو آسمان کے وسط میں مستقر ہے) (مترجم)
- ☆ آفرین ہو آپ پر! کہ آپ سروری و افتخار کے ہار میں ایسا گوہر بے بہا ہیں، جس کی کوئی مثال نہیں ملتی
- ☆ آپ کا درخشندہ چہرہ آفتاب عالمتاب کی طرح ایسا چمکا، کہ آپ کی آمد سے تاریک شب روشن ہو گئی۔
- ☆ آپ کی شب میلاد ایسی شب تھی کہ جس کے دن کا آغاز انجائی پر مسرت انداز میں ہوا۔
- ☆ اس رات بشارت دینے والے مسلسل خوش خبری دیتے رہے کہ اے لوگو! محمد دنیا پر تشریف

- ☆ لاپچھے ہیں لہذا ایک دوسرے کو تہنیک و تہنیت کہنا مناسب ہے۔
- ☆ اس رات ایوان کسریٰ کے کنکرے ٹوٹ گئے اگر یہ آپ کی ولادت کا معجزہ نہ ہوتا تو پھر شکوہ تعمیر شدہ کنکرے کبھی نہ ٹوٹتے۔
- ☆ اس رات آتش کدے ٹھنڈے پڑ گئے، ان لوگوں نے آتش کدے خاموش ہونے کی وجہ سے اپنے دن کا آغاز مصائب و مشکلات سے کیا۔
- ☆ جس رات اہل فارس کے چشموں کا پانی اتر گیا، کیا ان کے آتش کدوں کی آگ اسی پانی سے خاموش ہوئی ہے؟
- ☆ یہ ایسا مولود ہے جس کے طلوع ہونے سے کفر کے ماتھے پر زلت و خواری اور بے چارگی و نابودی رقم ہو گئی۔
- ☆ پس حضرت آمنہ علیہا السلام کو وہ فضیلت مبارک ہو جو اس مولود مسعود کی وجہ سے حضرت حوا علیہا السلام پر عزت و شرف کا موجب بنی۔
- ☆ حضرت حوا علیہا السلام نے کون سا فرزند پیدا کیا؟ درحالات کہ حضرت آمنہ علیہا السلام نے احمد (مصطفیٰ) کو اپنے شکم میں اٹھائے رکھا اور انہیں دنیا میں لایا۔
- ☆ ہاں! وہ کتنا اچھا دن تھا جب دختر وہب کو اس تولید سے ایسی عزت و کرامت ملی، جو آج تک کسی خاتون کو نصیب نہیں ہوئی۔
- ☆ انہوں نے اپنی قوم کو ایسا فرزند عطا کیا جو حضرت مریم عذرا علیہا السلام کے فرزند سے بہتر و افضل تھا جو انہوں نے ان سے قبل پیدا کیا تھا۔
- ☆ جب ان کے ہاں یہ مولود پیدا ہوئے تو فرشتوں نے انہیں مبارک باد دی اور ہمیں بھی اس سے سکون ملا۔
- ☆ مولود مبارک نے ولادت کے بعد اپنا سر بلند کیا، یہ خدا کی بزرگی، عظمت اور سر بلندی کی طرف اشارہ تھا۔

- ☆ ان کی آنکھیں آسمان کی طرف تھیں اور اپنے اطراف میں دیکھ رہے تھے، یہ چیز اس کی سر بلندی اور منزلت والا کی طرف اشارہ ہے۔
- ☆ ستاروں کی روشنی نے ان کا استقبال کیا، اس طرح سے نور سے ہر جگہ روشن و منور ہو گئی۔
- ☆ یہاں تک کہ قیصر روم کے محلات نظر آئے، لگے اور جن کے گھر سر زمین بلخا پر تھے انہوں نے بھی نظارہ کیا۔
- ☆ انہیں دودھ پلانے سے ایسے ایسے حیران کن معجزات ظاہر ہوئے، جو کسی سے بھی ڈھکے چھپے نہیں ہیں۔
- ☆ اس وقت دودھ پلانے والی عورتیں یتیم ہونے کی وجہ سے انہیں قبول کرنے پر تیار نہ تھیں، وہ کہتی تھیں اس یتیم سے ہمیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔
- ☆ یہاں تک کہ خاندان سعد کی ایک خاتون آگے بڑھی، در حالانکہ ان کی زبوں حالی اور غربت کا یہ عالم تھا کہ کسی نے بھی اپنا بچہ دودھ پلانے کے لیے انہیں نہیں دیا۔
- ☆ انہوں نے اس مبارک بچہ کو دودھ پلایا، اس کی وجہ سے وہ خود اور ان کے بچے بھی بکر یوں کے دودھ سے سیراب ہوئے۔
- ☆ صبح کے وقت بھوک کی وجہ سے ان کے شکم کمر کے ساتھ لگے ہوئے تھے، لیکن شام کے وقت جیسا کہ انہوں نے اس مولود کو اپنی تحویل میں لیا تو فقر و فاقہ ان کے گھر سے رخصت ہو گیا۔
- ☆ جس وقت سے پیغمبر اکرم نے ان کا دودھ پیا، ان کی زندگی بابرکت اور نعمتوں سے مالا مال ہو گئی۔
- ☆ یہ عظیم نعمت کس قدر اچھی ہے، جس کا اجر و ثواب برابر دیا گیا۔
- ☆ جب اللہ تعالیٰ لوگوں کو کسی نیک اور خوش بخت شخص کی خدمت کا حکم دیتا ہے تو وہ تمام کے تمام خوش حال و خوش بخت ہو جاتے ہیں۔

- ☆ ہاں! یہ ایسا بچ ہے جس سے بہت زیادہ خوشے نکلنے ہیں اور اس کے چہلوں سے ناتوان لوگ شرف و بزرگی کی منزل پالیتے ہیں۔
- ☆ حلیمہ سعدیہ ان کا دودھ چھڑوانے کے بعد انہیں ان کے جد بزرگوار کے پاس لے آئیں اور ان کا دودھ چھڑوانے کے بارے میں کئی حکایات نقل کیں۔
- ☆ کیونکہ اس وقت خدا کے فرشتوں نے اس مولود مبارک کے گرد یوں گھیرا ڈالا ہوا تھا کہ حلیمہ سعدیہ نے یہ خیال کیا کہ وہ اس مولود مبارک کے ساتھ ہیں۔
- ☆ پیغمبر اکرم نے ان کی مسرت و شادمانی کو محسوس کیا، اس خوشی سے ان کے وجود میں حرارت پیدا ہوئی جس وجہ سے ان کا رُجود مبارک گرم ہو گیا۔
- ☆ حلیمہ اس خوبصورت بچے سے بڑی مشکل اور ناراحتی کے ساتھ جدا ہوئیں کیونکہ جب تک یہ مولود مبارک ان کے ساتھ رہا، وہ کبھی مخزون و مغموم نہ ہوئیں۔
- ☆ اللہ تعالیٰ نے جب انہیں پیغمبری پر مبعوث کیا تو ان کی نگہبانی کے کئی شہاب نازل فرمائے، جو ان کا اطراف سے احاطہ کیے ہوئے تھے۔
- ☆ تاکہ وہ جنوں کو استراق سمع اور تجسس سے روکیں اور انہیں اس طرح سے دور کریں جیسے گلہ بان بھیڑیوں کو گلے سے دور بھگا تا ہے۔
- ☆ اس بناء پر آیات اور علامات وحی (جو زوال پذیر نہیں) نے جادو ٹونے کی علامات کو ختم کر دیا۔
- ☆ حضرت خدیجہ علیہا السلام نے ان کا اس حال میں دیدار کیا کہ وہ عفت و حیا اور تقویٰ و پرہیزگاری جیسی صفات حمیدہ سے مزین تھے۔
- ☆ جس وقت وہ حضرت خدیجہ علیہا السلام کو دیکھنے کے لیے گئے تو ابراہان کے اوپر سایہ کیے ہوئے تھے جو انہیں سورج کی حدت سے محفوظ رکھے ہوئے تھے۔
- ☆ وہ احادیث جو رسول خدا کی بعثت کو بیان کرتی ہیں ان کے پورا ہونے کا وقت

کئی چکا ہے۔

- ☆ حضرت خدیجہ علیہا السلام نے انہیں ازدواج کے لیے پیش نہاد کی، کس قدر اچھا ہے کہ نیک لوگ اپنی اس آرزو کو پالیتے ہیں۔
- ☆ حضرت خدیجہ علیہا السلام کے گھر میں تھے کہ جبرئیل آنحضرت کی زیارت کے لیے آیا، درحقیقت ان امور میں خردمندوں کے لیے غور و فکر کی منزل ہے۔
- ☆ حضرت خدیجہ علیہا السلام کے گھر میں تھے کہ جبرئیل آنحضرت کی زیارت کے لیے آیا، درحقیقت ان امور میں خردمندوں کے لیے غور و فکر کی منزل ہے۔
- ☆ رسول خدا پر وحی الہی نازل ہو رہی تھی کہ آپ نے اپنے اوپر چادر اوڑھی ہوئی تھی حضرت خدیجہ نے ان کے چہرہ اقدس سے چادر ہٹائی تاکہ دیکھیں کہ وحی الہی دریافت کر رہے ہیں یا عالم بے ہوشی میں ہیں؟
- ☆ جب انہوں نے آنحضرت کے چہرے سے چادر ہٹانی چاہی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام ان کی آنکھوں سے پنہاں ہو گئے اور آپ نے دوبارہ ان کے چہرہ اقدس پر چادر ڈال دی۔
- ☆ اس بناء پر حضرت خدیجہ علیہا السلام سمجھ گئیں کہ یہ وحی خزانہ اور نایاب چیز ہے جس کی تلاش میں وہ تھیں۔
- ☆ اس کے بعد رسول خدا اٹھ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو خدا کی طرف آنے کی دعوت دی، یہ اس وقت کی بات ہے جب کفار انتہائی مضبوط تھے انہوں نے اس دعوت کو سختی سے رد کر دیا۔
- ☆ وہ لوگ ایسی امت تھے جن کے دلوں میں کفر کی مہر لگی ہوئی تھیں اور گمراہی نے ان کے پورے وجود میں اپنی جڑیں پھیلا رکھی تھیں۔
- ☆ ہم نے اپنی آنکھوں سے ان کے معجزات دیکھے اور راہ حق کے راہی بنے، جب

- ☆ حق آجائے تو ہر قسم کا نزاع و جدال رخت سفر باندھ لیتا ہے۔
- ☆ اے میرے پروردگار! سچ بات تو یہ ہے کہ ہدایت وہی ہے جو تیری طرف سے ہوتی ہے، آپ کی آیات اور نشانیاں ایسا نور ہیں کہ جس کے ذریعے تو جسے چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔
- ☆ کئی دفعہ دیکھا گیا ہے کہ بعض غیر عاقل لوگوں کو ایسی چیز کا الہام ہوتا ہے، جسے صاحب عقل و خرد لوگ سمجھنے سے قاصر ہیں۔
- ☆ جس وقت اصحاب فیل خانہ خدا کو گرانے کے لیے آئے تو ہاتھی آگے بڑھنے سے رک گئے، جبکہ اصحاب فیل نہ سمجھ سکے اور ان کی ہوشیاری و چالاکی نے انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچایا۔
- ☆ بعض اوقات جمادات اور بے جان اشیاء نے بڑی فصیح زبان میں گفتگو کی اور پیغمبر اکرم کی شان میں ایسی سخن گوئی کی کہ نامی گرامی فصحاء اسے بیان کرنے سے عاجز آ گئے تھے۔
- ☆ بربادی ہو ایسی قوم کے لیے کہ جس سر زمین کے ہرن اور سوسار پیغمبر کے ساتھ انس رکھتے ہوں لیکن لوگوں نے ان پر ظلم و ستم کیا۔
- ☆ لوگوں نے ان کا فراق برداشت کر لیا، در حالانکہ درخت کا تہ آنحضرت کی جدائی برداشت نہ کر سکا اور ان لوگوں نے انہیں اپنے آپ سے دور کیا، لیکن غرباء کے دلوں میں ان کی مہر و محبت بیٹھ چکی تھی۔
- ☆ ان لوگوں نے انہیں اپنی سر زمین سے نکال دیا، انہوں نے غار میں پناہ لی اور چاندی کی مانند سفید کپوتر نے ان کی حمایت کی۔
- ☆ عکبوت نے جلال بن کر ان کی حفاظت کی، ایسی حفاظت جس کی کپوتر میں طاقت و قوت نہیں تھی۔

- ☆ پس وہ ان آنکھوں سے اوجھل ہو گئے، درحالیکہ ان کی آنکھوں کے سامنے تھے، یعنی ظاہر و بظاہر ہونے کے باوجود مخفی و پوشیدہ تھے۔
- ☆ اس طرح سے جب حضرت محمد مصطفیٰ مدینہ کے نزدیک پہنچے تو ادھر سے شہر مکہ کے دیدار کا شوق ہوا۔
- ☆ جنوں نے ان کی مدح سرائی میں ایسی آوازیں نکالیں کہ انسان ان کی آوازیں سن کر وجد و سرور میں آگئے۔
- ☆ سراقہ نے آپ کے پاؤں کے نشانات تلاش کر لیے، لیکن بے آب و گیاہ سر زمین نے اسے غرق کر لیا۔
- ☆ اس سر زمین نے جب اسے باہر اگلا تو اس شخص نے آنحضرت کو ایسے پکارا، جیسے کوئی غرق شدہ نجات حاصل کرنے کے لیے کسی کو پکارتا ہے۔
- ☆ اس کے بعد پیغمبر اکرم نے اس سر زمین کو انتہائی سرعت سے طے کیا، ان کے پاس ان آسمانوں کی طرف سیر کرنے کی قوت ہے جو زمین کے اوپر ہیں۔
- ☆ پس اس رات کی تعریف و توصیف بیان کرو جس رات میں منتخب شدہ پیغمبر ابراق پر سوار ہوئے۔
- ☆ اس کے ذریعے وہ بلندیوں پر گئے اور قاب قوسین کی منزل پر پہنچے جو سیادت و بزرگی کی علامت تھی۔
- ☆ یہ ایسے مقامات ہیں جہاں تک آرزو کرنے والے نہیں پہنچ سکتے ایسی آرزو کرنے والے ہمیشہ مایوس و ناامید رہتے ہیں۔
- ☆ جب رسول خدا زمین پر واپس آئے تو شکرانے کے طور پر لوگوں کو وہ نعمتیں عطا فرمائیں جو پروردگار عالم کی طرف سے آپ کو عطا کی گئیں۔
- ☆ آپ نے لوگوں کو یہ معجزہ دیکھا یا اور قاطعیت کے ساتھ بیان فرمایا، پس یقین نہ

- ☆ کرنے والوں کا شک و تردید ایسے آشکار ہو گیا جیسے پانی کے اوپر جھاگ اور میل کچیل ظاہر ہوتی ہے۔
- ☆ انہوں نے لوگوں کو خدا کی طرف دعوت دی، اگرچہ اہل کفر نے ان کی سخت مخالفت کی اور ان کی اہانت کی۔
- ☆ انہوں نے لوگوں کو خدا کی توحید کی طرف راہنمائی فرمائی کہ لوگوں کو خدا تک پہنچانے کا یہی روشن راستہ ہے۔
- ☆ خدا کی طرف سے انہیں جو نرمی اور رحمت عطا کی گئی، اس کی وجہ سے سخت ترین پتھر بھی ان کے سامنے نرم پڑ گئے۔
- ☆ پس اس کے بعد زمین اور نیلگوں آسمان نے ان کی دعوت کی، ان کی مدد کی اور ان کو کامیابی بطور ہدیہ پیش کی۔
- ☆ اسی وسیلہ سے اصیل عربوں نے نادانی و جہالت کے باوجود ان کی اطاعت کی۔
- ☆ محمد مصطفیٰ پر مسلسل آیات الہی نازل ہوتی رہیں، اس طرح سے کہ انہوں نے تمام دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔
- ☆ جس وقت وہ کتاب خدا سے آیات الہی کی تلاوت فرماتے تو فرشتے ان کی حمایت کرتے۔
- ☆ انہیں مسخروں کے شر سے محفوظ رکھتے، بہت سی قومیں تھیں جنہوں نے آپ کا مذاق اڑایا۔
- ☆ پیغمبر خدا نے بارگاہ الہی میں ان پر لعنت بھیجی تاکہ ظالم و ستم گرنا بد ہو جائیں۔
- ☆ وہ پانچ افراد جو آنحضرت کو اذیت کرتے تھے ان میں کچھ مرض کی وجہ سے بیمار پڑ گئے اور کچھ موت کے منہ میں چلے گئے۔
- ☆ پس اسود بن مطلب اسی مصیبت میں مبتلا ہوا کہ اگر وہ تمام مخلوقات پر نازل ہوتی

- ☆ تو انہیں ہلاک و برباد کر دیتی۔
- ☆ اسد بن عبد یغوث پر ایسی مصیبت نازل ہوئی کہ اسے موت کا جام گھونٹ گھونٹ کر کے پلایا گیا۔
- ☆ ولید اسے تیر کا ہدف ٹھہرا کہ اگر وہ بڑے سے بڑے سانپ کو مارا جاتا تو وہ بھی موت کے گھاٹ اتر جاتا۔
- ☆ عاص کی پیشانی پر ایسا کاٹنا پیوست ہوا کہ اس کا حال صرف خداوند قدوس ہی جانتا ہے۔
- ☆ صرت کے سر پر شمشیر کی ایسی کاری ضرب لگی کہ اس کا سر بدن سے جدا ہو گیا۔
- ☆ اس طرح سے زمین ان کے شر سے پاک ہوئی اور ان کے فلعج شدہ ہاتھ ازار و اذیت دینے سے رک گئے۔
- ☆ ایسے پانچ نفر پانچ صحیفوں کے مقابلے میں قربان ہوئے، اگر کریم افراد سے ہو سکے تو ایسا مقابلہ کریں۔
- ☆ ایسے جوان مرد جو نیک کام انجام دینے کے لیے شب و روز اس طرح بیدار ہیں کہ صبح و شام ان کا کام تعریف کریں۔
- ☆ کتنا مہم کام تھا جو زمعہ نے ہشام کے بعد انجام دیا، سچ بات تو یہ ہے کہ وہ ایک بہت زیادہ کام کرنے والا شخص تھا۔
- ☆ اس طرح زہیر، مطعم بن عدی اور ابوالختری کون سا مہم کام انجام دینا چاہتے ہیں۔
- ☆ ہاں! انہوں نے اس صحیفہ کو پارا پارا کر دیا جس میں دشمنوں نے آپس میں گٹھ جوڑ کا پکا وعدہ کیا ہوتا تھا۔
- ☆ پیغمبر خدا نے وحی کے ذریعے اس بات کی اطلاع دی اس طرح سے اور بھی بہت سے ایسے غیبی واقعات پیش آئے جس کے بارے میں آنحضرت نے مطلع کیا۔

- ☆ یہ گمان نہ کرو کہ جب ان لوگوں نے آنحضرت کی شان میں بے ادبی کی تو پیغمبر کی طرف سے بھی ان پر کوئی ستم ہوا ہو۔
- ☆ پیغمبروں کا حسن مسائل سے بھی واسطہ پڑا، چاہے وہ تنگی و سختی ہو یا رفاہ آسائش، سب کے سب قابل ستائش اور پسندیدہ ہیں۔
- ☆ کیونکہ اگر سونے کو آگ سے کوئی نقصان پہنچتا تو اسے ہرگز کوئی بھی آگ میں نہ ڈالتا۔
- ☆ بہت سے ایسے لوگ تھے جو ہمیشہ پیغمبر خدا کو اذیت دینے کے درپے رہے لیکن خداوند متعال مانع ہوا، اس طرح کے بہت سے لوگ تھے جو ایسا کرنا چاہتے تھے اس وقت جب وہ تنہا تھے انہوں نے لوگوں کو حق کی دعوت دی، یہ دعوت دشمنوں کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح چبھتی۔
- ☆ یہاں تک ایک گروہ نے ارادہ کیا کہ آنحضرت کو قتل کر دیا جائے، لیکن ان کی تلوار نے ان کا ساتھ نہ دیا اس طرح سے سکون پلٹ آیا۔
- ☆ جب ابو جہل آنحضرت کو اذیت دینا چاہتا تھا تو اس نے ایک ہولا دیکھا جو اسے نکل جانا چاہتا تھا۔
- ☆ ابو جہل نے خرید و فروش میں ایک شخص کے ساتھ دھوکہ کیا اور اس کا قرض ادا نہیں کر رہا تھا، پیغمبر خدا نے اس سے قرض کا مطالبہ کیا۔
- ☆ جس وقت اس نے دیکھا کہ پیغمبر اس شخص کی خاطر آئے ہیں تو اس نے مجبور ہو کر اس کا قرض ادا کیا۔
- ☆ البتہ ابو جہل نے اس سے قبل پیغمبر اکرم سے کئی ایک معجزات دیکھے تھے، لیکن ایسے شخص سے ایسا کام اس کی خطا شمار نہیں ہوگا۔
- ☆ نبی اکرم کو اذیت کرنے والوں میں سے ایک حملہ المطلب تھا، وہ پتھر اٹھائے ہوئے بھوکے بھڑیے کی طرح پیغمبر کی تلاش میں تھا۔

- ☆ جس روز سورہ ”تبت“ اس کے بارے میں نازل ہوئی تو غصے کی حالت میں پیغمبر کے پاس آیا اور کہا کیا کوئی شخص میری طرح احمد کی توہین کرتا ہے؟
- ☆ وہ جتنا پھرا، پیغمبر کو نہ دیکھ سکا، بینائی سے محروم آنکھیں کس طرح سے سورج کو دیکھ سکتی ہیں؟
- ☆ جب یہودی عورت نے آنحضرت کو گوسفند کے گوشت میں زہر ملا کر مسموم کیا، اس وقت اشیاء کی طرف سے آنحضرت پر کس قدر مصیبت نازل ہوئی؟
- ☆ پس گوشت کا ٹکڑا حکم خدا سے گویا ہوا اور ان کے راز کو فشاء کر دیا۔
- ☆ چونکہ پیغمبر اکرم مطلق عظیم کے مالک تھے، انہوں نے قصاص کا مطالبہ نہ کیا۔
- ☆ جنگ ”ہوازن“ میں انہیں فضیلت عطا کی کیوں کہ اس سے قبل ان کی تربیت انہیں میں ہوئی تھی۔
- ☆ جب اسیروں کو آپ کی خدمت میں لایا گیا تو ان میں ایک آپ کی رضائی بہن تھی کہ کفار نے جس کا مقام و مرتبہ کم کیا اور انہیں اسیر بنا لیا۔
- ☆ جب اسے آنحضرت کی خدمت میں حاضر کیا گیا تو آپ نے اس کے ساتھ اتنا اچھا سلوک کیا کہ لوگ یہ سمجھنے لگے کہ اسے آپ کے لیے بطور ہدیہ لایا گیا ہے۔
- ☆ ہاں! حضرت محمدؐ نے اس کے لیے اپنا پیراہن بچھایا، یہ اس عورت کے بلند مرتبہ ہونے پر دلیل ہے۔
- ☆ جب وہ پراہن پر بیٹھ گئی تو عورتوں کی سردار بن گئی، جبکہ عظیم المرتبہ خواتین اس کے مقابلے میں کنیریں بن گئیں۔
- ☆ ہاں آنحضرتؐ کے اوصاف سن اور ان کے معانی سمجھ کر اپنی روح کو شاد کرو، ان کی حقیقت کا احاطہ کرنا بہت مشکل ہے۔
- ☆ آنحضرت کے صفات جو شعر اور نثر کی صورت میں بیان کیے گئے انہیں سن کر

- ☆ اپنے کانوں میں رس گھولیں۔
- ☆ کیونکہ ہر اچھی صفت کا آغاز انہی سے ہوتا ہے، تمام اچھی صفات ان کا احاطہ کیے ہوئے ہیں، کائنات کا آغاز انہی سے ہوا۔
- ☆ وہ ایسی بزرگوار ہستی ہیں جن کی مسکراہٹ تبسم ہے، راستہ چلنا باوقار طریقے سے ہے اور ان کی نیند بہت کم ہے۔
- ☆ ان اخلاق حسنہ نسیم سحر کی طرح ہے اور ان کی زندگی پر شرب باغ کی مانند ہے۔
- ☆ ان کا پورا وجود مہر و محبت، خرم و عزم، حدیث و وقار اور عصمت و حیا سے سرشار تھا۔
- ☆ وہ اس قدر بزرگوار اور کریم ہیں کہ کسی قسم کی برائی ان کے قلب پاک میں خطور نہیں کرتی ہے۔
- ☆ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسی عظیم نعمت سے نوازا ہے کہ بڑے بڑے سردار ان کے سامنے حقیر و ناچیز ہو گئے۔
- ☆ آنحضرتؐ کی قوم نے ان کے ساتھ بے وقوفانہ برتاؤ رکھا، لیکن انہوں نے چشم پوشی اور درگزر سے کام لیا، کیونکہ وہ صبر و حکیمانی کے حامل تھے اور ان کا طریقہ کار چشم پوشی تھی۔
- ☆ ان کے علم و حلم نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا، کیونکہ وہ ایسا بحر بے کراں ہیں جس میں کبھی بھی کمی واقع نہیں ہوتی۔
- ☆ تمہاری دنیا اس قدر چھوٹی اور بے ارزش ہے کہ جس کی طرف اسماک کی نسبت دے سکتے ہیں، جو اس کی عطا ہے۔
- ☆ آفتاب فضیلت انہی کے وجود میں متحقق ہے، در واقع وہی خورشید درخشاں و تاباں ہیں۔
- ☆ جس وقت وہ آشکار ہوتا ہے تو اس کے نور کا پرتو تمام سامنے ختم کر دیتا ہے، سچ بات تو یہ ہے کہ وہ سایوں کو ایسی چمک و روشنائی عطا کرتا ہے جو ثابت و مستحکم

حضرت موسیٰ کی اُمت محمدؐ میں ہونے کی خواہش

(۷۷۳-۷۷۴) کتاب ”عیون اخبار الرضا“ میں تین سلسلہ سندوں کے ساتھ حضرت امام رضا علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ حضرت نے اپنے آباؤ اجداد سے روایت نقل کی ہے کہ رسول خداؐ فرماتے ہیں:

ان موسىٰ سأل ربّه عزوجل فقال: يارب! اجعلني من امة محمدٍ
فاوحى الله تعالى اليه يا موسى! انك لاتصل الي ذالك -
”بے شک حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے التماس کی اور
کہا: اے میرے پروردگار! مجھے امت محمدؐ میں سے قرار دے۔ اللہ تعالیٰ
نے انہیں وحی فرمائی: اے موسیٰ! تو اس مقام پر نہیں پہنچ سکتا“

مولف کہتا ہے کہ ایسی روایت کتاب ”صحیفۃ الرضا“ میں بھی نقل ہوئی ہے۔

معصومینؑ کے غسل و کفن میں فرشتے شریک ہوئے

(۷۷۵-۷۷۸) کتاب ”بصائر الدرجات“ میں مرقوم ہے کہ حضرت امام صادق علیہ السلام کے ایک صحابی نقل کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا:
جس وقت رسول خداؐ نے رحلت فرمائی تو حضرت جبرئیل فرشتوں اور روح (جو شب قدر نازل ہوتی ہے) کے ہمراہ زمین پر اترے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: اس دوران امیر المومنین علی علیہ السلام نے دیکھا کہ آسمان کے بلند ترین مقام سے لے کر زمین تک فرشتے ان کے ہمراہ پیغمبر خداؐ کو غسل دینے میں مصروف ہیں، نماز جنازہ پڑھ رہے ہیں اور ان کی قبر مبارک کھود رہے ہیں۔

خدا کی قسم! ان کے علاوہ کسی نے بھی آنحضرتؐ کی قبر نہیں کھودی، جس وقت آنحضرتؐ کو لحد میں اتارنے لگے تو فرشتے ان کے ساتھ قبر میں اترے اور آنحضرتؐ کو قبر

میں اتارا۔

اس دوران رسول خداؐ نے کچھ گفتگو فرمائی۔ حضرت علیؑ سن رہے ہیں کہ فرشتوں کو آپ کے بارے میں کچھ وصیت فرمائی۔ امیر المومنین علیہ السلام گریہ فرما رہے ہیں اور سن رہے ہیں کہ فرشتے خداوند متعال سے فرما رہے ہیں، کہ ہم لحد بھر کے لیے بھی وحی رسول کی مدد کرنے سے غفلت نہیں برتیں گے، بے شک آپ کے بعد وہی ہمارے مولیٰ ہیں، لیکن آج کے بعد وہ ہمیں اپنی ظاہری آنکھ سے نہیں دیکھ سکیں گے۔

جب امیر المومنین علی علیہ السلام کی شہادت واقع ہوئی، حضرت امام حسن مجتبیٰ اور امام حسین علیہما السلام نے واقعہ کا مشاہدہ فرمایا، انہوں نے پیغمبر اسلامؐ کو دیکھا کہ وہ فرشتوں کی ان امور میں مدد کر رہے ہیں جن امور میں امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی مدد کی تھی۔

جس وقت حضرت امام حسن ملیہ السلام زہر قاتل سے شہید ہوئے تو حضرت سید الشهداء امام حسین علیہ السلام نے ہو بہو انہی واقعات کا مشاہدہ کیا، انہوں نے رسول خداؐ اور علی مرتضیٰؑ کو دیکھا کہ وہ فرشتوں کے ہمراہ انہی کاموں میں مشغول ہیں جو فرشتوں نے آنحضرتؐ کے لیے انجام دیئے تھے۔

جس وقت حضرت امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تو حضرت امام سجاد زین العابدین علیہ السلام نے انہی واقعات کا مشاہدہ فرمایا جو پیغمبر اکرمؐ، امیر المومنین علی علیہ السلام اور امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی شہادت کے موقع پر پیش آئے، کہ وہ فرشتوں کی غسل و کفن اور دفن جیسے امور میں مدد کر رہے ہیں۔

جس وقت سید الساجدین حضرت امام سجاد علیہ السلام کی شہادت واقع ہوئی تو امام محمد باقر علیہ السلام نے ان تمام واقعات کا مشاہدہ فرمایا، انہوں نے پیغمبر اکرمؐ، امیر المومنین علیہ السلام حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام اور حضرت امام سید الشهداء علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ تمام امور میں فرشتوں کی مدد فرما رہے ہیں۔

جس وقت حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی شہادت واقع ہوئی تو حضرت امام

- ☆ یہاں تک کہ حیوانات کی چراگاہیں سیراب ہو گئیں، جو جگہ بھی خشکی کا احساس کر رہی تھی وہ بھی سیراب ہو گئی۔
- ☆ اس قدر بارش برسی کہ لوگوں نے آپ کے حضور شکوہ کیا کہ وہ سیلاب کی وجہ سے تنگ آ چکے ہیں۔
- ☆ آنحضرتؐ نے دعا کی تو آسمان سے بادل چھٹ گئے، پس اس بارش کی تعریف میں کیا کچھ کہوں، جس نے سیراب کیا۔
- ☆ جب زمین بارش سے سیراب ہو گئی تو آنکھیں روشن ہو گئیں اور لوگ زندہ ہو گئے۔
- ☆ زمین کو آسمان کی طرف دیکھو کہ جس کے ستاروں سے تاریکیاں روشنی میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔
- ☆ وہ در اور یاقوت جنہوں نے ان کے نور سے سفیدی و سرخی جذب کی، ان کے سامنے شرمندہ ہیں۔
- ☆ اے کاش! ایک دفعہ میں ان کے خوبصورت چہرے کا دیدار کر سکتا، یہ ایسا بابرکت چہرہ ہے جو بھی اس کا دیدار کرے گا، اس سے شقاوت ختم ہو جائے گی۔
- ☆ یہ ایسا مبارک چہرہ ہے کہ اگر تھکاوٹ سے بے حال لشکر اس چہرے کا دیدار کرتا تو اس کی تھکاوٹ دور ہو جاتی۔
- ☆ وہ ایسی ہستی ہیں کہ جن کے لیے زمین کو سجدہ گاہ قرار دیا، جس وقت وہ غار حرا میں نماز میں مشغول تھے تو زمین خوشی سے اپنے اوپر نخر کرنے لگی۔
- ☆ ان کے چہرے کی درخشندگی اور روشنی ایسی ہے جیسے چاند کی روشنی زمین پر ہوتی ہے۔ ان کے حسن و جمال کے سامنے ہر طرح کا حسن و جمال ماندہ پڑ گیا اور ہر قسم کا حسن و جمال ان کا حسن و جمال دیکھ کر حیران و پریشان ہو گیا۔
- ☆ وہ اس شگونی کی مانند ہیں جو گھاس کے درمیان سے نکلتا ہے وہ ایسا تھ ہے

- ہوتی ہے۔
- ☆ وہ ایسی ہستی ہیں کہ جن کے اوپر بادل سایہ کننا ہوتے ہیں، کون ہے جس کے اوپر بادل سایہ کرتے ہیں؟
- ☆ تمام فضیلتیں اور اچھائیاں ان کی بارگاہ میں ہلکی پڑ گئیں، انہی کے سبب سے ہوا وہوس ہماری عقلوں سے دور ہو گئے ہیں۔
- ☆ جب صبح کی روشنی ہو جائے تو کیا ستارے آشکار ہو سکتے ہیں یا آفتاب کے سامنے تاریکی مقاومت کر سکتی ہے؟
- ☆ ان کا کردار و گفتار معجز نما ہے، وہ اخلاق حسد کے مالک ہیں، وہ سب کے ساتھ عادلانہ طور پر پیش آتے ہیں۔
- ☆ پیغمبر اکرمؐ کے فضل و شرف سے ہرگز کسی کا مقابلہ نہ کرو، کیونکہ وہ بحر بے کراں ہیں اور لوگ ان کے پرتو کے علاوہ کچھ نہیں ہیں۔
- ☆ دنیا جہاں میں جتنی بھی فضیلتیں اور شرافتیں پائی جاتی ہیں وہ پیغمبر اکرمؐ کے فضل و شرف کے صدقے میں ہیں، بلکہ تمام اچھے لوگوں نے سارے فضائل آنحضرتؐ سے عاریتہ لیے ہیں۔
- ☆ تمام فضائل انہی کے سینہ سے ظاہر ہوئے، چاند انہی کی خاطر دو ٹکڑے ہوا، اور ہر شرط کے لیے جزا ہوتی ہے۔
- ☆ انہوں نے لشکر کفار کی طرف سنگریزے پھینکے، جس کی وجہ سے وہ منتشر ہو گئے اور ایک دوسرے کے سامنے نہ ہوئے۔
- ☆ جس سال لوگ خشک سالی کا شکار ہوئے تھے تو انہوں نے بارش کی دعا کی۔
- ☆ ان کی دعا کا یہ اثر ہوا کہ سات دن تک مسلسل بارش ہوتی رہی جس کی وجہ سے خشک سالی ختم ہو گئی۔

- ☆ جس سے تخت نیا ہوتا ہے۔
- ☆ قریب ہے کہ ان کے نور کی چمک آنکھوں کو خیرہ کر دے، یہ اس راز کی وجہ سے ہے جو صاحب عقل و ہوش لوگوں نے بتایا ہے۔
- ☆ ان کے چہرے کی خوبصورتی اور وقار نے سختیوں کے آشکار ہونے کو محفوظ رکھا۔
- ☆ جب لوگوں کے چہرے ان کے روبرو ہوتے تو وہ خیال کرتے کہ آنحضرت کے نور کی روشنی سے ان کے تن بدن پر حرباء پرندہ (جو سورج کے سامنے جاتے تو کئی رنگ بدلتا ہے) کی مانند گونا گوں رنگ چمک رہے ہیں۔
- ☆ جس وقت ان کے بدن کی خوشبو سونگھتے ہو تو اس وقت ان کے انوار تمہارے اوپر چمکتے ہیں۔
- ☆ یا جس وقت تم ان کی دست بوسی کرتے ہو تو وہ ہاتھ خدا کی خاطر پکڑتا ہے اور نیکی کرتا ہے۔
- ☆ یہ ایسا ہاتھ ہے جس سے بادشاہ ڈرتے ہیں اور بے سہارا لوگ تو مگری و بے نیازی کے امیدوار ہوتے ہیں۔
- ☆ اس ہاتھ کی جو دوسرا ہمیشہ سیلاب کی مانند جاری ہے، یہ تمہارے لیے دوسرے ہاتھوں کی نسبت کافی ہے۔
- ☆ جب یہ ہاتھ اس گوسفند کے پستانوں سے مس ہوا، جن سے دودھ خشک ہو چکا تو اس حیوان کے تھنوں میں دودھ اتر آیا اور اس سے بہت زیادہ فائدہ ہوا۔
- ☆ جس سال یہ ہاتھ خشک شدہ چشمے کے ساتھ مس ہوا تو اس سے پانی ایلنے لگے، کھجور کے درخت نے پھل اٹھالیا اور سنگریزوں نے تسبیح شروع کر دی۔
- ☆ چشمہ میں پانی جاری ہونے سے لوگوں نے شدت پیاس کی موت سے نجات حاصل کی، وہ قوم جو فقر و فاقہ کی زندگی گزار رہی تھی، اس سے زاد و توشہ اور پانی ذخیرہ کیا۔

- ☆ یہ انہی کا معجزہ ہے کہ ایک صاع یعنی تین کلو غذا سے ہزار افراد کا شکم پر ہوا اور تین کلو پانی سے ایک ہزار لوگ سیراب ہوئے۔
- ☆ مسلمان کا وہ قرض ادا کیا جو مرغی کے انڈے کے برابر تھا، ان کی آبرو محفوظ کی، جب قرض چکانے کا وقت آن پہنچا۔
- ☆ جس وقت کھجور کی گٹھلی ایک گھنٹے میں بلند قامت درخت بن گیا، اس طرح مسلمان نے غلامی سے نجات حاصل کی اور آزاد ہو گیا۔
- ☆ کیا مسلمان کا عذر قبول نہیں کرتے جس وقت انہیں غلامی سے آزاد کیا گیا؟
- ☆ ہاں! ایسا شدید درد کہ جس کا معالجہ کرنے سے ڈاکٹر عاجز آ چکے تھے، جس وقت آنحضرت نے اپنا دست مبارک اس مریض پر رکھا تو اسے شفا مل گئی۔
- ☆ کئی لوگ جو آشوب چشم میں مبتلا تھے، جب آنحضرت اپنا ہاتھ ان کی آنکھوں سے مس کرتے تو انہیں شفا مل جاتی اور ان کی نظر اس قدر قوی ہو جاتی کہ وہ رات میں دن کی طرح دیکھ سکتے تھے۔
- ☆ ققادیہ کی آنکھ جب دوران جنگ معیوب ہو گئی تو آنحضرت نے ان کی آنکھ کو شفاء عطا کی، شفا بھی ایسی کہ آخری عمر تک اس کی آنکھیں نور کی طرح چمکتی رہیں۔
- ☆ ان کے قدموں کی خاک چوسنے کی وجہ سے چلنے میں وقار اور حیا آتا ہے۔
- ☆ ان کے پاؤں کی جگہ قلب ہے جس وقت وہ زمین پر قدم رکھتے ہیں۔
- ☆ یہ وہ قدم ہیں جو مسجد الحرام کی طرف اٹھے اور علی علیہ السلام نے ان کے قدموں کو کبھی فراموش نہیں کیا۔
- ☆ جب ہر جگہ پر رات کی تاریکی چھا جاتی ہے تو امید رکھتے ہوئے زمین پر چلتے ہیں اور عبادت میں مشغول ہو جاتے۔
- ☆ یہ پاؤں جنگ میں خون آلودہ ہو گئے تو شہداء نے ان کے خون سے کسب عطر کیا۔

- ☆ یہ پاؤں محراب میں عبادت کے لیے کھڑے ہوتے ہیں اور میدان جنگ میں ڈٹ جاتے ہیں۔ عبادت اور آسائش میں کس قدر راستے طے کیے۔
- ☆ میں انہیں اس حال میں دیکھتا ہوں کہ اگر وہ عارحراء میں آرام نہ فرماتے تو وہ اپنے پاؤں سے صحراؤں میں ہیجان پیدا کر دیتے۔
- ☆ کفار پر تعجب ہے کہ جن کی وجہ سے عقلاء ہدایت کرتے ہیں ان کی گمراہی میں اضافہ ہوتا ہے۔
- ☆ وہ لوگ آنحضرتؐ سے آسانی کتاب کی درخواست کرتے ہیں درحالانکہ قرآن کریم اپنی پوری عظمت کے ساتھ نازل ہو چکا ہے۔
- ☆ کیلئے قرآن ان کے لیے کافی نہیں ہے جو ذکر خدا ہے اور اس میں لوگوں کے لیے رحمت اور شفاء ہے؟
- ☆ ایسی کتاب کہ جن و انس جس کی ایک آیت کے مقابلے میں کوئی آیت لانے میں سے بے بس و ناتوان ہیں، کیا بلغاء و فصحاء میں ایسی تو اتائی و طاقت ہے؟
- ☆ یہ ایسی کتاب ہے جو سامعین کو ہر روز ایک معجزہ بطور ہدیہ عطا کرتی ہے، بہترین الفاظ کے ذریعے۔
- ☆ یہ ایسی کتاب ہے جس کے سننے سے کانوں اور پڑھنے سے منہ مزین کیا جاتا ہے کیونکہ یہ کتاب تمام کی تمام بہترین زینت ہے۔
- ☆ یہ ایسی کتاب ہے جس کے الفاظ لطیف اور معانی لطیف تر ہیں یہ ایسی خوبصورت دلہن ہے جو زیورات سے مزین ہو کر آئی۔
- ☆ یہ ایسی کتاب ہے جس نے ہمیں فضیلت کے رموز سیکھائے جو صاف و روشن تھے۔
- ☆ سچ بات تو یہ کہ یہ کتاب ہمارے چہروں کو اس وقت نورانی کرے گی، جس وقت چہروں کے رنگ اڑے ہوئے اور غبار آلودہ ہوں گے۔

- ☆ اس کی سورتیں ہماری زندگی کی تصویروں اور دیکھنے والے کی آنکھوں کی مانند ہیں۔
 - ☆ لوگوں نے نزدیک اس کی گفتگو مجسموں کی طرح ہے، پس مضبوط ترین خطیب حضرات بھی تمہیں شک و وہم میں نہیں ڈال سکتے۔
 - ☆ اس کا حرف ہجاء جو آیات سے علیحدہ ہوتے ہیں انہوں نے کن علوم کو آشکار کیا ہے۔
 - ☆ اس کی آیات اس بیج کی مانند ہیں، جس سے طلائی رنگ کو نکلیں نکلتی ہیں، جس سے زاویع خوش حال ہوتے ہیں۔
 - ☆ لیکن کفار انہیں سنتے تو شک و تردید میں پڑ جاتے اور کہتے ہیں یہ سب جھوٹ ہے، جو جادو کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے۔
 - ☆ جب واضح نشانیاں اور دلیلیں انہیں بے نیاز نہ کریں، پس ان سے ہدایت کی التماس کرنا خشکی آور اور گمراہی ہے۔
 - ☆ جس قوت علم و آگاہی کی وجہ سے عقلیں گمراہ ہو جائیں تو اس وقت نصیحت کرنے والے کیا کہہ سکتے ہیں؟
 - ☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے دین و مذہب کے ساتھ وہی سلوک کیا جو تم لوگوں نے دین حنیف کے ساتھ کیا ہے۔ مزید کہتے ہیں:
- وعلیٰ صنوالنہیٰ ومن دیہ
بن فوادى و دادہ والولاء
ووزیرا بن فی عمر المعالی
ومن الأهل تسعد الوزراء
لم یزده اکشف الغطاء یقیناً
بن هو الشمس ما علیہ غطاء
- ”حضرت علی علیہ السلام پیغمبر اکرمؐ کے بھائی ہیں کہ میرے دل کی عطا ان

کی محبت و ولایت ہے“

وہ ان کے وزیر اور چچا زاد بلند و بالا مقام کے مالک تھے۔ ان کی لیاقت و شائستگی کی وجہ سے وزراء سعادت تک رسائی حاصل کرتے ہیں۔

اگر پردہ ہٹا دیا جائے تو ان کے یقین میں ذرا برابر اضافہ نہیں ہوگا بلکہ آفتاب عالم تاب میں جس کے اوپر کسی قسم کا کوئی حجاب نہیں ہے“

مزید کہتے ہیں:

قد تمسکت من وداك بالحب
هل الذی استمسك شابه الشفاء
وابی اللہ ان یمسنى السوء
بحال ولی الیک الجاء

”سچ بات تو یہ ہے کہ آپ کی دوستی کے ذریعے میں نے ایسی بری پکڑی ہے جسے شفاعت طلب کرنے والے پکڑتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے برائی کو میرے تک پہنچنے سے روکا ہوا ہے، کیونکہ میں نے پناہ حاصل کرنے کے لیے تیری طرف رخ کیا ہے“

مزید کہتے ہیں

کیف یستوعب الکلام سجایا
کوہل تنزح بحار الانوار الر کاء؟
لیس من غایة لمدهك ابغیر
ها وللعقول غایة و انتھا
فسلام علیک تتری من اللہ
وتبعی بہ لک البأ واء
وسلام علیک منک قماغیہ

رك منه لك السلام كفاء
وسلام من كل ما خلق الله
لتحيا بذكرک الاملاء
وصلاة كالمسك تحمله منه
منسى شمال إلیك اونكباء
وسلام علی ضریحك تخضد
ل به منه تریه وعساء
وتناء قدمت بین یدی نجه
وای اذلم یكن لدی ثراء
ما اقام الصلاة من عبد الله
وقامت برّبها الاشیاء

☆ ان الفاظ میں اتنی گنجائش کہاں ہے جو آپ کے فضائل کو مسجا و مکتبی کر سکیں، کیا پیالے میں سمندر سمو سکتا ہے؟

☆ آپ کی مدح و ثناء کی کوئی انجمن نہیں ہے، حالانکہ ہر کلام اور گفتگو کی اخیر ہوتی ہے۔

☆ اس بناء پر آپ پر ہمیشہ خدا کے درود و سلام ہوں اور آپ کی یاد ہمیشہ زندہ و پائندہ رہے۔

☆ آپ پر سلام ہو آپ کی طرف سے، کیونکہ آپ کے علاوہ کسی اور پر سلام کافی نہیں ہے۔

☆ تمام مخلوق خدا کا سلام ہے کہ تمام مکانات آپ پر تحیت و سلام کی وجہ سے پر ہوں۔

☆ ہم آپ پر ایسا درود بھیجتے ہیں جو محک سے پر ہو اور نسیم شمال سے ہو، جو صبا شمال کے درمیان سے چلتی ہو۔

☆ آپ کی ضریح مطہر پر سلام ہو، ایسا سلام جس کے ذریعے ریشمی نرم زمین میں طراوت و شادابی آجائے۔

- ☆ میں نے جتنی بھی مدح و ثناء کی اور میرے جتنے بھی مناجات ہیں آپ کی خدمت میں تقدیم کر دیئے ہیں، کیوں کہ ان کے علاوہ میرا اور کوئی سرمایہ نہیں ہے۔
- ☆ وہ درود و سلام جو بندگان خدا کی طرف سے ہیں، وہ تمام کے تمام اس پروردگار کی طرف سے ہیں جو جی زندہ ہے۔



علوی سادات کی فضیلت

ہم نے کتاب دریائے فضائل اہل بیت علیہم السلام میں سے ایک قطرہ کی پہلی جلد علوی سادات کے کچھ فضائل بطور اختصار نقل کیے ہیں، اس جلد میں بھی بعض دوستوں کی فرمائش اور رب ذوالجلال کے فرمان ”وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ“ اور اپنے پروردگار کی نعمتوں کو برابر بیان کرتے رہنا“ (سورہ نحلہ آیہ ۱۱) کے مطابق بطور مفصل ان بزرگ ہستیوں کے فضائل بیان کرتے ہیں۔

ظاہری بات ہے کہ اس بارے میں جو روایات یہاں پر بیان کی جائیں گی، وہ ان کے علاوہ ہوں گی، جو جلد اول میں نقل ہو چکی ہیں۔

قوت سماعت بیانی میں اضافہ

(۷۲-۷۸۹) کتاب جامع الاخبار میں آیا ہے کہ رسول خدا فرماتے ہیں:

من رأى اولادى فصل علي طائعا رغباً زاده الله فى السمع
والبصر (بیان حکمہ، جلد ۳ صفحہ ۲۲۰)

”اگر کوئی میری اولاد میں سے کسی کو دیکھے اور مجھ پر کھلے دل اور رغبت کے ساتھ درود و سلام بھیجے تو اللہ تعالیٰ اس کی قوت سماعت و بصارت میں اضافہ فرماتا ہے“

خاندان پیغمبر کی تعظیم و تکریم

(۷۹۰-۷۳) کتاب ”روضہ“ اور فضائل“ میں رقمطراز ہیں کہ رسول خدا فرماتے ہیں: ”اے لوگو! کیا تم میری شفاعت کی توقع رکھتے ہو، لیکن میں اپنے خاندان والوں کی شفاعت سے ناتواں ہوں؟“

”اے لوگو! جو بھی کل روز قیامت خداوند کریم سے حالت ایمان بدون شرک میں ملاقات کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے بہشت میں جگہ عنایت فرمائے گا، اگرچہ اس کے گناہ مٹی کے برابر ہی کیوں نہ ہوں“

”اے لوگو! میں قیامت کے دن بہشتی دروازے کا کنڈا پکڑوں گا تو اللہ تعالیٰ میرے لیے جلوہ فرمائے گا اس وقت میں اس کے سامنے سجدہ ریز جاؤں گا، پھر مجھے اذن شفاعت دیا جائے گا، پس میں اپنے خاندان میں سے کسی ایک کو بھی نہیں بھولوں گا“

ایھا الناس! عظموا اہل بیٹی فی حیاتی وبعد مماتی، واکرموہم وفضلوہم، لایحفل لأحدان یقوم لأحد غیر اہل بیٹی۔

”اے لوگو! میری زندگی میں اور میری رحلت کے بعد میرے خاندان والوں کی تعظیم و تکریم کریں اور انہیں عزت دیں، میرے اہل بیت کے احترام کے علاوہ کسی اور کے احترام میں کھڑا ہونا جائز نہیں ہے“

(الفضائل صفحہ ۱۳۵، بحار الانوار جلد ۳۶ صفحہ ۲۹۵)

(۷۹۱-۷۳) کتاب ”جامع الاخبار“ میں لکھتے ہیں کہ رسول خدا فرماتے ہیں:

من رأى اولادی ولم یقم بین یدیہ یقد جفانی و من جفانی فهو منافق۔

”جو کوئی میری اولاد میں سے کسی کو دیکھے اور اس کے احترام میں کھڑا نہ ہو، درواقع اس نے میرے ساتھ بدسلوکی کو جائز سمجھا اور جس نے میرے ساتھ بدسلوکی کو جائز سمجھا، وہ منافق ہے“

ایک اور حدیث میں مذکور ہے:

من رأى اولادی ولا یقوم قیاماتا ما ابتلاہ اللہ تعالیٰ ببلاء لا دواء لہ۔

”جو کوئی میری اولاد کو دیکھے اور ان کے احترام میں مکمل طور پر کھڑا نہ ہو، تو اللہ تعالیٰ اس کے اوپر ایسی مصیبت نازل کرے گا، جس کا کوئی دارو نہیں ہوگا۔ (ینایح المودہ جلد ۳ صفحہ ۲۲۰، نقل از جامع الاخبار)

(۷۹۲-۷۵) کتاب ”مقتل خوارزمی“ میں ہے کہ رسول خدا نے فرمایا:

یقوم الرجل للرجل الآبئی ہاشم، فانہم لایقومون لأحد۔

”لوگ ایک دوسرے کے احترام میں کھڑے ہوتے ہیں، سوائے بنی ہاشم کے کہ وہ کسی کے احترام میں کھڑے نہیں ہوتے ہیں۔ (مقتل خوارزمی صفحہ ۱۰۰)

(۷۹۳-۷۶) کتاب ”فضائل السادات میں لکھتے ہیں کہ رسول اکرم فرماتے ہیں:

من اکرم اولادی فقد اکرمنی وأهانہم اتقداً ہانئنی۔

”جس نے میری اولاد کی عزت و تکریم کی اس نے مجھے عزت دی اور جس نے اس کی توہین کی، اس نے دو واقع میری اہانت کی ہے۔

(المسود رک جلد ۱۲ صفحہ ۳۷۶ ینایح المودہ جلد ۳ صفحہ ۲۲۰، نقل از فضائل السادات)

(۷۹۴-۷۷) کتاب ”کشف الغمہ“ میں تحریر کرتے ہیں کہ بزدوں سیف

نہدی (جس کا نام جعفر ہے) کہتا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا:

احفظوا فینا ما حفظ العبد الصالح فی الیتیمین -

”جس طرح عبد صالح نے یتیموں کے ساتھ رعایت کی ہے اسی طرح

تم ہمارے بارے میں رعایت کرو“

قرآن میں ارشاد ہے:

وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا -

”ان کا باپ ایک صالح شخص تھا“ (سورہ کہف آیہ ۸۲)

جو بیان کیا گیا ہے ان کے باپ سے مراد ان کی ساتویں پشت ہے جو نیک و

صالح تھے۔ (کشف المہجہ جلد ۲ صفحہ ۱۶۲، الامالی طوسی صفحہ ۲۷۳ مجلس ۱۰)

(۷۸-۷۹۵) شیخ طوسی کتاب ”المصباح“ اور جناب شیخ کفعمی کتاب ”جنت

الامان“ میں نماز عصر کی تعقیبات میں نماز عصر کے سجدہ شکر کی دعا نقل کرتے ہیں کہ آخر میں

مذکور ہے:

وَصَلِّ عَلَى ذُرِّيَّةِ نَبِيِّكَ -

”اور آپ کے پیغمبر کی ذریت پر درود ہو“ (مصباح کفعمی صفحہ ۵۵ بحار الانوار جلد ۸۶ صفحہ ۳۲)

البتہ جملہ دعائے کامل جو کہ دعائے حریق کے نام سے معروف ہے میں بھی مذکور

ہے۔ (مصباح المہجد صفحہ ۱۰۷ مجتہد مہدی صفحہ ۳۱۰)

دعائے تسبیح جو ماہ رمضان المبارک میں پڑھی جاتی ہے اس میں یہی جملہ مذکور ہے۔

(بحار الانوار جلد ۹۸ صفحہ ۱۱۰)

اسی طرح دعائے سات میں مذکور ہے۔

وبارکت لحبیبک محمد وعترتہ وذریتہ علیہم السلام۔

”تو نے مبارک قرار دیا ہے اپنے حبیب حضرت محمد ﷺ، ان کی عترت

اور ان کی ذریت کو“ (صحیفہ مہدیہ صفحہ ۵۰۰، بحار الانوار جلد ۹۰ صفحہ ۹۹)

محمد وآل محمد کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت

(۷۹۶-۷۹۷) کتاب ”من لا یحضرہ الفقیہ“ میں مذکور ہے:

خانہ کعبہ کی طرف دیکھنا عبادت، ماں باپ کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت،

قرآن کی طرف نگاہ کرنا عبادت، عالم دین کو دیکھنا عبادت اور آل محمد علیہم السلام کے چہروں

کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ (من لا یحضرہ الفقیہ جلد ۲ صفحہ ۲۰۵)

جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ کتاب ”عیون اخبار الرضا“ میں حضرت امام رضا

علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

النظر الی جمیع ذرّیة النبی عبادۃ مالم یفارقوا منها جہ ولم

یتلو ثوا بالمعاصی۔ (عیون اخبار الرضا جلد ۲ صفحہ ۵۱ بحار جلد ۹۶ صفحہ ۲۱۸)

”نبی اکرم کی تمام ذریت کی طرف دیکھنا اس وقت عبادت ہے جب وہ ان

کے طریقہ کار اور راہ و روش سے منحرف نہ ہو اور گناہوں کا ارتکاب نہ کرے“

حضرت علی کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت

(۷۹۷-۸۰) عجلی نے اپنی کتاب ”نکت“ میں روایت نقل کی ہے کہ پیغمبر اکرم کا ارشاد ہے۔

النظر الی وجہ علی علیہ السلام عبادۃ۔

”حضرت علی علیہ السلام کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے“

(امالی طوسی صفحہ ۳۵، مجلس ۱۲، بحار الانوار جلد ۳۸ صفحہ ۱۹۵، المناقب صفحہ ۳۶۱)

علی اور اولاد حسین کے چہرے کی طرف دیکھنے کا اجر

ابی امامہ کہتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا:

من نظر الی علی علیہ السلام کتب اللہ لہ بها الف الف

حسنة، ومحی عنہ الف الف سیئہ ورفع لہ با ضمسما تہ

درجۃ، ومن نظر الی احد اولاد الحسن والحسین علیہما

وقت کہا جاتا ہے کہ ”اے محمد! ان پر سلام بھیجو“۔

آپ نے فرمایا:

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ۔

”آپ پر خدا کا سلام اس کی رحمتیں اور برکتیں ہوں“

خداوند تعالیٰ نے وحی فرمائی:

إِنِّي أَنَا إِسْلَامٌ، وَالتَّحِيَّةُ وَالرَّحْمَةُ وَالْبَرَكَاتُ أَنْتَ وَذُرِّيَّتُكَ۔

”بے شک میں سلام ہوں، تو اور تیری ذریت رحمت اور برکات ہے“

(الکافی جلد ۳ صفحہ ۱۳۵، بحار الانوار جلد ۱۸ صفحہ ۳۶۰)

بنی ہاشم کو صدر محفل قرار دو

(۸۲-۷۹۹) شیخ طبری رحمۃ اللہ علیہ کتاب ”مکارم الاخلاق“ میں لکھتے ہیں:

فضل بن یونس کہتے ہیں ایک دن میں گھر میں تھا کہ میرا خادم میرے پاس آیا اور کہتا ہے کہ دروازہ پر ایک شخص کھڑا ہے جس کی کنیت ابو الحسن اور نام حضرت موسیٰ بن جعفر علیہما السلام ہے۔

میں نے خوشی کے عالم میں کہا: ”اے غلام! اگر وہ وہی شخص ہیں جو میرے

خیال میں ہیں تو تم راہ خدا میں آزاد ہو“

اس کے بعد میں جلدی سے باہر گیا۔ اچانک میری آنکھیں میرے مولا کے

جمال سے روشن ہو گئیں، میں نے عرض کیا: ”میرے آقا تشریف لائیں“

آنحضرت اپنی سواری سے نیچے اترے اور کمرے میں داخل ہوئے، میں ان کی

خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ آپ آگے تشریف لے چلیں، حضرت مجھے فرماتے ہیں۔

يا فضل! صاحب المنزل احق بصدق البيت الا ان يكون في

القوم رجل يكون من بني هاشم۔

السلام كتب الله له بها مائة حسنة ومحى عنه مائة سيئة ورفع

له مائة درجة۔

”جو شخص علی علیہ السلام کی طرف دیکھے گا، اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال

میں ایک لاکھ نیکیاں لکھ دے گا، اس کے ایک لاکھ گناہ ختم کر دے گا اور

اس کا مقام و مرتبہ پانچ سو درجے بلند ہوگا۔

جو شخص امام حسن یا امام حسین علیہما السلام کی اولاد میں سے کسی کو دیکھے گا،

اس کے لیے سو (۱۰۰) نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کے نامہ اعمال میں

سے سو (۱۰۰) گناہ معاف ہو جائیں گے اور اس کا مقام و مرتبہ سو (۱۰۰)

درجہ اونچا ہو جائے گا“

مؤلف کہتا ہے کہ روایت میں حضرت امام حسن علیہ السلام کی اولاد کے ذکر سے

معلوم ہوتا ہے کہ اس روایت میں رسول خدا کی تمام ذریت شامل ہے۔ پس یہ آئمہ

معصومین علیہم السلام کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔

پیغمبر گراما اہل بیت پر درود

(۸۱-۷۹۸) ثقہ الاسلام جناب محمد بن یعقوب کلینی علیہ الرحمہ کتاب ”الکافی“

باب نوادر میں حدیث معراج سے یوں نقل کرتے ہیں:

يا محمد! صلّ على نفسك وعلى اهل بيتك۔

”اے محمد! اپنے نفس اور اپنے خاندان والوں پر درود بھیج“

آپ نے فرمایا:

صلّ علىّ و علىّ اهل بيتي۔

”خداوند! مجھ اور میرے خاندان والوں پر درود بھیج“

جب آپ یہ کام انجام دے چکے تو فرشتوں اور پیغمبروں کی صفیں دیکھتے ہیں، اس

”اے فضل! صاحب خانہ زیادہ حق رکھتا ہے کہ گھر میں آگے جا کر بیٹھے، مگر یہ کہ اگر ان میں کوئی بنی ہاشم ہو۔ (یعنی لوگوں میں اگر کوئی بنی ہاشم ہو تو صدر محفل قرار دو)“

میں نے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں، آپ تو ہیں

(مکارم الاخلاق صفحہ ۱۳۸، بحار الانوار جلد ۶۶ صفحہ ۴۲۳)

اہل بیت کے اوپر ظلم کرنے والے پر جنت حرام

(۸۳-۸۰۰) ابو حسین یحییٰ بن حسن بن محمد اپنی کتاب ”عمدہ صحاح الاخبار فی

مناقب الائمة الابرار“ میں اسدی حلی کے واسطے سے لکھتے ہیں۔

احمد بن عامر کہتے ہیں: حضرت امام رضا علیہ السلام اپنے اجداد کرام سے نقل

کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: رسول خدا کا ارشاد ہے۔

حزمت الجنة علی من ظلم اهل بيتی و آذانی فی عترتی
ومن صنع صنیعة الی احد من ولد عبدالمطلب ولم یجازہ
علیہا فانا اجازہ غدا إذا یقینی یوم القیامة۔

”جو شخص میرے خاندان پر ستم کرے اور میری عترت کو اذیت دے، اس

پر بہشت حرام ہے۔ جو کوئی بھی اولاد عبدالمطلب میں سے کسی ایک کا کوئی

اچھا کام کرے اور اسے اس کا عوض نہ لے تو جس وقت روز قیامت اس

کی میرے ساتھ ملاقات ہوگی تو میں اس کی تلافی کروں گا“

(العمدة الجلاس صفحہ ۲۵، بحار الانوار جلد ۶۶ صفحہ ۴۲۳)

جناب سیدہ گناہگاروں کی شفاعت کریں گی

(۷۴-۸۰۱) کتاب علل اشراخ میں تحریر کرتے ہیں کہ محمد بن مسلم کہتے ہیں میں

نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

”روز قیامت شافعیہ محشر بنت پیغمبر حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام جہنم کے دروازے کے پاس تشریف فرما ہوں گی اس دن ہر شخص کی دو آنکھیوں کے درمیان لکھا جائے گا کہ وہ مؤمن ہے یا کافر پس آپ کا وہ محبت جس کے گناہ زیادہ ہوں گے، حکم دیا جائے گا کہ اسے جہنم میں لے جاؤ۔ حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا اس کی آنکھوں کے درمیان اس کا محبت ہونا پڑھیں گیں تو فرمائیں گیں:

الہی وسیدی! سمیتنی فاطمة ، و فطمت بی من تولانی
وتولنی ذریعتی من النار وعدك الحق وانت لا تخلف الميعاد
”اے میرے محبوبو! اے میرے آقا! تو نے میرا نام فاطمہ رکھا ہے اور
میرے وسیلہ سے میرے محبوبوں اور ذریت کو آتش جہنم سے جدا کیا ہے، تیرا
وعدہ حق ہے تو اپنے وعدے کی مخالفت نہیں کرتا“
اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

صدقت یا فاطمہ! إني قد سميتك فاطمة، و فطمت بك من
احبک ولولآک وأحب ذریعتک ولولآهم من النار ، و وعدی
الحق وأنا لا اخلف الميعاد ، وأنا أمرت بعبدی هذا الی
النار لتشفعی فید فأشفعک فلیتبیّن لملائکتی و انبیائی
ورسلی و اهل الموقف موقفک منی و مکاتبتک عندی ، فمن
قرأت بین عینیہ مؤمناً مخذی بیدہ و ادخلیہ الجنة۔

”اے فاطمہ! آپ نے سچ کہا ہے کہ آپ کا نام میں نے فاطمہ رکھا ہے،

آپ کے وسیلہ سے میں اس شخص کو جو آپ کو دوست رکھتا ہے، آپ کی

اطاعت کرتا ہے، آپ کی ذریت کو دوست رکھتا ہے اور پیروی کرتا ہے،

آتش جہنم سے علیحدہ کر دیا ہے۔ میرا وعدہ حق ہے اور میں کبھی بھی اپنے وعدہ

اسے الٹ پلٹ کرتا ہے لیکن ہاتھ جلنے کا اسے بالکل احساس نہیں ہوتا، میں نے اپنے دل میں کہا یہ کوئی نیک شخص ہے جس پر آگ بھی کوئی اثر نہیں کرتی ہے۔ میں اس کے قریب گیا اسے سلام بلایا اور عرض کی:

”اے میرے آقا! میں تجھے قسم دیتا ہوں جس نے تمہیں یہ کرامت عطا

کی ہے کہ میرے لیے دعا کریں“ اس نے گریہ کرتے ہوئے کہا:

”اے میرے بھائی! خدا کی قسم جو کچھ تم نے میرے بارے میں گمان کیا

ہے میں اس طرح سے نہیں ہوں“

میں نے کہا: اے میرے بھائی! جو کام آپ نے انجام دیا ہے، یہ صرف

خدا کے صالح اور نیک افراد ہی کر سکتے ہیں۔

اس نے کہا: ”سنو! یہ ایک حیران کنندہ واقعہ ہے“

میں نے کہا: ”مگر مناسب سمجھو تو یہ واقعہ میرے سامنے بیان کرو“

اس نے کہا: ایک دن میں اسی دکان پر بیٹھا ہوا تھا، میری دکان پر لوگوں کا آنا جانا

زیادہ ہو گیا، اچانک ایک انتہائی حسین و جمیل اور خوبصورت عورت آئی، میں نے آج تک

اس جیسی خوبصورت عورت نہیں دیکھی۔ اس نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ”اے

بھائی! کیا خدا کے لیے میری کچھ مدد کر سکتے ہو؟“

میں نے جو نبی اسے دیکھا تو اس کا دیوانہ ہو گیا، اور اس سے کہا: ”کیا تم

میرے ساتھ میرے گھر آ سکتی ہو کہ میں اتنا مال دوں کہ ایک مدت تک

تمہارے لیے کافی ہو؟“

اس نے کہا: ”خدا کی قسم میں ایسی نہیں ہوں“

میں نے کہا: ”جاسکتی ہو“

وہ وہاں سے چلی گئی۔ کافی عرصہ گزرنے کے بعد دوبارہ آئی اور کہتی ہے کہ سچ

کی خلاف ورزی نہیں کرتا ہوں۔ اس بندہ کو میں نے صرف اس لیے آگ

میں پھینکنے کا حکم دیا ہے کہ تو اس کے حق میں شفاعت کرے اور میں تیری

شفاعت کو قبول کروں، تاکہ فرشتوں، پیغمبروں، رسولوں اور اہل محشر کے لیے

میری بارگاہ میں آپ کا مقام و منزلت آشکار ہو سکے، پس جس شخص کی

آنکھوں کے درمیان آپ نے پڑھو کہ وہ مومن ہے، اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے

بہشت میں بھیج دو۔ (علل الشرائع جلد ۱ صفحہ ۱۷۹، بحار الانوار جلد ۸ صفحہ ۵۰)

حضرت علیؑ کو رسول خداؐ نے بشارت دی

(۸۵-۸۰۲) کتاب الصواعق المحرقة میں تحریر کرتے ہیں کہ ایک حدیث میں

رسول خداؐ نے فرمایا:

يا علي ! ان الله قد غفر لك ولذريتك ولولدك وأهلك

ولشيعتك ولمحبي شيعتك ، فأبشر فانك الانزع البطن -

”اے علی! بے شک خداوند متعال نے آپ کو، آپ کی ذریت، آپ کی

اولاد، آپ کے خاندان، آپ کے شیعوں اور آپ کے شیعوں کے

دوستوں کو بخش دیا ہے، پس آپ کو بشارت ہو، بے شک آپ انزاع

بطن یعنی شرک سے پاک اور علم سے مملو ہیں“

(عیون اخبار الرضا جلد ۲ صفحہ ۴۷، بحار الانوار جلد ۷ صفحہ ۷۹، امالی طوسی صفحہ ۲۷۹، ارشاد اقلوب جلد ۲ صفحہ ۸۳)

ایک لوہار کا قصہ

(۸۶-۸۰۳) عالم بزرگوار شہید ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں: ابی الفراج بن

جوزی کتاب ”المدہش“ میں تحریر کرتے ہیں۔

ایک صالح شخص کہتا ہے کہ میں شہر بصرہ میں داخل ہوا، میں نے وہاں پر ایک لوہار

کو دیکھا جو جلتی ہوئی بھٹی سے گرم لوہا اپنے ہاتھ سے پکڑ کر رکھتا اور ہاتھ کے ذریعے ہی

”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے میرے بندو! کیا اس طرح نہیں ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کام میں تمہارا محتاج ہو تو اس کی وہ احتیاج اس وقت تک پوری نہیں کرتے ہو جب تک وہ درمیان میں کسی ایسے شخص کو واسطہ قرار نہ دے، جو تمہارا محبوب ترین ہو؟ آگاہ ہو جاؤ! اور جان لو! میرے نزدیک تمام لوگوں میں سب سے زیادہ گرامی قدر اور بہترین محمدؐ، ان کے بھائی علیؑ اور ان کے بعد میں آنے والے امام ہیں۔ یہ ہستیاں میرے تک پہنچنے کا وسیلہ اور ذریعہ ہیں“

ألا فلید عنی من ہمتہ حاجۃ یرید نفعھا اودھتہ داھیۃ یرید کشف ضررھا بمحمد وآلہ الطیبین الطاہرین اقضھا لہ احسن ما یقضیھا من تستشفعون باعز الخلق علیہ۔

”آگاہ ہو جاؤ! جو شخص کوئی بھی حاجت رکھتا ہے اور چاہتا ہے کہ پوری ہو جائے، یا کوئی کسی سخت مشکل میں پھنسا ہوا ہے جس کی وجہ سے بہت بڑے نقصان کا خطرہ ہے، وہ چاہتا ہے کہ برطرف ہو جائے، تو اسے چاہیے کہ مجھے محمدؐ اور ان کے پاک و پاکیزہ خاندان کا واسطہ دے کر پکارے تاکہ میں اس کی مشکل بہترین طریقے سے حل کروں جس طرح وہ چاہتا ہے“

اس دوران مشرکین اور منافقین کا ایک گروہ سلمان فارسی کا مذاق اڑاتے ہوئے کہتا ہے:

”اے ابا عبد اللہ! تم ان کا واسطہ دے کہ خدا سے کیوں نہیں کہتے ہو کہ وہ تمہیں مدینہ کا مال دار ترین شخص بنا دے؟“

سلمان کہتے ہیں کہ میں نے خداوند متعال سے اس چیز کی درخواست کی ہے جو پوری دنیا سے عظیم تر، منافع بخش تر اور بہترین ہے۔ میں نے ان بزرگ ہستیوں ان پر خدا

علی امام حسن، امام حسین، اور امام

فرزند حضرت امام موسیٰ کاظم
آئمہ کے آخری فرد تک

مناقب اہل بیت (حصہ سوم)

حضرت موسیٰ کی امت محمدؐ میں ہو

(۷۷۴-۵۷۷) کتاب السلام کریمہ فرما رہے ہیں اور ان کے لیے بھی وہی رسول کی کہہ رہے ہیں، لیکن

بقیہ موعود اپنی اور

نہا کی

بریرہ سے نقل کرتے

سے چوتھے آسمان پر چار لاکھ، پانچویں پر تین لاکھ اور

چھٹے آسمان پر دو لاکھ فرشتے خلق فرمائے ہیں“

وخلق فی السماء السابعة ملکا رأسہ تحت العرش ورجلاہ تحت الثری، وملائکة اخر لیس لہم طعام ولا شراب الا الصلوۃ علی رسول اللہ وعلی امیر المؤمنین علی بن ابی طالب علیہ السلام والا ستغفار لہیہ وشیعته و موالیہ۔

”اور ساتویں آسمان پر ایسا فرشتہ خلق فرمایا جس کا سر عرش کے نیچے اور پاؤں زمین کے نیچے تک ہیں، کچھ اور فرشتے پیدا کیے، جن کا کھانا پینا فقط محمد مصطفیٰ اور امیر المؤمنین علیہ السلام پر صلوات بھیجتا اور ان کے دوستوں کے لیے طلب مغفرت کرتا ہے“ (بصائر الدرجات صفحہ ۲۲۵، بحار جلد ۲۲ صفحہ ۵۱۳)

حضرت سلمان فارسیؓ کی دعا

(۷۷۷-۶۰) کتاب ”عدۃ الداعی“ میں لکھتے ہیں کہ سلمان فارسیؓ کہتے ہیں کہ

میں نے رسول خدا سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

بات یہ ہے کہ مجبوری نے مجھے اس بات پر آمادہ کیا ہے کہ آپ کی خواہش پوری کروں۔
میں نے دوکان کا دروازہ بند کیا اور اسے ہمراہ لے کر گھر کی طرف چل پڑا، جب
گھر پہنچا تو اس نے کہا:

”اے فلاں شخص! میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں، جو بھوکے ہیں، اگر
مناسب سمجھو تو مجھے کچھ دے دیں تاکہ انہیں کھانے کو دوں، میں دوبارہ
واپس آ جاؤں گی“

میں نے اس سے عہد و پیمان لیا کہ ہر صورت میں آنا ہوگا، میں نے اسے کچھ
درہم دیئے، وہ گئی اور تھوڑی بعد واپس لوٹ آئی جب وہ کمرے میں داخل ہوئی میں نے
دروازہ بند کر دیا اور پردے گرا دئے۔

اس نے کہا: ”ایسا کیوں کر رہے ہو؟“

میں نے کہا: ”لوگوں سے ڈر لگتا ہے“

اس نے کہا: ”لوگوں کے خدا سے کیوں نہیں ڈرتے ہو؟“

میں نے کہا: وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

میں اس کی طرف بڑھا تو وہ ایسے کاپنے لگی جیسے سخت طوفان میں کچھور کی خشک
شاخ کا پتی ہے اور ساتھ ہی اس کی آنکھوں سے اشک جاری ہو گئے۔

میں نے کہا: ”تم مضطرب و پریشان کیوں ہو؟“

اس نے کہا: ”اے فلاں شخص خدا سے ڈرتی ہوں“

پھر اس نے کہا: ”اے فلاں شخص! اگر مجھ سے کوئی غرض نہ رکھو تو میں اس

بات کی ضمانت دیتی ہوں کہ خدا تجھے دنیا اور آخرت میں عذاب آتش

سے محفوظ رکھے گا“

اس کی بات سن کر میں ہوش میں آیا، اٹھ کر کھڑا ہوا اور جتنے پیسے وغیرہ

تھے، اسی کو دیتے ہوئے کہا: ”اے فلاں! یہاں سے چلی جاؤ میں نے خدا
سے خوف کھاتے ہوئے تجھے معاف کر دیا“

جب وہ چلی گئی تو میرے اوپر نیند نے غلبہ کیا۔ میں نے خواب میں ایک ایسی
بزرگوار خاتون دیکھی کہ آج تک ایسی کوئی خاتون نہیں دیکھی تھی، اس کے سر پر یاقوت کا بنا
ہوا تاج ہے اس نے میری طرف دیکھا اور فرمایا:

”اے فلاں شخص! خداوند متعال تمہیں ہماری طرف سے اجر عظیم عطا فرمائے“

میں نے عرض کیا: ”آپ کون ہیں“

اس نے فرمایا: ”میں اس لڑکی کی ماں ہوں جو تیرے پاس آئی تھی اور تو

نے خدا کا خوف کھاتے ہوئے اسے چھوڑ دیا تھا، خداوند کریم تجھے دنیا اور

آخرت میں آتش جہنم سے محفوظ رکھے“

میں نے عرض کیا: ”خدا تمہارے اوپر رحمت کرے، وہ کون تھی“

اس نے فرمایا: ”وہ رسول خدا کی نسل سے تھی“

میں نے خدا کا شکر ادا کیا کہ اس نے مجھے گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اس

کے بعد میں نے اس آیت کریمہ کی تلاوت کی:

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ

تَطْهِيرًا۔ (سورہ اضراب آیہ ۳۳)

”خداوند متعال فقط یہ چاہتا ہے کہ پلیدی کو آپ سے اور آپ کے اہل بیت

سے دور رکھے اور تمہیں اس طرح پاک رکھے جیسے پاک رکھنے کا حق ہے“

اس کے بعد مجھے آگ نے نہیں جلایا، امید رکھتا ہوں کہ آخرت میں بھی نہیں

جلائے گی۔ (الاثنا عشریہ، صفحہ ۲۲۵ فضائل السادات صفحہ ۲۲۰)

فاطمہ کی زیارت علی کی زیارت ہے

(۷۸-۸۰۳) طبری قدس سرہ کتاب ”بشارة المصطفى“ میں رسول خدا سے ایک

مفصل حدیث نقل کرتے ہیں کہ حدیث کے آخر میں رسول خدا نے فرمایا:

فمن زارني بعد وفاتي فكا نماً زارني في حياتي ومن زار فاطمة عليها السلام فكا نماً زارني ، ومن زار علي ابن ابي طالب عليهما السلام فكا نماً زار فاطمة عليهما السلام ومن زار الحسن و الحسين عليهما السلام فكا نماً زار علياً عليه السلام ومن زار ذريتيهما فكا نماً زارهما -

”پس جو کوئی بھی میری وفات کے بعد میری زیارت کرے گا، گویا اس نے میری حیات میں میری زیارت کی ہے جو کوئی بھی حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کی زیارت کرے گا، گویا اس نے میری زیارت کی ہے۔ جو کوئی بھی علی بن ابی طالب علیہ السلام کی زیارت کرے گا گویا اس نے فاطمہ الزہراء علیہا السلام کی زیارت کی، جس کسی نے حضرت امام حسین علیہ السلام اور حضرت امام حسن علیہ السلام کی زیارت کی، گویا اس نے حضرت علی علیہ السلام کی زیارت کی ہے اور جو کوئی بھی حضرت امام حسن اور حسین علیہما السلام کی اولاد کی زیارت کرے گا گویا اس نے ان دونوں ہستیوں کی زیارت کی ہے“ (بشارة المصطفى صفحہ ۱۳۹، بحار الانوار جلد ۳۳ صفحہ ۵۷)

اولاد ہاشم کی زیارت کرنا مستحب ہے

(۸۹-۸۰۶) کتاب ثواب الاعمال میں لکھتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا:

من زارني زارا حداً من ذريتني زرته يوم القيامة فانقذته من احوالها-

”اگر کوئی میری یا میری اولاد میں سے کسی کی زیارت کرے گا تو میں روز

قیامت اس کی زیارت کروں گا اور اس دن کی وحشت و ہلاکت سے اسے

نجات بخشوں گا“ (کامل الزیارة صفحہ ۳۱)

اولاد پیغمبر کی زیارت گویا پیغمبر کی زیارت

کتاب جامع الاخبار میں مذکور ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا:

من زار واحداً من اولادي في الحياة وبعد الممات فكا نماً زارني ، غفر له البتة-

”جس کسی نے بھی میری اولاد کی زیارت کی ان کی زندگی میں یا مرنے

کے بعد، وہ اس شخص کی طرح ہے، جس نے میری زیارت کی ہو، بہر حال

اسے بخش دیا جائے گا“

شفاعت پیغمبر کیسے حاصل ہوگی؟

(۸۰۷-۹۰) کتاب ”تحفة النجباء من مناقب اهل العبا“ اور اسی طرح کتاب

”الصواعق المحرقة“ میں آیا ہے کہ رسول خدا نے فرمایا:

من ارادا التوصل إلى وان اكون له عندى يدا شفع له بهايوم

القيامة فليصل مع ذريتني ويدخل السرور عليهم -

”جو کوئی بھی چاہتا ہے کہ ایسا عمل انجام دے تاکہ میرے نزدیک مقرب ہو اور

اس عمل کی وجہ سے میرے اوپر حق رکھتا ہو کہ میں روز قیامت اس کی شفاعت

کروں، پس اسے چاہیے کہ میری ذریت کی خدمت اور ان کے دلوں کو مسرور

کرنے۔ (امالی شمدوق صفحہ ۳۶۱، امالی طوسی صفحہ ۳۳۳، بحار الانوار جلد ۳۶ صفحہ ۲۷۷)

اولاد پیغمبر کے ساتھ کھانے والے پر آگ حرام

(۸۰۸-۹۱) کتاب ”جامع الاخبار“ میں مذکور ہے کہ پیغمبر اکرم نے فرمایا:

من اكل الطعام مع اولادى الصالحون حرم الله جسده على النار۔
”جو بھی میرے نیک اور صالح فرزندوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا کرے گا،

اللہ تعالیٰ اس کا بدن آگ پر حرام کر دے گا“

(۸۰۹-۹۲) مذکورہ کتاب میں ہی رسول اکرمؐ سے حدیث منقول ہے:

اکرموا اولادى الصالحون لله و الطالحون لى۔

”میری نیک اور صالح اولاد کا احترام اللہ کی خاطر کرو اور میری غیر صالح اولاد کی

عزت میرے لیے کرو“ (جامع الاخبار صفحہ ۳۹۳، مستدرک الوسائل جلد ۱۲ صفحہ ۳۷۶)

امام محمد باقرؑ اور امام حسنؑ کے درمیان اختلاف

(۸۱۰-۹۳) مہذبہ الاسلام کلینی قدس سرہ اپنی کتاب ”روضۃ الکافی“ میں تحریر فرماتے ہیں:

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور اولاد امام حسن علیہ السلام کے درمیان اختلاف

ہو گیا، میں نے جب یہ واقعہ سنا تو میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت اقدس میں

شرفیاب ہوا تاکہ میں آپ سے اس بارے میں گفتگو کر سکوں۔ جب میں نے اپنی بات کا

آغاز کیا تو حضرت نے ارشاد فرمایا:

مه الا تدخل فیما بیننا۔

”خاموش ہو جاؤ! ہم سے مربوط معاملات میں مداخلت مت کرو“

بے شک میری اور میرے چچا زادوں کی بات بنی اسرائیل کے اس شخص جیسی

ہے، جس کی دو بیٹیاں تھیں، ایک کا نکاح کاشنکار اور دوسری کا لوٹے بنانے والے شخص کے

ساتھ کر دیا گیا تھا۔ وہ ایک دن اپنی بیٹیوں کو ملنے کی غرض سے گیا، تو پہلے وہ اپنے کاشنکار

داماد کے گھر گیا اور بیٹی سے پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے؟

بیٹی نے کہا کہ میرے شوہر نے بہت کاشنکاری کی ہے، اگر اللہ تعالیٰ نے بارش

برسادی تو ہماری حالت تمام بنی اسرائیل سے بہتر ہو جائے گی۔

پھر دوسری بیٹی کے گھر گیا جس کا شوہر لوٹے بنانا تھا اور اس سے پوچھا: تمہارا کیا

حال ہے؟ اس نے کہا کہ میرے شوہر نے اس سال بہت زیادہ لوٹے بنائے ہیں، اگر اللہ

تعالیٰ نے بارش نہ برسائی اور ہمارے لوٹے خشک ہو گئے تو ہماری حالت تمام بنی اسرائیل

سے بہتر ہو جائے گی۔ وہ شخص اپنی بیٹی کے گھر سے نکلا تو کہتا ہے:

”خدا یا! تو میری دونوں بیٹیوں کا پروردگار ہے (تو بہتر جانتا ہے کہ ان

کے ساتھ کیا کرنا ہے)“

میرا معاملہ میرے چچا زادوں کے ساتھ بھی ایسے ہی ہے۔ (الکافی جلد ۸ صفحہ ۸۵)

علیؑ اور فاطمہؑ کی اولاد سے محبت کا ثمرہ

(۸۱۱-۹۳) سید نور اللہ قاضی کی کتاب ”مجالس المؤمنین“ کے حوالے سے کتاب

”خلاصۃ المناقب“ میں لکھتے ہیں کہ رسولؐ خدا نے فرمایا:

ان الله له الحمد عرض حب علي و فاطمه عليهما السلام

وذريتہما علی البریة ، فمن بادر منهم بالا جابة جعل منهم

الرسال ، ومن اجاب بعد ذلك جعل منهم الشيعة و من اجاب

بعد ذلك منهم الاصفیاء ، وان الله جمعهم فر الجنة۔

”بے شک اللہ تعالیٰ کی تمام حمد اسی کے ساتھ مخصوص ہے خدا نے علیؑ

فاطمہؑ اور ان کی اولاد کی محبت لوگوں کے سامنے رکھی، ان میں سے جنہوں

نے جلدی مثبت جواب دیا انہیں رسول بنا دیا گیا، جنہوں نے بعد میں

اقرار کیا، انہیں شیعہ بنا دیا گیا، اور جنہوں نے ان کے بعد اقرار محبت کیا،

انہیں اصفیاء کے طور پر منتخب کر لیا گیا، اللہ تعالیٰ نے ان سب کو بہشت

میں اکٹھا کیا ہے“ (النائب المرتضویہ صفحہ ۹۷، احقاق الحق جلد ۹ صفحہ ۱۹۱)

اولاد پیغمبر کا محبت جنتی ہے

(۹۸-۸۱۵) بہترین کتاب ”جامع الاخبار“ میں مذکور ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا:
 علیکم بحب اولادی یدخلکم الجنة لامی له وایاکم بغض
 اولادی یدخلکم النار۔
 ”میری اولاد کے ساتھ محبت کرنا تم پر واجب ہے، اس عمل کا انجام بہشت
 بریں ہوگا اور میری اولاد کے ساتھ بغض رکھنے سے بچیں، کیوں کہ اس کا
 انجام دوزخ ہوگا“

چھپکلیاں اولاد بنی اسرائیل میں

(۹۹-۸۱۶) جناب شیخ صدوق قدس سرہ اپنی مشہور و معروف کتاب ”علل
 الشرائع“ میں فرماتے ہیں کہ حضرت امام رضا علیہ السلام مسخ ہونے والوں کی وجہ بیان
 فرماتے ہیں:

ان الوزغ کان سبطاً من من اسباط بنی اسرائیل یستون
 اولاد انبیاء ویبغضونہم ، فمسخہم اللہ اوزاعاً۔
 ”بے شک چھپکلی اولاد بنی اسرائیل میں سے ہے جو پیغمبروں کی اولاد کو گالیاں
 دیتے تھے اور ان کے ساتھ دشمنی رکھتے تھے، پس اللہ تعالیٰ نے انہیں مسخ
 کر کے چھپکلیاں بنا دیا“ (علل الشرائع، جلد ۲ صفحہ ۴۷، بحار الانوار، جلد ۹۵ صفحہ ۲۲۲)

پیغمبر مقام محمود پر گناہ گاروں کی شفاعت کریں گے

(۱۰۰-۸۱۷) شیخ صدوق علیہ الرحمہ اپنی بلند پایہ کتاب ”امالی“ میں تحریر فرماتے ہیں کہ رسول
 خدا نے فرمایا:

اذقت المقام المحمود تشفعت فی اصحاب الکبائر من
 امتی فیشفعنی اللہ فیہم اللہ لاتشفعت فمن آذی ذری -

کلمہ خدا نور میں تبدیل

(۹۵-۹۱۲) صاحب کتاب ”فتوح البصائر“ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت نقل
 کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں۔
 ان اللہ تبارک و تعالیٰ أحد واحد ، تفرد فی وحدانیته ، ثم تکلم
 بکلمة صفارف نوراً ، ثم خلق من ذلك النور محمداً و اولیئہ
 و ذریئہ -

”خداوند متعال یکتا واحد ہے، وہ اپنی وحدانیت و یکتائی میں بے مثال
 ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے کسی کلمہ کے ذریعے تکلم فرمایا، تو وہ نور بن گیا، اللہ
 تعالیٰ اس کے بعد اس نور سے محمدؐ، مجھے اور میری اولاد کو خلق فرمایا“

(مختصر البصائر صفحہ ۳۲، بحار الانوار جلد ۲۶ صفحہ ۲۹۱، تفسیر برہان، جلد ۱ صفحہ ۲۹۲)

منافق کی پہچان

(۹۶-۸۱۳) آیت اللہ داماد اپنی کتاب ”تقویم الایمان“ میں تحریر فرماتے ہیں کہ شیعہ اور اہل
 سنت کی بہت سی کتابوں میں روایت نقل ہوئی ہے کہ زید بن ارقم بیان کرتے ہیں:
 ما کننا نعرف المنافقین ونحن مع النبی إلا ببغضہم علیاً و ولدہ۔
 ”ہم پیغمبر اکرمؐ کے زمانہ میں حضرت علی علیہ السلام اور آپ کی اولاد پاک کے
 ساتھ بغض رکھنے کی وجہ سے منافقین کی شناخت کر سکتے تھے“ (النائب صفحہ ۳۳۲)

(۹۷-۸۱۴) معروف و مشہور کتاب ”العیون الرضویہ“ میں لکھتے ہیں کہ حضرت

امام رضا علیہ السلام اپنے اجداد سے نقل فرماتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا:

بغض علی علیہ السلام کفر، و بغض بنی ہاشم نفاق -

”حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ بغض رکھنا کفر ہے، اور بنی ہاشم کے

ساتھ کینہ رکھنا نفاق ہے۔ (الرضا جلد ۲ صفحہ ۶۱، بحار الانوار جلد ۳۹ صفحہ ۳۰۲)

(امالی شیخ صدوق صفحہ ۲۷۰، بحار الانوار جلد ۹۶ صفحہ ۲۱۸)

”روز قیامت جب میں مقام محمود پر کھڑا ہوں گا تو اپنی امت کے ان لوگوں کی شفاعت کروں گا، جو گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوئے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں میری شفاعت قبول فرمائے گا، خدا کی قسم، جن لوگوں نے میری ذریت کو اذیت دی، ان کی شفاعت نہیں کروں گا“

مولف فرماتے ہیں ان روایات کے مقابلے میں کچھ ایسی روایات نقل ہوئی ہیں جو مذکورہ روایات کے ظاہری معنی سے منافات رکھتی ہیں، یہاں پر ہم ان میں سے بعض روایات کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور پھر ان کے درمیان جمع بندی کرتے ہوئے صحیح معنی ذکر کریں گے، البتہ یہ روایات بھی دو طرح سے وارد ہوئی ہیں۔

بعض ایسی روایات ہیں جو بطور تطبیق وارد ہوئی ہیں یعنی ان کا معنی سمجھنا کسی پر موقوف ہے ان میں سے کچھ روایات وہ ہیں جنہیں شیخ صدوق اپنی مایہ ناز کتاب اعتقادات میں نقل فرماتے ہیں کہ حضرت امام صادق علیہ السلام ”مطر“ کا معنی بیان فرماتے ہیں:

فمن خالف وجازہ فابرو آمنہ وان کا علویاً فاطمیاً۔

”جو کوئی بھی آپ کی مخالفت کرتا ہے اور حد سے تجاوز کرتا ہے (یعنی

دائیں بائیں ہو جاتا ہے) اس سے دوری اختیار کریں، اگرچہ وہ علوی یا

فاطمی ہی کیوں نہ ہو“ (معانی الاخبار صفحہ ۲۰۴، بحار الانوار جلد ۳۶ صفحہ ۱۷۹)

حمران کا سوال اور امام صادقؑ کا جواب

حضرت امام صادق علیہ السلام ایک حدیث میں حمران سے فرماتے ہیں:

فمن خالفک فی هذا الامر فہو زندقی -

”جو کوئی بھی اس معاملہ میں آپ کی مخالفت کرے گا وہ زندیق ہے“

حمران سوال کرتا ہے اگرچہ وہ فاطمی یا علوی ہی کیوں نہ ہو؟

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

وان کان محمد یا علویاً فاطمیاً۔

”اگرچہ وہ محمدؐ، علیؑ یا فاطمہؑ کی نسل سے ہی کیوں نہ ہو۔“

(معانی الاخبار، صفحہ ۲۰۴، بحار الانوار، جلد ۳۶، صفحہ ۱۷۹)

اطاعت گزار کا مقام بہشت

ایک اور روایت میں مذکور ہے کہ سید الساجدین حضرت امام سجاد علیہ السلام اصمعی سے فرماتے ہیں:

یا اصمعی! ان اللہ تعالیٰ خلق الجنة لمن اطاعة ولو کان

عبدا حبشیاً، وخلق النار لمن عصاه ولو کان شریفاً قرشیاً۔

”اے اصمعی! بے شک اللہ تعالیٰ نے بہشت کو اس کے لیے خلق کیا ہے،

جو اطاعت گزار ہے، اگرچہ وہ حبشی ہی کیوں نہ ہو اور جہنم کو گناہ گار اور

نافرمان کے لیے پیدا کیا ہے اگرچہ اس کا تعلق قریش سے ہی کیوں نہ ہو“

(بحار الانوار، جلد ۳۶ صفحہ ۸۲)

مولف کا نظریہ

(۱) یہ تمام احادیث بطور تعلیل وارد ہوئی، ظاہری بات ہے کہ تفسیر تعلیقیہ ذاتی

طور پر وقوع یا عدم وقوع پر معلق نہیں ہوتا ہے پس اسی وجہ سے معلق علیہ میں کسی کمی

وکافی کا موجب نہیں ہوگا۔

(۲) وہ چیز جو مفہوم کے اعتبار سے گذشتہ روایات کے ساتھ منافات رکھتی ہیں۔ من

جملہ ان میں سے ایک یہ آئیہ شریفہ ہے:

فلا أنساب بینہم یوم میزید ولا یتساء لون۔ (سورہ مومنون آیہ ۱۰۱)

”پس اس دن نہ رشتہ داریاں ہوں گی اور نہ آپس میں کوئی ایک دوسرے

آگ کو ان کی اولاد پر حرام کر دیا۔“

حضرت امام رضاؑ کا اپنے بھائی زید کو نصیحت کرنا

حسن ابن وشاء بغدادی کہتا ہے:

میں خراسان میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت اقدس میں موجود تھا، وہاں پر حضرت زید بن موسیٰ بھی تشریف فرما تھے، جو لوگوں کے سامنے فخریہ انداز میں گفتگو فرما رہے تھے کہ ہم ایسے ہیں ہم ویسے ہیں۔

ادھر ثامن الائمه حضرت امام رضا علیہ السلام بھی کچھ لوگوں سے گفتگو فرما رہے تھے، اسی دوران آپ نے زید کی گفتگوسنی تو اپنا رخ مبارک اس کی طرف کر کے فرمایا:

”اے زید! کیا تمہیں شہر کوفہ کے سبزی فروشوں کی باتوں نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے کہ وہ کہتے ہیں۔“

ان فاطمة علیہا السلام اُحسنت فرجها فحرم اللہ ذریعتها علی النار، واللہ ما ذالک إلا للحسن و الحسین و ولد بطنها خاصة۔
”بے شک چونکہ فاطمہ سلام اللہ علیہا پاک دامن تھیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی اولاد کو آگ پر حرام کر دیا ہے، (کیا خیال کرتے ہو کہ تم بھی اس میں شامل ہو؟) خدا کی قسم، یہ روایت حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام اور ان کی بلا فصل اولاد کے ساتھ مخصوص ہے۔“

کیا یہ ہوسکتا ہے کہ موسیٰ بن جعفر علیہ السلام خدا کے مطیع ہوں، دن کو روزہ رکھیں اور رات کو عبادت خدا میں گذاریں، اور تم معصیت خدا کرو۔ اس کے باوجود روز قیامت خدا کی بارگاہ میں آپ دونوں برابر ہوں، یعنی تم

خدا کی بارگاہ میں ان سے زیادہ عزت و مقام پاؤ؟!

یقیناً زین العابدین امام سجاد علیہ السلام کا فرمان ہے:

کے حالات پوچھے گا“

اس آیت کے مفہوم کے جواب میں یہ کہیں گے کہ مسند فاطمہ سلام اللہ علیہا ہیں اس کی تفسیر میں بیان کیا گیا ہے کہ یہ آیت شریفہ حضرت قائمؑ او احتیاء فداء کے قیام اور ظہور سے مربوط ہے کہ اس دن برادران دینی تو ایک دوسرے سے میراث پائیں گے لیکن برادران نسبی ایک دوسرے سے میراث نہیں لیں گے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ - (سورہ مؤمنون آیت ۱)

”یقیناً صاحبان ایمان کامیاب ہو گئے“

فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ -

”پھر جب صور پھونکا جائے گا تو اس دن نہ رشتہ داریاں ہوں گی اور نہ

آپس میں ایک دوسرے سے حالات پوچھیں گے۔“ (سورہ مؤمنون آیت ۱۰)

اس بناء پر مذکورہ آیت شریفہ کا ہماری بحث سے کوئی تعلق نہیں ہے وہ روایت

جو مفہوم کے اعتبار سے گذشتہ روایات کے ساتھ منافات رکھتی ہے ان

میں سے ایک وہ روایت ہے جو پیغمبر اکرمؐ سے نقل ہوئی ہے کہ آپؐ نے

اپنی بیٹی فاطمہ زہراءؑ اور زوجہ خدیجہ بنت خویلد سے فرمایا:

يا فاطمة ابنة محمد! لا اغني عنك من الله شيئاً ويا خديجة

ابنة خويلد! لا اغني عنك من الله شيئاً۔

”اے فاطمہ بنت محمد! کوئی بھی چیز آپ کو اللہ سے بے نیاز نہیں کرتی اے

خدیجہ بنت خویلد! کوئی بھی چیز آپ کو اللہ تعالیٰ سے بے نیاز نہیں کرتی“

ان روایات میں سے من جملہ ایک روایت وہ ہے جو شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے

اپنی کتاب معروف ”معانی الاخبار“ میں اس روایت کے معنی و تشریح کے باب سے نقل فرمائی

ہے، کہ ”جناب سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا نے عفت و پاک دامنی کو اپنایا، تو اللہ تعالیٰ نے

گناہ کی سزا ضرور ملے گی

من جملہ ان روایات میں ایک روایت ہے جو عیون اخبار الرضا میں نقل ہوئی ہے: امامت و ولایت کے چھٹے تاج دار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے فرزند حضرت اسماعیل اپنے والد گرامی کی خدمت میں عرض کرتے ہیں: بابا جان! ہمارے خاندان والوں اور دوسرے گناہ گاروں کی سزا میں کس قدر فرق ہے؟

حضرت نے جواب میں درج ذیل آیت شریفہ تلاوت فرمائی:

لَيْسَ بِأَمَانَتِكُمْ وَلَا أَمَانِي أَهْلَ الْكِتَابِ مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزِيهِ بِهِ -
”یہ برتری آپ کی آرزووں اور اہل کتاب کی آرزووں پر موقوف نہیں ہے، جو کوئی بھی بر اہل انجام دے گا اسے سزا دی جائے گی“ (نساء: ۱۲۳)

(عیون اخبار الرضا جلد ۲ صفحہ ۲۳۶، بحار الانوار جلد ۳۶ صفحہ ۱۷۶)

روایات کے جوابات

مولف فرماتے ہیں: ان دونوں روایات کا جواب دیا گیا ہے کہ امام علیہ السلام نے جو فرمایا ”اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کی ذریت کو آگ پر حرام قرار دیا ہے“ اس سے مراد حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام ہیں۔ پس اس روایت سے آنحضرت کی تمام اولاد پر حرمت آتش ثابت نہیں ہوتی ہے۔

اسی طرح وہ روایت جس میں بیان ہوا ہے کہ حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام اور پیغمبر اکرم کی اولاد میں سے دوسرے گناہ گار افراد روز قیامت جزا و سزا میں برابر نہیں ہو گئے، یہ ثابت نہیں کرتی ہے کہ امام علیہ السلام کے علاوہ دوسروں کو آتش کے ذریعے سزا دی جائے گی۔

حضرت نے یہ فرمایا ہے کہ ہمارے خاندان والوں کے گناہوں کی سزا دو برابر ہو گی یہ دنیاوی و اخروی دونوں سزاؤں کو شامل ہے۔

لمحسنتا كفلان من الاجر و لميسثنا ضعفان من العذاب -
”ہمارے خاندان والوں کی نیکی کا اجر دو برابر ہوگا، اسی طرح انہیں گناہ کا عذاب بھی دو برابر ملے گا“

حسن و شام کہتے ہیں کہ اس کے بعد امام رضا علیہ السلام نے اپنا رخ انور میری طرف کیا اور فرمایا:

”اے حسن! اس آیت کریمہ کو کیسے پڑھتے ہو؟“

قَالَ يَا نُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ -

”اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے نوح! وہ تیرے اہل سے نہیں ہے وہ عمل غیر صالح ہے“۔ (سورہ ہود آیت ۴۶)

میں نے عرض کیا: بعض لوگ اسے ”إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ“ پڑھتے ہیں اور بعض ”إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ“ تلاوت کرتے ہیں، وہ درواقع حضرت نوح کو اس کا باپ نہیں سمجھتے۔ حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

كَلَّا لَقَدْ كَانَ ابْنَةُ ، لَكِنْ لَمَّا عَصَى اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ نَفَاةَ اللَّهِ عَنِ
ابِيهِ كَذَا مِنْ كَانَ مَنَّا لَمْ يَطْعِ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ فُلَيْسَ مَنَّا ، وَأَنْتَ
إِذَا اطَّعْتَ اللَّهَ فَانْتَ مَنَّا أَهْلَ الْبَيْتِ -

”ہرگز ایسا نہیں ہے بلکہ وہ اس کا بیٹا تھا، لیکن جب وہ معصیت خدا کا مرتکب ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا باپ ہونے کی نفی کر دی ہے، اسی طرح ہمارے خاندان میں سے جو بھی خدا کی نافرمانی کرے گا وہ ہم میں سے نہیں ہوگا۔ لیکن اگر تم نے خدا کی اطاعت کی تو ہمارے اہل بیت میں سے ہو جاؤ گے“۔ (معانی الاخبار صفحہ ۱۰۴، عیون اخبار الرضا جلد ۲ صفحہ ۲۳۴)

حضرت کا یہ فرمانا کہ ہمارے خاندان میں سے جو کوئی بھی خدا کی اطاعت نہیں کرے گا وہ ہم سے نہیں، اس سے آپ کی مراد یہ ہے کہ انہیں گناہ کی اجازت نہیں دی گئی ہے۔ یہ مراد نہیں ہے کہ اگر وہ گناہ کریں گے تو تادم مرگ اسی حال میں رہیں گے۔

دوسری طرف سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ”مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزِئْهُ“ جو کوئی بھی برا کام کرے گا اسے اس کی سزا دی جائے گی“ سے تفسیر ہوئی ہے کہ آپ نے فرمایا:

أبشروا وقاربوا وسدّ دوائئہ لایعیب احدًا منکم مصیبتہ الا کفر اللہ بها خطیبتہ حتی الشوکتہ لشاکھا احد کم فے قدمہ۔

”تمہیں بشارت ہو تم اپنے امور میں میانہ روی اختیار کرو اور اپنے کام صحیح طور پر انجام دو، تم میں سے کسی پر کوئی بھی مصیبت نازل نہیں ہوگی مگر یہ کہ اس مصیبت کی وجہ سے خداوند قدوس تمہارے گناہ معاف فرمادے گا یہاں تک کہ اگر کسی کے پاؤں میں کانٹا بھی چبھے گا تو وہ تمہارے گناہوں کا کفارہ ہوگا“

اللہ تعالیٰ اپنے گناہ گار بندے کی کیسے تکریم کرتا ہے؟

ان اللہ تعالیٰ اذا کان من امرء أن یکرم عبدًا وله ذنب ابتلاءه بالسقم، فان لم یفعل ذلك له ابتلاءه بالحاجة، فان لم یفعل ذلك به شدّد علیه الموت لیکافیہ بذلك الذنب۔

”یقیناً جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی گناہ گار بندے کی عزت و تکریم کرنا چاہتا ہے تو اسے بیماری میں مبتلا کر دیتا ہے، اگر ایسا نہ کرے تو اسے فقر میں مبتلا کر دیتا ہے اور اگر ایسا بھی نہ کرے تو اس پر موت کے لمحات سخت کر دیتا ہے، تاکہ اس کے گناہوں کا جبران کر دے“ (الکافی جلد ۲ صفحہ ۴۴۳)

روایات آئمہ میں ذریت پیغمبر کی توہین کرنے سے روکا گیا

جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے اس بناء پر بعید نہیں ہے کہ آپ کی ذریت اگرچہ موت سے بہت کم مدت قبل ہی سبھی توبہ کرنے پر موفق ہو جائے گی اسی طرح آیہ شریفہ ”فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ“ (سورہ بقرہ آیہ ۱۳۲)۔

”پس اس وقت تک دنیا سے نہ جانا جب تک واقعی مسلمان نہ ہو جاؤ“ کی تفسیر میں بھی اسی مطلب کی طرف اشارہ ہوا ہے، یہ سب کچھ پیغمبر خدا کی عزت و تکریم کی وجہ سے ہے۔

اسی وجہ سے آئمہ معصومین علیہم السلام سے منقول روایات میں ذریت پیغمبر کی توہین و تحقیر کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ ارشاد ہے:

مهلاً لیس لکم ان تدخلوا فیما بنینا إلا بسبیل الخیر۔

”خاموش ہو جائے! تمہیں کوئی حق نہیں ہے کہ ہمارے خاندان کے امور

میں مداخلت کرو، سوائے خیر و خوبی کے“ (بحار الانوار جلد ۳۶ صفحہ ۱۷۸)

ذریت رسول کے بعد شیعہ جنت میں جائیں گے

ابن بطریق اپنی کتاب ”العمدة“ میں تفسیر ثعلبی سے ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت زید بن علی بن الحسین اپنے اجداد کرام سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: میں نے اپنے بارے میں لوگوں کے عشق اور حد کے بارے میں رسول خدا سے شکوہ کیا تو آپ نے فرمایا:

أما ترضی ان تكون رابع اربعه، اول من یدخل الجنة انا و انت و الحسن و الحسین و ازواجنا عن أیماننا وعن شماثلنا، و ذرّیاتنا خلف ازواجنا، و شیعتنا خلف ذرّیاتنا۔

”کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ ان چار میں سے ایک ہو، جو سب سے پہلے بہشت میں داخل ہوں گے؟ میں، تم، حسن و حسین اور میری بیویاں

جو میرے دائیں بائیں ہوں گی اور میری ذریت میری ازواج کے پیچھے ہوگی اور میرے شیعہ میری ذریت کے پیچھے ہوں گے“

(العقدہ صفحہ ۲۶۲، تاریخ ابن عساکر جلد ۲ صفحہ ۳۱۸ الکشاف جلد ۲ صفحہ ۲۲)

تمتہ!

اس حصہ کے آخر میں کچھ امور ذکر کرتے ہیں۔

(اول) ابو بکر احمد بن علی خلیب اپنی کتاب ”مختار المختصر من تاریخ بغداد“ میں تحریر کرتے ہیں: یحییٰ بن معاذ ابو ذکریا رازی ایک علوی سید کی زیارت کے لیے شہر بلخ گئے اور ان کی خدمت میں سلام عرض کیا۔

علوی سید نے اس سے کہا: اے استاد! خداوند متعال آپ کا موید ہو، ہم اہل بیت کے بارے میں آپ کا کیا نظریہ ہے؟

یحییٰ نے کہا: میں ان کے بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں جن کا خیر آب وحی سے گوندا گیا ہو اور آب رسالت سے پروان چڑھا ہو، ان سے صرف ملک جیتی ہدایت اور عز جیتی پاکیزگی کی خوشبو آتی ہے۔ علوی سید نے اس کا یہ خوبصورت کلام سنا تو اس کا دامن لعل و جواہر سے بھر دیا، اگلے روز یہی علوی سید، استاد یحییٰ بن معاذ کی زیارت کے لیے گیا، یحییٰ نے علوی سید سے کہا کہ اگر آپ ہمیں دیکھنے کے لیے آئیں تو یہ آپ کی بزرگواری ہے اور اگر ہم آپ کی زیارت کرنے کے لیے جائیں تو یہ بھی آپ کی بزرگواری و فضیلت ہے، پس ہر طرح سے فضیلت آپ کے لیے ہے، خواہ آپ زائر ہوں یا آپ کی زیارت کی جائے۔ (تاریخ بغداد، جلد ۴ صفحہ ۶۱)

(دوم) کتاب ”مناقب القاضی“ میں مذکور ہے کہ خداوند کریم فرماتا ہے،

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلْتَنَّا هُمْ مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ كُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينٌ۔

(سورہ طور: آیہ ۲۱)

”جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ایمان میں ان کا اتباع کیا تو ہم ان کی ذریت کو بھی انہیں سے ملا دیں گے اور کسی کے عمل میں سے ذرہ برابر بھی کمی نہیں کریں گے۔ ہر شخص اپنے اعمال کا گروہ ہے“

مفسرین اس آیت شریفہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

یہ آیت ان مومنین کی شان میں نازل ہوئی ہے جو بلند درجات پر فائز ہیں اور جو اپنے اعمال کی پاداش میں بہشت میں جائیں گے۔ ان کی اولاد ان کے اعمال کی وجہ سے ان کے مقام و مرتبہ پر نہیں پہنچ سکتی ہے اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند کرتا ہے کیونکہ در واقع خداوند ذوالجلال نے مومنین کے مقام و مرتبہ کو بلندی عطا کی ہے، اس سے کوئی چیز کم نہیں کی ہے کیونکہ ان کا درجہ ان کی ذریت کے درجہ کے برابر کیا ہے، اسی وجہ سے مومن کی فضیلت و بزرگی میں اضافہ کرتا ہے۔

ذریت پیغمبر سے مراد علی و فاطمہ کی اولاد ہے

بعض مفسرین کہتے ہیں: جب مومنین بلند مقام و منزلت پر فائز ہوں تو پھر رسول خدا کے لیے ایسا مقام و مرتبہ سزاوار تر ہے اس بناء پر مومنین وہ لوگ ہوں گے جو آنحضرت کے احکامات پر عمل پیرا ہوں اور زمانے میں ان کے سامنے سر تسلیم خم ہوں گے، یہی لوگ آنحضرت کے درجہ پر فائز ہوں گے۔ ذریت پیغمبر سے مراد حضرت علی اور فاطمہ زہراء علیہما السلام کی اولاد سے کتاب ”صحیح الاحزان“ میں مذکور ہے کہ رسول خدا سے روایت نقل ہوئی ہے کہ آپ نے فرمایا:

ان اللہ یرفع درجۃ المؤمن فی درجۃ وان کانوا دونہ لتقر بہم عند

”یقیناً اللہ مومن کی ذریت کا درجہ مومن کے درجہ کی طرح بلند کرے گا

اگرچہ ان کا درجہ پائیں تر ہی کیوں نہ ہو یہ فقط اس وجہ سے ہے کہ وہ

مومن کے قریب ہیں“

راہ خدا میں انفاق کا ثمرہ

(سوم) حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں:

ایک شخص کے اہل خانہ بھوکے تھے، وہ گھر سے باہر گیا کہ ان کے کھانے کے لیے کوئی چیز لے کر آئے تاکہ ان کی بھوک ختم ہو سکے اور ان میں رفق حیات باقی رہے۔

اسے ایک درہم کہیں سے ملا، اس نے روٹی اور سالن خریدا اور اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا، راستے میں اس کی ملاقات ایک ایسے مرد اور عورت سے ہوئی جن کا تعلق محمدؐ اور علیؑ کے خاندان سے تھا، اس نے دیکھا کہ دونوں بھوکے ہیں۔

اس نے اپنے آپ سے کہا کہ یہ دونوں میرے خاندان کی نسبت اس کھانے کے زیادہ مستحق ہیں، پس اس نے روٹی اور سالن انہیں دے دیا اور خود خالی ہاتھ اپنے گھر کی طرف چل پڑا، لیکن اسے کچھ معلوم نہیں تھا کہ اپنے گھر والوں کو جا کر کیا کہے گا؟ اور انہیں کس طرح قانع کرے گا؟ اسی خیال سے آہستہ آہستہ گھر کی طرف چلتا رہا اور سوچتا رہا کہ اپنے اہل خانہ کے سامنے کون سا عذر پیش کرے، درہم کے بارے میں کیا بتائے گا کہ میں نے اسے کیا کیا ہے۔

وہ حیران و پریشان تھا کہ اچانک ایک شخص اسے ملا جو اس کے گھر کی تلاش میں تھا اس نے اپنا تعارف کروایا اور کہا میں مصر سے آیا ہوں، یہ تمہارا خط ہے اور اس تھیلی میں پانچ سو دینار ہیں آپ کا چچا زاد دنیا سے رحلت کر گیا ہے، اس کے ترکہ میں سے پانچ سو دینار آپ کے لیے ہیں، اس کے علاوہ مکہ و مدینہ کے تاجروں کے پاس اس کا بہت سا مال و منال ہے۔

اس شخص نے پانچ دینار لیے اور گھر کی طرف روانہ ہو گیا، جب رات ہوئی تو وہ سو گیا، خواب میں رسول خداؐ اور علی مرتضیٰؑ کی زیارت کرتا ہے۔ ان دونوں ہستیوں نے اس کی طرف نگاہ کی اور فرمایا:

”آپ نے ہمارے خاندان کے لیے جو قربانی دی ہے، آپ نے دیکھا

ہم نے آپ کو کس طرح بے نیاز اور غنی کر دیا ہے؟“

اس کے بعد یہ دونوں ہستیاں مکہ و مدینہ کے تاجروں کو خواب میں ملیں اور فرمایا: ”فلاں شخص جو دنیا سے رخصت کر گیا ہے، تم فلاں مقدار دینار اس کے مقروض ہو، کل یہ رقم اس کے وارث تک پہنچا دو، ورنہ ہلاک اور نابود ہو جاؤ گے، تمہاری نعمتیں ختم ہو جائیں گی اور تم اپنے رشتے داروں سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جدا ہو جاؤ گے“

جب صبح ہوئی تو ان میں ہر کسی نے اتنی مقدار میں دینار اٹھائے اور جا کر اس کو ادا کیے۔ اس طرح وہ شخص ہزار دینار کا مالک بن گیا۔ اسی طرح جہاں کہیں جس کے پاس بھی مرنے والے کی کوئی جائیداد وغیرہ تھی، یہ دونوں ہستیاں اس کے خواب میں گئیں اور فرمایا کہ یہ املاک اس شخص کے حوالے کرو۔ اس کے بعد رسول پاکؐ اور مولا مشکل کشا علیؑ اس ایثار گر شخص کے خواب میں آئے اور فرمایا:

”تم نے اللہ تعالیٰ کے اس احسان کو کیسے محسوس کیا ہے؟ ہم نے حکم دیا کہ مرحوم کے مصر میں جتنے اموال تھے سب حاکم وقت کی تحویل میں دے دیئے جائیں، کیا تم چاہتے ہو کہ مصر میں جو کچھ ہے، حاکم شہر اسے بیچ کر اس کی رقم تیرے پاس بھیج دیں تاکہ اس کے عوض مدینہ میں کچھ خرید سکو“ اس نے کہا: ”ہاں میں ایسا کرنا چاہتا ہوں۔“

حضرت محمدؐ اور حضرت علیؑ علیہ السلام حاکم مصر کے خواب میں آئے اور حکم دیا کہ فلاں شخص کے اموال بیچ کر پیسے فلاں شخص کے پاس بھیج دو، جب اس نے انہیں بیچا تو وہ تین لاکھ دینار کی مالیت میں فروخت ہوا، حاکم مصر نے وہ ساری رقم مدینہ میں اس شخص کے پاس بھیج دی پس وہ مدینہ کا ثروت مند ترین شخص بن گیا تھا۔ اس کے بعد رسول خداؐ اس کے خواب میں آئے اور فرمایا:

یا عبد اللہ هذا جزاؤك في الدنيا على ايثار قرابتی علی

حضرت موسیٰ کی اُمت محمدیہ
(۵۷-۷۷۳)
حضرت امام رضا علیہ السلام کی اُمت محمدیہ کا دیکھنا اور
ان کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور
انہیں کرتے ہو جب تک
انہیں کہ اگر کوئی شخص

(۱۵۱)

یہ اسلام نے فرمایا:

- ان کہ مجھے بندوں کی باتیں سننے کی اجازت مرحمت

- ان نے اس کی درخواست منظور فرمائی۔

یہ فرشتہ روز قیامت تک کھڑا رہے گا اور جو مومن بھی کہے گا ”صلی اللہ علی محمد و اہل بیتہ وسلم“ محمد اور اس کے اہل بیت پر خدا کا درود و سلام ہو تو وہ فرشتہ رسول خدا کے حضور پیغام لے کر حاضر ہوگا اور کہے گا:

”اے رسول خدا! فلاں شخص نے آپ پر درود بھیجا ہے“

رسول خدا فرمائیں گے: ”اس پر بھی سلام ہو“ (بحار الانوار جلد ۱۰۰، صفحہ ۱۸۱)

قبر رسول پر صلصال فرشتے کی ڈیوٹی

(۶۲-۷۷۹) محدث متبر جناب سید نعمت اللہ جزائری کتاب ”انوار

العمانیہ“ میں لکھتے ہیں ابو سعید اپنی کتاب ”الوفالشراف المصطفیٰ“

میں حضرت علی علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: رسول خدا

فرماتے ہیں:

اکثر و اعلیٰ الصلوٰۃ ”میرے اوپر زیادہ درود و سلام بھیجو“

میں نے عرض کیا:

”جب آپ ہم سے جدا ہو جائیں گے تو کیا درود آپ تک پہنچے گا؟“
آپ نے فرمایا: ”ہاں! یا علی! اللہ تعالیٰ نے میری قبر پر صلصال نامی فرشتے
کی ڈیوٹی لگائی ہے، جو ایک مرغ کی شکل میں ہے، اس کی قلنجی عرش الہی
کے نیچے اور اوپر پاؤں ساتویں آسمان تک ہیں اس کے تین پر ہیں، جب وہ
انہیں پھیلاتا ہے تو ایک مشرق دوسرا مغرب اور تیسرا زمین پر پھیل جاتا ہے،
جب بندہ کہتا ہے:

اللہم صل علی محمد و آل محمد کما صلیت و بارکت و

ترخمت علی ابراہیم و آل ابراہیم انک حمید مجید۔

”اے میرے معبود! محمد اور ان کی آل پر اس طرح سے درود بھیج جس

طرح سے ابراہیم اور آل محمد پر درود بھیجا ہے اور انہیں برکت دے اور

رحم کر کیونکہ تو حمید بھی ہے اور مجید بھی“

وہ فرشتہ اس درود کو اپنے پروں پر ایسے اٹھائے گا جیسے پرندہ زمین سے

دانے چکاتا ہے، اس کے بعد اپنے پر میری قبر پر پھیلاتے ہوئے کہے گا:

اے محمد فلاں ابن فلاں نے آپ پر درود بھیجا ہے۔

پس یہ صلوات کتاب نور میں مشک کی خوشبو سے لکھی جائے گی اور اس کے

لیے بیس ہزار (۲۰۰۰۰) نیکیاں لکھی جائیں گی اور بیس ہزار (۲۰۰۰۰) گناہ

محو کر دیے جائیں گے اور بہشت میں اس کے لیے بیس ہزار درخت

لگائیں جائیں گے“ (الانوار العمانیہ، جلد ۱ صفحہ ۱۳۲)

اُمت کے لیے رسول خدا کی دعا

(۶۳-۷۸۰) جناب شیخ صدوق قدس سرہ کتاب ”خصال“ میں لکھتے ہیں: انس

بن مالک کہتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا:

قربتك ولأعطيتك في الآخرة بكل حبة من هذا المال في الجنة الف قصر، اصغرها أكبر من الدنيا، مغرز كل إبرة منها خير من الدنيا وما فيها۔

”اے عبد خدا! یہ صرف دنیا میں اس امیر و قربانی کی پاداش ہے جو تو نے اپنے رشتہ داروں کی میرے قرابت داروں پر کی ہے، البتہ آخرت میں اس مال کے ہر دانہ کے عوض تمہیں بہشت میں ایک ہزار محل عطا کیا جائے گا، ان میں سب سے چھوٹا محل اس دنیا سے بہت بڑا ہوگا“

(تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام صفحہ ۳۲۷)



دوسرا حصہ

گزشتہ پیغمبروں کے پیشوا، پاکیزہ رہبروں کے
پدر بزرگوار موحدین کے آقا و سردار، برادر رسول پروردگار جہان

امیر المؤمنین علی

بن ابی طالب صلوات اللہ علیہ وآلہ الطاہرین
کے بحر بیکراں فضائل سے ایک

قطرہ

”اے عمار! دروازے کے پیچھے جو کوئی بھی ہے اسے اندر لے آؤ“

عمار کہتے ہیں کہ میں باہر گیا تو میں نے دروازے کے پیچھے ایک عورت دیکھی، جو اونٹ کے کجاوے میں بیٹھی گریہ و فریاد کر رہی ہے اور کہہ رہی ہے۔

اے بے سہاروں کی فریاد سننے والے! اے تلاش کرنے والوں کے بجاوادی! اے رغبت رکھنے والوں کے خزانہ! اے صاحب طاقت! اے اسیروں کو آزاد کرنے والے! اے بوڑھوں پر مہربانی کرنے والے! اے بچوں کو رزق دینے والے! اے بے سہاروں کے سہارا! اے بے یار و مددگاروں کے مددگار! اے بے پناہوں کی پناہ گاہ! اے تہی دستوں کے ذخیرہ! اے بے محافظوں کے محافظ! اے کمزوروں کے مددگار! اے فقیروں کے گنچینے! میں آپ کی طرف آئی ہوں اور آپ سے متوسل ہوتی ہوں کہ مجھے کامیاب فرما، مشکل کام میں میری گرہ کشائی فرما اور میرے غم و اندوہ کو دور فرما۔

عمار کہتے ہیں! اس محترمہ کے ارد گرد ایک ہزار نو جوان اپنی اپنی تلواریں نیام سے کھینچ کر کھڑے تھے، بعض لوگ اس کے حامی تھے اور بعض مخالفین۔

میں نے ان لوگوں کی طرف منہ کر کے کہا: تم سب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی بات سنو، علم نبوت کے وارث کی بات سنو وہ عورت اونٹ سے نیچے اتری، اس کے ارد گرد والے بھی اپنے گھوڑوں سے نیچے اترے اور مسجد میں داخل ہو گئے۔

وہ عورت امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے سامنے کھڑی ہو کر کہتی ہے! اے علی! میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں، میری وہ مشکل دور کر جس کی وجہ سے میں غم و اندوہ میں مبتلا ہوں، کیونکہ صرف آپ ہی کی ذات گرامی ایسا کر سکتی ہے۔

اس دوران حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

”اے عمار! کوفہ کے لوگوں کے درمیان اعلان کر دو کہ آج مسجد کوفہ میں

آئیں اور امیر المومنین کی قضاوت کا مشاہدہ کریں“

مولانا علی کا عجیب و غریب فیصلہ

(۱۸۱۸) مشہور و معروف کتاب ”الرضیۃ فی الفعائل“ میں مذکور ہے کہ جناب عمار یاسر اور زید بن ارقم کہتے ہیں کہ بروز پیر صفر کی انیس تاریخ تھی، ہم امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب کی خدمت میں حاضر تھے۔ اچانک ایک بلند آواز ہمارے کانوں میں پڑی کہ مجسمہ عدل و انصاف حضرت علی علیہ السلام مستقضات پر تشریف فرما ہیں۔ مجھے مخاطب کر کے فرماتے ہیں:

یا عمار! اتنی بذی الفقار۔

”اے عمار! شمشیر ذوالفقار لے آؤ“

ذوالفقار کا وزن 7۸2۱3 من کی تھا۔

میں نے جب حضرت کی شمشیر ان کی خدمت میں حاضر کی، آپ نے اسے نیام سے نکال کر زانو پر رکھا اور فرمایا:

یا عمار! هذا یوم اکشف فیہ لاهل الکوفہ جمیعا الغمۃ

لیزداد المؤمن وفاقا و الخالف نفاقا۔

”اے عمار! آج میں کوفہ کا غم و اندوہ دور کروں گا اور ایسا کام انجام دوں گا جو

مومنین کے درمیان اتفاق اور مخالفین کے درمیان نفاق کا موجب بنے گا“

اس کے بعد فرمایا:

عمار کہتے ہیں میں نے کوفہ کے لوگوں کے درمیان اعلان کر دیا کہ اے لوگو! تم میں سے جو کوئی بھی اس چیز کا مشاہدہ کرنا چاہتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے برادر رسول حضرت علی علیہ السلام کو عطا کی ہے تو وہ مسجد کوفہ میں پہنچ جائے۔

لوگ جوق در جوق مسجد کوفہ کی طرف چلے آئے، مسجد لوگوں سے بھر گئی اس وقت وصی رسول حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

”وہ لوگ جو شام سے یہاں آئے ہیں اپنی مشکل بیان کریں“

اس دوران ایک بوڑھا شخص کھڑا ہوا، جس نے بردہ یعنی اور حلقہ عدنی زینب تن کیا اور سر پر عمامہ رکھا ہوا تھا وہ کہتا ہے:

سلام ہو آپ پر اے گنج فقیراں، اے بے پناہوں کی پناہ گاہ! اے میرے مولا و آقا! آپ کی یہ کنیز جو آپ کی خدمت میں حاضر ہے یہ میری بیٹی ہے، اس نے ابھی تک شوہر نہیں کیا، لیکن حاملہ ہو گئی ہے، اس نے میرے خاندان میں میری عزت خاک میں ملا دی ہے، میں اپنے خاندان میں دلیری، بہادری، سبط، کمال اور عقل مند ہونے کے اعتبار سے معروف و مشہور ہوں۔ میں ”فلین بن عفریس“ اس غضبناک شیر کی مانند ہوں، جس کا غصہ ٹھنڈا نہیں ہوتا، ہمسائے کبھی بھی مجھ پر غالب نہیں آئے۔ عرب دنیا میں میری طرح کے دلیر، شجاع اور بڑھ چڑھ کر حملہ کرنے والے لوگ بہت کم ہیں۔

اس کے باوجود اے علی! میں اس مشکل میں حیران و سرگردان ہوں، میری اس مشکل کو حل فرمائیں اور میرے غم و اندوہ کو دور کریں، آپ اس امت کے امام و رہبر ہیں۔ میں بہت بڑی مشکل میں پھنس چکا ہوں، آج تک اتنی بڑی مشکل سے میرا واسطہ نہیں پڑا ہے۔

امیر المومنین علی علیہ السلام نے اس لڑکی سے فرمایا:

”اے لڑکی! تمہارے باپ نے جو کچھ کہا ہے، اس بارے میں تمہارا کیا

خیال ہے؟“

اس نے کہا کہ میرے والد نے جو فرمایا ہے کہ میں دو شیئہ ہوں بالکل ٹھیک فرمایا ہے، لیکن یہ جو کہا کہ میں حاملہ ہوں، خدا کی قسم میں ہرگز خیانت کی مرتکب نہیں ہوئی ہوں۔

اے امیر المومنین! آپ رسول خدا کے جانشین اور وصی ہیں، آپ سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے، آپ کے علم میں ہے کہ میں جھوٹ نہیں بول رہی ہوں۔ اے ان مشکلوں کے مشکل کشا جو غم و اندوہ کا موجب بنتی ہے میری مشکل حل فرمائیں اور مجھے غم و اندوہ سے نجات دلائیں۔ اس وقت امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام منبر پر تشریف لے گئے اور بلند آواز سے تکبیر کہتے ہوئے فرمایا:

”اللہ اکبر، اللہ اکبر“ اور آپ کے درج ذیل آیہ شریفہ کی تلاوت فرمائی۔

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَّقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا۔ (سورہ اسراء آیہ ۸۱)

”حق آیا اور باطل نابود ہو گیا، بے شک باطل نابود ہونے والا ہے“

اس کے بعد فرمایا:

”یہ فیصلہ میرے اوپر ڈالا گیا ہے“

آپ نے حکم دیا کہ شہر کوفہ سے دائی کو بلایا جائے۔

دائی بنام خولاء (لبنا) کو حاضر کیا گیا، حضرت نے اس سے فرمایا:

”اپنے اور لوگوں کے درمیان ایک پردہ حائل کرو اور اس لڑکی کو دیکھو کہ

حاملہ ہے یا نہیں؟“

اس دائی نے آپ کے حکم پر عمل کیا اسے دیکھنے کے بعد کہتی ہے یہ لڑکی کنواری

ہے لیکن حاملہ ہے۔

حضرت علی علیہ السلام اپنا رخ انور لوگوں کی طرف کر کے فرماتے ہیں:

يا اهل الكوفة! اين الائمة الذيين ادعوا منزلتي اين من

يدعى في نفسه انه له مقام الحق فيكشف هذه الغمة۔

”اے اہل کوفہ! کہاں ہے وہ رہبر و رہنما جو میرے مقام وہ منزلت کا دعویٰ کرتے ہیں؟ کہاں ہے وہ جو اس مقام کا دعویٰ کرتے ہیں تاکہ وہ آکر اس مشکل مسئلہ کو حل کریں؟“

عمر بن حریت مسخرہ کرتے ہوئے کہتا ہے:

”اے فرزند ابوطالب! یہ مسئلہ فقط آپ ہی حل کر سکتے ہیں، آج آپ کی امامت ہمارے لیے ثابت ہو جائے گی“

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے لڑکی کے باپ کی طرف اپنا رخ انور کرتے ہوئے فرمایا:

”ای ابا الغضب! کیا تم شہر دمشق کے رہنے والے نہیں ہو؟“

اس نے کہا: ”ہاں یا امیر المومنین“

”کیا تمہارے گاؤں کا نام ”اسعار“ نہیں ہے؟“

اس نے کہا: ”ہاں امیر المومنین“

آپ نے فرمایا: کیا آپ میں سے کوئی ایسا شخص ہے، جو اس وقت برف کا ایک ٹکڑا لے آئے؟ اس نے کہا کہ ہمارے شہر میں برف تو بہت ہے لیکن اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر کرنے سے قاصر ہوں۔

آپ نے فرمایا:

”ہمارے اور تمہارے شہر کے درمیان فاصلہ ساڑھے سات سو میل ہے“

اس نے کہا: ”ہاں میرے مولیٰ اتنا ہی فاصلہ ہے“

آپ نے فرمایا:

ایہا الناس! انظروالی ما اعطی اللہ علیہا من العلم النبوی

الذی اودعه اللہ ورسوله من العلم الربانی -

”اے لوگو! اس چیز کی طرف نگاہ کرو کہ اللہ تعالیٰ نے جو علم نبوی علی کو عطا فرمایا ہے یہ وہی علم ربانی ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے علی کو ودیعت کیا ہے“

عمار کہتا ہے: مولیٰ الموحدین امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے کوفہ شہر کی جامع مسجد کے منبر پر بیٹھ کر اپنا ہاتھ دراز کیا اور برف کا ایک ٹکڑا حاضر کیا، درحالیہ کہ اس ٹکڑے سے پانی کے قطرے گر رہے تھے۔ اس دوران لوگوں نے ایسا نعرہ بلند کیا، جو پوری مسجد میں گونج اٹھا، حضرت نے اپنا رخ انور لوگوں کی طرف کرتے ہوئے فرمایا:

اسکتوا! ولوشنت اتیت بجبالہ۔

”خاموش ہو جاؤ! اگر تم چاہو تو برف کا پہاڑ حاضر کر سکتا ہوں“

اس کے بعد آپ نے کوفہ کی دائی سے فرمایا کہ برف کا یہ ٹکڑا لے لو اور مسجد سے باہر چلی جاؤ اس لڑکی کو ایک طشت میں بٹھا کر برف کا یہ ٹکڑا اس کے رحم کے نزدیک رکھ دو، اس کے رحم سے ایک جو تک نکلے گی، اس کا وزن ستاون (۵۷) مثقال و دو اناق یعنی درہم کا چھٹا حصہ ہوگا۔

اس دائی نے برف کا ٹکڑا لیا اور اس لڑکی کو اپنے ہمراہ لے کر مسجد سے باہر نکل گئی اور حضرت نے جیسے فرمایا تھا اس پر عمل کیا، اچانک ایک بہت بڑی جو تک طشت میں گر گئی، اس کا وزن کیا گیا تو وہی نکلا جو حضرت نے فرمایا تھا۔

وہ دائی اس لڑکی کے ہمراہ مسجد میں آئی، اور وہ جو تک حضرت کے سامنے رکھ دی۔

حضرت نے فرمایا: ”کیا تم نے اس کا وزن کیا ہے؟“

اس نے کہا:

”میرے آقا میں نے اس کا وزن کیا ہے جو ستاون (۵۷) مثقال اور دو

اناق ہوا ہے“

میرے مولیٰ امیر المؤمنین علیؑ علیہ السلام نے اسے دیکھنے کے لیے سر بلند نہیں کیا۔ جب تمام لوگ سکون و آرام سے بیٹھ گئے تو اس شخص نے شمشیر برندہ کی مانند زبان کھولی اور کہا: آپ میں سے وہ کون ہے جو شجاعت کے لیے منتخب ہو چکا ہے، جس نے فضل و کمال کا تاج سر پر رکھا ہوا ہے اور قناعت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا ہوا ہے؟ آپ میں سے کون ہے جو حرم خدا میں متولد ہوا اور بہترین اخلاق و صفات کا مالک ہے؟ آپ میں سے وہ کون ہے جس کے سر پر بال کم ہیں جو جنگجو پہلوان، دشمنوں کے لیے زمین ٹھک کرنے والا اور قصاص لینے والا ہے؟

آپ میں سے وہ کون ہے جو خاندان ابوطالب کا چشم و چراغ ہے؟ آپ میں سے کون ہے جس نے حضرت محمدؐ کی ہر موڑ پر مدد فرمائی ہے اور اس کی حکومت و سلطنت کو محکم اور ان کی شان و عزت کو بلند و بالا کیا ہے؟

آپ میں سے وہ کون ہے جو دو عمروں کا قاتل اور دو کوا سیر کرنے والا ہے؟ جناب میثم بن تمار کہتے ہیں، جناب امیر المؤمنین حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا: ”اے سعد بن فضل بن ربیع بن مدرکہ بن طیب بن اشعث بن ابی سعید بن اہل بن فزارہ بن عدیل بن عمرو بنی!“

اس نے کہا: ”لیک یا علی!“

امیر المؤمنین نے فرمایا:

مس ان بذالك فأنا كنز ملهوف ، وأنا اموصوف بالمعروف
أنا الذي قرعني الصم الصلاب وهطل بامري السحاب ،
وأنا المبعوث بالكتاب ، أنا الطور والا سباب ، أنا ”ق“
والقرآن أنالنبأ العظيم۔ انا الصراط المستقيم أنا البارح ، انا
العسوس أنا القلمس والعفوس ، أنا المد اعس ، أنا ذوالنبوة

امیر المؤمنین حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا: ”ہاں“ اور درج ذیل آیت کریمہ تلاوت فرمائی:

وَأِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكُنْى بِنَا حَاسِبِينَ۔

(سورہ انبیاء آیہ ۲۷)

”اگر خردل کے دانے کے برابر (نیکی یا بدی) کی ہوگی تو ہم اسے حاضر کریں گے اور کافی ہے کہ میں حساب کرنے والا ہوں“

اس کے بعد فرمایا: ”اے ابوالغضب! تمہاری لڑکی نے زنا نہیں کیا ہے بلکہ یہ دس سال کی عمر میں تھی کہ پانی میں گھسی تھی جہاں سے یہ جو تک اس کے شکم میں چلی گئی اور اس وقت سے لے کر آج تک اس کے پیٹ میں بڑھتی رہی ہے“

اس دوران لڑکی کا باپ کھڑا ہو گیا اور کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ جانتے ہیں رسولوں میں کیا ہوتا ہے۔ (فضائل ابن شاذان، صفحہ ۱۵۵، نوادر المعجزات صفحہ ۲۶، بحار الانوار جلد ۳۰ صفحہ ۳۳۳) مولف کہتا ہے: جناب بحرانی نے مذکورہ روایت سید مرتضیٰ سے کچھ تفاوت کے ساتھ نقل فرمائی ہے۔ (عیون المعجزات صفحہ ۲۱، مدنیۃ المعاجز جلد ۲ صفحہ ۵۳)

حضرت علیؑ نے باذن اللہ مردہ کو زندہ کیا

(۲۸۱۹) مناقب شیعہ میں مذکور ہے:

امیر المؤمنین علیؑ کے باوقار دوست میثم تمار کہتے ہیں: میں اپنے آقا و مولیٰ امیر المؤمنین علیؑ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا، جبکہ وہاں پر بہت سے لوگ بھی حضرت کے ارد گرد موجود تھے، اچانک ایک لمبا ترنگ شخص سلام کیے بغیر وارد ہوا جس نے خاکی رنگ کی تبا پہنی ہوئی تھی اور زرد رنگ کا عمامہ سر پر رکھا ہوا تھا، جبکہ دو برہنہ تلواریں سے مسلح تھا۔

وہاں پر موجود لوگوں نے گردنیں اٹھا اٹھا کر اس کی طرف دیکھنا شروع کیا، لیکن

والسبطوہ، انا لعلم، انا لحلم، انا الحفیظ، انا الرفیع،
وبفضلی نطق کل کتاب وبعلمی شہدوا ذوو الالباب، انا
علیٰ اخو رسول اللہ، ذوج ابته و ابو نبیہ۔
”آپ جو سوال کرنا چاہتے ہو کرو، کیونکہ میں ختم نہ ہونے والا نژاد ہوں،
میں اچھائی اور نیکی کے ساتھ موصوف ہوں، میں وہ ہوں جس کی وجہ سے
سر سخت زمین قائم ہے اور میرے حکم سے بارش برتی ہے، میں وہ ہوں
جس کی توصیف ہر کتاب میں بیان کی گئی ہے، میں طور اور اسباب ہوں،
میں ”ق“ اور قرآن مجید ہوں، میں ایک نبا یعنی عظیم خیر ہوں، میں سیدھا
راستہ ہوں، میں صاحب کمال ہوں، میں ہوں شکار کی تلاش میں، سرور
بزرگوار میں ہوں، بہادر اور جنگ جو میں ہوں، صاحب نبوت و سطوت
میں ہوں، دانائی و عقل میرے پاس ہے، صابر میں ہوں، حفاظت کرنے
والا میں ہوں، بلند مرتبہ کا مالک میں ہوں میرے فضل کی وجہ سے ہر
کتاب گویا ہے اور میرے علم کی وجہ سے تمام صاحب عقل و خرد لوگ گواہی
دیتے ہیں، میں علی ہوں، رسول خدا کا بھائی ہوں، ان کی بیٹی کا شوہر ہوں
اور ان کے بچوں کا باپ میں ہوں۔

اس دوران اس عرب نے کہا: ہمیں معلوم ہے کہ آپ زمین پر مردوں کو زندہ
کرتے اور زندوں کو مارتے ہیں لوگوں کو فقیر، عینی اور ان کی حاجت روائی فرماتے ہیں۔

مولا مشکل کشا حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: اپنی مشکل بیان کرو۔

اس نے کہا: میں قبیلہ ”عقیقہ“ کے ساٹھ ہزار افراد کا نمائندہ ہوں، کچھ عرصہ قبل
ایک شخص مر گیا تھا، اب وہ لوگ اس کی موت کے سبب کے بارے میں اختلاف کا شکار ہیں
ان لوگوں نے اس کا جسد میرے ہمراہ بھیجا ہے، جو اس وقت مسجد کے دروازے پر ہے، اگر

آپ اس کو زندہ کر دیں گے تو ہم سمجھ لیں گے کہ آپ اپنے دعویٰ میں سچا ہونے کے علاوہ
شریف و نجیب بھی ہیں، اس پر یقین کر لیں گے کہ آپ زمین پر حجت خدا ہیں اور اگر آپ
اس زندہ نہ کر سکتے تو میں اسے قبیلہ کی طرف واپس لے جاؤں گا اور یہ سمجھوں گا کہ آپ اپنے
وعدہ میں سچے نہیں ہیں اور اس چیز کا دعویٰ کرتے ہو، جسے انجام نہیں دے سکتے۔
امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے اپنا رخ انور میثم تمار کی طرف کرتے
ہوئے فرمایا:

”اے ابا جعفر! گھوڑے پر سوار ہو جاؤ اور کوفہ کی گلی و کوچوں میں با آواز
بلند ندا کرو:“

من اراد ان ينظر الی ما اعطاه الله علیاً انا رسول الله وبعلي
فاطمة الزهراء علیہا السلام فی الفضل والعلم فليخرج الی
النجف غداً۔

”جو کوئی بھی اس فضیلت و برتری کا مشاہدہ کرنا چاہتا ہے، جو اللہ تعالیٰ نے علیؑ

پر اور رسول اور شوہر بتول کو عطا کی ہے تو کل نجف کے صحرا میں چلا آئے“

جس وقت جناب میثم اپنی ڈیوٹی انجام دے کر واپس آئے تو امیر المومنین علی علیہ

السلام نے ان سے کہا کہ اس عرب کو اپنا مہمان بنا لیں۔

میثم تمار کہتے ہیں: میں نے اسے اس تابوت کے ہمراہ جو اس کے ساتھ تھا اپنے

گھر لے گیا اور اس کی خدمت و مدارت کی۔

اگلے روز صبح جب حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نماز صبح پڑھ کر صحرائے نجف

کی طرف روانہ ہوئے تو میں بھی ان کے ہمراہ تھا، کوفہ میں نیک و بد کوئی بھی باقی نہیں رہا،

تمام کے تمام صحرائے نجف کی طرف چلے آئے۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

کے درود و سلام ہوں اور ان کے وسیلہ سے خداوند متعال سے ایسی زبان مانگی ہے جو اس کی حمد و ثناء کرے، ایسا دل مانگا ہے جو اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرے اور ایسے بدن کی التماس کی ہے جو مشکلات و مصائب پر صبر کرنے والا ہو، اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمائی ہے اور جو کچھ میں نے مانگا ہے وہ کچھ مجھے عطا کیا ہے، یہ مقام و مرتبہ، اس دنیا کی بادشاہت اور آرائش و آسائش سے لاکھوں درجے بہتر ہے۔ (عدة الداعی، صفحہ ۱۵۱)

فرشتے کو باتیں سننے کی اجازت

(۶۱-۷۷۸) جابر کہتے ہیں: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

ایک فرشتے نے درخواست کی کہ مجھے بندوں کی باتیں سننے کی اجازت مرحمت فرمائی جائے، اللہ تعالیٰ نے اس کی درخواست منظور فرمائی۔

یہ فرشتہ روز قیامت تک کھڑا رہے گا اور جو مومن بھی کہے گا ”صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَاهْلِ بَيْتِهِ وَسَلَّمَ“ محمد اور اس کے اہل بیت پر خدا کا درود و سلام ہو تو وہ فرشتہ رسول خدا کے حضور پیغام لے کر حاضر ہوگا اور کہے گا:

”اے رسول خدا! فلاں شخص نے آپ پر درود بھیجا ہے“

رسول خدا فرمائیں گے: ”اس پر بھی سلام ہو“ (بحار الانوار جلد ۱۰۰، صفحہ ۱۸۱)

قبر رسول پر صلصال فرشتے کی ڈیوٹی

(۶۲-۷۷۹) محدث متبر جناب سید نعمت اللہ جزائری کتاب ”انوار

العمانیہ“ میں لکھتے ہیں ابوسعید اپنی کتاب ”الوفالشریف المصطفیٰ“

میں حضرت علی علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: رسول خدا فرماتے ہیں:

اکثر و اعلیٰ الصلوة ”میرے اوپر زیادہ درود و سلام بھیجو“

میں نے عرض کیا:

”جب آپ ہم سے جدا ہو جائیں گے تو کیا درود آپ تک پہنچے گا؟“

آپ نے فرمایا: ”ہاں! یا علی! اللہ تعالیٰ نے میری قبر پر صلصال نامی فرشتے کی ڈیوٹی لگائی ہے، جو ایک مرغ کی شکل میں ہے، اس کی قلنی عرش الہی کے نیچے اور اور پاؤں ساتویں آسمان تک ہیں اس کے تین پر ہیں، جب وہ انہیں پھیلاتا ہے تو ایک مشرق دوسرا مغرب اور تیسرا زمین پر پھیل جاتا ہے، جب بندہ کہتا ہے:

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَتَرَحَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيمَ وَآلِ اِبْرَاهِيمَ اِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ۔

”اے میرے معبود! محمد اور ان کی آل پر اس طرح سے درود بھیج جس طرح سے ابراہیم اور آل محمد پر درود بھیجا ہے اور انہیں برکت دے اور رحم کر کیونکہ تو حمید بھی ہے اور مجید بھی“

وہ فرشتہ اس درود کو اپنے پروں پر ایسے اٹھائے گا جیسے پرندہ زمین سے دانے چمکتا ہے، اس کے بعد اپنے پر میری قبر پر پھیلاتے ہوئے کہے گا: اے محمد فلاں ابن فلاں نے آپ پر درود بھیجا ہے۔

پس یہ صلوات کتاب نور میں مشک کی خوشبو سے لکھی جائے گی اور اس کے لیے بیس ہزار (۲۰۰۰۰) نیکیاں لکھی جائیں گی اور بیس ہزار (۲۰۰۰۰) گناہ محو کر دیے جائیں گے اور بہشت میں اس کے لیے بیس ہزار درخت لگائیں جائیں گے“ (الانوارالعمانیہ، جلد ۱ صفحہ ۱۳۲)

امت کے لیے رسول خدا کی دعا

(۶۳-۷۸۰) جناب شیخ صدوق قدس سرہ کتاب ”خصال“ میں لکھتے ہیں: انس

بن مالک کہتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا:

لکل نبی دعوة قد دعا بها وقد سأل سؤالا وقدأ خباث
دعوتی لشفلا امتی یوم القیامة۔

”ہر پیغمبر کی ایک مخصوص دعا ہے اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے اور اس کی بارگاہ میں اپنی حاجت پیش کرتا ہے، لیکن میں نے اپنی دعا روز قیامت اپنی کرامت کی شفاعت کے لیے ذخیرہ کر رکھی ہے۔

(انضال صفحہ ۲۹۱، بحار الانوار جلد ۸ صفحہ ۳۳)

گناہ گاروں کے لیے پیغمبر کی شفاعت

(۶۳-۷۸۱) جناب شیخ ابی علی بن شیخ طوسی کتاب ”امالی“ میں لکھتے ہیں کہ محمد

ابن ابراہیم کہتے ہیں:

ابونواس حسن بن ہانی حالت احتضار میں تھے، ہم کچھ لوگ مل کر ان کی عیادت کے لیے گئے، عیسیٰ بن موسیٰ ہاشمی نے ان سے کہا:

”اے ابوعلی! آج آپ دنیا سے واپس جا رہے ہیں، آخرت میں یہ تمہارا پہلا دن ہوگا، آپ نے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں کچھ گناہ کیے ہیں ان سے توبہ کر لیں۔“

ابونواس کہتے ہیں: مجھے اٹھا کر بٹھا دیں۔ جب وہ اٹھ کر بیٹھ گئے تو کہتے ہیں: کیا تم مجھے خدا سے ڈرا رہے ہو؟ یہ سچ بات ہے کہ حماد بن سلمہ نے مجھے کہا تھا: عابت بنانی نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا کا فرمان ہے:

لکل بنی شفاعة وانا خباث شفاعتی لاهل الکباثر من امتی یوم القیامة
”روز قیامت شیعوں کا حساب کتاب محمد و آل محمد کے سپرد ہوگا

(۶۵-۷۸۲) شیخ صدوق کتاب عیون اخبار الرضا میں تحریر کرتے ہیں:

داؤد بن سلیمان، حضرت امام رضا علیہ السلام سے اور آپ اپنے اجداد سے اور

انہوں نے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: رسول خدا فرماتے ہیں:

اذا کان یوم القیامة ولینا حساب شیعتنا فمن کانت مظلمته فیما بینہ و بین اللہ عزوجل حکمنا فیہا فأجابنا ومن کانت مظلمته فیما بینہ و بین الناس استوا ہبنا ہا فوہبت لنا، ومن کانت مظلمته فیما بینہ، و بینا کنا احق من عفا و صفح۔

”روز قیامت ہمارے شیعوں کا حساب و کتاب ہمارے سپرد کیا جائے گا، خدا کی بارگاہ میں ان کا جو بھی گناہ ہوگا ہم اس کا فیصلہ کریں گے، اور ہم ان کا جو بھی فیصلہ کر دیں گے وہ قبول کیا جائے گا۔ اگر لوگوں کے ساتھ کوئی زیادتی کی ہے (یعنی حقوق العباد کا مسئلہ) ادا نہیں کیا یعنی اس کا گناہ ہمارے اور اس کے درمیان ہے تو ہم اس کو معاف کرنے کا سب سے زیادہ حق رکھتے ہیں اور بخش دیں گے“ (عیون اخبار الرضا جلد ۲ صفحہ ۵۸ تفسیر رہبان جلد ۲ صفحہ ۳۵۵)

سب سے پہلی مخلوق نور محمد ہے

(۶۶-۷۸۳) شہید ثانی کے استاد، ابو الحسن بکری اپنی کتاب ”الانوار“ میں لکھتے ہیں:

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام سے روایت نقل ہوئی ہے کہ آپ نے فرمایا:

”فقط خدا تھا اور کچھ نہ تھا، پس سب سے خدا تعالیٰ حضرت محمدؐ کی جنین مبارک کا نور خلق کیا، یہ چیز پانی، عرش، کرسی، آسمان، زمین، لوح، قلم، بہشت، دوزخ، فرشتے اور حضرت آدم و حوا علیہما السلام کی خلقت سے چار لاکھ چوبیس ہزار سال (۴۲۴۰۰۰) پہلے تھی“

خداوند متعال نے جب پاک پیغمبر محمد مصطفیٰؐ کا نور خلق فرمایا تو یہ نور ایک ہزار

سال بارگاہ الہی میں اس کی تسبیح و تقدیس کرتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے اس نور پر رحمت کی نظر کرتے

ہوئے فرمایا:

یا عبدی! انت المراد و المرید ، وانت خیرتی من خلقی ،
وعزتی و جلالی لولاک ما خلقت الافلاک ، من احبک احببتہ
و من ابغضک ابغضتہ

”اے میرے بندے! آپ ہی میرے مرید یعنی اطاعت گزار اور مراد
یعنی مقصود و مطلوب ہیں، آپ ہی میری مخلوق سے برگزیدہ ہیں، مجھے
میری عزت و جلالت کی قسم، اگر آپ نہ ہوتے تو افلاک کو پیدا نہ کرتا، جو
بھی آپ سے محبت کرتا ہے، میں بھی اس سے پیار کرتا ہوں، اور جو آپ
سے بغض رکھتا ہے میں بھی اسے دشمن سمجھتا ہوں۔“

نور محمدؑ سے بارہ حجابوں کی تخلیق

جب نور پیغمبرؑ چکا اور اس کی شعاعیں بلند ہوئیں، اللہ تعالیٰ نے اس نور سے

بارہ (۱۲) حجاب خلق کیے۔

پہلا حجاب قدرت اس کے بعد حجاب عظمت، اس کے بعد عزت پھر بیت، پھر
حجاب جبروت، اس کے بعد حجاب رحمت، اس کے بعد حجاب نبوت، پھر حجاب کبریاء، پھر
حجاب منزلت، پھر حجاب رفعت، پھر حجاب سعادت اور اس کے بعد حجاب شفاعت و کرامت
خلق فرمائے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے رسول خداؐ کے نور کو حجاب قدرت میں داخل ہونے
کا حکم دیا، جب آنحضرتؐ کا نور اس میں داخل ہوا تو کہہ رہا تھا ”سبحان اللہ العلیٰ الا
علیٰ“ بلند مرتبہ خدا پاک و منزہ ہے“ یہ نور بارہ ہزار (۱۲۰۰۰) سال اس حجاب میں رہا۔

اس کے بعد خداوند تعالیٰ نے حکم دیا کہ حجاب عظمت میں چلا جا، اس حجاب میں
داخل ہوتے وقت یہ کہہ رہا تھا ”سبحان عالم السرّ و الخفی“ پاک و منزہ ہے وہ خدا
ظاہر و باطن سے آگاہ ہے، یہ نور اس حجاب میں گیارہ ہزار سال (۱۱۰۰۰) رہا۔

اس کے بعد حجاب عزت میں داخل ہوا تو یہ کہا ”سبحان الملک المنان“
پاک و منزہ ہے بخشنے والا بادشاہ، یہ نور دس ہزار (۱۰۰۰۰) سال اس حجاب میں رہا۔
اس کے بعد حجاب بیت میں وارد ہوا تو یہ کہا ”سبحان من هو غنی
لا یفتقر“ ”پاک و پاکیزہ ہے وہ خدا جو غنی ہے اور کسی کا محتاج نہیں“ یہ نور نو ہزار (۹۰۰۰)
سال اس حجاب میں رہا۔

اس کے بعد حجاب جبروت میں داخل ہوا تو یہ کہہ رہا تھا سبحان الکریم الا
کرم ”منزہ ہے وہ خدا جو کریم اور بزرگوار ہے“ یہ نور آٹھ ہزار سال پردہ جبروت میں رہا۔
اس کے بعد حجاب رحمت میں داخل ہوا تو یہ کہہ رہا تھا سبحان رب العرش
العظیم ”عرش عظیم کا پروردگار پاک و منزہ ہے“ یہ نور سات ہزار سال اس حجاب میں رہا۔
پھر حجاب نبوت میں وارد ہوا تو یہ کہا سبحان رب العزّة عما یصفون
”تمہارا پروردگار اور عزت کا رب پاک و منزہ ہے اس سے جس کی توصیف کرنے والے
توصیف کرتے ہیں یہ نور چھ ہزار (۶۰۰۰) سال یہاں پر رہا۔

اس کے بعد حجاب کبریائی میں وارد ہوا، درحالیٰ کہ یہ کہا! سبحان اللہ العظیم
الاعظم ”پاک و منزہ ہے جو عظیم اور بزرگ تر ہے“ یہ نور پانچ ہزار سال یہاں پر رہا۔
پھر یہ نور حجاب منزلت میں داخل ہوا درہ الذلّہ یہ کہا! سبحان العظیم الکریم
پاک و منزہ ہے وہ خدا جو دانا و کریم ہے“ یہ نور چار ہزار (۴۰۰۰) سال ادھر رہا۔
اس کے بعد حجاب نفست میں داخل ہوا تو یہ کہا! سبحان ذی الملک و الملکوت
”پاک ہے وہ خدا جو صاحب ملک ملکوت ہے“ تین ہزار سال یہ نور اس حجاب میں رہا۔
پھر یہ نور حجاب سعادت میں داخل ہوا تو یہ کہا! سبحان من یزیل الاشیاء
ولا یزال ”پاک ہے وہ خدا جو ہر چیز کو ختم کر دے گا لیکن خود باقی ہے“ یہ نور دو ہزار سال
(۲۰۰۰) اس حجاب میں رہا۔

پھر یہ حجاب شفاعت میں داخل ہوا اور یہ کہا! سبحان اللہ العظیم وبحمدہ سبحان اللہ العظیم ”پاک ومنزہ ہے وہ خدا جو عظیم ہے اور ہم جس کی حمد و ثناء کرتے ہیں، پاک ومنزہ ہے وہ خدا جو عظیم ہے“ یہ نور ایک ہزار سال اس حجاب میں رہا۔

نور محمد سے نور کے بیس (۲۰) سمندر خلق کیے

امیر المؤمنین علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد کے نور سے بیس (۲۰) نور کے سمندر پیدا کیے، ہر سمندر میں ایسے علوم تھے، جن سے خدا کی ذات کے علاوہ کوئی بھی آگاہ نہیں“

پھر خداوند متعال نے حضرت محمد کے نور سے فرمایا:

”عزت کے سمندر میں داخل ہو جاؤ، پس وہ داخل ہو گئے“

پھر فرمایا: ”صبر کے سمندر میں داخل ہو جاؤ پس وہ داخل ہوئے“

پھر فرمایا: ”خضوع کے سمندر میں داخل ہو جاؤ“

اس کے بعد تواضع اس کے بعد رضاء و خوشنودی، اس کے بعد وفا، پھر حلم و بردباری کے سمندر میں داخل ہونے کا حکم پھر تقویٰ و پرہیزگاری پھر خشیت الہی، پھر توبہ اس کے بعد عمل، اس کے بعد اضافہ و افزونی، پھر ہدایت کے سمندر میں وارد ہونے کا حکم ہوا، اس کے بعد حفاظت اور پھر حیا کے سمندر میں داخل ہونے کا حکم ہوا۔ خلاصہ یہ ہے کہ نور محمد میں سمندروں میں داخل ہوا۔ رسول خدا کا نور جب آخری سمندر سے باہر نکلا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”اے میرے حبیب! اے پیغمبر کے آقا و سردار! اے میری سب سے پہلی

مخلوق! اور اے میرے آخری پیغمبر! تم روز محشر شفاعت کرنے والے ہو“

حبیب خدا کا نور سجدہ میں

جب یہ سنا تو اس وقت رسول خدا کا نور سجدہ ریز ہوا، جب سجدے سے سر اٹھایا تو ایک لاکھ چوبیس ہزار (۱۲۴۰۰۰) نور کے قطرے آپ کے بدن مبارک سے گرے، اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کے نور کے ہر قطرے سے پیغمبر پیدا کیے۔

جب تمام انوار کی تخلیق مکمل ہو گئی تو تمام انوار نے نور محمد کا اس طرح سے طواف کیا، جیسے لوگ مسجد الحرام میں خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں۔ یہ سب انوار اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس اور حمد و ثناء میں مصروف ہو گئے اور یہ کہتے:

سبحان من هو عالم لا یجہل ، سبحان من هو حلیم لا یعجل

، سبحان من هو غنی لا یفتقر۔

”پاک ومنزہ ہے وہ خدا جو عالم ہے جاہل نہیں، پاک ومنزہ ہے وہ خدا جو

برو باد ہے، اسے ہرگز کوئی جلدی نہیں، پاک ومنزہ ہے وہ جو بے نیاز ہے

وہ ہرگز کسی کا محتاج نہیں“

اس وقت اللہ تعالیٰ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: کیا مجھے جانتے ہو کہ

میں کون ہوں؟

حضرت محمد کے نور مقدس نے سب سے پہلے کہا:

انت اللہ الذی الا انت ، وحدك لا شریك لك رب الارباب

وملك الملوك۔

”فرمایا! تو خدا ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، تو یکتا ہے تیرا کوئی شریک

نہیں اور تو ارباب کا پروردگار اور تمام بادشاہوں کا بادشاہ ہے“

اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آئی:

”تو میرا منتخب شدہ ہے، تو میرا حبیب ہے اور میری مخلوق میں سے سب

و نذیر و سراج منیر، و شفیع و حبيب -

”اے قلم! اگر وہ نہ ہوتے تو تمہیں پیدا نہ کرتا، اور نہ ہی اپنی مخلوق کو پیدا کرتا، یہ سب کچھ انہیں کی خاطر پیدا کیا ہے، وہ بشارت دینے والے، ڈرانے والے، روشن چراغ، شفاعت کرنے والے اور حبيب ہیں“
یہ وہ وقت تھا جب قلم نے یا محمدؐ کی شیریں کھل کھلائی اور کہا:

”اے رسول خدا! آپ پر سلام ہو“

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”تمہارے اوپر میرا سلام، رحمت اور برکت ہو، اسی وجہ سے سلام کہنا سنت ہے اور اس کا جواب دینا واجب ہو گیا ہے“
اس کے بعد اللہ تعالیٰ قلم سے فرماتا ہے:

”قضاء و قدر اور روز قیامت تک جو کچھ میں پیدا کروں گا اسے لکھ“

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو پیدا کیا کہ وہ روز محشر تک محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود و سلام بھیجتے رہیں اور ان کی امت کے لیے مغفرت طلب کرتے رہیں۔

بہشت کی تخلیق

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت محمدؐ کے نور سے بہشت کو خلق فرمایا اور اسے چار چیزوں سے مزین فرمایا (۱) تعظیم (۲) جلالت (۳) سخاوت (۴) امانت یہ چیزیں اولیاء کرام اور اطاعت گزار بندوں میں رکھی گئیں، پھر گوہر کے باقی ماندہ حصے پر نگاہ بیت ڈالی تا آخر حدیث مولف کہتا ہے یہ روایت مفصل اور طولانی ہے، ہم نے یہاں پر اپنی ضرورت کے مطابق ذکر کی ہے۔ (بخاری الانوار جلد ۱۵ صفحہ ۲۸، جلد ۵۷ صفحہ ۱۹۸)

محمدؐ و علیؑ کا نور نور خدا ہے

(۷۸۳-۷۷۷) کتاب کافی میں لکھتے ہیں: احمد بن علی کہتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

سے افضل ہے، تیری امت ساری امتوں سے بہترین امت ہے“

نور محمدؐ سے گوہر کی تخلیق

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے نور محمدؐ سے ایک گوہر خلق فرمایا اور اسے دو حصوں میں تقسیم کیا، پھر ایک حصے پر اپنی نگاہ بیت ڈالی تو وہ ٹنڈے بیٹھے پانی میں تبدیل ہو گیا، پھر دوسرے حصے پر نظر شفقت ڈالی تو اس سے عرش پیدا کیا، یہ عرش پانی پر قائم ہوا، نور عرش سے کرسی کو خلق کیا اور کرسی کے نور سے لوح پیدا کی، لوح سے نور قلم کو وجود بخشا اور قلم سے کہا:

”میری توحید و یکتائی کو لکھ“

قلم بے ہوش ہو گیا

قلم نے جب کلام الہی سنا تو ہزار سال بے ہوش رہا۔ جب ہوش میں آیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”لکھ“

قلم نے عرض کیا پروردگار کیا لکھوں؟ حکم ہوا لکھو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔
”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں“

جو نبی قلم نے حضرت محمدؐ کا نام سنا تو سجدے میں گر پڑا اور کہا:

سبحان الواحد القہار سبحان العظیم الاعظم۔

”پاک و منزہ ہے وہ جو یکتا و قہار ہے، پاک و منزہ ہے وہ جو عظیم و بزرگ تر ہے“

اس کے بعد قلم نے اپنا سر سجدہ سے اٹھایا اور لکھا:

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

اس کے بعد کہا: ”اے پروردگار! یہ محمدؐ کون ہیں جس کے نام کو اپنے نام

اور یاد کو اپنی یاد کے ساتھ متصل کیا ہوا؟“

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یا قلم! فلولاہ لما خلقتک ولا خلقت خلقی الا لاجلہ، فہو بشیر

”اے ابا جعفر! اس عرب کو اس میت کے ہمراہ لے آؤ جو اس کے ساتھ ہے“

جناب میثم کہتے ہیں: میں نے آنحضرت کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے دونوں کو صحرائے نجف میں حاضر کر دیا۔ امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ اپنا چہرہ مبارک لوگوں کی طرف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

یا اهل الكوفة! قولوا فينا ماترونه منا،
واروواعنا ماتسمعونه۔

”اے کوفہ کے رہنے والو! ہمارے بارے میں وہی کچھ کہو، جس چیز کا ہم سے مشاہدہ کرو اور جو کچھ ہم سے سنو وہ دوسروں تک پہنچاؤ“
اس کے بعد فرمایا:

”اے اعرابی! اپنے اونٹ کو، ٹھاؤ اور کچھ دوستوں کی مدد سے اپنے مردہ کو تابوت سے باہر نکالو“

جناب میثم عمار کہتے ہیں: اس عرب نے تابوت میں سے ایک زرد رنگ کا کپڑا نکال کر کھولا، اس کے نیچے سبز رنگ کا کپڑا تھا، اسے کھولا تو اس کے نیچے ایک موتیوں کا تھیلا تھا، جس کے درمیان ایک نوجوان تھا جس کے گیسو عورتوں کی طرح خوبصورت تھے، برادر رسول جناب علی علیہ السلام اس اعرابی سے پوچھتے ہیں:

”اس نوجوان کو مرے ہوئے کتنے دن گذر چکے ہیں؟“

اس نے کہا: ”اکتالیس دن ہو گئے ہیں۔“

آنحضرت نے پوچھا: ”اس کے مرنے کی کیا وجہ ہے؟“

اعرابی نے کہا: اس کا خاندان یہ چاہتا ہے کہ آپ اسے زندہ کریں، تاکہ یہ خود بتائے کہ اسے کس نے قتل کیا ہے، کیونکہ رات کو جب یہ سویا تھا تو صبح وسالم تھا، لیکن جب صبح اسے دیکھا تو اسے ایک کان سے دوسرے کان تک کاٹا ہوا تھا، آنحضرت نے فرمایا:

”اس کے خون کا بدلہ کون لینا چاہتا ہے؟“

اس نے کہا: اس کے پچاس رشتہ داروں نے آپس میں اتحاد کیا ہے کہ اس کے خون کا ضرور بر ضرور بدلہ لیں گے۔

اے برادر رسول خدا! شک و شبہ کو ختم کریں اور اس بات کو آشکار کریں کہ اسے کس نے قتل کیا ہے؟

آپ نے فرمایا:

”اسے اس کے چچا نے قتل کیا ہے، کیونکہ اس نے اپنی لڑکی کا اس کے ساتھ نکاح کیا اور اس نے اسے طلاق دے دی تھی، جبکہ کسی دوسری عورت سے نکاح کر لیا تھا، اس کے چچا نے حسد و کینہ کی وجہ سے اسے قتل کر دیا ہے“

اعرابی نے کہا: آپ کی یہ بات ہمارے لیے قانع کنندہ نہیں ہے، ہم چاہتے ہیں کہ یہ نوجوان خود گواہی دے کہ اسے کس نے قتل کیا ہے تاکہ ان کے درمیان میں سے فتنہ و فساد کی آگ ٹھنڈی ہو سکے۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام اٹھ کھڑے ہوئے۔ خدا کی حمد و ثناء اور پیغمبر خدا پر درود بھیجنے کے بعد فرماتے ہیں:

یا اهل الكوفة! ما بقرة بنی اسرائیل باجلّ عند الله تعالیٰ من
علیّٰ اخی رسول الله، انھا احی الله بها میت بعد سبعة ايام
”اے کوفہ کے رہنے والو! سچ بات تو یہ ہے کہ بنی اسرائیل کی گائے اللہ تعالیٰ
کے نزدیک علیؑ برادر رسولؐ سے زیادہ فضیلت نہیں رکھتی ہے۔ بے شک اللہ
تعالیٰ نے اس کے ذریعہ سے مردہ کو سات دن کے بعد زندہ کر دیا تھا“

اس کے بعد مردے کے نزدیک گئے اور فرمایا:

”بے شک بنی اسرائیل نے گائے کے گوشت کا ٹکڑا مردہ کو مارا تو وہ زندہ

معاویہ نے کہا: یہ دو ہزار تمہیں دیتا ہوں۔ پھر کہا: دوسرے دو ہزار سے کیا کرو گی؟
اروی نے کہا: ان دو ہزار دیناروں سے حارث بن عبدالمطلب کی اولاد میں جو
غریب، ہم کفو ہوں گے، ان کی باہم ازدواج کرواؤں گی۔

معاویہ نے کہا: وہ بھی تمہیں دیتا ہوں اور اب یہ بتاؤ کہ تیسرے دو ہزار دینار سے
کیا کرو گی؟

اروی نے کہا: مشکلات کے وقت انہیں خرچ کروں گی اور خانہ خدا کی زیارت
کے لیے جاؤں گی۔

معاویہ نے کہا: یہ بھی تمہیں دیتا ہوں

اس کے بعد معاویہ مزید کہتا ہے: خدا کی قسم اگر تمہارے چچا زاد علیؑ زندہ ہوتے تو
وہ تم پر کبھی بھی ایسی نیکی نہ کرتے۔

اروی نے کہا: تم نے سچ کہا ہے بے شک علیؑ امانت خدا کی حفاظت کرتے تھے
جبکہ تم ضائع کر رہے ہو اور خدا کے مال میں خیانت کر رہے ہو۔

اس کے بعد اروی نے معاویہ سے ناراض ہوتے ہوئے کہا کہ کیا تم علیؑ علیہ السلام
کے بارے میں منہ کھولتے ہو اللہ تعالیٰ تمہارا منہ توڑے اور تیری مشکل کو مشکل تر کرے۔

اس کے بعد اروی نے بلند آواز کے ساتھ آہ و فریاد بلند کی اور روتے ہوئے ابواسود
دولی کے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے (البتہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ اشعار اروی کے اپنے ہیں)۔

ألا یا عین و یحک اسعدینا
ألا فابکی امیر المؤمنینا
رؤفنا خیر من ركب المطایا
وجربها ومن ركب السفینا
ومن لبس النعال و من حفاها

ومن قرأ المثانی والمثینا
إذا استقبلت وجه ابی حسین
رأیت البدر راق الناظرینا

”آگاہ ہو جا! اے میری آنکھ! تیرے اوپر افسوس ہے، میرا ساتھ دو آگاہ
ہو جا اور امیر المؤمنین علیؑ علیہ السلام پر گریہ کر۔

ہم اس کے دکھ اور غم میں مبتلا ہیں جو مرکب پر سوار ہونے والوں میں سے
سب سے بہتر ہے اور اسے جولا نگاہ میں ڈراتا اور شتر بیابان پر سوار ہوتا
تھا۔ جس وقت تمہاری نگاہیں ابو حسینؑ کے چہرہ اقدس پر پڑیں تو گویا تم
نے ماہ کامل کو دیکھا، جو آنکھوں کو روشن کر دیتا ہے“

ألا فابلیغ معاویة بن حرب
فلاقرت عیولنا الشامتینا
أفی الشهر الحرام فجمعتمونا
بخیر الناس طراً اجمعینا
نعی بعد النبی فدتہ نفسی
ابو حسن وخیر صالحینا
کان الناس فقد واعلینا
نعام ضل فی بلاعرینا

”آگاہ ہو جا! اور معاویہ بن حرب تک پہنچا دو کہ غلط شامت کرنے والوں
کی آنکھیں کبھی بھی روشن نہیں ہوں گی۔

کیا تم نے ماہ حرام میں سب سے بہترین کی مصیبت میں ہمیں مبتلا کیا
ہے؟ قربان جاؤں اس پر جو پیغمبر اکرمؐ کے بعد دنیا سے رخصت ہوئے،
وہ ابوحسنؑ ہیں صالحین میں سب سے بہتر تھے۔

ان کی شہادت کی خبر لے کر مدینہ پہنچا، جونہی یہ شہر لوگوں یہ درد ناک خبر سنی تو پورے شہر سے نالہ و گریہ کی صدائیں بلند ہوئیں تو دوبارہ رسول خدا کی رحلت کا منظر زندہ ہو گیا لوگ جلدی جلدی حضرت عائشہ کے گھر پہنچے جب انہیں معلوم ہوا کہ یہ خبر حضرت عائشہ کو مل چکی ہے تو لوگ واپس لوٹ آئے۔

جب اگلے دن کی صبح ہوئی تو پتہ چلا کہ حضرت عائشہ رسول کی طرف کی طرف روانہ ہونے والی ہے۔ لوگ خبر ملتے ہی اس کے گھر گئے، وہ گریہ کرتے کرتے اس قدر لاغر اور کمزور ہو چکی تھی کہ اس میں لوگوں کے سوالات کے جوابات دینے کی سکت نہیں تھی، لوگوں نے اسے ارد گرد سے گھیرے میں لیا ہوا ہے، وہ اسی حال میں رسول خدا کی قبر اطہر پر آئی، وہاں پہنچ کر اس نے اپنے دونوں ہاتھ دروازے پر رکھے اور فریاد بلند کی:

”اے پیغمبروں کے آقا! آپ پر سلام ہو، اے شفاعت کرنے والوں کے سردار آپ پر سلام ہو، آپ پر سلام ہو اے سب سے بہترین مخلوق خدا! جو بدن پر پیرا بن اور ردا پہنتے تھے، بزرگ ترین ہستی جو طہین بہنتی تھی آپ اور آپ کے دونوں ساتھیوں پر سلام، خدا کی قسم میں سب سے بہترین شخص کی موت کی خبر لے کر آپ کے پاس آئی ہوں اور اس شخص پر گریہ وزاری کرتی ہوں جو سب سے زیادہ آپ کے نزدیک تھا، خدا کی قسم! آپ کے چچا زاد کے فضائل ہرگز فراموش نہیں ہو سکیں گے، خدا کی قسم! تیرا محبوب مرتضیٰ قتل ہو گیا ہے، خدا کی قسم! فاطمہ الزہراء علیہا السلام کا شوہر مارا گیا ہے، اے رسول خدا! اگر آپ کی قبر سے پتھر اٹھا لیا جائے تو آپ مجھے حیران و پریشان اور گریہ وزاری کرتے ہوئے دیکھیں گے“

اس کے بعد حضرت عائشہ نے کلمہ استرجاع ” اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِہِ رَاجِعُوْنَ “ پڑھا اس کے بعد حکم دیا کہ اس کے اور لوگوں کے درمیان پردہ لگا دیا جائے، اس کے بعد کہا:

گویا امیر المؤمنین علی علیہ السلام کی شہادت کے بعد لوگ ان رپائیوں کی طرح ہیں، جو اپنے شہر میں حیران و پریشان مارے مارے پھرتے ہیں“

فلا والله لا انسی علینا
وحسن صلوتہ فی الرکعینا
لقد علمت قریش حیث کانت
بانک خیرہم حسباً و دیناً
قلد یفرح معاویہ بن حرب
فان بقیۃ الخفاء فینا

”خدا کی قسم ہرگز علی علیہ السلام اور نماز گزاروں میں سے اس کی بہترین نماز کو کبھی نہیں بھول سکیں گے۔

(اے علی!) جب سے قریش نے اپنے آپ کو پہچان لیا تو اس وقت وہ سمجھ گئے کہ آپ خاندان اور دین کے اعتبار سے سب سے بہتر ہیں۔

بنا برائیں اے معاویہ بن حرب! تو زیادہ خوش نہ ہو، کیونکہ باقی خلفاء اور جانشین ہم میں سے ہیں“

راوی کہتا ہے یہ سن کر معاویہ نے گریہ کرنا شروع کیا اور کہا:

اے خالہ! خدا کی قسم! ابوالحسن ایسے ہی تھے، جیسے تم نے بیان کیا ہے، اس کے

بعد حکم دیا کہ اردی جو کچھ چاہتی ہے اسے دیا جائے۔

(”الاربعون حدیث“) شیخ متجب الدین صفحہ ۸۹، المستحب الطریقی، صفحہ ۷۶، بحار جلد ۳۲ صفحہ ۱۱۸)

(۸۳۳-۱۶) محمد بن سلیمان کہتے ہیں! میرے والد بزرگوار جنہوں نے رسول خدا

کے سب سے پہلے اصحاب کو دیکھا ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے ذر بن جیش سے سنا ہے کہ وہ کہتے ہیں: جس وقت امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کی شہادت واقع ہوئی، تو جب قاصد

”اے لوگو! تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ آپ لوگ کیوں یہاں اکٹھے ہو گئے

ہیں؟ تم لوگ کیا کہتے ہو؟“

لوگوں نے کہا: اے زوجہ رسول! حضرت امام علی بن ابی طالب کے بارے میں

آپ کا کیا نظریہ ہے؟

حضرت عائشہؓ نے کہا: ”اے لوگو! تم چاہتے ہو کہ علیؑ کے بارے میں کچھ کہوں۔ خدا کی قسم! وہ پیغمبروں کے آقا کا جانشین اور خاتم الانبیاء کا چچا زاد تھا، وہ پرہیز گاروں اور منتخب شدہ لوگوں کا پیشوا تھا، وہ زہراءؑ کا شوہر تھا اور دشمنوں کے سر پر چکتی ہوئی تلوار تھا، وہ نیکو کاروں کا امیر اور کفار کو قتل کرنے والا تھا، وہ اصحاب عشرہ مبشرہ میں سے ایک تھا، وہ جہاد اور سعی و کوشش کرنے والوں کا پیش رو تھا، وہ شب زندہ دار اور فکر کی کان تھا، وہ دین کو استوار کرنے والا اور مومنین کا مولا تھا، وہ کفر و شرک سے پاک اور ایمان سے مملو تھا، وہ عقل سلیم، دین خدا میں مضبوط اور حکم خدا کو برپا کرنے والا تھا“

”اے لوگو! بے شک میرے اور علیؑ کے درمیان بصرہ کے محلوں کی تاریک

راتوں میں مشکلات پیدا ہوئی تھیں، کاش وہ پلٹ آئے۔ آج تک کون

واپس آیا ہے؟“

نیند نے اسے سکون دیا ہے، میں شتر پر سوار ہو کر ٹیلوں کے پاس سے گذری۔ حتیٰ کہ لشکر کے درمیان پہنچ گئی، میں نے دوسرے ٹیلوں کے بعد اسے دیکھا کہ لمبے سفر کی تھکاوٹ بھی اس کے لیے شب زندہ داری سے مانع نہ ہوئی، میں اس کے نزدیک تر ہوئی، حتیٰ کہ میں اس کے برابر کھڑی ہو گئی، اس نے اپنا چہرہ خاک پر رکھا ہوا ہے اور گریہ کر رہا ہے،

اس عورت کی طرح بلند آواز سے گریہ کر رہا تھا جس کا کوئی جوان مر گیا ہو اور کہہ رہا تھا:

سجد لك وجہی ، وخضع لك قلبي ، واستسلم لامرك

نفسی ، فكيف المضرّ غداً من أليم غداك وشديد عقابك۔

”میرا چہرہ آپ کے لیے خاک پر ہے، میرا دل آپ کے لیے خاضع ہے،

میری جان آپ کے امر کے سامنے حاضر ہے، پس کل روز قیامت آپ

کے سخت عذاب اور شدید عقاب سے کس طرح فرار ممکن ہے۔؟

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں، میں اس کے نزدیک ہوئی اور اس کے برابر کھڑی ہو گئی

، میں نے اس کا سراپے دامن میں لیا اور اس کے رخسار سے خاک صاف کی، اس کے بعد

میں وہاں سے چلی گئی، حالانکہ میرے نزدیک وہ خدا کے بہترین بندوں میں سے تھا۔

زربن ہمیش کہتے ہیں: اس کے بعد حضرت عائشہؓ نے اپنے آپ کو رسول اکرمؐ

کی قبر پر گرا دیا اور نالہ و فریاد کرتے ہوئے کہا:

”اے ہدایت کے پیامبر! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، خدا کی

قسم! کل روز قیامت آپ کا پرچم اٹھانے والا قتل کر دیا گیا ہے“

اس کے بعد لوگوں کی طرف دیکھا، تمام کے تمام لوگ گریہ و زاری کر رہے ہیں،

ان سے کہا:

اے لوگو! زور سے گریہ کرو خدا کی قسم! آج گریہ و زاری کرنا بہت قدر و

قیمت ہے، آج محمد مصطفیٰؐ اور فاطمہ الزہراءؑ نے وفات پائی ہے“

جب دیکھا کہ لوگ آہ و بکاء میں مشغول ہیں تو اس نے ایک گہری سانس لی اور

خود کو رسول خداؐ کی قبر پر گرا دیا، خدا کی قسم میں نے خیال کیا کہ اس (عائشہؓ) کی روح پرواز

کر گئی ہے، پس قریش کی عورتیں اسے اس کے گھر لے گئیں، اس نے کہا:

عجبت لقوم يسألوني عن الذی

فضائله شهورة فی المشاهد

فجدد حزنی واستهلّت مدامعی

لوجهك یا من يرتجى للشدائد

”میں اس گروہ پر حیران ہوں جو مجھ سے اس کے بارے میں پوچھتا ہے جس کے فضائل مشہور و معروف ہیں پس حزن و غم تازہ ہو گیا ہے اور تیرے چہر پر اشک بہہ چلے، اے وہ کہ جس کی طرف سختیوں اور مشکلوں میں دست امید دراز کرتے ہیں۔ (الاربعون حدیث شیخ متجب الدین، صفحہ ۹۲)

(۸۳۴-۱۷) صاحب کتاب فرماتے ہیں: میں نے کتاب کی جلد اول کے صفحہ نمبر ۸۳۹ میں فضائل سادات کے بارے میں ایک حکایت نقل کی ہے، لیکن جلد اول ختم ہونے کے بعد حکایت بطور مفصل میسر آگئی ہے، اب یہاں پر تفصیل کے ساتھ بیان کرتا ہوں، امید ہے سودمند ہوگا۔

ابراہیم بن مہران کہتے ہیں: شہر کوفہ میں ہمارا ہمسایہ ایک سبزی فروش تھا، اس کی کنیت ابو جعفر تھی، وہ معاملات کرنے میں اچھا شخص تھا، جب بھی کوئی علوی اس سے کوئی چیز خریدنے کے لیے جاتا تو وہ سودا سلف دے دیتا اگر اس کے پاس پیسے ہوتے تو لے لیتا اور اگر نہیں ہوتے تو اپنے نوکر سے کہتا کہ اسے علی بن ابی طالب کے حساب میں لکھ دو۔

وہ ایک مدت تک اس طرح سے کرتا رہا، کچھ عرصہ گزرنے کے بعد اس کی اقتصادی حالات خراب ہو گئی اور وہ شخص فقیر ہو گیا، اس نے مجبور ہو کر دکان بند کر دی اور خانہ نشین ہو گیا وہ ہر روز حساب کی کاپی کی جانچ پڑتال کرتا رہا، اگر مقروض شخص زندہ ہوتا تو کسی کو اس کی طرف بھیجتا اور اپنے ادھار کا مطالبہ کرتا، اور جس کے بارے میں معلوم ہوتا کہ وہ دنیا سے جا چکا ہے تو اس کا نام کاٹ دیتا۔

ایک دن دروازے پر بیٹھا حساب والی کاپی کی بررسی کر رہا تھا کہ اچانک وہاں سے ایک ناہمی شخص گزرا، وہ مسخرا کرتے ہوئے کہتا ہے: اپنے سب سے بڑے مقروض علی کے ساتھ تم نے کیا سلوک کیا ہے؟

وہ دوکان دار اس ناہمی کی بات سن کر غمگین ہو گیا اور وہاں سے اٹھ کر اپنے گھر میں

چلا گیا، رات کے وقت سنا گیا، عالم خواب میں پیغمبر اکرمؐ کو دیکھتا ہے کہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسینؑ علیہما السلام ان کے ہمراہ چل رہے تھے۔ رسول خداؐ نے دونوں سے فرمایا: ”تمہارے پر بزرگوار کہاں ہیں؟“

امیر المؤمنین حضرت علیؑ علیہ السلام جو پیغمبر اکرمؐ کے عقب میں کھڑے تھے فرماتے ہیں: ”یا رسول اللہ میں یہاں پر ہوں“
رسول خداؐ نے فرمایا: ”اس شخص کا قرض کیوں ادا نہیں کرتے ہو؟“
حضرت نبیؐ نے عرض کی: ”اے رسول خدا! یہ تھیلا دنیا میں اس کا حق ہے لہذا وہ میرا ہمراہ ہے“

رسول خداؐ نے فرمایا: ”یہ تھیلا اس شخص کو دے دو“
ابو جعفر کہتا ہے: امیر المؤمنین حضرت علیؑ علیہ السلام نے پشم سے بنا ہوا ایک تھیلا مجھے دیا اور فرمایا کہ یہ تمہارا حق ہے، لہذا لے لو۔

رسول خداؐ نے میری طرف دیکھتے ہوئے فرمایا:
خذہ والاتم عنك من جاءك من ولده يطب من عندك والنض
لا یفقرو علیك بعد هذا الیوم۔

یہ تھیلا لے لو اور میری اولاد میں سے کوئی بھی تمہارے پاس سودا سلف لینے آئے تو اس کو دے دو آج کے بعد تم ہرگز فقیر اور نادار نہیں ہو گے۔
ابو جعفر کہتا ہے: جب میں خواب سے بیدار ہوا تو میرے ہاتھ میں ایک تھیلا تھا، میں نے اپنی بیوی کو آواز دی اور کہا کہ سوری ہو یا بیدا ہو؟

اس نے کہا: میں بیدار ہوں

میں نے کہا: چراغ جلاؤ

وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور اس نے کمرے میں چراغ جلایا، میں نے وہ تھیلا اسے دیا،

چائنا شروع کیے جیسے بلی تیلے کو چاٹتی ہے۔ حضرت اس کے قریب کھڑے ہو کر فرماتے ہیں:
”اس طرف کیا لینے آئے ہو؟“

میں نے اس کا صرف ہنہ سنا، لیکن اس کی کوئی بات میری سمجھ میں نہ آئی،
آنحضرت نے میری طرف دیکھتے ہوئے فرمایا:

”کیا تم جانتے ہو کہ اس نے کیا کہا ہے؟“

میں نے عرض کیا: میں نہیں سمجھ سکا۔

آپ نے فرمایا: وہ ابھی اسی رات قادیسیہ جا کر سنان بن وائل کو کھانے کی
مجھ سے اجازت مانگ رہا تھا اس درندے نے یہ بھی کہا کہ محمد و آل محمد علیہم
السلام کے دشمنوں پر مسلط ہوں۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب سنان وعدہ
خلائی کرتے ہوئے میرے خلاف جنگ کرنے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ امیر
المومنین علی علیہ السلام نے درندے سے فرمایا تم جاؤ اور اپنا کام انجام دو۔“

وہ درندہ وہاں سے چلا گیا، ہم نے رات وہاں پر ہی بسر کی اور امیر المومنین
حضرت علی علیہ السلام وہاں آ گئے۔ بعد میں قادیسیہ سے خبر ملی کہ گذشتہ رات درندہ سنان کو
چیر پھاڑ کر کھا گیا۔

حضرت علی علیہ السلام کے ہم سفر آپ کے ہمراہ قادیسیہ گئے اور اہل قادیسیہ کو درندے
کے ساتھ امیر المومنین علیہ السلام کی گفتگو سے مطلع کیا، یہ سارا واقعہ دیکھ کر میں بہت حیران ہوا۔
امیر المومنین حضرت علیؑ فرماتے ہیں:

مما تعجب ؟ هذا أعجب أم الشمس أم العين أم الكواكب ؟
فوالذي فلق الحبة ومرى النسمة لواجبت ان ارای الناس
مما علمنى رسول الله من الايات والمعجزات والعجائب
لكان يرجعون كلهم كفازا۔ (الحدیث)

اس نے دیکھا اس تھیلے میں ایک ہزار دینار ہیں۔

میری بیوی نے کہا: اے مرد! کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ تم فقیری سے تنگ آ کر کسی
تاجر کو دھوکہ دے کر یہ مال ہتھیالائے ہو؟

میں نے کہا: خدا کی قسم! ایسا نہیں ہے، لیکن واقعہ کچھ اس طرح سے ہے اس کے بعد
اپنی کتاب والی کا پی دیکھی حساب کیا تو اس میں علی ابن ابی طالب کے نام پر اتنی ہی رقم لکھی ہوئی
تھی، یعنی اس تھیلے میں تھی۔ (”الاربعون حدیث“ شیخ الدین صفحہ ۹۵ فضائل السادات صفحہ ۳۳۳)

(۱۸-۸۳۵) کسی اہل سنت کی کتاب ”الاربعین“ میں مذکور ہے کہ ابن القع
اسدی امیر المومنین علی علیہ السلام کا ایک غلام ہے، وہ کہتا ہے: میں لوگوں کے ایک گروہ کے
ساتھ حضرت امام علی علیہ السلام کے ہمراہ ایک بے آب علف صحرا میں تھا، وہاں پر رات ہو
گئی، حضرت کسی ایسی جگہ کی تلاش میں تھے کہ جہاں قیام کیا جاسکے، آنحضرت ایک مقام پر
قیام پذیر ہوئے تو لوگ وہاں پر اپنی سواریوں سے نیچے اتر آئے۔

میں نے بھی اپنے خچر کی رسی پکڑی ہوئی تھی، تھوڑا وقت ہی گزر نہ پایا تھا کہ میرا
خچر ڈر گیا، اس نے اپنے کان اوپر کر لیے، پاؤں زمین پر مار رہا ہے اور مجھے بھی کھینچ رہا تھا۔
جب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے اس حرکت کا احساس کیا تو آپ نیند
سے بیدار ہو گئے اور فرمایا: ”کیا بات ہے؟“

میں نے عرض کیا: مولا! خچر ڈر گیا ہے، لہذا اب بے قرار کر رہا ہے۔

حضرت نے فرمایا: ”یوں محسوس ہوتا ہے اس نے نزدیک کسی درندے کو

دیکھا ہوگا“

اس کے ساتھ آنحضرت اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی تلوار جامل کی اور دیکھنا شروع
کیا، آنحضرت نے ایک درندے کو دیکھا اور فریاد بلند کی، وہ درندہ رک گیا۔ آنحضرت اس
کے نزدیک گئے، جب آپ نزدیک ہوئے تو اس درندے نے آنحضرت کے پاؤں یوں

”کس چیز کی وجہ سے تعجب کر رہے ہو؟ کیا یہ حیران کن ہے یا سورج، چاند اور ستارے؟ مجھے قسم ہے اس خدا کی جس نے دانے کو کھانا کیا اور ایک زندہ وجود کو پیدا کیا۔ اگر میں لوگوں کو وہ نشانیاں، معجزات اور عجائبات دکھاؤں جو رسول اللہ نے مجھے یاد کروائے ہیں تو لوگ کم ظرف ہونے کی وجہ سے کفر کی طرف پلٹ جائیں گے“

(المجوع الراقی جلد ۲ صفحہ ۳۶، الفعائل ابن شاذان، صفحہ ۱۷۰)

مذکورہ کتاب میں مذکور ہے کہ رسول خدا نے حضرت علی سے فرمایا:

یا علی! اذا كان يوم القيامة اخذت بحجزة الله عز وجل واخذت انت بحجزتي، واخذ ولدك بحجرتك، واخذت شيعته وولدك بحجرتهم، فتري أين يؤمر بنا؟

”اے علی! میں روز قیامت خدا کے دامن لطف و کرم میں پناہ لوں گا، آپ میرے دامن میں اور آپ کی اولاد آپ کے دامن اور آپ کی اولاد کے شیعہ ان کے دامن میں پناہ لیں گے، پس آپ یہ بتائیں کہ ہمیں کہاں جانے کا حکم ہوگا؟“ (بشارة المصطفى صفحہ ۱۳۶، مقتل حسین صفحہ ۱۶۰، بحار جلد ۲۰ صفحہ ۷۹)

(۱۹-۸۳۶) مذکورہ کتاب کی پہلی جلد میں مناقب و فضائل امیر المومنین علی کے حصے میں ایک حدیث نقل کرتے ہیں جو انس نے رسول خدا سے روایت کی ہے، اس حدیث پر حواشی کال کیا جاتا ہے اسے دور کرنے کے لیے بریدہ سے ایک حدیث نقل کرتا ہوں، جو اس نے رسول خدا سے نقل کی ہے، اس حدیث کو حسن بن ابی الحسن دیلمی نے بھی اپنی کتاب مناقب میں بریدہ سے نقل کیا ہے۔

بریدہ کہتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا:

حب علی بن ابی طالب علیہ السلام حسنة لا يضر معها سيئة مع

اداء الفرائض، وبغضه سيئة لا يضر معها حسنة ولو اذى الفرائض۔
”علی کی محبت ایسی نیکی ہے کہ فرائض کو انجام دینے کی صورت میں کوئی بھی گناہ اسے نقصان نہیں پہنچا سکتا اور علی کے ساتھ بغض و دشمنی ایسا گناہ ہے کہ کوئی بھی نیکی اسے فائدہ نہیں پہنچا سکتی اگرچہ فرائض کو انجام دیا جائے۔“

(ارشاد القلوب جلد ۲ صفحہ ۲۸، انفرادوس جلد ۲ صفحہ ۱۳۲، کشف الغمہ جلد ۱ صفحہ ۹۲، بحار جلد ۳۹ صفحہ ۲۲۸)

(۲۰-۸۳۸) مذکورہ ماخذ میں مرقوم ہے کہ ابن مسعود کہتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا:

حب علي حلقه معلقة بباب الجنة، من تعلق بها دخل الجنة
”علی علیہ السلام کی محبت ایسا حلقہ یعنی کنڈا ہے جو بہشت کے دروازے پر آویزاں ہے، جو کوئی بھی اس کے آویزاں ہوگا، وہ جنت میں جائے گا“

(مناقب خواری صفحہ ۳۲۲، مناقب ابن شہر آشوب، جلد ۲ صفحہ ۱۶۱، بحار جلد ۳۹ صفحہ ۲۰۶)

(۲۱-۸۳۸) مذکورہ ماخذ میں تحریر ہے کہ ابن عباس امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی شان میں کہتے ہیں:

عورتیں علی بن ابی طالب علیہ السلام کی مثل پیدا کرنے سے باز تھیں، خدا کی قسم! میں نے کسی حال میں بھی ان کی طرح کا کوئی دیکھا ہے نہ سنا ہے، سچ بات تو یہ ہے کہ میں نے انہیں جنگ صفین میں سر پر سفید عمامہ باندھے ہوئے دیکھا تھا، ان کی آنکھیں روشن چراغ کی طرح درخشندہ تھیں، آنحضرت اپنے کچھ دوستوں کے ساتھ کھڑے تھے، میں لوگوں کے درمیان کھڑا تھا۔ وہ میرے پاس تشریف لائے، اس کے بعد لوگوں کی طرف منہ کر کے فرماتے ہیں۔

يا معاشر المسلمين! استشعروا الخشية وعضوا الاصوات،
وتجلببوا السكينة واكملوا اللامة واقلقوا السيوف قبل السلّة
، ونا فحوا بالظبا وصلوا بالخطى، والرماح بالنبال فانكم

يعين الله ومع ابن عم رسول الله وعاودوا الكفر ،
واستحيوا من الفرء، فإنه عار باق في الاعقاب ، ونارحا ميه
يوم الحساب طيبوا عن انفسكم نفسا ، واطووا عن الحياة
كشحا ، وامشوا الى الموت شيئا سجعاً -

وعليكم بهذا السواد الاعظم ، والرواق المطنب فاضر بوا
شبحه فان الشيطان كامن في كسره ، قد نفع حضنيه مفترشا
ذراعيه ، قد قدم للوثبة يدا و آخر للنكوب رجلا ، فصمدا
صمدا حتى ينجلى لكم عمود الحق واتم الاعلون ، والله
معكم ولن يتركم اعمالكم -

”اے گروہ مسلمین! خدا خونی کو اپنا شعار قرار دو، لباس وقار زیب تن کرو،
جنگی اسلحہ بطور کامل آمادہ رکھو، اپنی تلواروں کو نیام سے نکالنے سے پہلے
ہلاتے جاؤ تاکہ انہیں نکالتے وقت آسانی سے نکال سکو حملہ کرتے وقت
تیزی کے ساتھ شمشیر کو دائیں بائیں چلائیں، اس کام کے لیے اپنے
قدموں سے مدد حاصل کرو، اگر تمہارے نیزے دشمن تک نہ پہنچ پائیں تو
تیروں سے استفادہ کرو“

”کیونکہ سچ تو یہ ہے کہ آپ بارگاہ ایزدی میں حاضر ہیں اور رسول خدا کا چچا
زاد تمہارے ہمراہ ہے، اس بناء پر ڈٹ کر جنگ کریں اور راہ فرار اختیار
کرنے سے شرم کریں، کیونکہ جنگ سے فرار ذلت ہے، جو تمہاری نسل کے
لیے ہمیشہ باقی رہے گی اور قیامت کے دن جلانے والی آگ ہے، اپنی
جان کو شاد و خوش حال رکھو، تن آسانی کی زندگی سے ہاتھ اٹھا لو اور راضی
خوشی موت کی سمت قدم بڑھائیں، دشمن کی اس بڑی دل فوج اور اس کے

خیموں پر حملہ کر دو، پس دشمن کے قلب لشکر میں حملہ کرو اور انہیں ناکارہ بنا دو
کہ ان کے ارد گرد شیطان ان کی کمین گاہ میں بیٹھا ہوا ہے، غرور و تکبر کی وجہ
سے اس نے سینہ تان رکھا ہے اور اپنے بازو پھیلانے ہوئے ہے، سچ بات
تو یہ ہے کہ آپ پر حملہ کی غرض سے اس نے اپنے ہاتھ پھیلانے ہوئے ہیں
اور راہ فرار اختیار کرنے کے لیے پاؤں آمادہ کیے ہوئے ہے، اگر آپ لوگ
کامیاب ہو گئے تو وہ فرار کرنے کے لیے تیار ہے۔ پس مستحکم ہو جاؤ، یہاں
تک کہ حق کا روشن ستون تمہارے لیے آشکار ہو جائے، آپ لوگ برتر و
بہتر ہیں، اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کے ساتھ ہے اور آپ کے اعمال کی جزاء
میں سے کچھ بھی کم نہیں کرے گا۔

جناب مؤلف کہتے ہیں: جنگ نہروان اور شجاعت علیؑ کے بارے میں صفدی شافعی
کہتے ہیں کہ مورخین لکھتے ہیں: امیر المؤمنین حضرت علیؑ نے جنگ نہروان میں
دشمن کے دو ہزار افراد کو قتل کیا، یہاں تک کہ تلواریں ٹیڑھی ہو گئیں لہذا آپ میدان جنگ
سے باہر نکل آئے اور فرماتے ہیں:
لا تلو مونی ولو مواھذ۔

”مجھے ملامت نہ کریں اس تلوار کو ملامت کریں“

اس شمشیر کو سیدھا کرتے ہیں، آنحضرت کی ضربات میں سے وہ ضرب مشہور و
معروف ہے جو آپ نے مرحب کو لگائی، کیونکہ آپ نے اس کی آہنی ٹوپی پر حملہ کر کے اس
کے بدن کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔

مدح علیؑ بزبان علیؑ

(۲۲۰۸۳۹) معروف کتاب ”معانی الاخبار“ میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر

علیہ السلام فرماتے ہیں۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام جنگ نہروان ختم ہونے کے بعد جب شہر کوفہ میں واپس لوٹ آئے تو آنحضرت کو اطلاع دی گئی کہ معاویہ آپ پر لعنت کرتا ہے، آپ کو گالیاں دیتا ہے اور آپ کے دوستوں کو قتل کر دیتا ہے۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام اٹھ کھڑے ہوئے اور ایک انتہائی کاٹ دار خطبے کا آغاز کیا۔ پس انہوں نے خدا کی حمد و ثنا اور محمد پر درود بھیجنے کے بعد کچھ ان نعمتوں کا ذکر کیا، جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر اور انہیں عطا فرمائیں۔ اس کے بعد یوں گویا ہوئے:

لولا آية في كتاب الله ما ذكرت ما انا ذكراه في مقامي هذ
يقول الله عزوجل " وَاَنَا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ " اللهم لك الحمد
على نعمك التي لا تحصى وفضلك الذي لا ينسى يا ايها الناس
انه بلغني ما بلغني ، واني اراني قد اقترب اجلي ، وكأني
بكم وقد جهلتم امرى ، وانا تارك فيكم ما تركه رسول الله
كتاب الله وعترتي ، وهي عتره الهادي الى النجاة خاتم
الانبياء و سيد النجباء والنبى المصطفى يا ايها الناس العلكم لا
تسمعون قائلاً يقول مثل قولى بعدى الامتير، انا اخو رسول
الله وابن عمه، وسيف نعمته ، وعماد نصرته، وبأسه
وشدته ، انار حى جهنم الدائرة اضراسها الطاخته، انا مؤتم
النبيين والبنات ، انا قابض الارواح وبأس الله الذى لا يردده
عن القوم المجرمين ، انا مجدل الابطال وقاتل الفرسان ، و
مير من كفرى ارحمن ، وصهر خير الانام۔

انا سيد الاوصياء ووصى خير الانبياء ، انا باب مديته العلم
و خازن علم رسول الله و وارثه، وانا زوج البتول سيدة
نساء العالمين فاطمة التقية لازكية البرة المهديّة ، حبيبة

حبيب الله وخير بناته وسلاته وريحانة رسول الله سبطاه
خير الاسباط وولداى خير الاولاد، هل احد ينكر ما اقول؟
اين مسلموا اهل كتاب انا اسما فى الانجيل "إلياً" و فى
اتواره "برين" و فى الزبور "ارى" وعند الهند "كبكرة"
و عند الروم "بطريسا" ، وعند الفرس "جبر" ،
و عند الترك "بشير" وعند الزنج "حيثر" وعند الكهنة
بوىى "و عند الحبشة "بشريك" وعند ائمة "حيدرة" وعند
ظئرى "ميمون" عند العرب "على" وعند الارمن "فريق"
و عند ابي "ظهير"۔

آا وائى مخصوص فى القرآن باسماء ، اخذروا ان تغلبوا
عليها فتضلو فى دينكم ، يقول الله عزوجل " إِنَّ اللَّهَ مَعَ
الصَّادِقِينَ " انا ذلك الصادق ، وانا المؤذن فى الدنيا والآ
خرة، قال الله عزوجل ! فَأَذِّنْ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ أَنْ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى
الظَّالِمِينَ - (سوره اعراف آية ۴۴)

انا ذلك المؤذن ، وقال عزوجل " وَأَذِّنْ عَنِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ
(سوره توبه آية ۳) فانا ذلك الاذان۔

وانا المحسن يقول الله عزه جل " إِنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُحْسِنِينَ "
(سوره عنكبوت آية ۶۹) وانا ذو القلب يقول الله عزوجل : " إِنَّا
فِي ذَلِكَ لَذِكْرَى لِمَنْ كَانَ كَهَ قَلْبٍ " (سوره ق آية ۳۷) وانا
الذاكر يقول الله " الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَى
جُنُوبِهِمْ " (سوره آل عمران آية ۱۹۱) ونحن اصحاب ، لاعراف ، انا
وعتى واخى واين عتى ، والله فال الحب والنوى لا يلبج

النار لنا محببٌ ولا يدخل الجنة لنا بغضٌ ، يقول الله عزوجل ”
وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَعْرِفُونَ كُلًّا بِشِيَمَاهُمْ“ (سورہ اعراف آیہ
۳۶) وانا العہر يقول الله ”عزوجل! وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنْ اَكْمَاءِ
بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا صِهْرًا“ (سورہ فرقان آیہ ۵۳) وانا اذن الواعیه
يقول الله عزوجل: ”وَتَعِيَهَا اُذُنٌ وَاَعِيَةٌ“ (سورہ حاقہ آیہ ۱۲) وانا
السلم لرسوله يقول الله عزوجل: ”وَرَجُلًا سَلَمًا لِرَجُلٍ“
(سورہ زمر آیہ ۲۹) ومن ولدی مهدی هذه الامۃ۔

ألا وقد جعلت محتكم ، ببغضی يعرف المنافقون ،
وبمحبتي امتحن الله المؤمنين ، هذا عهد النبي الامي إلى
أنه يحبك الامؤمن ولا يبغضك الا منافق۔

وانا صاحب لوای رسول الله في الدنيا والاخرة، ورسول
الله فرطی ، وانا فرط شيعتی ، والله لاعطش محبتي ولا
يخاف ولي ، وانا ولي المؤمنين ، والله وليي وحسب
محبتي ان يحبوا ما احب الله وحسب مبغضی ان يبغضوا ما
احب الله الا وانه بلغني معاوية سبني ولعنني ، اللهم
اشدد وطأتك عليه ، وانزل اللغة على المستحق آمين يارب
العالمين ، رب اسماعيل و باعث ابراهيم ، أنك حميد مجيد۔
”اگر قرآن مجید میں یہ آیت نہ ہوتی جس میں ارشاد ہو رہا ہے کہ ”اپنے
پروردگار کی نعمتوں کو برابر بیان کرتے رہنا“ تو میں ان افتخارات و عنایات
کو بیان نہ کرتا، جس سے اللہ تعالیٰ نے مجھے نوازا ہے، لیکن فرمان خدا کی
اطاعت کرتے ہوئے اپنی گفتگو کا آغاز کرتا ہوں“

”اے میرے، جنود! آپ کی بے شمار نعمتوں اور بیکراں فضل کی وجہ سے

سب تعریفیں آپ کے لیے ہیں“

”اے لوگو! جو کچھ میرے تک پہنچ چکا وہ پہنچ چکا، میں اپنی اہل قریب
دیکھ رہا ہوں ، گویا ابھی میں آپ لوگوں کے درمیان موجود ہوں، یہ
حقیقت ہے کہ تم لوگوں نے میری عزت و شان کو بھلا دیا ہے، میں
عز قریب جانے والا ہوں، تمہارے درمیان وہی کچھ بطور یادگار چھوڑ کر
جاؤں گا جو کچھ رسول اللہ نے چھوڑا تھا۔ ایک کتاب خدا اور دوسری میری
عترت ، یہ وہی عترت ہے جو خاتم انبیاء برگزیدہ لوگوں کے آقا و سردار ،
نبی مصطفیٰ اور ہادی نجات کی عترت ہے“

”اے لوگو! شاید آج کے بعد کسی بولنے والے سے میری بات نہیں سنو گے، مگر

یہ کہ وہ جھوٹا اور افتراء پرداز ہوگا، میں رسول خدا کا بھائی اور ان کا چچا زاد ہوں، میں ان کے
خشم و غضب کی شمشیر ہوں، میں خوف، شدت اور سختی کے وقت ان کے خیمہ نصرت کا ستون
ہوں، میں دشمنوں کے مقابلے میں آسیاب جہنم کے پتھر اور ان کے دانت توڑنے والا تھا (علامہ
مجلسی علیہ الرحمہ اس جملہ کی تشریح میں فرماتے ہیں: اس سے مراد یہ ہے کہ میں اس پتھر کا
مالک ہوں جو ان پر حاکم تھا اور میں کافروں کو دوزخ میں بھیجتا ہوں۔ یہ بھی احتمال ہے کہ
مذکورہ عبارت استعارہ ہو، یعنی میں کفار پر حملہ کرنے میں اس پتھر کی مانند ہوں) میں ان کے
بیٹوں اور بیٹیوں کو یتیم کرتا ہوں، میں ان کی روح قبض کرتا ہوں، (علامہ مجلسی اس جملہ کی
یوں وضاحت کرتے ہیں: اس سے مراد یہ ہے کہ میں کفار کو قتل کرتا ہوں، اسی وجہ سے
قابض ارواح ہوں، یا یہ مراد ہے کہ میں ان کی موت کے وقت موجود ہوتا ہوں، اور میرے
اذن سے ان کی روح قبض ہوتی ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ اس میں استعارہ نہ ہو، بلکہ حقیقت
ہو اور یہی معنی ظاہر ہے) میں خداوند کریم کا وہ سخت عذاب ہوں جو ستم کاروں کو کبھی بھی
معاف نہیں کیا جائے گا میں ہی ہوں جس نے بڑے بڑے پہلوانوں کو چپٹ لٹایا اور ان کی

سوار یوں کو زمین پر گرا کر ہلاک کر دیا، جس نے بھی خداوند متعال سے انکار کیا، میں نے اسے نابود کر دیا، میں ہوں لوگوں میں سب سے بہترین کا داماد، میں ہوں پیغمبروں کے آقا و سردار کا جانشین، شہر علم کا دروازہ، اس کے علم کا محافظ اور اس کا وارث میں ہوں، میں ہوں بتول سیدہ نساء العالمین، فاطمہ تقیہ، زکیہ برید، مہدیہ کا شوہر، وہ حبیب خدا کی پیاری، سب سے اچھی دختر اولاد ہے، وہ ریحانہ رسول اللہ ہے، ان کے دونوں نواسے بہترین نواسے ہیں جو کہ میرے فرزند ہیں، وہ دونوں سب سے بہترین فرزند ہیں، کیا تم لوگوں میں کوئی ایسا ہے، جو میری بیان کی ہوئی باتوں کو تسلیم نہ کرتا ہو؟

”اہل کتاب مسلمان اور گذشتہ ادیان کے پیروکار کہاں ہیں؟ انجیل میں میرا نام (ایلیا) توارات میں (بریء) زبور میں (اری)، ہندوستانیوں میں (کبکر) رومیوں میں (بطریسا) فارسیوں میں (جبر)، ترکوں میں (شیر) زبکیوں میں (حجر) کاہنوں میں (لوی)، حبشیوں میں (شبریک)، میری ماں کے نزدیک (حیدر)، میری دائی کے نزدیک (میون)، عربوں کے نزدیک (علی) ارمینوں کے نزدیک (فریق) اور میرے والد گرامی کے نزدیک (ظہیر) ہے“

”آگاہ ہو جاؤ، قرآن مجید میں میرے مخصوص نام ہیں، انہیں اہمیت نہ دینے سے ڈریں، اگر تم نے انہیں اہمیت نہ دی تو اپنے دین سے گمراہ ہو جاؤ گے“

”خدا تعالیٰ فرماتا ہے: ”بے شک خدا سچوں کے ساتھ ہے“ وہ صادق اور سچا میں ہوں۔ دنیا و آخرت کا موذن اور نداء کرنے والا میں ہوں کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: ”پس اس وقت ان کے درمیان ایک آواز دینے والا آواز دے گا کہ سنگروں پر خدا کی لعنت ہو“ وہ ندا دینے والا میں ہوں،

اللہ تعالیٰ ایک اور مقام پر فرماتا ہے: ”خدا اور رسول کی جانب سے اذان و اعلان ہے“ اور وہ اذان و اعلان میں ہوں“

”خدا تعالیٰ فرماتا ہے: ”اللہ تعالیٰ محسنین اور نیکوکاروں کے ساتھ ہے“ وہ محسن اور نیکوکار میں ہوں کہ اس صاحب دل سے مراد میں ہوں جس کے بارے میں ارشاد قدرت ہے ”اس بات میں میری یاد ہو اس کے لیے جو صاحب دل ہے“ وہ ذکر میں ہوں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”وہ لوگ جو کھڑے، بیٹھے اور پہلو کے بل نیند میں ذکر خدا کرتے ہیں“ ہم ہیں اصحاب اعراف، میں، میرے چچا، میرے بھائی اور میرے چچا زاد، قسم ہے اس خدا کی جو بیچ اور کجھور کی گھٹلی کو پھاڑنے والا ہے دوزخ کی آگ ہمارے محبت کو اپنی پلیٹ میں نہیں لے گی اور ہم سے بغض رکھنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”اس کی چوٹیوں پر ایسے لوگ ہوں گے جو ہر ایک کو ان کی پیشانیوں سے پہچانتے ہوں گے“ وہ داماد میں ہوں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”وہی ہے جس نے پانی سے آدمی کو پیدا کیا پھر اس کو بیٹا (بیٹی) اور بہو (اور داماد) بنایا“

”وہ گوش شنوا میں ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”اور ایک یاد رکھنے والا کان ان کو یاد رکھے گا“ میں ہی رسول خدا کے لیے خالص ہوں کہ اللہ کا ارشاد ہے۔ ”(خدا نے مثل بیان کی ہے) اور ایک شخص کی جو خالص اور سالم ایک ہی شخص کا ہو“۔ اس کا مہدی میری آل و اولاد سے ہے“

”آگاہ ہو جاؤ! میں تمہارے امتحان کا وسیلہ قرار پایا ہوں، میرے ساتھ بغض و کینہ رکھنے کی وجہ سے منافقین پہچانے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ میری

ہو گیا تھا، میں اپنے بدن کا ایک عضو اس میت کو مارتا ہوں، کیوں کہ میرے بدن کا عضو خداوند قدوس کے نزدیک گائے کے عضو سے بہتر ہے“

اس کے بعد اپنے دائیں پاؤں کے ساتھ اسے ہلاتے ہوئے فرمایا:

اے مدرکہ بن حنظلہ بن غسان بن بحر بن فہم بن سلامہ بن طیب بن مدرکہ بن اشعب بن اخص بن واہلہ بن عمر بن فضل بن حباب! کھڑے ہو جاؤ کہ علیؑ نے تمہیں اذن خدا کے ساتھ زندہ کر دیا ہے“

وہ نوجوان اٹھ کر تابوت میں کھڑا ہو گیا، اس کا چہرہ چاند سے زیادہ خوبصورت اور

سورج سے زیادہ درخشندہ تھا، حضرت علیؑ علیہ السلام کی طرف اپنا چہرہ کر کے کہتا ہے:

”لبیک لبیک اے ہڈیوں کو زندگی بخشنے والے! اے لوگوں پر رحمت خدا! اے فضل و احسان میں بے نظیر و بے مثال، اے امیر المومنین! اے رسول خدا کے جانشین اور اے علی بن ابی طالب علیہما السلام!“

امیر المومنین حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا:

”اے نوجوان! تجھے کس نے قتل کیا ہے؟“

اس نے کہا ”مجھے میرے چچا حریت بن زعمہ بن یقال بن امم نے قتل کیا ہے“

اس کے بعد امیر المومنین علیؑ علیہ السلام نے اس نوجوان سے فرمایا:

”اپنے خاندان کی طرف چلے جاؤ“

اس نوجوان نے کہا: مجھے اپنے رشتہ داروں کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

حضرت نے پوچھا: ”کیوں؟“

اس نے کہا مجھے خطرہ ہے کہ کہیں وہ دوبارہ مجھے قتل نہ کر دیں اور شاید آپ اس

وقت اس دنیا میں موجود نہ ہوں، پس اس وقت کون مجھے زندہ کرے گا؟

حضرت نے اعرابی کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا:

”تم اپنے خاندان کی طرف چلے جاؤ“

اعرابی نے کہا میں جب تک زندہ ہوں، آپ اور اس نوجوان کے ہمراہ رہوں گا۔

وہ دونوں امیر المومنین حضرت علیؑ علیہ السلام کے پاس رک گئے۔ بالا آخروہ دونوں

جنگ صفین میں شہید ہو گئے، ان پر خدا کی رحمت ہو۔

اہل کوفہ بھی اس حیران کن واقعہ کا مشاہدہ کرنے کے بعد اپنے گھروں کو واپس لوٹ

گئے اور آنحضرت کے بارے میں طرح طرح کی باتیں شروع کر دیں۔

(نوادر المعجزات صفحہ ۳۱، عیون المعجزات صفحہ ۲۳، مدینہ المعاجز جلد ۱ صفحہ ۲۳۷، بحار جلد ۳۰ صفحہ ۲۷۲)

پتھر پر صاحب شریعت انبیاء کے اسماء

عمار یا سر کہتے ہیں: میں امیر المومنین علی بن ابی طالب کے ہمراہ تھا، جب کوفہ سے چھ میل

کے فاصلے پر سر زمین نخیلہ سے گذرے تو اچانک نخیلہ سے پچاس یہودی نکل

آئے اور انہوں نے کہا:

”اے علی بن ابی طالب! کیا آپ امام ہیں؟“

آنحضرت نے فرمایا: ”ہاں“

انہوں نے کہا ہماری کتاب میں مذکور ہے کہ ایک پتھر ہے جس پر چھ انبیاء کے

اسماء تحریر ہیں، اب ہم اس پتھر کی تلاش میں ہیں، لیکن وہ ہمیں مل نہیں رہا ہے، اگر آپ امام

ہیں تو وہ پتھر ہمارے لیے تلاش کریں۔

حضرت نے فرمایا: ”آپ لوگ میرے ساتھ آئیں“

عمار کہتے ہیں: وہ لوگ آنحضرت کے پیچھے چل پڑے، جب ایک صحرا میں پہنچے تو

وہاں پر ایک ریت کا بہت بڑا ٹیلہ دیکھا، امیر المومنین حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا:

ایتھا الريح السنفي الرمل عن الضحرة۔

محبت سے مومنین کا امتحان لیتا ہے یہ وہی عہد و پیمان ہے کہ پیغمبروں نے میرے بارے میں فرمایا: ”بے شک مومن کے علاوہ کوئی بھی آپ سے محبت نہیں کرے گا اور منافقین کے علاوہ کوئی بھی دشمنی نہیں کرے گا“

”میں دنیا و آخرت میں رسول خدا کا پرچم دار ہوں، رسول خدا میرے رہبر اور اپنے شیعوں کا رہنما ہوں، خدا کی قسم! روز قیامت ہمارے دوست پیاسے نہیں رہیں گے اور نہ ہی کسی سے خوف کھائیں گے، کیونکہ میں مومنین کا ولی و سرپرست اور خداوند کریم میرا سرپرست ہے“ میرے حیداروں کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اسے دوست رکھتے ہیں جسے خدا دوست رکھتا ہے اور میرے کینہ توڑ دشمنوں کے لیے یہی کافی ہے کہ اس سے دشمنی کرتے ہیں، جسے خدا دوست رکھتا ہے“

”آگاہ ہو جاؤ! مجھے بتایا گیا ہے کہ معاویہ مجھے دشنام دیتا ہے اور مجھ پر نفرین کرتا ہے۔ اے میرے معبود! اسے شدت و سختی میں گرفتار کر اور لعنت اس پر نازل کر جو اس کا مستحق ہے، آمین یارب العالمین، اے اسماعیل کے پروردگار اور ابراہیم کو معبود کرنے والے، بے شک تو تعریف شدہ اور عظمت کا مالک ہے“

یہ خطبہ ارشاد فرمانے کے بعد آپ منبر سے نیچے تشریف لے آئے، اس کے بعد آپ دوبارہ منبر پر نہیں گئے، یہاں تک کہ آپ ابن ملجم (لعنة اللہ) کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔

(معانی الاخبار صفحہ ۵۶ جلد ۹، بشارۃ المصطفیٰ صفحہ ۱۳، بحار الانوار جلد ۳۳ صفحہ ۲۸۲)

تیسرہ: قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس حدیث کے ذیل میں جلیل القدر عالم دین شیخ صدوق نے اس حدیث کی وضاحت بڑے خوبصورت انداز میں بیان کی ہے۔

حضرت عمر سے ناامید ہو کر علی کے ہاتھ پر اسلام قبول کرنا

(۲۳-۸۴۰) کتاب ”کافی“ اور ”اکمال الدین“ میں مذکور ہے کہ ابو سعید خدری کہتے ہیں: جب حضرت ابو بکر دنیا سے چل بسا اور حضرت عمر اس کا جانشین بنا، میں اس وقت موجود تھا۔ ایک بزرگ یہودی شخص جس کے بارے میں یہودی اس بات کے معتقد تھے کہ وہ اپنے زمانے کا عقل مند ترین شخص ہے، اس نے حضرت عمر کے روبرو کھڑے ہو کر کہا: ”اے عمر! میں تیرے پاس اس لیے آیا ہوں کہ اسلام قبول کروں۔ اگر تو نے میرے سوالوں کے جوابات دے دیئے تو میں سمجھوں گا کہ تم اصحاب محمد میں سے کتاب و سنت کے عالم ترین شخص ہو“

حضرت عمر نے کہا: میں ایسا نہیں ہوں، لیکن میں تمہیں ایک ایسے شخص کا پتہ دیتا ہوں جو ہماری امت میں سے کتاب و سنت اور تیرے سوالات کا عالم ترین شخص ہے، اس کے بعد حضرت علی علیہ السلام کی طرف ہوتے ہوئے کہتا ہے وہ شخص یہ ہے۔

یہودی کہتا ہے: اگر ایسا ہے جسے تم کہہ رہے ہو تو پھر لوگ تمہاری بیعت کیوں کر کریں، جبکہ آپ میں سے دانشمند ترین شخص وہ ہے؟

حضرت عمر نے اس یہودی کا منہ توڑ جواب سنا تو اس کے ساتھ سختی سے پیش آیا۔ یہودی وہاں سے اٹھا اور حضرت علی علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر کہتا ہے: کیا آپ ایسے ہی ہو، جسے عمر نے کہا؟

آپ نے فرمایا: ”عمر نے کیا کہا ہے؟“

یہودی نے پورا واقعہ آنحضرت کے گوش گزار کیا اور کہا: اگر آپ ویسے ہی ہیں جیسے اس نے بتایا ہے، میں آپ سے کچھ سوالات پوچھتا ہوں تاکہ معلوم کر سکوں کہ آپ میں سے کوئی ایک تو نہیں جانتا ہے، اور اس بات کو تسلیم کروں کہ آپ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں کہ آپ تمام امتوں میں سے عقل مند ترین امت ہیں اس کے بعد آپ کے دین یعنی

داڑھہ اسلام میں آسکوں۔

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا:

”ہاں میں ویسا ہی ہوں، جیسا عمر نے تمہیں بتایا ہے، تم جو کچھ پوچھنا

چاہتے ہو، پوچھو، انشاء اللہ میں اس کا جواب دوں گا“

”یہودی نے کہا: میں آپ سے پہلے تین سوال کروں گا اس کے بعد پھر

تین سوال اور اس کے بعد صرف ایک سوال کروں گا؟“

حضرت نے فرمایا: ”اے یہودی! تم یہ کیوں نہیں کہتے ہو کہ میں سات

سوال پوچھوں گا“

یہودی نے کہا: اگر آپ نے پہلے تین سوالوں کے جوابات دے دیئے تو باقی

سوالات پھر پوچھوں گا، ورنہ نہیں پوچھوں گا۔ اگر آپ نے میرے سات سوالوں کے

جوابات دے دیئے تو میں سمجھ لوں گا کہ آپ اہل زمین میں سے سب سے زیادہ عقلمند ترین

شخص ہیں، اور لوگوں پر حکومت کرنے کا حق صرف آپ کو حاصل ہے۔

سل عما بدالك يا يهودى!

”اے یہودی! جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو پوچھو“

یہودی نے کہا: سب سے پہلا پتھر جو زمین پر رکھا گیا، سب سے پہلا درخت جو

زمین پر لگایا گیا اور سب سے پہلا چشمہ جو زمین پر جاری ہوا وہ کون سا ہے؟

حضرت امیر نے تینوں سوالوں کے جوابات دیئے۔

اس کے بعد یہودی نے کہا: آپ یہ بتائیں کہ اس امت کو ہدایت کرنے والے

امام اور ہادی کہتے ہیں؟ یہ بھی بتائیں کہ آپ کے پیغمبر کا گھر بہشت میں کہاں پر ہے؟ اور یہ

بھی بتائیں کہ بہشت میں ان کے ہمراہ کون لوگ ہیں؟

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا:

ان لهذه الامه اثني عشر امام هدى من ذرية نبينا وهم منى

واما منزل نبينا في الجنة فضى اضغلتها واشرفها جنة عدن ،

وامامن معه في منزله فيها فهولاء الاثنا عشر من ذريته ، وامهم

وجدتهم وام احهم وذرايعهم ، لايشركم فيها (الكانى جلد ۱ ص ۵۳۱)

”اس امت کے بارہ امام اور ہادی ہیں جو اولاد پیغمبر سے ہیں اور وہ میری

نسل سے ہیں، ہمارے پیغمبر کا گھر بہشت کے بہترین اور افضل ترین

مقام یعنی جنت عدن میں ہے اس مقام پر پیغمبر کے ہمراہ انہی کی ذریت

سے بارہ ہادی، ان کی والدہ، دادی، ان کی باعظمت مائیں اور ان کی

اولاد ہے کوئی بھی ان کے ساتھ شریک نہیں ہے“

مؤلف کہتا ہے لیکن کتاب ”اکمال الدین“ میں یوں آیا ہے۔

شیر خدا امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا:

”تمہارے اس سوال کا جواب کہ زمین پر سب سے پہلا درخت کہ جس کے باسے

میں یہودی کہتے ہیں کہ زیتون ہے، یہ درست نہیں ہے، بلکہ کھجور کا درخت ہے

جس کی گھٹلی حضرت آدم علیہ السلام بہشت سے اپنے ہمراہ لائے تھے“

”زمین پر جاری ہونے والا سب سے پہلا چشمہ کہ یہودی جس کے قائل

ہیں کہ بیت المقدس میں پتھر کے نیچے پھوٹا، یہ جھوٹ ہے، بلکہ یہ چشمہ

حیات ہے، جس کسی نے بھی اسے پیا، اسے حیات ابدی میسر آئی ہے،

حضرت خضر علیہ السلام جو شکر ذوالقرنین کے محافظ تھے اس چشمے تک پہنچ

گئے تھے اور اس سے پانی پی لیا تھا، لیکن ذوالقرنین کو نزل سکا“

”زمین پر سب سے پہلا پتھر جو رکھا گیا، وہ نہیں ہے جو یہودی کہتے ہیں کہ وہ

بیت المقدس میں ہے، بلکہ حجر اسود ہے، جسے آدم علیہ السلام بہشت سے

اپنے ہمراہ لے کر آئے تھے، جو رکن کعبہ میں رکھا ہوا ہے اور لوگ اسے بوسہ دیتے ہیں وہ پتھر بہت ہی سفید تھا، لیکن لوگوں کے گناہوں کی وجہ سے سیاہ ہو گیا ہے“ (اکمال الدین جلد ۱ صفحہ ۲۹۷۔ بحار الانوار جلد ۳۶ صفحہ ۳۷۲)

علیؑ نے باذن اللہ مردہ زندہ کیا

(۲۳۷-۸۳۱) کتاب ”مدینہ المعجز“ میں مذکور ہے کہ حذیفہ بن یمان کہتے ہیں: میں رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر تھا کہ اچانک ایک انتہائی وحشت ناک آواز ہمارے کانوں سے ٹکرائی۔ رسول خداؐ نے فرمایا:

”آپ دیکھیں، کس وحشت ناک خبر نے آپ کو آدبوچا ہے، اور کون سی چیز آپ پر نازل ہوئی ہے؟“

وہ کہتے ہیں: میں شہر مدینہ سے باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ چالیس مرد چالیس اونٹوں پر سوار ہیں، ان کے جسموں پر لوہ لوء کی زرہیں اور سروں پر انتہائی قیمتی جواہرات سے مزین ٹوپیاں تھیں، ان کے آگے آگے چاند کی مانند ایک انتہائی خوبصورت نوجوان چل رہا تھا کہ جس کی داڑھی پر ابھی بال نہیں آئے تھے، وہ بلند آواز سے کہہ رہا تھا کہ ایک طرف ہو جائیں! ایک طرف ہو جائیں اور پیغمبر خدا حضرت محمدؐ کی زیارت کے لیے جلدی جلدی آگے بڑھیں جنہیں پوری دنیا کی ہدایت کے لیے مبعوث کیا گیا ہے۔

حذیفہ کہتے ہیں: میں نے واپس آ کر سارا واقعہ رسول خداؐ کی خدمت اقدس میں عرض کیا۔ اس وقت آنحضرتؐ نے فرمایا:

یا حذیفہ! انطلق الی حجرۃ کاشف الکرب ، و ہازم العرب اللیث العقور و اللسان الشکور ، و العالم الصبور الذی جری اسمہ فی التوراة والانجیل والزبور۔

”اے حذیفہ! ایسے شخص کے گھر کی طرف جائیں جو مشکلات کو برطرف

کرنے والا، عرب سوراؤں کو شکست دینے والا، غضب ناک شیر، زبان شکور اور عالم صابر جن کا نام توریت، انجیل اور زبور میں مذکور ہے“

حذیفہ کہتے ہیں: میں فوراً اپنے آقا و مولیٰ علیؑ علیہ السلام کے گھر گیا تاکہ یہ سارا واقعہ ان کی خدمت میں عرض کروں، اچانک آقا و مولیٰ سے میری ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا:

یا حذیفہ! جتنی لتخبرنی بقوم انا بہم عالم منذ خلقوا و ولدوا؟

”اے حذیفہ! تم میرے پاس اس لیے آئے ہو کہ مجھے اس قوم کے بارے میں مطلع کریں، جسے میں پیدا ہونے کے وقت سے جانتا ہوں“

حذیفہ کہتے ہیں: میرے مولیٰ مسجد کی طرف روانہ ہوئے، میں بھی ان کے پیچھے پیچھے چل پڑا، آپ مسجد میں داخل ہوئے، لوگوں نے رسول خداؐ کے ارد گرد حلقہ باندھا ہوا ہے، جب ان لوگوں نے حضرت علیؑ علیہ السلام کو دیکھا تو اٹھ کھڑے ہوئے، رسول اللہؐ نے فرمایا: اپنی جگہ پر بیٹھو۔ جب سارے لوگ آرام و سکون سے بیٹھ گئے تو ان میں سے ایک نوجوان کھڑا ہو کر کہتا ہے:

”آپ میں سے کون سی ہستی ہے جو تاریکی چھاننے کے بعد عبادت خدا میں مشغول ہو جاتی ہے! آپ میں سے کون ہے جو بتوں کی پرستش سے منزہ و مبرا ہے؟ آپ میں سے وہ کون ہے جو خداوند متعال کی نعمتوں کا شکر گزار ہے؟“

”آپ میں سے وہ کون ہے جو دوران جنگ ڈٹ کر لڑتا ہے؟ آپ میں سے وہ کون ہے جو بڑے بڑے پہلوانوں کا قاتل، کفر کی بیخ کنی کرنے والا اور انسانوں اور جنوں کا آقا و مولیٰ ہے؟“

”آپ میں سے کون ہے جو خاندان ابوطالب سے ہے اور ستم گروں کی تاک میں رہتا ہے۔“

عاد سے ہے، ہم بتوں کو سجدہ کرتے ہیں اور آلات قمار کی قسم کھاتے ہیں۔

وہ نوجوان کہتا ہے: اگر آپ کے مالک نے میرے بھائی کو شفا عطا کر دی تو ہم اس کے ہاتھ پر ایمان لے آئیں گے۔ ہمارا قبیلہ نوے (۹۰) ہزار افراد پر مشتمل ہے، ہمارے درمیان ایسے دلیر اور شجاع افراد موجود ہیں جو انتہائی طاقتور ہیں، ہم سونے اور چاندی کے مالک ہیں اور ہمارے پاس ایسے طاقتور شمشیر زن موجود ہیں جن کے بازو توانا اور تلواریں کاٹنے والی ہیں۔

شیر خدا امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے فرمایا:

”اے نوجوان! تمہارا بھائی کہاں ہے؟“

اس نے کہا: بہت جلد ایک اونٹ پر کجاوے میں پہنچ جائے گا۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

”جب وہ پہنچ جائے گا تو میں اسے بیماری سے شفا دوں گا“

وہاں پر موجود تمام لوگ مریض کے پہنچنے کے منتظر تھے کہ اچانک ایک بوڑھی عورت اونٹ پر کجاوے میں اسے لے کر پہنچی اور مسجد کے دروازے پر ایک طرف اسے اتار دیا۔

نوجوان نے کہا: یا علی! میرا بھائی پہنچ گیا۔

مشکل کشا امیر المؤمنین علی علیہ السلام کھڑے ہوئے اور کجاوے کے نزدیک ہو گئے اس میں ایک خوبصورت نوجوان لیٹا ہوا ہے، جب آنحضرت کی مبارک آنکھیں اس پر پڑیں تو اس نے گریہ کرنا شروع کر دیا اور کمزور و نحیف آواز کے ساتھ کہا:

”اے خاندان رسالت! میں آپ کی پناہ میں آیا ہوں اور اپنے مرض کا

آپ ہی سے شکوہ کرتا ہوں“

شافعی مجتہد امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے فرمایا:

اس نوجوان نے جب اپنی گفتگو ختم کی تو رسول ثقلین حضرت علی علیہ السلام کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہیں:

”اے علی! اس نوجوان کو جواب دو اور اس کی حاجت پوری کرو“

حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے فرمایا:

يا غلام! ادن مني فاني اعطتك سؤلك واشعنى غليلك بعون الله سبحانه وتعالى ومشيتيه ، فالطلق بحا حتك لابلغك منيقلك وليعلم المسلمون اني سفنية النجاة، وعصا موسى والكمة الكبرى ، والنباء العظيم الذي هم فيه مختلفون ، والصراط المستقيم الذي من حاد عنه ضل وعوى -

”اے نوجوان! میرے نزدیک آؤ تاکہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے تمہارے سوال کا جواب دوں اور درد سے بھرے ہوئے تمہارے دل کو شفا بخشوں، اور جو حاجت تو نے بیان کی ہے اس تک تمہیں پہنچاؤں، تاکہ مسلمان جان لیں کہ میں کشتی نجات، عصائے موسیٰ اور اسم اعظم الہی ہوں، اور میں ہی وہی عظیم خبر ہوں جس کے بارے میں لوگ اختلاف کرتے ہیں اور میں ہی وہی صراط مستقیم ہوں جو بھی اس سے منحرف ہو گیا وہ گمراہ ہوا اور بھٹکتا پھرے گا“

اس نوجوان نے لب کشائی کرتے ہوئے کہا: میرا ایک بھائی ہے، جو شکار کا عاشق ہے۔ ایک دن وہ شکار کے لیے گیا تو اس کا واسطہ وحشی بیلوں سے پڑا، اس نے تیر کے ذریعے ایک بیل کا شکار کیا، اسی وقت اسے فالج ہو گیا ہے، اس دن کے بعد وہ بہت کم گفتگو کرتا ہے حتیٰ کہ معاملہ یہاں تک پہنچ گیا ہے کہ وہ اشارے کے علاوہ ہمارے ساتھ گفتگو نہیں کر سکتا ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ کا مالک اس مرض کا علاج کرتا ہے۔ ہمارا تعلق قوم

”آج کی رات اسے قبرستان بقیع کی طرف لے جائیں، تاکہ علی سے حیرت انگیز واقعہ کا مشاہدہ کر سکو“

حذیفہ کہتے ہیں: یہ منظر دیکھنے کے لیے لوگ عصر سے لے کر مغرب تک قبرستان میں اکٹھے رہے تھے۔ حضرت علی علیہ السلام بقیع کی طرف روانہ ہوئے، آپ نے وہاں پہنچ کر لوگوں سے فرمایا:

”میرے پیچھے پیچھے آؤ“

تمام لوگ حضرت علی علیہ السلام کے پیچھے چل پڑتے، اچانک متوجہ ہوتے ہیں کہ آگ کے دو پھیلے ہوئے شعلے نظر آ رہے ہیں، ایک شعلہ کم ہے اور دوسرا زیادہ ہے۔

حذیفہ کہتے ہیں: میں نے دور سے دیکھا تھا کہ علی علیہ السلام کم شعلے والی آگ میں داخل ہوئے۔ اس وقت ہم نے آسمانی بجلی کی ایک آواز سنی، آنحضرت نے کم شعلے والی آگ کو اٹھا کر بڑے شعلے والی آگ کے اوپر پھینکا اور اس میں داخل ہو گئے، ہم یہ منظر دیکھتے رہے، یہاں تک کہ صبح کی پو پھوٹنے لگی، وہ آگ ٹھنڈی ہو گئی، اس وقت ہم لوگ آنحضرت کے واپس لوٹنے سے ناامید ہو چکے تھے۔ اچانک آپ نے آفتاب کی مانند طلوع فرمایا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ آنحضرت کے ہاتھوں پر ٹیکرے میں رکھا ہوا ایک سر تھا، جس کی سات انگلیاں اور پیشانی پر ایک آنکھ تھی۔

آنحضرت اس محل کے پاس گئے جس میں مریض نوجوان پڑا ہوا تھا۔ آپ نے وہاں پہنچ کر فرمایا:

قم باذن اللہ یا غلام افعالیک من باس۔

”اے نوجوان! حکم خدا سے اٹھ جاؤ تم اب مریض نہیں ہو“

وہ نوجوان اٹھ کھڑا ہوا، جبکہ اس کے ہاتھ پاؤں ٹھیک ہو چکے تھے، اس نے اپنے آپ کو آنحضرت کے پاؤں پر گرایا اور ان پر بوسہ دیا۔ اس نے اسی مقام پر ہی آنحضرت

کے ہاتھوں اسلام قبول کیا، اس کی پیروی کرتے ہوئے تمام لوگوں نے بھی آپ کے ہاتھوں پر اسلام قبول کر لیا۔

لوگوں پر اس قدر سکوت طاری تھا کہ جیسے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں اور کسی میں بھی بات کرنے کی جرات نہ تھی۔ لوگ یہ واقعہ دیکھ کر بہت پریشان تھے، حضرت علی علیہ السلام لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

”اے لوگو! یہ عمرو بن اخیل بن لاقیس بن ابلیس کا سر ہے، وہ جنوں کے بارہ (۱۲) ہزار لشکر کا کمانڈر تھا، وہی تھا جس نے اس نوجوان کو اس حالت تک پہنچایا تھا، میں نے ان کے ساتھ اسی نام سے جنگ کی ہے جو عصائے موسیٰ پر لکھا ہوا تھا، جو انہوں نے دریائے نیل پر مار کر بارہ حصوں میں تقسیم کر دیا تھا، میں نے ان تمام کو ہلاک کر دیا ہے، لہذا تم لوگ خداوند متعال، اس کے پیغمبر اور جانشین پیغمبر کا دامن مضبوطی سے تھام لو“

(مسند العابدین جلد ۲ صفحہ ۵۶، عیون السجرات صفحہ ۳۲، فضائل شاذان صفحہ ۱۵۹)

علی کی شکل میں فرشتہ

(۸۳۲-۲۵) انس بن مالک کہتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا:

شب معراج جب مجھے آسمان کی سیر کرائی گئی تو اچانک میں نے ایک فرشتہ دیکھا، جو نور کے منبر پر براجمان ہے اور دوسرے فرشتے اس کے ارد گرد حلقہ باندھ کر بیٹھے ہوئے تھے، میں نے جبرئیل سے پوچھا: اے جبرئیل یہ کون سا فرشتہ ہے؟“

اس نے کہا: اس کے نزدیک جا کر اسے سلام کریں، میں نے اس کے قریب ہو کر اسے سلام کیا، اچانک متوجہ ہوا کہ وہ میرے چچا زاد بھائی علی بن ابی طالب ہے۔ میں نے جبرئیل سے کہا: اے جبرئیل! کیا علی علیہ السلام مجھ سے پہلے چوتھے

آسمان پر پہنچ گئے ہیں؟

اس نے کہا:

لا یا محمدا ولكن الملائكة شكت حبها لعلی علیہ السلام
فخلق الله هذا الملك من نور علی صورة علی علیہ السلام
فالملائكة تزورهُ فی كل ليلة حجة و یوم جمعة سبعین الف
مرة ، یسبحون الله تعالیٰ ویقد سونہ، ویهدون ثوابہ لمحِب
علی

”نہ، اے محمد! چونکہ فرشتے علی علیہ السلام سے الفت و محبت رکھتے ہیں،
لہذا انہوں نے خدا سے علی کا مطالبہ کیا، پس اللہ تعالیٰ نے اس فرشتے کو
اپنے نور سے علی علیہ السلام کی شکل میں پیدا کیا اسی لیے فرشتے ہر شب
جمعہ اور روز جمعہ ستر (۷۰) ہزار مرتبہ اس کی زیارت کرتے ہیں اور خداوند
قدس کی تسبیح و تقدیس کرتے ہیں اور اس کا ثواب حضرت علی علیہ السلام
کے حیداروں کو ہدیہ کرتے ہیں“

(ارشاد القلوب جلد ۲ صفحہ ۲۷، کشف الغمہ جلد ۱ صفحہ ۱۳، بحار الانوار جلد ۱۸ صفحہ ۳۷۶)

فرشتے شیعان علی کے لیے استغفار کرتے ہیں

(۲۶-۸۳۳) ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا:

ان الله خلق في السماء الرابعة الف ملك ، وفي السماء
الخامسة ثلاثمائة الف ملك ، وفي السماء السابعة ملكاً
رأسه تحت العرش ورجلاه تحت الثرى ، وملائكة أكثر
من ربيعة و مضر، وليس له طعام ولا شراب الا الصلوة علی
امیر المؤمنین علی بن ابی طالب و محبیه ، والا استغفار
لشیعته المذنبین وموالیه۔

”بے شک اللہ تعالیٰ نے چوتھے آسمان پر ایک لاکھ اور پانچویں آسمان پر
تین لاکھ فرشتے پیدا کیے ہیں، ساتویں آسمان پر ایک ایسا فرشتہ ہے جس کا
سر عرش الہی کے نیچے اور دونوں پاؤں تحت العرش میں ہیں اور اتنے فرشتے
خلق کیے ہیں جن کی تعداد قبیلہ ربیعہ اور مضر سے زیادہ ہے، ان کا کھانا پینا
صرف حضرت علی علیہ السلام کی ذات گرامی اور ان کے دوستوں پر صلوات
بھیجتا اور ان کے گناہ گار شیعوں اور دوستوں کے لیے استغفار کرتا ہے“

(ماہِ محیہ، صفحہ ۱۶۳ منقبت ۸۸، بحار الانوار جلد ۲۶ صفحہ ۳۳۹)

علی کے دوست جنت اور دشمن جہنم میں

(۲۷-۸۳۴) استاد کراچی کی کتاب ”مناقب بن شاذان“ میں مذکور ہے کہ

ابن عباس کہتے ہیں: رسول خدا نے فرمایا:

”اے علی! جبرئیل آپ کے بارے میں میرے پاس ایک خبر لایا ہے،
جسے سن کر میری آنکھیں روشن اور دل خوش ہو گیا۔ اس نے مجھے کہا: اے
محمد! اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ محمد تک میرا سلام پہنچاؤ اور اسے کہو علی امام
ہدایت، تاریکیوں میں چراغ اور دنیا والوں پر حجت ہے۔ وہ صدیق اکبر
اور فاروق اعظم ہے“

واتی آیت بعزتی ان لا ادخل النار احداً تولاه وسلم له
وللاوصیاء من بعده ولا ادخل الجنة من ترك ولايته والتسليم
له وللاوصیاء من بعده ، وحق القول منی لا ملان جہنم
واطباقها من اعدائه، ولا ملان الجنة من اولیائه وشیعته۔

”میں نے اپنی عزت و جلالت کی قسم کھائی ہے کہ جو کوئی بھی اسے دوست
رکھتا ہے اور اس کے اور اس کے جانشینوں کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہے،

اسے دوزخ میں نہ بھیجوں اور جس کسی نے اس کی ولایت کو ترک کر دیا ہے اور اس کے اور اس کے جانشینوں کے سامنے سر تسلیم خم نہ کیا، اسے جنت میں داخل نہ کروں یہ ایک حقیقت ہے کہ میں نے کہا: دوزخ اور اس کے طبقات کو اس کے دشمنوں سے اور جنت کو اس کے دوستوں اور شیعوں سے پر کروں گا“ (مائة مناقبہ، مناقب، ۵۶، بحار الانوار جلد ۲۷ صفحہ ۱۱۳)

علیٰ منبر کوفہ پر

(۸۳۵-۲۸) فضل بن شاذان کتاب ”قائم“ میں لکھتے ہیں کہ حسین بن عبد اللہ کہتے ہیں: حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: امیر المؤمنین جناب علیٰ نے کوفہ کے منبر پر فرمایا:

والله انى لذيان الناس يوم الدين، وقسيم اللو بين، الجنة والنار، لايدخلها داخل الاعلى احد قسمي-
وانا الفارق الاكبر، وقرن من حديد، وباب الايمان و صاحب الميسم وصاحب السنين، وانا صاحب النشر الاول والنشر الآخر اوصاحب القضا و صاحب الكرات ودولة الدون-

”خدا کی قسم! روز قیامت لوگوں کو اعمال کی جزا دینے والا میں ہوں، خدا کی طرف سے بہشت و دوزخ کے درمیان تقسیم کرنے والا میں ہوں، کوئی بھی اس میں داخل نہیں ہو سکتا مگر یہ کہ میری تقسیم میں واقع ہو، میں فاروق اکبر، لوہے کا سینک، ایمان کا دروازہ، صاحب میسم اور صاحب سنین ہوں، آغاز و انتہاء کا براہینتہ ہونے کا مالک میں ہوں، صاحب قضاوت، صاحب کرات اور حکومتوں کی حکومت میں ہوں۔ اپنے بعد امام میں تھا

اور اپنی طرف سے پہلے والوں کا حق ادا کرنے والا میں ہوں، احمد کے علاوہ کوئی بھی مجھ سے پہلے نہیں ہے، بے شک تمام فرشتے، تمام پیغمبر اور ارواح ہمارے بعد ہیں، وہ رسول خدا سے گفتگو کرنا چاہتے ہیں اور ان سے گفتگو کرتے ہیں، وہ مجھ سے بھی بات کرنا چاہتے ہیں، میں بھی انہی کی طرح ان سے بات کرتا ہوں درحقیقت انہوں نے سات چیزیں مجھے عطا کی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں، میں کتاب کے راستوں سے بصیرت و آشنائی یکتائی ہوں، میرے لیے اسباب کھول دیئے گئے ہیں، انساب و اقوام کو جانتا ہوں اور محرمی حساب ہوں“

میں نے اموات، مصیبتوں، وصیتوں اور حق و باطل کے درمیان تمیز دینے کا علم سیکھا ہے، میں نے عالم ملکوت کا مشاہدہ کیا ہے، کوئی بھی چیز ایسی نہیں ہے جو مجھ سے پنہاں اور مخفی ہو، کوئی بھی ایسی چیز نہیں ہے جو مجھ سے پہلے تھی اور میری دسترس سے باہر ہو، جس دن گواہوں سے گواہی لی جائے گی، جس بارے میں مجھ سے گواہی لی گئی اس میں کوئی بھی میرا شریک نہیں تھا، میں ان پر شاہد و گواہ ہوں، وعدہ خدا میرے ہاتھ پر انتہا پذیر ہوگا اور اس کا کلمہ مکمل ہوگا“

”وہ نعت میں ہوں جو خدا تعالیٰ نے لوگوں کو عطا فرمائی، وہ اسلام میں ہوں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے منتخب کیا ہے، یہ تمام کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے اوپر اس کا لطف ہے“

(المختصر صفحہ ۹۰، بحار الانوار جلد ۲۶ صفحہ ۱۵۳، جلد ۳۹ صفحہ ۳۵۰، تفسیر فرات صفحہ ۱۷۸)

علیٰ اور ان کے شیعہ عذاب جہنم سے محفوظ

(۲۹-۸۳۶) کتاب ”الاربعین عن الاربعین“ میں مذکور ہے کہ ثوبان کہتے ہیں:

میں نے علی بن ابی طالب علیہا السلام کو ایک دن دیکھا کہ وہ رسول خدا کی طرف آرہے ہیں، اس وقت حضرت جبرئیل پیغمبر اکرم کی دائیں جانب کھڑے تھے، انہوں نے پیغمبر سے کہا:

”اے محمد! یہ جو پروقاہ طریقے سے چلتے آرہے ہیں، علی ہیں، وہ امام ہدایت نیک لوگوں کا رہبر اور فاجرین کا قتل کرنے والا ہے، وہ عدل و توحید کا منادی ہے اور وہ حق تعالیٰ کی پاکیزہ درگاہ سے ظلم و ستم کو ختم کرنے والا ہے“

”اے محمد! بے شک علیؑ کے فرشتے دوسرے فرشتوں پر فخر کرتے ہیں، کیونکہ انہوں نے علیؑ علیہ السلام کے بارے میں کبھی جھوٹ نہیں لکھا ہے“

اس دوران پیغمبر اکرم بھی حضرت علیؑ کے استقبال کرنے کے لیے گئے اور حضرت جبرئیل کی گفتگو آپ تک پہنچائی۔ حضرت امیر المومنین علیؑ علیہ السلام نے فرمایا:

”اگر خدا مجھے سزا دینا چاہے تو میں اس کا بندہ ہوں (وہ دے سکتا ہے) اور اگر وہ مجھ پر رحم و کرم کرنا چاہے تو یہ اس کا میرے اوپر فضل و لطف ہے“

پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: جبرئیل نے مجھے کہا ہے:

لقد آلی ربنا الرحمان علی نفسه ان لا یعذب علیاً بالنار، ولا شیعتہ ولا احتباءً ابدًا۔

”اللہ تبارک و تعالیٰ نے قسم کھائی ہے اور اپنے اوپر لازم قرار دیا ہے کہ وہ ہرگز علیؑ علیہ السلام، ان کے شیعوں اور ان کے دوستوں کو ہرگز عذاب نہیں

دے گا۔ (الاربعون حدیث، صفحہ ۶۱ جلد ۳۱)

مامون نے فضیلت علیؑ کا مطالبہ کیا

(۸۳۷-۳۰) کتاب ”مناقب دہلی میں لکھتے ہیں:

ایک دن مامون نے امام رضا علیہ السلام سے کہا: حضرت امیر المومنین علیؑ علیہ السلام

کی قرآن سے کوئی عظیم ترین فضیلت میرے سامنے کریں۔ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

فضیلتہ فی المباحلہ وان رسول اللہ باہل بعلی و فاطمہ
زوجہ والحسن والحسین علیہم السلام وجعلہ منها اکنفہ
وجعل لعنتہ اللہ علی ایکاذیین وقد ثبت انه لیس احد من
خلق اللہ یشبہ رسول اللہ فوجب له من الفضل فوجب له
الا النبوة فای فضل و شرف و فضیلة اعلی من هذا؟

”آنحضرت کی بلند ترین فضیلت واقعہ مہبلہ میں ہے، بے شک رسول خداؐ نے علیؑ، فاطمہ زوجہ علیؑ، حسن اور حسین علیہم السلام کے ذریعے (نصاری نجران) سے مہبلہ کیا، آنحضرت کو اپنی جان قرار دیا اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت قرار دیا، یہ بات ثابت ہے کہ مخلوق خدا میں سے کوئی بھی رسول خداؐ کی مانند نہیں تھا، اس بناء پر پیغمبری کے علاوہ حضرت علیؑ کے لیے وہ تمام فضائل ثابت ہیں جو پیغمبر کے لیے لازم و ضروری تھے، پس وہ کون سا فضل و شرف ہے جو اس سے افضل و اشرف ہے؟“

مامون کہتا ہے: شاید رسول خداؐ نے ”انفس“ کے ذریعے اپنی جان کی طرف

اشارہ فرمایا ہے۔ مامن الائمہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

”اس طرح کا اشارہ درست نہیں ہے، کیونکہ رسول خداؐ ان تمام ہستیوں کے ہمراہ نصاریٰ نجران کی طرف نکلے تھے اور ان تمام کو ساتھ لے کر ان سے مہبلہ کیا تھا۔ اگر اپنی جان کا ارادہ کیا ہوتا تو پھر چاہیے یہ تھا کہ حضرت علیؑ کو مہبلہ سے خارج کر دیتے، حالانکہ تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت علیؑ علیہ السلام ان کا حصہ تھے۔

مامون کہتا ہے جب جواب مل جائے تو بات ختم ہو جاتی ہے۔

”آنحضرتؐ کے رشتہ داروں اور اصحاب میں ان کی مثل کوئی بھی نہیں ہے، اب خدا تعالیٰ نے قرآن میں انہیں ”ابنائنا وانفسنا“ سے یاد کیا ہے۔ تمہیں اس مباہلہ سے آگاہ کرتا ہوں، یہ وہ مباہلہ ہے جس کا ذکر سورہ آل عمران میں ہوا اور وہ کامیاب و کامران ہوئے“

ذلت نصاری اهل نجران وقد
جاءت لتطفی اذ هی کاضرة
فشبت بال محمد توحیدہ
واعطوا الجزاء صاغرين وصاغرة
”اس وقت جب نصاریٰ نجران سرکشی کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے، ذلیل و خوار ہو گئے، کیوں کہ ان لوگوں نے انکار کیا تھا“

”آل محمد کے مقدس وجود کے ذریعے ان پر اللہ تعالیٰ کی توحید ثابت ہو چکی ہے، ان لوگوں کو جزیہ ادا کرنے جیسی ذلت کا سامنا کرنا پڑا“

هذا دلیل انهم احبابہ
الطاهرين الطيبين عناصرہ
بعصمتهم من لم یقر فکافر
وابن الفاجر وامه هی فاجرة

”یہ اس پر بہترین دلیل ہے کہ وہ خدا کے محبوب ترین اور پاکیزہ ترین عناصر ہیں جو ان کی عصمت کا معتقد نہ ہو، وہ کافر ہے یا حرام زادہ اور اس کی ماں زنا کار ہے“

وهم الحجج من بعد سيد خلقه
فہم قوام الدين لا بکوافرة
وعلى النبي وآله صلواته
فہم اشموس هم النجوم الظاهرة

(بحار الانوار جلد ۳۵ صفحہ ۳۵۷، از فضول الخار شیح مفید نقل کردہ)

مذکورہ کتاب میں ہے کہ بعض شعراء نے اشعار میں اس واقعہ کو بیان کیا ہے، لہذا ہم نے اصلاح کی خاطر بعض مصرعوں میں تصرف کیا ہے، جو یہاں نقل کرتے ہیں۔

ان البني محمداً ووصيه
وانبيه والبتول الطاهرة
اهل العباء فانتی بولانهم
ارجو السلامة والنجاة فی الاخر

”بے شک نبی اکرم محمد مصطفیٰ، ان کے وصی علی مرتضیٰ ان کے دونوں بیٹے (حسن و حسین) اور ان کی دختر بتول و پاکیزہ حضرت زہرا علیہا السلام“

”اہل عبا، بغیر کسی شک و شبہ کے میں ان کی ولایت کے ذریعے آخرت میں نجات پانے کی امید رکھتا ہوں“

فہم الذین الرجس عنهم ذاہب
تطهيرهم كالشمس اذ هی ظاہرة
فتقو سہم وجسارہم وثيابہم
انتی و اطهر من بحار، زاخرات

”وہ ایسی ہستیاں ہیں جن سے ہر قسم کا رجس دور کیا گیا ہے اور ان کی طہارت و پاکیزگی سورج کی مانند ظاہر و آشکار ہے۔ ان کے نفوس، جسم اور کپڑے بحر بیکراں سے پاکیزہ تر ہیں“

ما فی القرابة والصحابہ مثلہم
ابنائنا وانفسنا ہی عامرة
تبعك عن هذا المباہلة التي
فی آل عمران التي ہی قاهرة

”سید المرسلین کے بعد وہ خدا کی جنتیں ہیں، دین کی پائیداری و مضبوطی انہی کے ذریعے سے ہے نہ کہ کافروں کے وسیلے سے“

ایک اور شاعر یوں گویا ہے:

لن باهل الله وكان الرسول بهم ابهلا
فهذا الكتاب واعجاز على من وفي بيت من انزلا
”خدا نے کن کے ساتھ مباہلہ کیا درحالانکہ رسول خدا نے ان کے ساتھ مباہلہ کیا، اس کا یہ قرآن مجزہ اس کے لیے ہے جو اس کے گھر میں اترے“
ایک اور شاعر نے یوں کہا:

يامن يقبس به سوا جهاله
دع عنك هذا فالقياس مضيع
لولم يكن في النص الا انه
نفس النبی كفاه هذا الموضع
”اے وہ شخص! جو اپنی جہالت کی بناء پر ان کا دوسروں پر قیاس کرتا ہے اس باطل قیاس کو ترک کر دو“

”نص و صریح آ یہ مباہلہ کہ جس میں علیؑ کو نفس پیغمبر کہا گیا ہے ان کی فضیلت و بہتری کے لیے کافی ہے“
ابن حماد کہتے ہیں:

وسماه رب العرش في الذكر نفسه
فحسبك هوا القول ان كنت ذا خبر
وقال لهم هذا وصي وارثي
من شدرب العالمين به اذرى
على كزرى من قميصي اشاره

بان ليس يستغنى عن الزر
”اگر تم اہل اطلاع ہو تو تمہارے لیے یہی کافی ہے کہ صاحب عرش پروردگار نے قرآن مجید میں انہیں نفس پیغمبر کہا ہے“
”پیغمبر اکرمؐ کا فرمان ہے کہ وہ میرا جانشین اور وارث ہے جسے رب العالمین نے میرا پشت پناہ قرار دیا ہے“
علیؑ کی میرے ساتھ وہ نسبت ہے جو قمیض کی کپڑے کے ساتھ، قمیض ہرگز کپڑے سے بے نیاز نہیں ہے“

قرآن میں علیؑ کے اسماء

(۸۴۸-۳۱) مناقب دہلی میں مذکور ہے کہ امیر المؤمنین حضرت علیؑ علیہ السلام کے قرآن مجید میں بہت سے اسماء کا تذکرہ ہوا ہے، ہم یہاں پر ان میں سے سو (۱۰۰) کا ذکر کرتے ہیں۔

(۱) ولی

قرآن میں ہے۔

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ
وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ - (سورہ مائدہ آیہ ۵۵)

”(اے ایماندارو) تمہارے مالک سر پرست تو بس یہی ہیں، خدا اور اس کا رسول اور وہ مؤمنین جو پابندی سے نماز ادا کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں“

شیعہ و سنی روایات کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ”الذین آمنوا“ سے مراد امیر المؤمنین علیؑ علیہ السلام ہیں۔ اس سے مربوط بہت سی روایات وارد ہوئی ہیں۔ مزید تفصیل کے لیے کتاب ”تاویل الآیات جلد ۱ صفحہ ۱۵۰ صفحہ ۱۵۴، تفسیر برہان جلد ۱ صفحہ ۳۹ تا ۳۸ اور

”اے ہوا! اس پتھر سے ریت کو صاف کر دے“

تھوڑا سا وقت گزرنے کے بعد ہوا چلی جس سے ریت پر اگندہ ہو گئی اور پتھر نظر آنے لگے، آنحضرت نے فرمایا:

”یہ وہی پتھر ہے جس کی تلاش میں آپ تھے۔“

ان لوگوں نے کہا: جیسا کہ ہم نے سنا اور اپنی کتاب میں پڑھا ہے، اس پتھر پر چھ انبیاء کے نام لکھے ہوئے، لیکن اس پر ہمیں وہ اسما نظر نہیں آرہے ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

”وہ اسما پتھر کے اس طرف پر مرقوم ہیں جو زمین کے ساتھ لگی ہوئی ہے،

اسے پلٹا کر دیکھیں تو وہ نظر آ جائیں گے“

اس دوران ایک گروہ آگے بڑھا کہ اس پتھر کو الٹ کر دیکھے لیکن اسے الٹ نہ سکے۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

”پیچھے ہٹ جاؤ“

آپ نے گھوڑے پر بیٹھ کر اپنا ہاتھ بڑھایا اور پتھر کو الٹ دیا تو اس پتھر پر چھ انبیاء کے اسما نظر آئے جو مندرجہ ذیل تھے۔ حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد۔

اسی وقت یہودیوں کا ایک گروہ آنحضرت کے دست مبارک پر ایمان لے آیا، اور کہتے ہیں: ہم گواہی دیتے ہیں کہ خدا کے علاوہ کوئی بھی معبود نہیں ہے اور محمد اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اے علی آپ امیر المومنین، رسول خدا کے جانشین اور زمین پر خدا کی حجت ہیں جس کسی نے آپ کو پہچان لیا وہ کامیاب و کامران ہوگا اور نجات پا جائے گا۔ جس نے آپ کی مخالفت کی، وہ گمراہ بھٹکا ہوا ہوگا، اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ آپ کے مناقب و فضائل بے حد و حساب ہیں اور آپ کی نعمتوں کے آثار شمار نہیں کیے جاسکتے۔

(نفاک ابن شاذان، صفحہ ۷۳ بحار جلد ۳۱ صفحہ ۲۵۷، نوار المعجزات صفحہ ۴۰)

علی نے دشمن کو نوک نیزہ پر بلند کیا

(۴۸۲۱) کتاب مناقب کا ایک انتہائی قدیم نسخہ جو تقریباً تین سو سال پرانا ہوگا، اس میں تحریر ہے۔

اعظم کوئی جو موٹی کے دشمنوں سے تھا وہ کہتا ہے: جنگ صفین میں ایک شامی مرد مبارزہ کرتا ہوا میدان میں اتر ا۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

”اے شامی! پلٹ جاؤ، کہیں یہ جگر خور ہندہ کا بیٹا تمہیں واصل جہنم نہ کر دے“

شامی نے کہا: ابھی معلوم ہو جائے گا کہ ہم میں سے کون کس کو واصل جہنم کرتا ہے۔

پس امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے اسے نوک نیزہ پر بلند کیا اور ہوا میں

لٹکا دیا، اس لعین نے فرمایا بلند کی:

”یا امیر المومنین! میں نے آتش جہنم کا نظارہ کر لیا ہے اور اپنے آپ پر

پشیمان ہوں“

حضرت نے یہ آریہ کریمہ تلاوت فرمائی:

الآن وَقَدَعَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ۔ (سورہ یونس آیہ ۹۱)

”تو آواز آئی کہ جبکہ تو پہلے نافرمانی کر چکا ہے اور تیرا شمار مفسدین میں ہو

چکا ہے“ (نوار المعجزات جلد ۳۶ صفحہ ۶۲)

علی خدا کا شیر ہے

(۵۸۲۲) معروف کتاب ”مصباح الانوار“ میں تحریر فرماتے ہیں کہ جابر بن

عبداللہ انصاری فرماتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا:

ماعصانی قوم من المشرکین الارمیتهم بسهم اللہ تعالیٰ۔

بحار الانوار جلد ۳۵ صفحہ ۸۳ و ۲۰۶ کی طرف رجوع کریں۔

(۲) حسنہ

ارشاد قدرت ہے:

مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا وَهُمْ مِنْ فَزَعٍ يَوْمَ يُؤْتَى الْآمِنُونَ -

(سورہ نمل آیہ ۸۹)

”جو شخص نیک کام کرے گا اس کے لیے اس کی جزاء اس سے کہیں بہتر

ہے اور یہ لوگ اس دن خوف و خطرہ سے محفوظ رہیں گے“

حسنہ ولایت علیؑ کا نام ہے۔

کتاب تاویل الآیات جلد ۱ صفحہ ۳۱۱ جلد ۱۹ میں مذکور ہے کہ حضرت امام جعفر

صادق علیہ السلام نے فرمایا: حسنہ سے مراد علیؑ کی ولایت ہے۔

(۳) مثل

خدا وحدہ لا شریک کا ارشاد ہے:

وَلَمَّا ضُرِبَ بِنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْدٍ يَعْتَدُونَ - (سورہ زمرہ آیہ ۵۷)

”اور (اے رسول) جب مریم کے بیٹے (عیسیٰ) کی مثال بیان کی گئی تو

اس سے تمہاری قوم کے لوگ کھل کھلا کر ہنسے لگے“

اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں پیغمبر اکرمؐ سے روایت نقل ہوئی ہے کہ آپ نے اپنے پاس

بیٹھے ہوئے موجود اصحاب سے فرمایا: الان یدخل علیکم نظیر عیسیٰ بن مریم فی امتی ”ابھی آپ لوگوں کے درمیان عیسیٰ بن مریم کی کوئی مثل وارد ہوگا“ چونکہ علیؑ علیہ السلام داخل ہوئے تو آپ نے فرمایا: یہ وہی شخص ہے، بعض اصحاب کو یہ بات ناگوار گذری تو اس وقت مذکورہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (تفسیر برہان جلد ۸ صفحہ ۵۸۰ جلد ۳)

ابن ابی لیلیٰ کہتے ہیں: حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا اس امت میں میری مثال حضرت

عیسیٰ بن مریم کی ہے۔ (تاویل الآیات جلد ۲ صفحہ ۵۶۸ جلد ۳)

(۴) کفایہ

اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے:

وَكَفَى اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ - (سورہ احزاب آیہ ۲۵)

”خدا نے (اپنی مہربانی سے) مومنین کو لڑنے کی نوبت نہ آئی دی“

خداوند کریم نے مومنین کو علی بن ابی طالب علیہ السلام کے توسط سے جنگ سے بے نیاز کر دیا، کیونکہ آپ نے مشرکین کے نامی گرامی جنگجو کو قتل کر دیا اور انہیں شکست فاش

دی۔ (تاویل الآیات جلد ۲ صفحہ ۳۵۰، بحار الانوار جلد ۲۰ صفحہ ۲۰۳ و ۲۸۰)

(۵) منفق

رب ذوالجلال کا ارشاد ہے:

الَّذِينَ يُتَّقُونَ أَمْوَالَهُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً (سورہ بقرہ آیہ ۲۷۴)

”جو لوگ رات کو یا دن کو چھپا کے یا دکھا کے (خدا کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں“

ابن عباس اس آیہ شریفہ کی تفسیر اور اس کی شان نزول کے بارے میں کہتے ہیں۔

حضرت علیؑ علیہ السلام کے پاس چار درہم تھے، جب انہوں نے ایک درہم دن،

ایک رات میں، تیسرا مخفی اور چوتھا درہم آشکار طور پر راہ خدا میں انفاق کیا تو اس وقت مذکورہ

آیہ کریمہ آنحضرت کی شان میں نازل ہوئی۔ (تاویل الآیات جلد ۱ صفحہ ۹۷)

(۶) خصم

خداوند کریم کا فرمان ہے:

هَذَا نِ حَصْمَانِ احْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ - (سورہ حج آیہ ۱۹)

” (مومن و کافر) دو فریق ہیں آپس میں اپنے پروردگار کے بارے میں

لڑتے ہیں“

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اس آیہ شریفہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”دو گروہوں سے مراد حضرت علی علیہ السلام اور بنی امیہ ہیں“

(تفسیر برہان، جلد ۱ صفحہ ۲۰۶، جلد ۵)

(۷) (شاری) (نفس کو فروخت کرنے والا)

پروردگار عالم کا ارشاد ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ (سورہ بقرہ آیہ ۲۰۷)

”اور لوگوں میں سے (خدا کے بندے) کچھ ایسے بھی ہیں جو خدا کی

خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اپنی جان بیچ ڈالتے ہیں“

ابن عباس کہتے ہیں:

یہ آیہ کریمہ حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

(تفسیر برہان، جلد ۱ صفحہ ۲۰۶، جلد ۵)

(۸) نسب و صہر

خالق کائنات کا ارشاد ہے:

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا۔

”اور وہی تو خدا ہے جس نے پانی (مٹی) سے آدمی پیدا کیا پھر اسے

خاندان اور سسرال والا بنایا“ (سورہ فرقان آیہ ۵۴)

پیغمبر اکرم فرماتے ہیں:

”یہ آیت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے“

(تاویل الآیات جلد ۱ صفحہ ۳۷۷، جلد ۱۵، تفسیر برہان جلد ۳ صفحہ ۱۷۰، جلد ۶، روضۃ الوعظین صفحہ ۷۱)

ابن عباس کہتے ہیں یہ آیت پیغمبر اکرمؐ اور حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی۔ رسول

خدا نے اپنی بیٹی کا نکاح علی علیہ السلام کے ساتھ کیا، درحالیکہ وہ پیغمبر کے چچا زاد تھے، ”فکان لہ

نسباً و صہراً“ پس حضرت علی علیہ السلام پیغمبر کے نسبی رشتہ دار ہیں (تفسیر برہان جلد ۷ صفحہ ۸، جلد ۳)

(۹) ثلثہ

حضرت امام صادی علیہ السلام سورہ واقعہ کی آیت نمبر ۳۹ ”ثَلَاثَةٌ مِنَ الْأَوْلِيَيْنِ“

”ان میں بہت سے تو اگلے لوگوں میں سے ہیں“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ان سے مراد

آل فرعون ہیں اور آیہ ۴۰ ”وَأُولَاؤُا مِنَ الْأَخْيَرِيْنَ“ اور ان میں بہت سے پچھلے لوگوں میں

سے ہیں“ سے مقصود امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالبؑ ہیں۔

(تاویل الآیات جلد ۲ صفحہ ۶۳۳، جلد ۸)

(۱۰) لسان

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِنْ رَحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا (سورہ مریم آیہ ۵)

”اور ان سب کو اپنی رحمت سے کچھ عنایت فرمایا اور ہم نے ان کے لیے

اعلیٰ درجے کا ذکر خیر (دنیا میں بھی) قرار دیا“

حضرت امام ابو الحسن علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس آیہ شریفہ

لسان صدق“ سے مراد امیر المؤمنین علی علیہ السلام ہیں۔

(۱۱) دابۃ الارض

خالق ارض و سماں فرماتا ہے:

وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ۔

(سورہ نمل آیہ ۸۲)

اسی مددک میں مذکور ہے کہ اللہ بمعنی گروہ ہے، یہاں پر آنحضرت کی شان و منزلت اور

قدر و جلالت کی وجہ سے مفرد بمعنی جمع استعمال ہوا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ”إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ

أُمَّةً“ ”بے شک حضرت ابراہیمؑ تھا ایک امت تھے“ (سورہ نمل آیہ ۱۲)

”اور جب ان لوگوں پر (قیامت کا) وعدہ پورا ہوگا تو ہم ان کے واسطے

زمین سے ایک چلنے والا نکال کھڑا کر دیں گے جو ان سے باتیں کرے گا“

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

تكلّمهم ،تستمهم علی آنا فهم، وتسمی الكافر با سمه

والمومن باسمه۔

”ان سے بات کرے گا، ان کی ناکوں پر نشانی لگائے اور مومن و کافر میں

سے ہر ایک کو اس کے نام سے پکارے گا“

حضرت نے فرمایا: دایۃ الارض سے مراد علی بن ابی طالب علیہم السلام ہیں۔

(۱۲) صالح المؤمنین

رب ذوالجلال قرآن میں فرماتا ہے:

وَلَا تَطَّاهِرًا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ وَاوَلَاءُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ

الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلَائِكَةَ بَعْدَ ذَلِكَ ظَهِيرًا۔ (سورہ مریم آیہ ۴)

”اگر تم دونوں رسول کی مخالفت میں ایک دوسرے کی اعانت کرتی رہو گی

تو کچھ پرواہ نہیں، کیونکہ خدا اور جبرئیل اور تمام ایماندار میں نیک شخص ان

کے مددگار ہیں“

ابن عباس اس آیت شریفہ کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ اس میں مؤمنین سے مراد

علی بن ابی طالب علیہما السلام ہیں۔

ایلیس بن عبد الرحمن کہتے ہیں: میں حضرت امام رضا کی خدمت میں عرض کیا: بعض

لوگ مجھ سے امیر المؤمنین علیہ السلام کا نام قرآن سے دکھانے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ میں نے

ان لوگوں کے سامنے آ کر یہ ”وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا“ ”ہم نے ان کے لیے

زبان دامت گواہ اور بلند مقام قرار دیا ہے“ پڑھی حضرت نے فرمایا: تم نے سچ کہا ہے وہ ایسے ہی

ہیں۔ (تاویل الایات جلد ۱ صفحہ ۳۰۴، جلد ۱۰)

(۱۳) جنب اللہ

خداوند قدوس کا ارشاد ہے:

أَنْ تَقُولَ نَفْسٌ يَا حَسْرَتِي عَلَى مَا فَرَّقْتُ فِي جَنْبِ اللَّهِ (سورہ زمر آیہ ۵۶)

”تم میں سے (کوئی شخص کہنے لگے کہ ہائے افسوس میری اس کوتاہی پر

جو میں نے خدا (کی بارگاہ) کا تقرب حاصل کرنے میں کی“

حضرت امام علی بن موسیٰ رضاؑ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جب اللہ سے مراد

امیر المؤمنین علی علیہ السلام ہیں۔ (تاویل الایات جلد ۲ صفحہ ۵۲۰، جلد ۲۶ تفسیر برہان جلد ۲ صفحہ ۸۰ جلد ۱۵)

(۱۴) ذکر ومستول عنہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

وَأِنَّهُ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ وَسَوْفَ تُسْئَلُونَ۔ (سورہ زخرف آیہ ۴۳)

”اور یہ (قرآن) تمہارے لیے اور تمہاری قوم کے لیے نصیحت ہے اور

عنقریب ہی تم لوگوں سے (اس کی) باز پرس کی جائے گی“

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

نحن اهل الذکر ونحن المستولون۔

”اہل ذکر ہم ہیں اور ہمارے بارے میں پوچھا جائے گا“

(تاویل الایات جلد ۲ صفحہ ۵۶۱، جلد ۲۳، تفسیر برہان جلد ۳ صفحہ ۱۳۶، جلد ۱۰)

ایک اور مقام پر ارشاد قدرت ہے:

وَقَفُّوهُمْ إِنَّهُمْ مَسْئُولُونَ۔ (سورہ صافات آیہ ۲۴)

”انہیں ٹھہراؤ تو ان سے کچھ پوچھنا ہے“

اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

علی بن ابی طالب کی ولایت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

اس آیت کی تفسیر میں امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

روز قیامت جب کفار خدا کے نزدیک علیؑ کا مقام و مرتبہ دیکھیں گے تو ان کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے۔ (تاویل الایات جلد ۲ صفحہ ۷۰۲، تفسیر برہان جلد ۲ صفحہ ۳۶۵ جلد ۴)

(۱۶) نعمت

امیر المؤمنین امام الحنفین علیؑ علیہ السلام فرماتے ہیں:

أَنَا وَاللَّهِ! نِعْمَتَهُ اللَّهُ الَّتِي أَنْعَمَ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ عِبَادَةً، وَبِئْسَ وَبِأَهْلٍ بَيْتِي يَفُوزُ مِنْ فَازِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔

”خدا کی قسم! میں خدا کی وہ نعمت ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے سامنے رکھی، روز قیامت ہر کوئی میرے اور میرے اہل بیت کے وسیلہ سے مقام سعادت تک پہنچے گا“ (تفسیر تہجد جلد ۱ صفحہ ۳۷۱، بحار الانوار جلد ۲۳ صفحہ ۵۱ جلد ۳)

(۱۷) ہادی

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

رسول خدا نے امیر المؤمنین علیؑ علیہ السلام سے فرمایا:
أَنَا الْمُنْذِرُ وَأَنْتَ الْهَادِي -

”میں ڈرانے والا ہوں اور آپ ہدایت کرنے والے ہیں“

(تفسیر عباشی جلد ۲ صفحہ ۳۰۲، جلد ۵، تفسیر برہان، جلد ۲ صفحہ ۲۸۱، جلد ۱۲)

(۱۸) اذن واعیہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

وَتَعْبِيهَا أَذُنٌ وَاعِيَةٌ۔ (سورہ حاقہ: آیت ۱۲)

”اور اسے یاد رکھنے والے کان (سن کر) یاد رکھیں“

اس آیت شریفہ کی تفسیر میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

(اصل نسخہ میں یوں ہے کہ علی بن ابی طالب کی محبت کے بارے میں پوچھا جائے گا)

(تاویل الایات جلد ۲ صفحہ ۳۹۲، جلد تفسیر برہان جلد ۲ صفحہ ۳۶۵ جلد ۵)

ایک اور جگہ پر خالق کائنات کا ارشاد ہے:

بَلْ آتَيْنَاهُمْ بِيذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُعْرِضُونَ (سورہ مومن آیت ۷۱)

”بلکہ ہم تو انہی تذکرے (جبرئیل کے واسطے سے) ان کے پاس لے کر آئے تو یہ لوگ اپنے ہی تذکروں سے منہ موڑتے ہیں“

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں امام علیہ السلام فرماتے ہیں:

ذکر سے مراد حضرت امیر المؤمنین علیؑ علیہ السلام ہیں، کیا تم خداوند کریم کے اس

فرمان کی طرف متوجہ نہیں ہو کہ ارشاد ہے:

الَّذِينَ كَانَتْ أَعْيُنُهُمْ فِي غِطَاءٍ عَنْ ذِكْرِي۔ (سورہ کہف آیت ۱۰۱)

”جن کی آنکھیں ہماری یاد سے پردے میں تھیں“

اس سے مراد حضرت علیؑ علیہ السلام ہیں۔

وَكَانُوا لَا يَسْتَنصِتُونَ سَمْعًا۔ (سورہ کہف آیت ۱۰۱)

”اور رسول سے (دشمنی کی وجہ سے سچی بات) کچھ بھی نہ سن سکتے تھے“

یعنی ان میں آنحضرت کا نام سننے کی طاقت نہ تھی، یہ سب کچھ آنحضرت اور ان کے

خاندان کے ساتھ سخت دشمنی کی وجہ سے تھا۔ (تفسیر تہجد جلد ۲ صفحہ ۴۷، بحار الانوار جلد ۳۳ صفحہ ۷۷ جلد ۱۰۴)

(۱۵) زلفہ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَلَمَّا رَأَوْهُ زُلْفَةً سَيِّئَتْ وُجُوهُ الَّذِينَ كَفَرُوا۔ (سورہ فلک آیت ۲۷)

”تو جب یہ لوگ اسے قریب سے دیکھ لیں گے تو (خوف کے مارے)

کافروں کے چہرے بگڑ جائیں گے“

”اس سے مراد حسین ابن علی علیہما السلام ہیں“

اور وَتَتَّبِعُهَا الرَّادِفَةُ ”پھر اس کے پیچھے زلزلہ آئے گا“ (سورہ تازعات آیت ۷) سے مراد حضرت علی بن ابی طالب علیہما السلام ہیں۔

(تاویل الایات جلد ۲ صفحہ ۶۲، جلد ۱ تفسیر برہان جلد ۲ صفحہ ۳۲۳، جلد ۱)

(۲۲) شاہد

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

أَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيْتِنَا مِنْ زَيْبِهِ وَيَتْلُوهُ شَاهِدًا مِنْهُ - (سورہ ہود، ۱۷)

”کیا جو شخص اپنے پروردگار کی طرف سے دلیل روشن پر ہوا اور اس کے

پیچھے ہی پیچھے ان کا ایک ہی گواہ ہو“

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں:

رسول خدا نے فرمایا:

انا على بينة من ربي وعلى شاهد مني -

”میں خدا کی طرف سے دلیل و برہان ہوں اور علی میری طرف سے شاہد

اور گواہ ہیں“

(۲۳) صدیق

خالق زمین و آسمان کا ارشاد ہے:

وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ وَالشُّهَدَاءُ

عِنْدَ رَبِّهِمْ - (سورہ حدید آیت ۱۹)

”اور جو لوگ خدا اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے یہی لوگ اپنے

پروردگار کے نزدیک صدیقوں اور شہیدوں کے درجے پر ہیں“

ابن عباس اس آیت کریمہ کی تفسیر میں کہتے ہیں:

رسول خدا نے فرمایا کہ ”أُذُنٌ وَاعِيَةٌ“ سننے والے کان سے مراد حضرت علی بن ابی طالب علیہما السلام کے کان ہیں جو خدا اور اس کے رسول کی باتیں سنتے تھے۔

(تفسیر برہان جلد ۲ صفحہ ۳۷۵، جلد ۲)

(۱۹) مؤذن

آسمان امامت کے ساتویں تاج دار حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام آیت شریفہ

”فَأَذِّنْ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ أَنْ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ“ (سورہ اعراف آیت ۳۳)

”پس اس وقت ان کے درمیان منادی نداء دے گا کہ ظالمین پر خدا کی لعنت ہو“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

مؤذن یعنی آواز دینے والے علی بن طالب علیہما السلام ہیں۔ (تفسیر برہان جلد ۲ صفحہ ۱۶، جلد ۲)

(۲۰) اذان

عبداللہ بن سنان کہتے ہیں کہ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا:

ان لامير المؤمنين اسماء مايعلمها الا العالمون وان منها الاذان

عن الله ورسوله وهو الاذان-

”بے شک امیر المؤمنین حضرت علی کے کئی اسماء ہیں جنہیں علماء کے علاوہ

کوئی بھی نہیں جانتا، ان اسماء میں سے ایک نام خدا اور اس کے رسول کی

طرف سے اذان ہے اور حضرت علی علیہ السلام وہی اذان ہیں“

(تاویل الایات جلد ۱ صفحہ ۱۹۷، جلد ۲)

(۲۱)

خداوند قدوس کے فرمان ”يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ“ (سورہ تازعات آیت ۶)

”(ان کی قسم کہ قیامت ہو کر رہے گی) جس دن زمین کو بھونچال آئے“ کی

تفسیر میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

صدیق اور شہید سے مراد حضرت علی بن ابی طالب علیہما السلام ہیں۔

(۲۴) صاحب علم کتاب

آیہ کریمہ قُلْ كَفَى بِاللّٰهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ (سورہ رعد آیہ ۴۳) ”کہہ دو کہ میرے اور تمہارے درمیان (میری رسالت کی) گواہی کے واسطے خدا اور وہ شخص کافی ہے جس کے پاس (آسمانی) کتاب کا علم ہے“ کی تفسیر میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔

هو علی بن ابی طالب علیہ السلام وما كان علم الكتاب الا عنده۔
”اس سے مراد حضرت علی بن ابی طالب ہیں اور ان کے علاوہ کسی کے پاس علم کتاب نہیں ہے“

(۲۵) والد

خالق کائنات کا ارشاد ہے:

وَوَالِدٍ وَمَا وَلَدَ۔ (سورہ بلد آیہ ۳)

”اور (تمہارے) باپ اور اس کی اولاد کی قسم“

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: باپ سے مراد حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام اور اولاد سے مقصود حضرت امام حسن، حضرت امام حسین اور ان کے بعد والے آئمہ علیہم السلام ہیں۔

(تاویل الایات، جلد ۲ صفحہ ۷۹۸، جلد ۳ و ۴ تفسیر برہان جلد ۴ صفحہ ۳۶۲، جلد ۵ و ۶)

(۲۶) مومن

پروردگار کا ارشاد پاک ہے:

اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوُونَ۔ (سورہ سجدہ آیہ ۱۸)
”کیا جو شخص ایمان دار ہے اس شخص کے برابر ہو جائے گا جو بدکار ہے“

ہرگز دونوں برابر نہیں ہو سکتے“

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

آیہ شریفہ میں مومن سے مراد علی بن ابی طالب اور فاسق سے ولید بن عقیل ہے۔

(۲۷) عہد

اللہ رحمن ورحیم اپنی مقدس کتاب قرآن میں فرماتا ہے:

لَا يَجْعَلُكَوْنُ الشَّفَاعَةِ اِلَّا مَنْ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا۔ (سورہ مریم آیہ ۸۷)

” (اس دن) یہ لوگ شفا فرما رہے (بھی) قادر نہ ہوں گے مگر (ہاں) جس

شخص نے خدا سے (شفا فرما رہے) کا اقرار لے لیا ہو“

صادق آل محمد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

عہد و پیمان سے مراد امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام اور دوسرے آئمہ معصومین

علیہم السلام کی ولایت ہے۔ (تاویل للآیات جلد ۱ صفحہ ۳۰۷، جلد ۱۳)

(۲۸) دو دو بمشتر

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وَاْدًا۔

”بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک کام انجام دیئے

ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی محبت دلوں میں رکھ دیتا ہے“

اس آیت کی تفسیر میں روایت کی گئی ہے کہ اس سے مراد امیر المومنین حضرت علی

علیہ السلام ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

امام جعفر صادق ”اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: لہذا من مومن الا و لہ قلبہ

حب علیؑ وہ مومن نہیں جس کے دل میں علیؑ کی محبت نہیں۔ (تفسیر برہان جلد ۶ صفحہ ۳۷۱، جلد ۲۱)

فَأَنَّمَا يُسِّرْنَ نَاهٍ يَلْسَانِكَ -

”ہم نے اس کو آپ کی زبان پر آسان کر دیا ہے، یعنی پیغمبر خدا،
تُسَيِّرُ بِهِ الْمُتَّقِينَ -

”تاکہ پرہیزگاروں کو اس کے وسیلے سے بشارت دو، یعنی علی کے چاہنے والے۔
وَتُنذِرُ بِهِ قَوْمًا لَّدَا - (سورہ مریم آیہ ۹۶ و ۹۷)

”سرخت دشمنوں کو اس کے ذریعے ڈراؤں، یعنی ان کے دشمن جن کے
دلوں میں ان کے بارے میں بغض ہے۔ (تفسیر برہان جلد ۳ صفحہ ۲۱)

(۲۹) قانت

خالق لیل و نهار کا ارشاد ہے:

أَسْنُ هُوَ قَانِتٌ أَنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَانِمًا يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُوا
رَحْمَةَ رَبِّهِ - (سورہ زمر آیہ ۹)

”کیا جو شخص رات کے اوقات سجدہ کر کے اور کھڑے کھڑے (خدا) کی
عبادت کرتا ہو اور آخرت سے ڈرتا ہو اور اپنے پروردگار کی رحمت کا
امیدوار ناشرکے کافر کے برابر ہو سکتا ہے؟“

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہیں:

یہ آیت حضرت علی بن ابی طالب کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی
بارگاہ میں ان کی فضیلت، عبادت، ان کے علم اور مقام و منزلت کے بلند ہونے کا پتہ دیتی ہے۔
(تاویل الآیات جلد ۲ صفحہ ۵۱۱، جلد ۲)

(۳۰) علی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَإِنَّ فِي أُمِّ الْكِتَابِ لَدَيْنَا لَعَلِيَّ حَكِيمًا - (سورہ اخرف آیہ ۴)

”اور بے شک وہ ہمارے پاس ام الکتاب میں ضرور عالی شان (اور)

عصمت والا ہے“

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

اس سے مراد امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ (تاویل الآیات جلد ۲ صفحہ ۵۵۲ جلد ۱)

ابن عباس سے نقل ہوا ہے کہ ”الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيمُ“ سیدھے راستے سے مراد

علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

(تفسیر قمی صفحہ ۲۸، تاویل الآیات جلد ۱ صفحہ ۲۸، جلد ۱۳، تفسیر عیاشی، جلد ۱ صفحہ ۲۳، جلد ۲۵)

(۳۱) صراط حمید

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَهْدُوا إِلَى صِرَاطِ الْحَمِيدِ - (سورہ حج آیہ ۲۳)

”اور انہیں سزاوار حمد (خدا) کا راستہ دکھایا گیا“

روایت کی گئی ہے کہ آنحضرت فرماتے ہیں:

ہم واللہ، اولیاء امیر المؤمنین المحیون له والاہل بیته علیہم السلام۔

”خدا کی قسم! وہ امیر المؤمنین علی علیہ السلام کے چاہنے والے ہیں جو ان سے اور

ان کے اہل بیت سے محبت کرتے ہیں۔ (تاویل الآیات جلد ۱ صفحہ ۳۳۵، جلد ۵)

(۳۲) سبیل اللہ

رب ذوالجلال کا ارشاد پاک ہے:

الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدَّوْا عَنِ سَبِيلِ اللَّهِ - (سورہ محمد آیہ ۱)

”اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور لوگوں کو خدا کے راستے سے روکا“

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرت صادق آل محمد امام جعفر صادق فرماتے ہیں۔

ہم بنو امیہ صدّوا عن والایة امیر المؤمنین وولایة اولادہ

وہو سبیل اللہ الذی من تبعہ کفی عذاب الجحیم۔

”ان سے مراد بنو امیہ تھے جو لوگوں کو امیر المؤمنین علی علیہ السلام اور ان کی

اولاد اطہار کی ولایت سے روکتے تھے، یہ وہی راہ خدا ہے جو بھی اس کی

پیروی کرے گا وہ دوزخ کے عذاب سے محفوظ ہے“

(تفسیر قمی، جلد ۲ صفحہ ۳۰۰، بحار الانوار جلد ۳۶ صفحہ ۸۶، جلد ۱۳)

(۳۳) نور ارشاد قدرت ہے

قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُبِينًا۔ (سورہ نساء آیہ ۱۷۴)

”اے لوگو! اس میں تو شک ہی نہیں کہ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی

طرف سے (دین حق کی) دلیل آچکی ہے اور ہم تمہارے پاس ایک چمکتا

ہوا نور نازل کر چکے ہیں“

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

برہان و دلیل سے مراد رسول خدا اور نورین سے مراد علی علیہ السلام ہیں۔

(تاویل الایات جلد ۱ صفحہ ۱۳۴ جلد ۲)

(۳۴) جبل اللہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا۔ (سورہ آل عمران آیہ ۱۰۳)

”اور تم سب کے سب (مل کر) خدا کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رہو“

اس آیت کی تفسیر میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں۔

جبل خدا سے مراد حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں، پس آنحضرت کا

دامن تھامے رکھو اور ان کی ولایت کو نہ چھوڑو۔

(تفسیر عیاشی، جلد ۱ صفحہ ۱۹۴ جلد ۱۲۲ بحار الانوار جلد ۳۶ صفحہ ۱۰، جلد ۱)

(۳۵) ثواب

رسول خدا نے حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام سے فرمایا:

أنت وانصارك الابرار الذين يعدكم الله ثواب ما عنده في

قوله تعالى وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ۔ (سورہ آل عمران آیہ ۱۹۵)

”آپ اور آپ کے نیک ساتھی وہ لوگ ہیں جن کے لیے اللہ تعالیٰ نے

اپنے پاس سے اجر و ثواب دینے کا وعدہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان

ہے ”اور خدا (ایسا ہی ہے کہ) اس کے یہاں اچھا ہی بدلہ ہے“

(تفسیر برہان جلد ۱ صفحہ ۳۳۳، جلد ۱۰)

(۳۶) يَهْدِي أَلِي الْحَقِّ

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

”امیر المؤمنین علیہ السلام نے کوئی حکم دیا، لیکن وہ لوگ جنہوں نے آپ

سے آپ کا مقام چھینا، اس حکم کو قبول نہ کیا۔ اس بارے میں سلمان نے

امیر المؤمنین علی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: وہ کون سی چیز باعث

بنی ہے کہ آپ نے انہیں حق کی ہدایت فرمائی؟ آپ نے ان لوگوں کو کیوں

چھوڑ نہیں دیا کہ وہ اپنی ہی سرکشی اور جہالت میں غوطہ زن ہوتے رہے؟

امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے فرمایا:

میں صرف اطہار حق کرنا چاہتا تھا کہ ان لوگوں پر دلیل و حجت تمام ہو

سکے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کا قرآن میں ارشاد ہے:

أَفَمَنْ يَهْدِي إِلَي الْحَقِّ أَحَقُّ أَنْ يُتَّبَعَ أَمْ مَنْ لَا يَهْدِي إِلَّا أَنْ

يُهْدَىٰ فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ۔ (سورہ یونس آیہ ۳۵)

”جو شخص دین کی راہ دکھاتا ہے کیا وہ زیادہ حق دار ہے کہ اس کے حکم کی

کے سامنے ایک ایسا شخص ظاہر ہوتا ہے جو چہرے اور حسب و نسب کی وجہ سے پہچانا جاتا ہے؟“

ابوبصیر کہتے ہیں: میں نے عرض کیا کہ وہ کون ہے؟

آپ نے فرمایا: خدا کی قسم! امید ہے کہ وہ شخص علی علیہ السلام ہیں اور وہ وہی آسمانی نشانی ہیں۔

اور خداوند قدوس کا اپنے حبیب سے یہ فرمانا کہ لِنُنذِرِيْہُ تاکہ لوگوں کو اس کے ذریعے سے ڈراؤ“ (اعراف آیہ ۲) اس سے مراد یہ ہے تاکہ آپ لوگوں کو ان کی پہچان کروائیں اور ان کے مقام و مرتبہ سے آگاہ کریں کہ وہ مخلوق پر خدا کی حجت ہیں۔
(تائیل الایات جلد ۱ صفحہ ۳۸۹، جلد ۳ تفسیر برہان جلد ۳ صفحہ ۱۸۰ جلد ۱۰)

(۳۹) کتاب منزل

آیہ شریفہ کَمَا بَأْتُنَا هِ الْيَوْمَ الْمُبَارَكِ. (سورہ ص آیہ ۲۹)

” (اے رسول) کتاب جو ہم نے تمہارے پاس نازل کی ہے (بڑی) برکت والی ہے“

کی تفسیر میں روایت نقل ہوئی کہ حضرت نے فرمایا:

المُبَارَكُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ يَفْتَسِرُ الْقُرْآنَ الَّذِي هُوَ الْكِتَابُ الْمُنَزَّلُ، مَبَارَكٌ عَلَى أُمَّةٍ مُحَمَّدًا۔

”مبارک“ امیر المؤمنین علی علیہ السلام ہیں جو قرآن یعنی اس کتاب کی تفسیر کرتے ہیں جو نازل کی گئی ہے، اور امت محمد کے لیے مبارک اور برکت ہے“

جہاں پر قرآن فرماتا ہے کہ وَلْيَتَذَكَّرْ أُولُو الْأَلْبَابِ (سورہ ص آیہ ۲۹) ”تاکہ عقل والے نصیحت حاصل کریں“ وہاں پر صاحبان عقل سے مراد وہ شیعہ حضرات ہیں جو ان کی ولایت کو قبول کرتے اور انہیں دوست رکھتے ہیں۔

پیروی کی جائے یا وہ شخص جو (دوسرے کی ہدایت تو درکنار) خود ہی جب تک دوسرا اس کو راہ نہ دکھائے راہ دیکھ نہیں پاتا تو تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے تم کیسے حکم لگاتے ہو؟“ (بخار الانوار جلد ۳۰ صفحہ ۳۰۰، جلد ۷)

(۳۷) سابق مقرب

آیہ شریفہ السَّابِقُونَ السَّابِقُونَ أُولَئِكَ الْمُقَرَّبُونَ (سورہ واقعہ آیہ ۱۱) ” اور جو آگے بڑھنے والے ہیں وہ کیا کہتا وہ آگے ہی بڑھنے والے تھے یہی لوگ خدا کے مقرب ہیں“ کی تفسیر میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: مذکورہ آیت شریفہ خصوصاً حضرت علی کی شان میں نازل ہوئی، کیوں کہ آنحضرت نے ایمان کا اعلان کرنے میں سب پر سبقت حاصل کی تھی، پس خداوند متعال نے اس آیہ شریفہ کے ذریعے آپ کی مدح و ستائش فرمائی ہے۔ (تائیل الایات جلد ۲ صفحہ ۶۳۲، جلد ۵)

(۳۸) آیت و نشانی

ارشاد قدرت ہے

أَنْ نَشَاءَ عَلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ آيَةً فَظَلَّتْ أَعْنَآ فُهِمَ لَهَا خَاضِعِينَ۔

(سورہ شعراء آیہ ۴)

”اگر ہم چاہیں تو ان لوگوں پر آسمان سے ایسا معجزہ نازل کریں کہ ان

لوگوں کی گردنیں اس کے سامنے جھک جائیں“

ابوبصیر کہتے ہیں کہ میں نے اپنے مولا امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی

تفسیر کے بارے میں سنا ہے کہ آپ نے فرمایا:

نَزَلَتْ الشَّمْسُ مَابَيْنَ زَوَالِ الشَّمْسِ إِلَى وَقْتِ الْعَصْرِ، ثُمَّ

يَظْهَرُ رَجُلٌ يَعْرِفُ بَوَاجِهُهُ وَحَسْبُهُ وَنَسَبُهُ إِمَامَ الشَّمْسِ۔

”وسط ظہر کے بعد سورج وقت عصر کی طرف ڈھل رہا تھا اس وقت آفتاب

مر بالمعروف ونہی از منکر کرتے ہیں“

(۴۳) مقام صدوق

اللہ تعالیٰ اپنی مقدس کتاب میں ارشاد فرماتا:

وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا أَنَّ لَهُمْ قَدَمٌ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ۔ (یونس آیہ ۲)

”اور ایمان داروں کو اس کی خوش خبری سنا دو کہ ان کے لیے ان کے پروردگار کی بارگاہ میں بلند مرتبہ ہے“

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اس سے مراد امیر المومنین حضرت علیؑ کی ولایت ہے“

(الکافی جلد ۱ صفحہ ۴۲۲، جلد ۵۰، تاویل الآیات جلد ۱ صفحہ ۲۱۳)

(۴۴) احسان

اس آیه شریفہ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ (سورہ نحل آیہ ۹۰) ”بے شک اللہ تعالیٰ انصاف اور لوگوں کے ساتھ نیکی کرنے اور قربت داروں

کو کچھ دینے کا حکم کرتا ہے“ کی تفسیر میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

”عدل سے مراد خدا کی فضیلت اور محمدؐ کی رسالت کی خلوص کے ساتھ گواہی

دینا ہے اور احسان سے مراد امیر المومنین علیؑ علیہ السلام کی ولایت اور ان

دونوں ہستیوں کی اطاعت ہے، جبکہ قربت داروں کو کچھ دینے سے مراد امام

حسنؑ اور امام حسینؑ اور ان کی اولاد میں سے دیگر تمام آئمہ معصومین علیہم

السلام ہیں: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ

وَالْبَغْيِ (سورہ نحل آیہ ۹۰) ”وہ فحشاء، منکر اور ستم کرنے سے روکتا ہے“ اس

آیہ میں ستم سے مراد ان دونوں کی ہستیوں پر ظلم کرنا، انہیں قتل کرنا ہے اور ان

کے حق کو ادا کرنے سے منع کرتا ہے۔ ان کے دشمنوں کے ساتھ محبت و دوستی

(اسی روایت کو شریعت تفسیر فی جلد ۱ صفحہ ۲۲۳ اور تفسیر برہان جلد ۳ صفحہ ۴۷ جلد ۱ میں نقل کی گئی ہے)

(۴۰) عروۃ الوثقی

یہ آیه شریفہ فَقَدْ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ (سورہ بقرہ آیہ ۲۵۶) ”اس

نے وہ مضبوط رسی پکڑی“ کی تفسیر میں روایت نقل ہوئی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا:

”عروۃ الوثقی سے مراد امیر المومنین علیؑ علیہ السلام اور آپ کی اولاد میں

سے وہ ہستیاں ہیں جو امام ہیں“ (تفسیر برہان جلد ۱ صفحہ ۲۲۳، جلد ۱ و ۶)

(۴۱) فضل

ارشاد قدرت ہے:

وَلَوْ لَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَآتَبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ إِلَّا قَلِيلًا

”اگر تم پر خدا کا فضل و کرم اور اس کی مہربانی نہ ہوتی تو چند آدمیوں کے سوا

تم سب شیطان کی پیروی کرنے لگتے“۔ (ساء آیہ ۸۳)

اس آیه کریمہ کی تفسیر حضرت امام ابو الحسن علیہ السلام فرماتے ہیں:

”رحمت سے مراد رسول خداؐ اور فضل سے مقصود امیر المومنین علیہ السلام ہیں“

(تفسیر برہان، جلد ۱، صفحہ ۳۹۸ جلد ۲ و ۳)

(۴۲) دونوں ہاتھ کشادہ

آیہ شریفہ بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ (سورہ مائدہ آیہ ۶۴) ”بلکہ اس کے دونوں

ہاتھ کشادہ ہیں“ کی تفسیر میں حضرت امام سجاد زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں۔

یعنی محمد و علی علیہما السلام مَبْسُوطَتَانِ فِي حَقِّهِ يَدِ عَوَانِ

إِلَى اللَّهِ تَعَالَىٰ وَيَأْمُرَانِ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَيَانِ عَنِ الْمُنْكَرِ۔

”یعنی بے شک حضرت محمدؐ اور علیؑ علیہما السلام کے ہاتھ فریضہ الہی انجام

دینے کے لیے کھلے ہیں اور خداوند قدوس کی طرف دعوت دیتے ہیں نیز

اس حدیث کو ابن شیر ویدیلی نے بھی اپنی بہترین کتاب ”الفردوس“ میں نقل کیا ہے۔
علی کے فضائل شمار نہیں کیے جاسکتے

(۸۲۳-۷) مذکورہ کتاب میں ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا نے حضرت
علی علیہ السلام سے فرمایا:

لوان البحر مدادو الغياض اقلام، والانس کتاب والجن
حساب ما احصوا فضائلکم یا ابا الحسن ا۔

”اے ابا الحسن! اگر تمام سمندر روشنائی بہا، تمام جنگل قلمیں، تمام انسان لکھنے والے
اور تمام جن حساب کرنے والے ہو جائیں تو آپ کے فضائل شمار نہیں کر سکتے
“ (مصباح الانوار صفحہ ۱۲۱ مناقب خوارزمی صفحہ ۳۲۲ تا ۳۲۸ طرائف صفحہ ۱۳۹)

شکم مادر میں شیطان دشمن علی کے ساتھ

(۸۲۵-۸) تفسیر فرات میں تحریر کرتے ہیں کہ ابن عباس کہتے ہیں:

ایک دن میں رسول خدا کی خدمت میں حاضر تھا، اچانک آنحضرت کی نگاہ
سانپ پر پڑی جو شتر کی مانند تھا، حضرت علی علیہ السلام اسے عصا کے ساتھ مارنا چاہتے تھے
کہ رسول اکرم نے فرمایا:

انه ابليس، واتي قد اخذت عليه شروطا ما يبغضك مبغض
الأشراكه في رحم امه۔

”وہ شیطان ہے، بے شک میں نے اس سے کچھ شرطوں کا وعدہ لیا ہوا ہے
کہ کوئی بھی دشمن تمہارے ساتھ دشمنی نہیں کرے گا، مگر وہ کہ جس کی ماں
کے رحم میں شیطان اس کا شریک ہو اللہ تعالیٰ کے فرمان

وَسَاءَ رِكْهُمُ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ۔ (سورہ اسراء آیہ ۳۶)

”اور ان کے اموال اور اولاد میں شریک ہو جاؤ“

”مشرکین کے کسی گروہ نے میری نافرمانی نہیں کی، مگر یہ کہ میں نے شیر
خدا کے ذریعے اسے نشانہ بنایا ہے“

پوچھا گیا: اے رسول خدا! خدا کا شیر کون سا ہے؟
آپ نے فرمایا:

هُوَ عَلِيُّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ مَا ابررتہ فی طلب ثار، والابعتہ
فی سرتہ إلا رأیت جبرئیل السلام عن یمنہ، ومیکائیل عن
یسارہ وملك الموت امامہ، وسحایة تظللہ حتی یعطیہ اللہ
خیر النصر والظفر۔

”وہ علی بن ابی طالب علیہا السلام ہے، میں نے کسی خون خواہی میں اسے
آؤکار نہیں کیا، اور کسی جنگ میں اسے نہیں بھیجا، مگر یہ کہ میں نے مشاہدہ کیا
اس کے دائیں سمت حضرت جبرئیل، بائیں طرف میکائیل اور ملک الموت
اس کے آگے آگے چلتے ہیں، جبکہ بادل اس کے اوپر سایہ کرتا ہے، یہاں
تک کہ اللہ تعالیٰ اسے بہترین نصرت اور کامیابی عطا فرماتا ہے“

مولف علیہ الرحمہ کہتے ہیں: ایسی ہی روایت صاحب کتاب ”الثاقب فی المناقب“

نے بھی نقل کی ہے۔ (الثاقب فی المناقب صفحہ ۱۲۱، امالی طوسی صفحہ ۵۰۵ بحار الانوار جلد ۳۰ صفحہ ۳۱)

اللہ تعالیٰ علی پر فخر و مباہات کرتا ہے

(۸۲۳-۶) مذکورہ کتاب میں جناب جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت نقل کرتے ہیں کہ
رسول خدا نے فرمایا:

ان الله يباهي بعلي كل يوم الملائكة المقربين -

”بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ ہر روز علی کی وجہ سے اپنے مقرب فرشتوں

پر فخر و مباہات کرتا ہے“ (الثاقب جلد ۳ صفحہ ۲۶۶، بحار الانوار جلد ۳۹ صفحہ ۸۲)

پڑے، مسجد میں لیتے ہی انہیں نیند آگئی رسول خداؐ نے احساس کیا کہ علیؑ نے تاخیر کر دی ہے، لہذا وہ ان کی تلاش میں مسجد میں پہنچے، کیا دیکھتے ہیں کہ آپؐ کو خواب ہیں۔

جب علیؑ علیہ السلام پر نظر پڑی تو فرمایا: ”آپؐ نے کیا کیا ہے“

آپؐ نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ! جب میں آپ کے ہاں سے رخصت ہوا کہ کچھ خریداری کروں، راستے میں میری ملاقات مقداد سے ہوئی تو انہوں نے میرے سامنے اپنی بد حالی کا ذکر کیا، لہذا وہ دینار میں نے انہیں دے دیا ہے“

رسول خداؐ نے فرمایا: ”بے شک حضرت جبرئیل نے ساری سرگذشت مجھے سنائی ہے سچ بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آئیہ کریمہ آپ کی شان میں نازل فرمائی ہے:

وَيُؤْتُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَن يُوقِ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔ (سورہ حشر آیہ ۹)

”اور اگر چہ اپنے اوپر تنگی ہی کیوں نہ ہو دوسروں کو اپنے نفس پر ترجیح دیتے ہیں اور جو شخص اپنے آپ کو حرص سے بچائے گا تو ایسے لوگ ہی اپنی دلی مراد پائیں گے“ (تاویل الایات جلد ۲ صفحہ ۶۷۷، جلد ۵)

(۴۷) نجوئی (سرگوشی) کرنے والا

خداوند قدوس کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَا جِئْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةٌ ذَٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ۔ (سورہ مجادلہ آیہ ۱۲)

”اے ایماندارو! جب پیغمبر سے کوئی بات کان میں کہنی چاہو تو اپنی سرگوشی سے پہلے کچھ خیرات دے دیا کرو، یہی تمہارے واسطے بہتر اور پاکیزہ بات ہے“

کرنا مکر فوج کا اکل ترین مصداق ہے۔ (تاویل الایات جلد ۱ صفحہ ۲۶۱، جلد ۲)

(۴۵) تصدیق کنندہ

خداوند قدوس کا فرمان ہے:

وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ۔ (سورہ زمر آیہ ۳۳)

”اور یاد رکھو کہ جو شخص (رسول) سچی بات لے کر آیا وہ اور جس نے اس کی تصدیق کی“

چھٹے پیشوا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

”خدا کی طرف سے جو سچائی کے ساتھ آیا وہ رسول خدا تھے اور جس نے

اس امر میں ان کی تصدیق کی حضرت علیؑ علیہ السلام ہیں“

(تاویل الایات جلد ۲ صفحہ ۵۱۸، جلد ۱۸، کشف البقین صفحہ ۱۲۰)

(۴۶) ایثارگر

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

ایک دن حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا نے امیر المومنین علیؑ علیہ السلام سے فرمایا:

”میرے والد بزرگوار کے پاس تشریف لے جائیں اور ان سے زندگی

گزارنے کے لیے کچھ مانگیں“

امیر المومنین علیؑ علیہ السلام پیغمبر خدا کی خدمت میں شرف یاب ہوئے، پیغمبر اکرمؐ

نے حضرت علیؑ علیہ السلام کو ایک دینار دیتے ہوئے فرمایا:

”اس دینار سے اپنے اہل و عیال کے لیے کوئی غذا مہیا کریں“

امیر المومنین علیؑ وہاں سے روانہ ہوئے تاکہ کچھ خریدیں راستے میں حضرت مقدادؓ

سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے آپ کے سامنے اپنی بے کسی و محتاجی کا رونا رویا۔

امیر المومنین علیؑ علیہ السلام نے وہ دینار انہیں عطا کیا اور خود مسجد کی طرف چل

آسمان ولایت کے چھپے تاجدار حضرت امام جعفر صادق اس آیت کی تفسیر میں

فرماتے ہیں۔

”یہ آیت کریمہ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی

ہے، کیونکہ حکم ہوا تھا کہ جو کوئی بھی پیغمبر کے ساتھ سرگوشی کرنا چاہتا ہے،

اس کے لیے ضروری ہے کہ راہ خدا میں صدقہ دے“

اسی وجہ سے ثروت مند حضرات اپنے اموال میں بخل اور فقراء فقر و ناداری کی وجہ

سے رسول خدا کے ساتھ سرگوشی کرنے کی ہمت نہ کر سکیں۔

حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام کے پاس دس درہم اور دو گوسفند تھے، آپ

نے دس درہموں سے دس مرتبہ رسول خدا کے ساتھ سرگوشی فرمائی اور دونوں گوسفند ذبح کر

کے راہ خدا میں بطور صدقہ تقسیم کر دیئے، آنحضرت کے علاوہ کوئی بھی اس کام پر موفق نہ ہو

سکا۔ پس آپ کی شان میں یہ آیت شریفہ نازل ہوئی:

أَشَقَّتُمْ أَنْ تَقْعُدُوا بَيْنَ يَدَي نَجْوَاكُمْ صَدَقَاتٍ۔ (سورہ مجادلہ آیہ ۱۳)

” (مسلمانوں) کیا تم اس بات سے ڈر گئے کہ (رسول کے) کان میں بات

کہنے سے پہلے خیرات کر لو“

پس اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کو نسخ فرمادیا، نبوی کرنے پر فقط حضرت علی علیہ السلام

ہی کامیاب ہو سکے تھے۔ (الحدود صفحہ ۱۸، کشف العین صفحہ ۱۰۲، تفسیر برہان جلد ۲ صفحہ ۳۰۹، جلد ۷)

(۲۸) منتظر

قرآن کریم میں خداوند قدوس کا ارشاد پاک ہے:

فَوَيْلٌ لِّمَنِ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَ مَنَّهُمْ مَّن يَّتَنَظَّرُ۔ (سورہ احزاب آیہ ۲۳)

”ان میں سے بعض وہ ہیں جو مر کر اپنا وقت پورا کر گئے اور ان میں سے

بعض (حکم خدا کے) منتظر بیٹھے ہیں“

سلسلہ امامت کے پانچویں درخشاں ستارے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اس

آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”یہ آیت کریمہ حضرت حمزہ، حضرت علی اور حضرت جعفر طیار کی شان میں

نازل ہوئی ہے، آیت میں جو آیا ہے کہ بعض نے اپنا وعدہ وفا کیا، اس

سے مراد حضرت حمزہ اور جعفر طیار ہیں اور بعض منتظر ہیں سے مراد حضرت

علی علیہ السلام ہیں کہ جو شہادت کے منتظر تھے، اللہ تعالیٰ ان اور ان کے

خاندان پر سلام بھیجے اور آنحضرت کے قاتل پر کئی گنا عذاب کرے“

(تفسیر برہان جلد ۳ صفحہ ۳۰۲، جلد ۲)

(۳۹) سبیل مقیم

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَأَنَّهَا لَسَبِيلٌ مَّقِيمٌ۔ (سورہ حجر آیہ ۷۶)

”بے شک! یہ سبیلوں کے نشان قائم راستے پر موجود ہیں“

حضرت امام صادق علیہ السلام اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

نحن المتوسِّمون وأمير المؤمنين السبيل المقيم۔

”ہم نشانیاں ہیں اور امیر المؤمنین راہ مستقیم و استوار ہیں“

(تذویر الایات جلد ۱ صفحہ ۲۵۰، جلد ۷، ۸)

(۵۰) رحمت

خداوند تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يُدْخِلُ مَن يَشَاءُ فِي رَحْمَتِهِ۔ (سورہ انسان آیہ ۳۱)

”جس کو چاہے اپنی رحمت میں داخل کرے“

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہیں:

ولایۃ امیر المؤمنین علیہ السلام ہو رحمۃ اللہ علی عبادہ، من دخل فیہا کان من النّٰحین المقربین ومن تخلف عنہا کان من الہالکین ” حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام کی ولایت وہی رحمت خدا ہے جو بندوں پر ہے جو کوئی بھی آنحضرت کی ولایت کو قبول کرے گا وہی نجات پانے والوں اور مقربین میں سے ہوگا اور جو کوئی بھی ان کی ولایت کا منکر ہوگا وہ ہلاک ہونے والوں میں سے ہوگا“ (تفسیر فرات صفحہ ۵۲۹، جلد ۳)

(۵۱) عدل

خداے عادل کا فرمان ہے:

فَجَزَاءٌ مِّثْلُ مَا قَاتَلَ مِنَ النَّعْمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنكُمْ۔

”تو نے جس جانور کو مارا ہے جو پاؤں میں سے اس کا مثل تم سے جو دو منصف آدمی تجویز کر دیں اس کا بدلہ دینا ہوگا“ (سورہ مائدہ آیہ ۹۵)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ”اس آیت میں خدا کا مقصود رسول خدا اور حضرت علی ہیں بے شک رسول خدا کے بعد ان کے قائم مقام علی ہیں اور یہ وہ ہستیاں ہیں جو ان کی مثل حکم کرتی ہیں“ (تفسیر بہان جلد ۱ صفحہ ۵۰۳، جلد ۹)

(۵۲) علم

آیہ شریفہ وَإِنَّهُ لَعَلَّمَ الْإِنسَانَ (زخرف آیہ ۶۱) ”اور تو یقیناً قیامت کی ایک روشن دلیل ہے“ کے ذیل میں سلسلہ سند کے ساتھ ایک روایت نقل ہوئی ہے کہ حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ کے علم سے مراد امیر المؤمنین علی علیہ السلام ہیں“

رسول خدا نے علی سے مخاطب ہو کر فرمایا:

يَا عَلِيُّ أ أنت علم هذا الامّة من اتبعك نجا، ومن تخلف عنك هلك۔

”اے علی! آپ اس امت کے لیے علم و آگاہی کا سبب ہیں، جو کوئی بھی آپ کی پیروی کرے گا وہ نجات پا جائے گا اور جس نے آپ سے انحراف کیا وہ ہلاک ہو جائے گا“ (تاویل الایات جلد ۲ صفحہ ۵۷، جلد ۳۵)

(۵۳) بلاغ

آیہ شریفہ هَذَا بَلَاغٌ لِلنَّاسِ وَلِيُنذَرُوا بِهِ..... (سورہ ابراہیم آیہ ۵۲) ”یہ لوگوں کے لیے ایک قسم کی اطلاع ہے تاکہ لوگ اس کے ذریعے سے (عذاب خدا) سے ڈرائے جائیں“ کے ذیل میں نقل ہوا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا:

”بلاغ“ سے مراد امیر المؤمنین علی علیہ السلام کی ولایت ہے تاکہ لوگ اگر اس کے ذریعے سے ڈرائے جائیں اور ”جو لوگ عقل والے ہیں نصیحت حاصل کریں“ سے مراد آنحضرت کے شیعہ ہیں، جو صاحب عقل و خرد ہیں“

(۵۴) طور سینین

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

وَالَّذِينَ وَالزَّالِمِينَ، وَطُورِ سِينِينَ۔ (سورہ تہن آیہ ۱۵)

”انجیر اور زیتون کی قسم اور سینین کی قسم“

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ”انجیر سے مراد امام حسن، زیتون سے مقصود امام حسین اور طور سینین سے مراد امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام ہیں“ (تاویل الایات جلد ۲ صفحہ ۸۱۳، جلد ۲)

(۵۵) کلمہ تامہ

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

”آیت میں انسان سے مراد امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام ہیں کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے لوگوں کی احتیاجات انہیں سیکھائی ہیں“
(تائیل الآيات جلد ۲ صفحہ ۶۳۰ جلد ۲ کے ضمن میں)

(۶۰) حیات و زندگی

پروردگار عالم کا فرمان ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ
”اے ایمان دارو! جب تم کو (ہمارا) رسول (محمد) ایسے کام کے لیے پکارے جو تمہاری حیات و زندگی کا باعث ہو تو خدا کے رسول کا حکم دل سے قبول کرو“ (سورہ انفال آیہ ۲۴)

اس آیت کی تفسیر میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

”یہ آیت امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ بے شک آنحضرت کی ولایت حیات ابدی اور سعادت دائمی کا موجب ہے“ (اکافی جلد ۸ صفحہ ۲۳۸ جلد ۳۴۹)

(۶۱) تجارت

خداوند متعال کا فرمان ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ تُنَجِّيْكُمْ مِنْ عَذَابِ أَلِيمٍ
”ایمان دارو! کیا میں تمہیں ایسی تجارت کی طرف راہنمائی کروں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات بخشنے“۔ (سورہ صف آیہ ۱۰)

حضرت امام صادق علیہ السلام اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے فرمایا:

انا للتجارة العظيمة امرية المنجية من عذاب الله الهم

التي دلّ الله تعالى في كتاب-

”میں وہ عظیم منافع بخش تجارت ہوں، جس کے ذریعے خدا کے دردناک عذاب سے نجات پاؤ گے، وہ ایسی تجارت ہے جس کی طرف خداوند متعال نے اپنی کتاب میں راہنمائی فرمائی ہے“ (تفسیر برہان جلد ۲ صفحہ ۳۳۰، جلد ۱)

ابن عباس کہتے ہیں کہ آیہ شریفہ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشِ اللَّهَ وَيَتَّقِهِ اور جو شخص خدا اور اس کے رسول کا حکم مانے اور خدا سے ڈرنے اور اس کی نافرمانی سے بچتا رہے گا“ (سورہ نور آیہ ۵۲) حضرت علی بن ابی طالب کی شان میں نازل ہوئی ہے۔
(تفسیر برہان جلد ۳ صفحہ ۳۵، جلد ۲)

(۶۲) وصیت

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا:

”جس رات مجھے آسمان کی سیر کروائی گئی تو خدا تعالیٰ نے وحی کے ذریعے مجھے فرمایا:

يا محمد اعلیٰ وصيک ، يا محمد انا الله لا اله الا انا عالم الغيب وأشهادة ، الرحمن الرحيم ، يا محمد اعلیٰ وصيک وهو اول من اخذ ميثاقه من الوصيين ، وآخر من قبض روحه من الاوصياء ، وهو الدابة التي تكلمهم ، وليس لك ان تكلمه شيئاً من علمي ، ما خلقت من حلال او حرام الا وعلى علمي به۔

”اے محمد! علی تمہارا وصی اور جانشین ہے، اے محمد! میں وہ خدا ہوں جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، غیب و ظاہر کا عالم اور بخشنے والا اور مہربان میں ہوں“

”اے محمد! علی تمہارا جانشین ہے، اوصیاء میں وہ سب سے پہلا ہے جس

سے میں نے بیٹاق و وعدہ لیا ہے اور وہی سب سے آخری ہو گا جس کی میں روح قبض کروں گا۔ وہ وہی جنبش کرنے والا ہے جو لوگوں سے گفتگو کرے گا، تمہارے لیے سزاوار نہیں ہے کہ میرے عطا شدہ علم میں سے کوئی چیز اس سے پوشیدہ رکھو، میں نے کوئی ایسی حلال یا حرام چیز پیدا نہیں کی ہے جس سے علی آگاہ نہ ہو۔

(ایسی ہی روایت بحار الانوار جلد ۱۸ صفحہ ۳۷۷، جلد ۱۸۲ اور جلد ۵۳ صفحہ ۶۷ میں نقل ہوئی ہے)

(۶۳) سلم

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السَّلَامِ كَافَّةً۔ (سورہ بقرہ آیہ ۲۰۸)

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ”سلم“ سے مراد امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام اور دیگر آئمہ علیہم

السلام کی ولایت ہے جو آنحضرت کی اولاد میں سے ہیں۔

اس کے بعد فرمایا:

اقبلوها كافة ولا تنكروها۔

”تمام کے تمام ان کی ولایت قبول کرو اور اس سے انکار مت کرو۔“

(تفسیر برہان جلد ۱ صفحہ ۲۰۸، جلد ۲، ۶۰، ۱۲)

آیہ شریفہ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ” اس میں کوئی شک نہیں کہ جو لوگ پرہیزگار ہیں اور جو لوگ نیکوکار ہیں خدا ان کا ساتھی ہے (سورہ النحل آیہ ۱۲۸) کے بارے میں فرماتے ہیں:

اس سے مراد امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام اور ان کے بعد والے آئمہ ہیں

اور آیہ شریفہ سَنَجْزِي الشَّاكِرِينَ” اور (نعت ایمان) کے شکر کرنے والوں کو بہت جلد

جزائے خیر دیں گے (سورہ آل عمران آیہ ۱۴۵) کے بارے میں فرماتے ہیں:

”اس سے مراد امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام ہیں کہ خداوند تعالیٰ نے ان

کی عبادت کی وجہ سے ان کا شکر یہ ادا کیا“ (تفسیر برہان جلد ۱ صفحہ ۳۱۹ جلد ۵)

(۶۴) یٰمیین

کثیر کہتا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام آیہ مبارکہ وَأَمَّا ان كَانِ مِنَ

أَصْحَابِ الْيَمِينِ” اور وہ داہنے ہاتھ والوں میں سے ہے (سورہ واقعہ آیہ ۹۰) کے بارے

میں فرماتے ہیں:

”یٰمیین“ سے مراد امیر المومنین علیؑ اور اصحاب یٰمیین سے مقصود آنحضرت

کے شیعہ ہیں“ (تفسیر برہان جلد ۲ صفحہ ۲۸۵، جلد ۴)

(۶۵) آسمان

ابو بصیر کہتے ہیں کہ حضرت امام صادق علیہ السلام آیہ کریمہ مَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ

وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بِإِطْلَاقِ ذَلِكَ ظَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا” اور ہم نے آسمان اور زمین اور

جو چیزیں ان دونوں کے درمیان ہیں انہیں بے کار نہیں پیدا کیا۔ یہ ان لوگوں کا خیال ہے جو

کافر ہو بیٹھے (سورہ ص آیہ ۲۷) کے بارے میں فرماتے ہیں:

”آسمان سے مراد حضرت علیؑ اور زمین سے مراد فاطمہ علیہا السلام اور” ان

دو کے درمیان“ سے مراد وہ آئمہ علیہم السلام ہیں جو آپ کی اولاد میں

سے ہیں“

(۶۶) ایمان

ابو حمزہ ثمالی کہتے ہیں کہ میں نے آیہ مبارکہ وَمَنْ يَكْفُرْ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ

عَمَلُهُ” اور جس شخص نے ایمان سے انکار کیا تو اس کا سب کیا (دھرا) اکارت ہو گیا“

آپ نے فرمایا:

ہی واللہ ولایة امیر المؤمنین علیہ السلام وما اخذ علیہم
من العہد بالبیعة له والائمة من ولده علیہم السلام۔
”خدا کی قسم! وہ امانت امیر المؤمنین علی علیہ السلام کی ولایت ہے، یہ وہی
تو ہیں جن کے بارے میں لوگوں سے عہد و پیمان لیا گیا کہ ان کی اور ان
کی اولاد میں سے اماموں کی بیعت کریں“ (بحار الانوار جلد ۲۳ صفحہ ۲۷۶ جلد ۸)

(۶۹) سائق

جاہر کہتے ہیں میں نے سورۃ ق کی آیت نمبر ۲۱

وجاعت کل نفس معها سائق و شہید
ہر شخص ہمارے سامنے اس طرح حاضر ہوگا کہ اس کے ساتھ ایک ہنکانے
والا اور اس کے ساتھ ایک گواہ کے بارے میں امام جعفر صادق علیہ
السلام سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: آیہ مبارکہ میں سائق سے مراد امیر
المؤمنین حضرت علیؑ اور شہید سے مقصود حضرت محمد مصطفیٰؐ ہیں۔

(۷۰) ساعت

ابو صامت کہتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:
ان اللیل والنهار اثنتا عشر ساعة، وان علی بن ابی طالب
اشرف ساعة من تلك الساعة۔
”بے شک شب و روز بارہ ساعت ہیں اور علی بن ابی طالب ان ساعتوں
میں سے بہترین ساعت ہیں“

اور اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے:

بَلْ كَذَّبُوا بِالسَّاعَةِ وَأَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ (سورہ فرقان آیہ ۱۱)

(سورہ مائدہ آیہ ۵) کے بارے میں اپنے مولا و آقا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے
پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

”آیہ مجیدہ میں ”ایمان“ سے مراد حضرت علی بن ابی طالب علیہما السلام ہیں اور آیہ
کریمہ وَلَٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيْمَانَ وَ ذَيَّنَهُ فَرِي قُلُوبِكُمْ ”لیکن خدا نے تمہیں
ایمان کی محبت دے دی ہے اور اس کو تمہارے دلوں میں عمدہ کر دکھایا ہے“ (سورہ حجرات)
کے بارے میں فرمایا:

آیت میں ”ایمان سے مراد حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ اور آیہ
کریمہ نَكْرَهُ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ“ اور کفر اور نافرمانی سے تم کو بیزار کر دیا
ہے“ (حجرات آیہ ۷) سے مراد آنحضرت کے دشمنوں اور ان لوگوں کی ولایت و دوستی ہے
جنہوں نے آپ کا حق چھین لیا۔ (تفسیر برہان جلد ۳ صفحہ ۲۰۶، جلد ۶)

(۶۷) کلمۃ التقوی

مالک کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا
کہ آیہ شریفہ وَالَّذِي هُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَىٰ وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَعْلَاهَا ”ان کو کلمہ تقویٰ (پرہیز
گاری کی بات) پر قائم رکھا اور یہ لوگ اسی کے سزاوار اور اہل بھی تھے“ (سورہ فتح آیہ ۲۶)
میں کلمہ تقویٰ کا کیا معنی ہے؟ آپ نے فرمایا:

”آیت مجیدہ میں کلمہ تقویٰ سے مراد ولایت امیر المؤمنین حضرت علیؑ علیہ

السلام ہے“ (تاویل الایات جلد ۲ صفحہ ۵۹۵ جلد ۸ بحار الانوار جلد ۲۳ صفحہ ۱۸۰، جلد ۱۳)

(۶۸) امانت

ابو بصیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے سورہ نساء کی
آیت نمبر ۵۸ اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا اِلَىٰ مَانَاتِ اِلَىٰ اَهْلِهَا ”بے شک خدا تمہیں حکم
دیتا ہے کہ لوگوں کی امانتیں رکھنے والوں کے حوالے کر دو“ کے بارے میں پوچھا تو

ذریعہ سے ہدایت یافتہ ہوئے“ (تائیل الآیات صفحہ ۳۲۳، جلد ۲۳، ۲۵)

(۷۳) آب گوارہ (خوش ذائقہ پانی)

جیل بن دراج کہتے ہیں کہ میں نے سورہ فلک آیہ شریفہ ۳۰ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَصْبَحَ مَاءٌ كَمْ غَوْرًا فَمَنْ يَأْتِيكُمْ بِمَاءٍ مُّعِينٍ ” (اے رسول) کہہ دو کہ بھلا دیکھو تو اگر تمہارا پانی زمین کے اندر چلا جائے تو کون ایسا ہے جو تمہارے لیے پانی کا سرچشمہ بہا لائے“ کی تفسیر کے متعلق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا تو آپ نے فرمایا:

أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَذْهَبَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْكُمْ إِمَامَكُمْ فَمَنْ يَأْتِيكُمْ بِإِمَامٍ مِنْ بَعْدِهِ يَبَيِّنُ لَكُمْ مَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ؟-

”کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ جب بھی کسی امام کو اٹھالیتا ہے تو وہ کون ہے

جو آپ کے لیے رہبر، امام اور پیشوا لاتا ہے، تاکہ آپ کے درمیان میں اٹھنے

والے اختلافی مسائل کو بیان کرے؟“ (تائیل الآیات جلد ۲ صفحہ ۷۸، جلد ۱۰)

(۷۴) احسن

ابو بصیر کہتے ہیں: میں نے آیہ مجیدہ وَاتَّبِعُوا أَحْسَنَ أَنْزَلِ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ” اور جو اچھی باتیں تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل ہوئی ہیں ان کی پیروی کریں) سورہ زمر آیہ ۵۵ کی تفسیر کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا:

ہی ولایۃ امیر المومنین علیہ السلام وما علم اللہ تعالیٰ فیہ من مصالح الامۃ -

”اس سے مراد امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی ولایت اور اس چیز کا اتباع ہے جس میں اللہ تعالیٰ مصلحت رکھتا ہے“ (تفسیر قمی جلد ۲ صفحہ ۲۵۰)

(۷۵) مشہود

عبد الرحمن بن کثیر کہتے ہیں: میں نے سورہ بروج کی آیت نمبر ۳ شَهِدِ وَ

”بلکہ انہوں نے قیامت کو جھٹلایا اور ہم نے قیامت کو جھٹلانے والے کے

لیے شعلے نکالتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے“ (تفسیر برہان جلد ۳ صفحہ ۱۵۷ جلد ۳)

(۷۱) قسط

جناب جابر کہتے ہیں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام آیہ مبارکہ قَاتِلُوا بِالْقِسْطِ ”در حالانکہ عدالت کو قائم کرنے والا ہے (سورہ آل عمران آیہ ۱۸) کے بارے میں فرماتے ہیں:

”القسط“ العدل ، اقامۃ اللہ تعالیٰ لامیر المؤمنین علیہ السلام عدلاً بین الناس وقسطاً یقیم الحق بینہم و بین اللہ تعالیٰ ان اطاعوہ ہداهم۔

”قسط یعنی عدل کہ جیسے اللہ تعالیٰ نے امیر المؤمنین علی علیہ السلام کے توسط سے برپا کیا تاکہ آنحضرت لوگوں کے درمیان عدل و انصاف فرمائیں ، تاکہ لوگوں کے درمیان حق قائم کریں، اگر لوگ آنحضرت کی اطاعت و پیروی کریں گے تو ہدایت یافتہ ہو جائیں گے“

(تفسیر عیاشی جلد ۱ صفحہ ۱۶۵ جلد ۱۸، بحار الانوار جلد ۲۳ صفحہ ۲۰۳، جلد ۵۱)

(۷۲) صراط سوی (راہ معتدل)

حفص بن کناسی کہتے ہیں کہ میں نے سنا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے آیہ شریفہ فَسَتَعْلَمُونَ مَنْ أَصْحَابُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَ مَنِ اهْتَدَى ”پس عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ اصحاب میں سے سیدھی راہ والے کون ہیں اور ہدایت یافتہ کون ہیں؟“ (سورہ طہ آیہ ۱۳۵) کی تلاوت کی اور اس کی تفسیر میں فرمایا:

”آیہ مبارکہ میں ”صراط سوی“ سے مراد امیر المومنین حضرت علی علیہ

السلام اور وہ لوگ ہیں جو آپ کی ولایت کے وسیلہ اور پیروی کرنے کے

مشہود ”قسم ہے! گواہ کی اور اس کی جس کی گواہی دی جائے، کے بارے میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

”آیہ مجیدہ میں شاہد سے مراد حضرت علیؑ اور مشہود سے مراد رسول خداؐ ہیں“

(الکافی جلد ۲ صفحہ ۴۳۵، جلد ۶۹، معانی الاخبار صفحہ ۲۸۵، جلد ۷)

(۷۶) امت

مترجم کہتے ہیں: حضرت امام محمد باقر علیہ السلام آیہ شریفہ وَمَنْ خَلَقْنَا أُمَّةً يَهْتَدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ ”اور ہماری مخلوقات میں سے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو دین حق کی ہدایت کرتے ہیں اور حق ہی (حق) انصاف کرتے ہیں (اعراف آیہ ۱۸۱) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”آیہ مبارکہ سے مراد حضرت علی بن ابی طالب علیہما السلام ہیں کہ خداوند

متعال نے انہیں امت کے نام سے یاد کیا ہے، جیسا کہ آیہ شریفہ اِنَّ

اِبْرَاهِيْمَ كَانَ اُمَّةً كَانِنًا لِلّٰهِ ”بے شک حضرت ابراہیم ایک مستقل

امت اور اللہ کے اطاعت گزار تھے“ (سورہ نمل آیہ ۱۲۰) میں حضرت ابراہیم

کو امت کا نام دیا ہے“

(ایسی ہی روایت تفسیر عیاشی جلد ۲ صفحہ ۴۲، جلد ۱۱۳۰ اور تفسیر برہان، جلد ۲ صفحہ ۵۳، جلد ۴ میں نقل ہوئی ہے)

(۷۷) عرف

ابو خطاب کہتے ہیں: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام آیہ مبارکہ تُخَذُ الْعَفْوَرُ

وَأَمْرٌ بِالْعُرْفِ ”آپ عنقو کا راستہ اختیار کریں اور نیکی کا حکم دیں“ (سورہ اعراف آیہ ۱۹۹)

کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”عرف یعنی نیکیوں سے مراد حضرت علی علیہ السلام کی ولایت ہے“

اور آیت شریفہ وَأَعْرَضَ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ ”اور جاہلوں سے منہ موڑ لو“ کے

بارے میں فرماتے ہیں:

الَّذِينَ تَرَكُوا وِلايَتَهُ وَكَمْ يَقْبَلُوها مَعَ علمهم أَنها حق من الله تعالى-

”نادان و جاہل وہ لوگ ہیں، جنہوں نے حضرت علی علیہ السلام کی ولایت

کو ترک کر دیا، حالانکہ وہ جانتے تھے کہ آنحضرت کی ولایت حق ہے اور

خدا کی طرف سے ہے اس کے باوجود انہوں نے ولایت کو قبول نہیں کیا“

(ایسی ہی روایت تفسیر عیاشی جلد ۲ صفحہ ۴۳ میں عبدالاعلیٰ نے حضرت امام جعفر سے نقل کی

ہے اور ایسی ہی روایت تفسیر برہان جلد ۲ صفحہ ۵۵، جلد ۴ میں نقل ہوئی ہے)

(۷۸) استقامت

جابر کہتے ہیں میں نے حضرت امام جعفر صادق سے اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوا رَبُّنَا اللّٰهُ

وَاسْتَقَامُوا تَنْزَلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ اَنْ لَا تَحْزَنُوا وَلَا تَحْزَنُوا ”بے شک جن لوگوں

نے یہ کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے اور اسی پر سچے رہے، ان پر ملائکہ پیغام لے کر نازل ہوتے

ہیں کہ ڈرو نہیں اور رنجیدہ بھی نہ ہو“ (سورہ فصلت آیہ ۳۰) کی تفسیر کے بارے میں پوچھا تو

آپ نے فرمایا:

”یہ آیہ مبارکہ حضرت علی علیہ السلام ان کی اولاد میں آئمہ علیہم السلام اور آپ

کے شیعوں کی شان میں نازل ہوئی ہے“ (تفسیر برہان جلد ۲ صفحہ ۱۱۰، جلد ۸)

(۷۹) استخفاف

عبد اللہ بن سنان کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے آیہ

كريمه وَعَدَّ اللّٰهُ وَالَّذِيْنَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي

الارضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (سورہ نور آیہ ۵۵) ”اللہ تعالیٰ نے تم میں

سے صاحبان ایمان اور عمل صالح سے وعدہ کیا ہے کہ انہیں روئے زمین میں اسی طرح

خليفة بنائے گا جس طرح پہلے والوں کو بنایا ہے“ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا:

”شجرہ (درخت) سے مراد رسول خدا ہیں، حضرت امیر المؤمنین اور ان کی اولاد میں سے آئمہ علیہم السلام اس کا تپا اور شاخیں ہیں، اس کا پھل ان کا علم (بحر بیکراں) ہے اور اس کے پتے آنحضرت کے شیعہ ہیں۔ بے شک جب کوئی مومن رحلت کرتا ہے تو اس درخت سے ایک پتا گرتا ہے اور جب کوئی مومن بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس درخت سے ایک پتا نکل آتا ہے۔ اور فرمایا کہ آیت شریفہ تُوْبَىٰ اُكْلُهَا كُلُّ حَبِيْبٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا“ یہ شجرہ ہر زمانے میں حکم پروردگار سے پھل دیتا رہتا ہے“ (ابراہیم آیہ ۲۵) سے مراد یہ ہے:

مايُخْرَجُ اِلَى النَّاسِ مِنْ عِلْمِ الْاِمَامِ فِي كُلِّ حَبِيْبٍ يَسْتَلُ عَنْهُ۔
 ”(حلال و حرام کے بارے میں) ایسے مطالب ہیں جو امام علیہ السلام کی طرف سے شیعوں تک اس وقت پہنچتے ہیں، جب وہ کوئی مسئلہ پوچھتے ہیں“
 (یہ روایت بحار الانوار جلد ۲۳ صفحہ ۱۳۰، جلد ۶ اور صفحہ ۱۳۱، جلد ۷ میں عمر بن یزید نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل کی ہے، البتہ الفاظ میں تھوڑا بہت فرق ہے)

(۸۲) طریقہ

ابوحزہ کہتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے آیت مجیدہ وَأَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوا عَلَى الطَّرِيقَةِ لَا سَقِينَا هُمْ مَاءً اَخَذَقَا“ اور اگر یہ لوگ سب ہدایت کے راستے پر ہوتے تو ہم انہیں وافر پانی سے سیراب کرتے (جن آیہ ۱۶) کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا:

الطريقة حب علي بن ابي طالب عليه السلام والوصياء من بعده۔
 ”آیت میں طریقہ سے مراد علی بن ابی طالب اور ان کے بعد ان کے جانشینوں سے محبت کرنا ہے“ (بحار الانوار جلد ۲۳ صفحہ ۱۱۰، جلد ۲۱)

”یہ آیت حضرت علی علیہ السلام اور ان کی اولاد میں سے آئمہ علیہم السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے آپ نے فرمایا: وَلَيَمُجُنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا (نور آیہ ۵۵)“ اور ان کے لیے اس دین کو غالب بنائے گا جسے ان کے لیے پسندیدہ قرار دیا ہے اور ان کے خوف کو امن میں تبدیل کرے گا“ اس سے مقصود حضرت قائم علیہ السلام کے ظہور کا زمانہ ہے“ (تذویر الآيات جلد ۱ صفحہ ۳۶۸، جلد ۲۱)

(۸۰) قلم

محمد بن فضیل کہتے ہیں: میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے آیت مبارکہ ن وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ“ ن قلم اور اس چیز کی قسم جو یہ لکھ رہے ہیں“ (سورہ قسم آیہ ۱) کی تفسیر کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا:
 ”ن سے مراد رسول خدا اور قسم سے مراد مقصود حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام ہیں“ (تذویر الآيات، جلد ۲ صفحہ ۷۲۰، جلد ۱)

(۸۱) فرع، شجرہ

عمر بن یزید کہتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے آیت شریفہ كَسَجْرَةَ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا نَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ“ بے شک وہ پاکیزہ درخت ہے جس کی اصل ثابت ہے اور اس کی شاخ آسمان تک پہنچی ہوتی ہے“ (سورہ ابراہیم آیہ ۲۳) کی تفسیر کے متعلق پوچھا تو آنحضرت نے فرمایا:

الشجرة رسول الله وامير المؤمنين عليه السلام والائمة من ولده عليهم السلام فرعها واغصانها ، وعلمهم شمرها ، وشيعتهم ورقها ، وان المومن ليموت فيسقط ورقة من تلك الشجرة ، وانه ليولد فتورق ورقة فيها۔

کا بھی یہی معنی ہے“ (تفسیر فرات صفحہ ۲۳۲، بحار جلد ۳۹ صفحہ ۱۷۲)

محبت علی کا نتیجہ بخشش

(۸۲۶-۹) مذکورہ کتاب میں تحریر ہے کہ رسول خدا نے فرمایا:

یا علی! قد غفر الله تعالى لك ولاهلك و لشيعةك و محبتي
شيعةك ، و محبتي محبتي شيعةك ، فابشر فانك الانزع
البطين ، نزوع من الشرك ، بطين من العلم -

”اے علی! بے شک اللہ تعالیٰ نے تجھے معاف کر دیا ہے، اسی طرح
تمہارے خاندان، شیعوں، شیعوں سے محبت کرنے والوں اور شیعوں سے
محبت کرنے والے سے محبت کرنے والوں کو بھی بخش دیا ہے، پس آپ کو
بشارت ہو کہ آپ شرک سے پاک اور علم و دانش سے سرشار ہیں“

(مناقب حوازی صفحہ ۲۹۲، اہالی شیخ طوسی صفحہ ۲۹۳، بحار الانوار جلد ۶۸ صفحہ ۱۰۱)

مبارزہ علی امت کے اعمال سے افضل

(۸۲۷-۱۰) مذکورہ کتاب میں تحریر ہے کہ رسول خدا نے فرمایا:

لمبارزه علی بن ابی طالب لعمر و بن عبود افضل من عمل
امتى الی یوم القیامہ -

”علی بن ابی طالب کا عمرو بن عبود کے ساتھ مبارزہ میری امت کے
قیامت تک کے اعمال سے بہتر ہے“

(مصباح الانوار صفحہ ۱۲۹، تاویل الایات جلد ۲ صفحہ ۶۹۰، بحار ۳۶ صفحہ ۱۶۵)

من پسند غذا سائل کو عطا کر دی

(۸۲۸-۱۱) مذکورہ کتاب میں مرقوم ہے کہ انس کہتے ہیں:

ہمیں معلوم ہوا کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا دل چاہتا ہے کہ ہر روز

مناقب اہل بیت (حصہ سوم) 239

بھونا ہوا جگر زم روٹی کے ساتھ تناول فرمائیں، ان کی یہ پسند مسلسل ایک سال تک رہی، ایک
دن آپ روزے سے تھے، اپنے فرزند ارجمند امام حسن علیہ السلام سے اپنی دل پسند غذا
آمادہ کرنے کے لیے کہا۔ آپ نے اپنے پدر بزرگوار کے لیے غذا تیار کی۔

جس وقت آنحضرت نے روزہ افطار کرنا چاہا تو ایک سائل نے دروازے پر
دستک دی، حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

یا بنی! احملها الیہ الیقراء صحیفتنا غذا ” اَذْهَبْتُمْ طَبِيبًا يَتَكَمُّ
فِي حَيَاتِكُمْ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا“ (سورہ احقاف آیہ ۲۰)
”اے میرے لال! یہ طعام اس سائل کو دے دو، تاکہ کل روز قیامت
میرے بارے میں یہ آئیہ نہ پڑھ سکے کہ ”اپنی زندگی میں تم نے طبیبات
سے استفادہ کیا اور ان سے بہرور ہوئے“

(۸۲۹-۱۲) مذکورہ کتاب میں تحریر ہے کہ ابی مغنم مسلم بن اوس اور جاریہ بن
قدامہ سعدی امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی محفل میں موجود تھے، آنحضرت منبر پر
تشریف فرماتے اور فرما رہے تھے:

سلونى من قبل ان تفقدونى ، فانى لا استل إلا اجيب عنا
دون العرش لایقولها بعد الا کذاب او مفتري -
”قبل اس کے کہ میں دنیا سے چلا جاؤں، مجھ سے جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو
پوچھ لو، کیونکہ اگر اس کے بارے میں پوچھا جائے جو کچھ عرش کے نیچے
ہے تو میں اس کا جواب دوں گا، میرے بعد کوئی بھی ایسا دعویٰ نہیں کرے گا
، مگر وہ شخص جو جھوٹا اور افتراء پرداز ہوگا“

یہ سن کر مسجد کے گوشے سے ایک شخص کھڑا ہوا، اس کی گردن میں قرآن کی مش
ایک کتاب لٹک رہی تھی، اس کا چہرہ گندی، قد لمبا اور بال تھے گویا ایسے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ

(۸۳) حق

ابوبصیر کہتے ہیں: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے آیہ شریفہ قُلْ اِنْ رَّبِّي يَقْدِف بِالْحَقِّ عَلَٰمُ الْغُيُوبِ ”کہہ دیجئے کہ میرا پروردگار حق کو برابر دل میں ڈالتا رہتا ہے اور وہ برابر غیب کا جاننے والا ہے“ (سبا آیہ ۲۸) کی تفسیر میں فرمایا:

الحق امیر المؤمنین علیہ السلام و الامتة من ولده علیہم السلام۔

” (آیت میں) حق سے مراد امیر المؤمنین علی علیہ السلام اور ان کی اولاد

میں سے آئمہ علیہم السلام ہیں“

ابوبصیر کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ آیہ کریمہ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ”

حق آگیا اور باطل فنا ہو گیا“ (اسراء آیہ ۸۱) کی تفسیر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا:

الحق موعد الامام

”حق امام علیہ السلام کی وعدہ گاہ ہے“

وہ کہتے ہیں میں نے پھر عرض کیا کہ آیہ مبارکہ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ

وَالْبَاطِلَ ” اسی طرح پروردگار حق و باطل کی مثال بیان کرتا ہے“ (رعد آیہ ۱۷) کی تفسیر کیا

ہے تو آپ نے فرمایا:

الْحَقُّ اَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُوَالِ الْبَاطِلَ عَدُوًّا۔

”حق سے مراد امیر المؤمنین علی علیہ السلام اور باطل سے مقصود ان کے دشمن ہیں“

ابوبصیر کہتے ہیں: میں نے آیہ مجیدہ قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَم فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِن

(یعنی بولایہ علی بن ابی طالب علیہ السلام) وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْفُرْ (بتو کھا)

کہف آیہ ۲۹) کے پارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ حق تمہارے پروردگار کی طرف

سے ہے، اب جس کا جی چاہے ایمان لے آئے (یعنی امیر المؤمنین علی بن ابی طالب علیہ

السلام کی ولایت کو قبول کرے) اور جس کا جی چاہے کافر ہو جائے (یعنی حضرت علی بن ابی

طالب علیہ السلام کی ولایت کو قبول نہ کرے)۔

پھر آنحضرت سے آیہ مبارکہ بَلْ جَاءَهُم بِالْحَقِّ وَاكْثَرُوهُمْ لِلْحَقِّ

كَادِحُونَ ”جبکہ وہ ان کے پاس حق لے کر آیا اور ان کی اکثریت حق کو ناپسند کرنے والی

ہے“ (مومنون آیہ ۷۰) کی تفسیر کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا:

”ان میں اکثریت آنحضرت کی ولایت کو قبول نہیں کرتی“

(اسی ہی روایت المناقب، جلد ۳ صفحہ ۶۱ میں نقل ہوئی ہے)

(۸۴) ہدای (ہدایت کرنے والا)

محمد بن فضیل کہتے ہیں: میں نے حضرت امام ابو الحسن علیہ السلام سے آیہ شریفہ

وَاِنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰى اٰمَنَّا بِهٖ ”اور ہم نے ہدایت کو سنا تو ایمان لے آئے“ (جن آیہ

۱۳) کی تفسیر کے بارے میں پوچھا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

الهدى ما وعز عليهم رسول الله من ولاية امير المؤمنين

واولاده الائمة، من قبلها واتى بها يوم القيامة ” فَلَا يَخَافُ

بِخَسَا وَلَا زَهْقًا۔ (جن آیہ ۱۳)

”ہدئی سے مراد وہ اشارات ہیں جو رسول خدا نے امیر المؤمنین علی علیہ السلام

اور ان کی اولاد میں سے آئمہ علیہم السلام کے بارے میں امت تک پہنچائے

اور اسے یہ سمجھایا کہ جو کوئی بھی اس (ولایت) کو قبول کرتے ہوئے میدان

حشر میں وارد ہوگا، اسے نہ خسارے کا خوف ہوگا اور نہ ظلم و زیادتی کا ڈر ہوگا“

راوی کہتا ہے: میں نے عرض کیا کیا یہ تزیل ہے یا تاویل؟

آپ نے فرمایا بلکہ تاویل ہے۔ (تفسیر بہان جلد ۳ صفحہ ۳۹۲، جلد ۱)

(۸۵) مقتدی

عمار یاسر آیہ مبارکہ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰى اللّٰهُ فَبِهٰدِلَهُمْ اَقْتَدِهٖ ”یہی وہ لوگ

ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی ہے لہذا آپ بھی اس ہدایت کے راستے پر چلیں“ کی تفسیر کے بارے میں کہتے ہیں: خداوند متعال نے حکم دیا کہ لوگ آئمہ علیہم السلام کی اقتداء کریں اور ان کی بتائی ہوئی باتوں پر عمل پیرا ہوں، تاکہ ان کے کردار و رفتار کی پیروی کرتے ہوئے نجات حاصل کر سکیں، یہ تمام چیزیں حضرت علی علیہ السلام اور ان کی اولاد میں سے اماموں میں واضح طور پر پائی جاتی ہیں۔

(۸۶) مختص رحمت

حما د کہتے ہیں: امام رؤف حضرت علی بن موسیٰ رضا علیہما السلام اپنے اجداد اطہار سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام آیت شریفہ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ” جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ مخصوص کر لیتا ہے“ (بقرہ آیہ ۱۰۵) کی تفسیر میں فرمایا:

المختصون بالرحمة نبي الله ووصيته وعتبرتھما عليه وعليهم السلام، ان لله مائة رحمة، تسعة وتسعون عبده مذخوة لمحمد وعلی وعتبرتھما عليه وعليهما السلام، وجزء واحد مبسوط على سائر الموحدين -

”رسول خدا، ان کے جانشین (علی) اور ان دونوں کی عزت رحمت خدا کے لیے مختص ہیں، بے شک خدا کی سورتیں ہیں، ان میں سے ننانوے (۹۹) محمد، علی اور ان دونوں کی عزت کے لیے ذخیرہ کی گئی ہیں جبکہ اس کا ایک حصہ تمام موحدین میں تقسیم کیا گیا ہے“ (تفسیر برہان جلد ۱ صفحہ ۱۳۰ جلد ۲)

(۸۷) نفس مطمئنه

عبدالرحمن بن حجاج کہتے ہیں: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام آیات شریفہ يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً . فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي ”اے نفس مطمئنه! اپنے رب کی طرف پلٹ آ اس عالم میں کہ تو اس سے

راضی ہے اور وہ تجھ سے راضی ہے۔ پھر میرے بندوں میں شامل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا“ (فجر آیہ ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

یعنی نفس امیر المؤمنین علیہ السلام راضیة بما دارات ولتھا ومرضیة فیھا رأی فے عدوھا۔

”نفس سے مقصود امیر المؤمنین علی علیہ السلام ہے کہ جو کچھ وہ اپنے دوست کے پاس (نعمت و مقام و مرتبہ) دیکھتا ہے اس سے وہ راضی ہے، اور جو کچھ (ذلت و پستی) اپنے دشمن میں دیکھتا ہے تو اس سے راضی ہے“

(ایسی ہی روایت تادل الایات جلد ۲ صفحہ ۹۵ جلد ۶ میں عبدالرحمان بن سالم سے نقل ہوئی ہے)

(۷۹) امام

داؤد بن سلمان کہتے ہیں: حضرت امام رضا علیہ السلام نے پیغمبر اکرم سے ایک حدیث نقل کی ہے کہ رسول خدا آیت شریفہ یَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ اُنَاْسٍ بِمَا مَآءِہِم ”اس دن ہم ہر کسی کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے“ (اسراء آیہ ۷۱) کے بارے میں فرماتے ہیں:

یہ آیت کریمہ حضرت علی علیہ السلام اور ان کی اولاد کی شان میں نازل ہوئی ہے کہ روز قیامت ہر قوم کو ان کے امام، ان کے پروردگار کی کتاب اور ان کے پیغمبر کی سنت کے ساتھ بلایا جائے گا“ (تادل الایات جلد ۱ صفحہ ۲۷۲ جلد ۱۶)

اس کے بعد رسول خدا فرماتے ہیں:

یا علی! انت سید الوصیین وایام المتقین و امیر المؤمنین وقائد العرّ المعجّلین وبعسوب الدین -

”اے علی! تم اوصیاء کے سردار، متقین کے امام، مومنوں کے امیر، سفید چہرے والوں کے قائد اور دین کے عظیم رئیس ہو“

کہا گیا: اے رسول خدا! کیا آپ تمام لوگوں کے رہبر و پیشوا نہیں؟

ہے، تو نے علی بن ابی طالب علیہ السلام کے بارے میں ایسی ایسی روایات نقل کی ہیں، اگر وہ نہ کرتا تو تمہارے لیے بہتر تھا“

سلیمان بن اعمش نے کہا: کیا میرے جیسے شخص کے ساتھ ایسی بات کی جاسکتی ہے؟ میری مدد کرو، تاکہ میں ٹیک لگا کر بیٹھ سکوں۔ تکیہ کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھنے کے بعد وہ ابوحنیفہ کی طرف منہ کر کے کہتا ہے: اے اباحنیفہ! ابومتوکل ناجی نے سعید خدری سے میرے سامنے نقل کیا ہے کہ رسول خدا نے فرمایا:

اذا كان يوم القيامة يقول الله تعالى لي ولعلي: اذا خلا النار من عادا وكما وابغضكما وادخلا الجنة من والاكما واحببكما۔
”جب روز قیامت ہوگا تو خداوند متعال مجھ اور علی سے کہے گا، جس نے بھی تمہارے ساتھ دشمنی کی اور بغض رکھا، اسے دوزخ میں پھینک دیں، اور جس نے بھی آپ کو دوست رکھا اور آپ کی پیروی کی، اسے بہشت میں داخل کریں“

اور آیہ شریفہ اَلْقِيَالِي جَهَنَّمَ كُلُّ كَفَّارٍ عَنِيدٍ ”حکم ہوگا کہ تم دونوں ہر ناشکرے سرکس کو جہنم میں ڈال دو (آیہ ۲۴) کا معنی بھی یہی ہے۔

عبادہ ربیع سے نقل ہوا ہے کہ وہ کہتے ہیں: میں نے حضرت علی علیہ السلام سے سنا کہ انہوں نے فرمایا:

انا قاسمُ الجنة والنار اقول: هذا لي وهذا لك۔

”جنت و جہنم کو تقسیم کرنے والا میں ہوں، میں دوزخ سے کہوں گا کہ یہ میرے لیے ہے اور وہ تیرے لیے“

”یہ سب کچھ اس وقت ہوگا جب ابوذرؓ اور رسول خداؐ اہل صراط پر بیٹھے ہوں گے جو کوئی بھی نبوت پیغمبرؐ اور میری ولایت کا انکار کرے گا اسے دوزخ میں

آپ نے فرمایا:

أنا رسول الله الى الناس اجمعين ،ولكن سيكون من بعدى آئمة على الاتناس من اهل بيتي ، يقومون فى الناس بالعدل ، وتظلمهم ائمة الكفرو اشيا عهم واتباعهم - ألافن والا هم واتبعهم وصدقهم فهو فنى ومعى وسبقانى الا ومن ظلمهم وكذبهم فليس منى ولا سعى وانا منه برى۔

”میں خدا کی طرف سے تمام لوگوں کے لیے بھیجا گیا ہوں لیکن میرے بعد میرے خاندان سے لوگوں کے امام ہوں گے، وہ لوگوں کے درمیان عدل وانصاف برپا کریں گے، لیکن آئندہ کفران پر اور ان کے پیروکاروں پر ظلم و ستم ڈھائیں گے“

”آگاہ ہو جاؤ! جو کوئی ان سے محبت کرے، ان کی پیروی کرے اور ان کی تصدیق کرے وہ مجھ سے ہے اور میرے ساتھ ہوگا اور میرے ساتھ ملاقات کرے گا“

”آگاہ ہو جاؤ! جو کوئی ان پر ظلم و ستم کرے گا اور ان پر ستم ڈھانے والوں کی مدد کرے گا اور ان کو جھٹلائے گا، وہ مجھ سے نہیں ہوگا اور میں اس سے

بیزار ہوں“ (تواریخ الآیات جلد ۲۸۳ صفحہ ۱۹)

(۹۰) ملقبی (دوزخ میں ڈالنے والا)

شریک کہتے ہیں میں سلیمان اعمش کی حالت احتضار (جان کنی) کے وقت اس کے پاس تھا، کہ اچانک ابن ابی لیلی، ابن شرمہ اور ابوحنیفہ داخل ہوئے، ابوحنیفہ نے سلیمان کی طرف رخ کرتے ہوئے کہا:

اے ابا محمد! خدا سے ڈرو کیونکہ دنیا سے واپس جانے کا تمہارا یہ پہلا دن

پھینکا جائے گا، پس فرمان خدا اَلْقِيَا فِي جَهَنَّمَ كُلَّ كُفَّارٍ عَنِيْدٍ "تم دونوں ہرناشکرے کا فرقو جنہم میں ڈال دو" کا مطلب بھی یہی ہے الكفار من مجد نبوة محمد والعنيد من حجد ولايتي وعاندني "کفار سے مراد ہر وہ شخص ہے جو نبوت محمد کا منکر ہو اور عنید سے مقصود ہر وہ شخص ہے جو میری ولایت کا انکار کرے اور مجھ سے دشمنی رکھتا ہو"

(النائب جلد ۲ صفحہ ۱۵، بشارۃ المصطفیٰ، صفحہ ۴۹، تفسیر برہان، جلد ۲ صفحہ ۲۲۵، ۲۲۶)

ایک دوسری روایت میں محمد بن حمران کہتے ہیں: میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آیہ شریفہ اَلْقِيَا فِي جَهَنَّمَ كُلَّ كُفَّارٍ عَنِيْدٍ کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا: اذکان یوم القیامة وقف محمد علی الصراط فلا یجوز علیہ الامن کان معہ براءۃ۔

"روز قیامت حضرت محمدؐ پل صراط پر قیام فرما ہوں گے، کوئی بھی شخص وہاں سے عبور نہیں کر سکے گا، مگر یہ کہ اس کے ہمراہ پروانہ ہو" میں نے عرض کیا: برات یعنی پروانہ کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: ولایة علی بن ابی طالب والائمة من ولده علیہم السلام۔ "وہ پروانہ (علی بن ابی طالب علیہ السلام اور ان کی اولاد میں سے آئمہ علیہم السلام کی ولایت ہے"

"اس وقت منادی نداء دے گا: یا محمد! یا علی! اَلْقِيَا فِي جَهَنَّمَ كُلَّ كُفَّارٍ (بنیوتک) وَعَنِيْدٍ (علی بن ابی طالب وولده علیہم السلام۔ "اے محمد! اے علی! جس نے بھی آپ کی نبوت کا انکار کیا اور علی اور اولاد علی علیہم السلام سے دشمنی رکھی، اسے جہنم میں ڈال دیں"

(تأویل الآیات جلد ۲ صفحہ ۶۰۹، جلد ۵)

(۹۱) موعود متقی

محمد بن علی کہتے ہیں: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے آیہ شریفہ اَفَمَن وَعَدْنَاهُ وَعَدَا حَسَنًا فَهُوَ لَا يَخِيْبُهُ "کیا وہ بندہ جس سے ہم نے بہترین وعدہ کیا ہے اور وہ اسے پابھی لے گا (قصص آیہ ۶۱) کے بارے میں فرمایا:

الموعود علی بن ابی طالب علیہ السلام وعد الله تعالى ان يبتقم الله له من اعدائه في الدنيا، ووعدہ الجنة له ولعترته ولاولیائہ فی الآخرة۔

"جنہیں وعدہ دیا گیا، وہ علی بن ابی طالب ہیں کہ خداوند متعال نے وعدہ فرمایا ہے کہ ان کے وسیلہ سے دنیا میں اپنے دشمنوں سے انتقام لے گا اور آخرت میں انہیں، ان کی عترت اور ان کے دوستوں کو وعدہ بہشت دیا ہے"

(تأویل الآیات جلد ۱ صفحہ ۴۲۲، جلد ۱۸)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی ہے کہ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ يَا پریزگاروں کو فاسقوں کی طرح بدکار قرار دیں" (ص آیہ ۲۸)

فالمعتون علی والحسن والحسين والائمة علیہم السلام وذریتہم، والفجار الذین تظہروا علیہم بالوراۃ والعمی۔ "پس پریزگار علی، حسن، حسین، آئمہ علیہم السلام اور ان کی ذریت ہے، جبکہ بدکار وہ لوگ ہیں جنہوں نے اندھی دشمنی کی بنا پر ان پر غلبہ حاصل کر لیا"

(ایسی ہی روایت تفسیر برہان جلد ۳ صفحہ ۴۶، جلد ۱ میں بھی نقل ہوئی ہے)

(۹۲) منصور

فرج بن ابی شیبہ کہتے ہیں: میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپ نے اس آیت کی یوں تلات فرمائی ہے:

وَإِذَا أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ يَعْنِي رَسُولَ اللَّهِ وَتَنْصُرُنَّهُ - يَعْنِي وَصِيَّهُ امِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ -

”اور اس وقت کو یاد کرو جب خدا نے تمام انبیاء سے وعدہ لیا کہ ہم تم کو جو کتاب و حکمت دے رہے ہیں اس کے بعد جب وہ رسول آجائے جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے تو تم سب اس پر ایمان لے آنا (یعنی رسول خدا پر ایمان لے آنا) اور ان کی مدد کرنا (یعنی جاؤں پیغمبر کی مدد کرنا)“

”آپ نے فرمایا: لم يبعث الله نبياً ولا رسولا الا واخذ عليه الميثاق لمحمد بالنبوة وبعلي بالامامة“

”خداوند کریم نے کوئی بھی ایسا نبی مبعوث نہیں کیا ہے جس سے حضرت محمد کی نبوت اور حضرت علی کی امامت کا وعدہ نہ لیا ہو“ (تذیل لایات جلد ۹ صفحہ ۱۱۶، جلد ۲۹)

(۹۳) صاحبان امر

ابو مریم انصاری کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے آیہ شریفہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ”ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو، رسول اور صاحبان امر کی اطاعت کرو“ (ساء آیہ ۵۹) کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا:

”یہ آیت حضرت علی علیہ السلام اور ان کی اولاد میں سے آئمہ علیہم السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے“

(تفسیر برہان جلد ۱ صفحہ ۳۸۵ جلد ۳۲ میں عبد اللہ بن سنان سے بھی نقل ہوئی ہے)

(۹۴) زیتونہ اور شجرہ مبارکہ

محمد بن علی حلبی کہتے ہیں: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام آیہ شریفہ يُؤْتِيهِمْ

شَجَرَةً مَبَارَكَةً زَيْتُونَةٍ ”(ایک جگہ گاتے تارے کی مانند ہے) جو زیتون کے بابرکت درخت سے روشن کیا جائے“ (نور آیہ ۳۵) کی تفسیر کے متعلق فرمایا:

”زیتون سے مراد حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں“

میں نے عرض کیا کہ آیہ شریفہ يَكَاذُ زَيْتُهَا يُضَيُّ” اس کا روشن نور عطا کرتا

ہے“ (نور آیہ ۳۵) کی تفسیر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا:

يَكَادُ نُوْرُ عِلْمِهِ يَتَشَرُّ فِي الْأَرْضِ - (تفسیر برہان جلد ۳ صفحہ ۱۳۳، جلد ۴)

”اس کا نور علم کرہ ارض پر پھیل جائے گا“

(۹۵) بیت (گھر)

سلمان بن جعفر کہتے ہیں: میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے آیہ مبارکہ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِي مُؤْمِنًا ”اے پالنے والے! مجھے میرے والدین اور جو بھی اس گھر میں با ایمان داخل ہو اس کو بخش دے“ (نور آیہ ۲۸) کے بارے میں سوال کیا ہے کہ ”بیت“ سے کیا مراد ہے؟

آنحضرت نے فرمایا:

انما غنى الله تعالى بالبيت ولاية علي بن ابي طالب عليه السلام من دخل فيها دخل بيوت الانبياء -

”گھر سے مراد حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کی ولایت ہے، جو بھی

اس میں داخل ہو گیا وہ پیغمبروں کے گھر میں داخل ہوا ہے“

(تفسیر برہان جلد ۴ صفحہ ۳۹۰ جلد ۱، میں ایسی روایت حضرت امام جعفر صادق علیہ سے نقل ہوئی ہے)

(۹۶) قربانی (نزدیکی)

ابو الحسن ثنی کہتے ہیں: حضرت امام صادق علیہ السلام نے مجھے فرمایا:

جس وقت آیہ شریفہ قُلْ لَا اسْتَلْجُمُ عَلَيْهِ اَجْرٌ اِلَّا الْمُوْدَّةُ فِي الْقُرْبٰنِي ”اے

”سات افراد سلمان، ابو ذر، مقداد، عمار، جابر رسول خدا کا غلام اور زید بن ارقم کے علاوہ کس نے بھی اس عہد و پیمان کی وفاندہ کی، قربانی سے مراد امیر المؤمنین علی علیہ السلام اور ان کی اولاد میں سے آئمہ علیہم السلام ہیں“
(سند میں تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ ایسی ہی ایک روایت بشارة المصطفیٰ صفحہ ۲۳۱ اور تفسیر برہان جلد ۲ صفحہ ۱۲۴، جلد ۱۴ میں نقل ہوئے ہے)

(۹۷) سفید چہرے والے

جب صحابی پیغمبر حضرت ابو زہرہ بذرہ کی طرف شہر بدر کیا گیا تو انہوں نے امیر المؤمنین، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت مقداد، حذیفہ، عمار اور عبداللہ بن مسعود کے ساتھ ایک نشست رکھی۔ حضرت ابو ذر نے کہا: کیا آپ اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ رسول کا فرمان ہے:

”روز قیامت میری امت پانچ پرچموں کے ساتھ حوض کوثر پر میرے پاس آئے گی، پہلا پرچم اس کو سالہ (امت) کا ہوگا کہ جب میں پرچم اس کے ہاتھ سے لے لوں گا تو اس اور اس کے پیروکاروں کے چہرے سیاہ پاؤں ڈگمگا اور گرمی کی شدت سے دل بیٹھ جائیں گے“

”پھر عبداللہ بن قیس ایک پرچم کے ہمراہ داخل ہوگا، جب میں اس کا ہاتھ پکڑوں گا تو اس اور اس کے پیروکاروں کے چہرے سیاہ، پاؤں لڑکھڑ اور گرمی کی تپش سے دل بیٹھ جائیں گے اس کے بعد مندرجہ اپنے پرچم کے ہمراہ داخل ہوگا، جب میں اس کا ہاتھ پکڑوں گا تو اس اور اس کے پیروی کرنے والوں کے چہرے سیاہ، پاؤں ڈگمگا اور گرمی سے دل بیٹھ جائیں گے“

”پھر چوتھا پرچم لے کر داخل ہوں گے تو میں کہوں گا کہ تم بھی اپنے ہمراہیوں کے ساتھ چلے جاؤ“

(اے رسول) کہہ دو کہ تم میں سے کوئی سوال نہیں کرتا مگر اپنے قریبوں سے محبت کا“ (شوری آیہ ۲۳) نازل ہوئی تو رسول خدا کھڑے ہو گئے اور فرمایا:

ایھا الناس ان اللہ تعالیٰ فرض علیکم فرضاً فهل انتم مؤدوہ؟
”اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر ایک کام لازم کر دیا ہے کیا اسے ادا کرو گے؟“

کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ آنحضرت اگلے روز لوگوں کے سامنے کھڑے ہو گئے اور گزشتہ گفتگو کا تکرار فرمایا پھر کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ تیسرے دن بھی پیغمبر اکرم نے اپنی بات دہرائی، مگر کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ آپ نے فرمایا:

”اے لوگو! جو کچھ میں نے تمہیں کہا ہے خداوند متعال نے اس کی ادائیگی تمہارے اوپر واجب قرار دی ہے۔ یہ سونا، چاندی یا کھانے پینے کی کوئی چیز نہیں ہے“

انہوں نے کہا: اے رسول خدا! واجب کیا چیز ہے؟
آپ نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ نے میرے اوپر آیہ شریفہ قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمُوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ نازل فرمائی ہے“ میں تم سے رسالت پیغمبر کی کوئی اجرت نہیں مانگتا، سوائے اپنے نزدیکوں کی محبت و مودت کے۔“
انہوں نے کہا: اگر ایسا ہے تو ہم قبول کرتے ہیں۔

چھٹے رہبر و راہنما حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

ما وفی منہم غیر سبعة نفر سلمان ابو ذر والمقداد و عمار وجابر ومولی لرسول اللہ وزید بن ارقم، واما عنی بالقریبی امیر المؤمنین علیہ السلام والائمة من ولده علیہم السلام۔

وہ تمام کے تمام اپنے سیاہ چہروں کے ساتھ لوٹ جائیں گے اور حوض کوثر سے ایک گھونٹ تک نہیں پی سکیں گے“

ثم یرد علی امیر المؤمنین وقائد الغز المحجلین ، فاقوم و
أخذ بیدہ فیبیض وجہہ ووجوۃ اصحابہ -

فاقول : بماذا خلقتمونی فی الثقلین بعدی ؟ فیقولون ! اتبعنا
الاکبر وصدقناہ ووازرنا الاخر ونصرناہ وقتلنا معہ - فاقول:
ردوا فی شربوہ شربۃ الایظماً ون ابدآ وینصرفون مییضۃ
وجوہم کالشمس الطالعة وکالقمر لیلة تمامہ -

”پھر امیر المؤمنین اور سفید چہرے والے کے رہبر آئیں گے جب میں ان کا ہاتھ پکڑوں گا تو ان کے اور ان کے دوستوں کے چہرے چمکنے لگیں گے“
”پس میں کہوں گا کہ آپ لوگوں نے میرے بعد میری چھوڑی ہوئی دو
گرانقدر چیزوں کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا ہے؟ وہ کہیں گے، ہم ثقل اکبر
قرآن کریم کی اطاعت اور تصدیق کی اور ثقل اصغر (اہل بیت پیغمبر) کی
نصرت کی اور ان کے زیر سایہ دشمنوں کے ساتھ جنگیں لڑیں“

”میں کہوں گا: حوض کوثر میں داخل ہو جائیں“

”پس وہ سب حوض کوثر میں داخل ہو جائیں گے اور ایسا شربت نوش کریں
گے کہ اس کے بعد انہیں ہرگز احساس تشنگی نہیں ہوگا، وہ چودھویں کے
چاند کی مانند چمکتے ہوئے سفید اور نورانی چہرے کے ساتھ واپس لوٹیں گے

حضرت ابو ذر نے مولیٰ امیر المؤمنین علی بن ابی طالب علیہ السلام اور تمام

حاضرین کے چہروں کی طرف نگاہ اٹھا کر کہا: کیا آپ اس حدیث کی گواہی دیتے ہیں؟

انہوں نے کہا: ہاں

اس نے کہا میں بھی اس حدیث کے صحیح ہونے کے بارے میں گواہی دیتا ہوں
اس کے بعد آیہ مبارکہ ”یَوْمَ تَبْصُرُ وُجُوۃً وَتَسْوَدُ وُجُوۃٌ“ قیامت کے دن جب بعض
چہرے سفید ہوں گے اور بعض سیاہ“ (آل عمران آیہ ۱۰۶) کی تاویل کی یاد دہانی کروائی اور
کہا: تمام تعریفیں رب العالمین کے لیے ہیں۔

(ایسی ہی روایت اسی سند کے ساتھ تفسیر برہان جلد ۱ صفحہ ۳۰۸ جلد ۱)

مولف کہتے ہیں جس کتاب میں میں نے امیر المؤمنین علی علیہ السلام کے اسما نقل
کیے ہیں، اس میں اسم نمبر (۹۶) سے لے کر (۱۰۰) تک موجود نہیں ہیں، آنحضرت کا اسم
قول مختلف) کا دو مرتبہ تکرار ہوا ہے، لہذا ان سو (۱۰۰) میں سے چار ناقص ہیں۔ لیکن جو چیز
نسخہ (کتاب) کی تصحیح کرتی ہے وہ یہ ہے کہ اسم نمبر ۲۸، ۳۷، ۳۰ اور ۳۹ میں سے کسی میں
آنحضرت کے دو اسما ذکر ہوا ہے۔ پس اگر ان چاروں کو چھپائیں تو جمع کریں تو ۱۰۰ اسم
مکمل ہو جائیں گے۔

علامہ مجلسیٰ اپنی کتاب بحار الانوار میں تحریر فرماتے ہیں کہ کتاب خدا میں حضرت
علی علیہ السلام کے تین سو اسما کا ذکر موجود ہے۔ (بحار الانوار جلد ۳۵ صفحہ ۶۲)
مقداد اور فضائل علی

(۳۲-۸۳۹) کتاب سلیم بن قیس میں مذکور ہے کہ سلیم کہتے ہیں:

میں نے مقداد سے کہا کہ خدا آپ پر اپنی رحمت بھیجے، آپ نے حضرت علی علیہ
السلام کے متعلق پیغمبر اکرم سے جو بہترین بات سنی ہے وہ میرے سامنے بیان کریں۔
مقداد نے کہا:

میں نے رسول خدا سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

ان الله توحد بملکہ فعرّف انوارہ نفسہ ثم فوض الیہ امرہ
باحہم جتہ فمن اراد ان یطہر قلبہ من الجن والانس عرفہ

ولایة علی بن ابی طالب علیہ السلام فمنا اراد ان یداس علی قلبہ امسک عنہ معرفة علی بن ابی طالب علیہ السلام ”بے شک خداوند متعال اپنی بادشاہت میں یکتا ہے، پس اللہ تعالیٰ نے اپنے انوار کے ذریعہ سے اپنی شناخت کروائی، پھر اپنا امران کے حوالے کر دیا، اور بہشت ان کے لیے آسان کر دیا۔ اللہ تعالیٰ جن و انس میں سے جس کا دل پاک کرنا چاہتا ہے اسے علی بن ابی طالب کی ولایت پہنچا دیتا ہے اور جس کے دل پر پردہ ڈالنا چاہتا ہے اسے حضرت علی کی ولایت کے قریب نہیں آنے دیتا“

”اس خدا کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! حضرت آدمؑ اس وقت تک اس لائق نہ ہوئے کہ خداوند متعال انہیں پیدا کرتا، ان میں اپنی روح پھونکتا، ان کی توبہ قبول کرتا اور انہیں جنت میں واپس پلٹا جب تک انہوں نے میری نبوت اور علی بن ابی طالب کی ولایت کا اقرار نہ کیا“

”اس خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ارضی و سماوی ملکوت کی نشان دہی نہ کروائی گئی اور انہیں اپنا دوست نہ بنایا گیا جب تک انہوں نے میری نبوت اور اس کے بعد علی علیہ السلام کی ولایت کا اقرار نہ کر لیا“

”اس خدا کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! اللہ تعالیٰ نے اس وقت تک حضرت موسیٰ علیہ السلام سے گفتگو نہیں کی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نشانی کے طور پر نہ پہنچوایا، جب تک انہوں نے میری نبوت اور اس کے بعد علی بن ابی طالب علیہ السلام کی ولایت کو نہ پہچان لیا“

والذی نفسی بیدہ! ماتنبأ بنی ققط الا بمعرفته والاقرار لن

بالولاية ولا استأهل خلق من الله النظر اليه الا بالعبودية له والاقرار لعلی علیہ السلام بعدی-

”اس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! کوئی پیغمبر اس وقت تک پیغمبر نہ بنا، جب تک اس نے مجھے نہ پہچان لیا اور میری ولایت کا اقرار نہ کر لیا۔ خدا کی مخلوق میں سے کوئی بھی چیز اس وقت اس قابل نہ ہو سکی کہ خداوند متعال اس پر اپنی نظر لطف کرے، مگر یہ کہ خدا کی عبودیت اور میرے بعد علی کی ولایت کا اقرار کیا“

اس کے بعد حضرت مقدادؓ خاموش ہو گئے۔

میں نے کہا: خدا آپ پر رحمت کرے، کیا کوئی اور بات بھی ہے؟

انہوں نے (مقداد) نے کہا: ہاں میں نے رسول خدا سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

”علی علیہ السلام اس امت کے حاکم، مدبر، گواہ اور حساب کتاب کرنے والے ہیں۔ وہ بلند مآقم کے مالک ہیں، وہ حق کا روشن راستہ ہیں اور خدا کا صراط مستقیم ہیں“

”میرے بعد لوگ انہی کے وسیلہ سے گمراہی سے نجات حاصل کریں گے وہ دل کے اندھوں کو بصیرت عطا کریں گے، نجات پانے والے انہی کے توسط سے نجات پائیں گے، انہی کے ذریعہ سے موت سے پناہ حاصل کریں گے، خوف سے محفوظ ہوں گے، انہی کے وسیلہ سے گناہ محو ہوں گے، ظلم و ستم ختم ہوگا اور رحمت الہی نازل ہوگی“

وهو عين الله الناظرة، واذنه السامه، ولسانه الناطق فیه خلفه، ویده المبسوطة علی عباده بالرحمة، ووجهه فی السماوات والارض، وحنبيه الظاهر البمين، وحبله القوى المتين ولمروته الوقى التي الانقسام لها وبایة الذی یؤتی

الف کی تفسیر بیان کرتے رہے۔ دوبارہ مجھ سے پوچھا:

فما تفسیر اللام من الحمد؟

”کلمہ الحمد کے حرف لام کی تفسیر کیا ہے؟“

ابن عباس کہتے ہیں: میں نے کہا کہ میں نہیں جانتا ہوں۔ آنحضرت نے کافی دیر

تک الحمد کے لام کی تفسیر بیان فرمائی۔ پھر پوچھا:

فما تفسیر الحاء من الحمد؟

”کلمہ الحمد میں حرف حاء کی تفسیر کیا ہے؟“

میں نے کہا: مجھے معلوم نہیں ہے۔ آنحضرت کافی دیر تک حرف ”حاء“ کی تفسیر

کرتے رہے۔ پھر پوچھا:

فما تفسیر المیم من الحمد؟

”الحمد میں حرف ”میم“ کی تفسیر کیا ہے؟“

ابن عباس کہتے ہیں: میں نے عرض کیا کہ مجھے معلوم نہیں ہے۔ آپ نے کافی دیر

تک کلمہ میم کی تفسیر بیان فرمائی۔ پھر پوچھا:

فما تفسیر الدال من الحمد؟

”کلمہ الحمد کے حرف دال کی تفسیر کیا ہے؟“

میں نے عرض کیا! آقا مجھے معلوم نہیں ہے۔

آنحضرت نے کلمہ الحمد کے حرف دال کی تفسیر طلوع فجر تک بیان فرمائی، اس کے

بعد مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

”اے ابن عباس! اٹھو اور گھر جاؤ تا کہ نماز صبح کے لیے آمادہ ہو سکو“

وہ کہتے ہیں: جب میں کھڑا ہوا تو یہ محسوس کر رہا تھا کہ میں آنحضرت کی تمام گفتگو

سمجھ چکا ہوں۔

منہ وبيتر الذی من دخله كان امناً، على الصراط في بعث،

من عرفه نجا الى الجنة، و من انكره هو الى النار۔

”وہ خدا کی با بصیرت چشم اور سننے والے کان ہیں، وہ مخلوق خدا میں اس کی

زبان گویا اور اس کے بندوں پر رحمت کا آغلا ہوا ہاتھ ہیں، وہ آسمانوں اور

زمین میں خدا کا چہرہ ہیں، وہ اس کی واضح آشکار دائیں طرف ہیں، وہ خدا

کی محکم رسی اور مضبوط کنڈا ہیں جو ہرگز اس سے جدا نہیں ہوگا، وہ باب خدا

ہیں لہذا اسی میں داخل ہوا جائے، وہ خانہ خدا ہیں، جو بھی اس میں داخل ہو

گا وہ حفظ و امان میں ہوگا، وہ اس دن پل صراط پر خدا کا علم ہوں گے، جس

دن لوگوں کو (قبروں سے) اٹھایا جائے گا، جو کوئی بھی انہیں پہچان لے گا

وہ نجات یافتہ ہوگا اور بہشت میں داخل ہوگا اور جس کسی نے بھی ان کا انکار

کیا وہ دوزخ میں ہوگا“ (کتاب سلیم بن قیس صفحہ ۲۳۷، بحار الانوار جلد ۳۰ صفحہ ۹۶)

علی کا علم بحر بیکراں

(۸۵۰-۳۳) کتاب ”سعد السعود“ میں لکھتے ہیں کہ ابن عباس کہتے ہیں:

ایک دن امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

”اے ابن عباس! نماز عشاء پڑھنے کے بعد حیانہ صحرا میں میرے پاس آنا“

وہ کہتے ہیں: نماز پڑھنے کے بعد میں صحرا میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر

ہوا، رات چاندنی تھی، آپ نے اپنا چہرہ اقدس میری طرف کرتے ہوئے فرمایا:

ما تفسیر الالف من الحمد و الحمد جميعا؟

”الحمد کی الف اور کلمہ کی حمد کی تفسیر کیا ہے؟“

چونکہ میں کچھ نہیں جانتا تھا لہذا میں خاموش رہا۔

آنحضرت نے سکوت کو توڑتے ہوئے گفتگو کا آغاز کیا اور کافی دیر تک الحمد کی

ابن عباس کہتے ہیں: میں نے قرآن کے متعلق اپنے اور علیؑ کے علم کے متعلق غور و فکر کیا تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ میرا علم علیؑ علیہ السلام کے علم کے مقابلے میں ایسے ہے، جیسے بحر بیکران کے مقابلے میں چھوٹا سا حوض ہو۔ (سجد السجود صفحہ ۲۸۶، بحار الانوار جلد ۹۲ صفحہ ۱۰۵)

نقاش سے ایک روایت نقل ہوئی ہے کہ ابن عباس کہتے ہیں:

امیر المومنین حضرت علیؑ علیہ السلام کے پاس ایسا علم تھا جو آپ نے رسول خداؐ سے سیکھا تھا، جبکہ رسول اکرمؐ نے وہ علم اللہ تعالیٰ سے حاصل کیا تھا، پس پیغمبرؐ کا علم، علم خدا تھا، اور علیؑ علیہ السلام کا علم، علم رسول خداؐ اور میرا علم علیؑ علیہ السلام کے علم سے ہے، پس میرا اور حضرت محمد خاتم المرسلینؐ کے تمام اصحاب کا علم سات سمندروں کے مقابلے میں ایک قطرہ تھا۔ (النقاب جلد ۲ صفحہ ۳۰، بحار الانوار جلد ۳۰ صفحہ ۱۲۷)

علیؑ بہتر اسماء کے عالم

(۸۵۱-۳۲) کتاب ”اثبات الوصیہ“ میں ایک عالم سے روایت نقل ہوئی ہے)

شاید عالم سے مراد حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ہوں) کہ آنحضرت نے فرمایا:

الاسم الاعظم علی ثلاثة وسبعين حرفاً، أعطى جميع الانبياء منه خمسة عشر حرفاً، وأعطى محمدًا اثني عشر حرفاً، وأعطى أمير المؤمنين ما أعطى رسول الله.

”اسم اعظم الہی تہتر (۷۳) حروف ہیں، ان میں سے تمام پیغمبروں کو

صرف پندرہ (۱۵) حروف دیئے گئے جبکہ حضرت محمد ﷺ کو بہتر (۷۲)

حروف عطا کیے گئے جو رسول خداؐ کو عطا کیے گئے وہی امیر المومنین حضرت

علیہ السلام کو عطا ہوئے“ (اثبات الوصیہ صفحہ ۱۲۸)

اللہ علیؑ پر فخر کرتا ہے

(۸۵۲-۲۵) کتاب ”الاسجد رک من الفردوس“ میں مذکور ہے کہ جابر کہتے ہیں: رسول خداؐ نے فرمایا:

ان اللہ عزوجل یبأھی بعلی بن ابی طالب علیہ السلام کل یوم الملائکة المقرنین حتی تقول: بیخ بیخ هنیئاً لک یا علی! ”بے شک اللہ تعالیٰ ہر روز فرشتوں کے سامنے حضرت علیؑ علیہ السلام پر فخر و مہابات کرتا ہے حتیٰ کہ فرشتے یہ کہتے ہیں، یا علیؑ! آپ کو مبارک ہو“

(بحار الانوار جلد ۲۶ صفحہ ۳۲، المناقب جلد ۳ صفحہ ۲۶۶)

علیؑ نے اپنے رضائی بھائی کو کیسے بچایا

(۸۵۳-۳۶) جناب شیخ صدوق کتاب ”معانی الاخبار“ میں تحریر کرتے ہیں کہ

جابر کہتے ہیں: حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھے فرمایا:

امیر المومنین علیؑ علیہ السلام کی دائی قبیلہ ”بنی ہلال“ کی ایک عورت تھی کہ جس نے

آپ کو دودھ پلایا، وہ ایک خیمہ میں زندگی بسر کرتی تھی اور اسی میں آنحضرت کی دیکھ کیا بھال کرتی تھی۔

اس کا ایک بیٹا بھی تھا جو حضرت علیؑ علیہ السلام کا دودھ شریک بھائی تھا، یہ بچہ

امیر المومنین حضرت علیؑ علیہ السلام سے ایک سال بڑا تھا، ایک دن وہ بچہ کنویں کے کنارے

اپنا سر کنویں میں جھکائے بیٹھا تھا کہ علیؑ علیہ السلام گھٹنوں کے بل چلتے ہوئے اس کی طرف

بڑھے، آپ کے پاؤں خیمہ کی رسی میں الجھ گئے، اس کے باوجود آپ رسی کو کھینچتے ہوئے

اپنے رضائی بھائی کے پاس پہنچے اور اس کا ایک ہاتھ اور پاؤں اس طرح پکڑا کہ اس کا ہاتھ

اپنے منہ اور پاؤں ہاتھ سے پکڑ لیا۔

اچانک اس کی ماں وہاں پہنچی، اس نے جب یہ ماجرا دیکھا تو فریاد بلند کی: اے

قبیلہ والو! اے قبیلہ والو! اے قبیلہ والو! یہ بچہ کس قدر مبارک ہے، اس نے میرے بچے

کو کنویں میں گرنے سے بچا لیا ہے۔

قبیلہ کے لوگ دوڑتے ہوئے آئے اور دونوں بچوں کو کنویں کے کنارے سے بچے

کوئی عرب یہودی ہے، اس نے علی علیہ السلام کی طرف دیکھتے ہوئے بلند آواز سے کہا:
”اے وہ شخص! جو اس بات کا دعویٰ کر رہے ہو، جو جانتے نہیں اور اس
بات میں آگے بڑھ رہے ہو، جسے تم سمجھتے نہیں ہو، اب تم سے سوال کرتا
ہوں، اور تم اس کا جواب دو“

مسجد کے گوش و کنار سے مہمان علی علیہ السلام اس پر حملہ کرنے کے لیے آگے
بڑھے، لیکن امیر المومنین علی علیہ السلام نے انہیں روکتے ہوئے فرمایا:

”اسے چھوڑ دو اور جلدی نہ کرو، کیونکہ جلدی اور کم عقلی سے خدا کی جنتیں
اور دلیلیں قائم نہیں ہوتی ہیں اور نہ خدا کی براہین آشکار ہوتی ہیں، اس کے
بعد اس شخص کی طرف دیکھتے ہوئے فرماتے ہیں: تم جس زبان میں چاہو،
اپنی فہم و فراست کے ساتھ سوال کرو انشاء اللہ میں ضرور جواب دوں گا“
اس شخص نے پوچھا: مشرق اور مغرب کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟

آنحضرت نے فرمایا: ”ہوا کی مسافت جتنا“
اس نے پوچھا: ہوا کی مسافت کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: فلک کا گھومنا؟

اس نے پوچھا: فلک کتنی دیر میں چکر کاٹتا ہے؟

آپ نے فرمایا: یہ چکر سورج ایک دن کی مسافت میں کاٹتا ہے۔

اس شخص نے کہا: آپ نے سچ فرمایا ہے۔ اب یہ بتاؤ کہ قیامت کب برپا ہوگی؟

آپ نے فرمایا: جس وقت موت اور اجل کا وقت پہنچ جائے گا۔

اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا ہے اب یہ بتاؤ کہ دنیا کی زندگی کتنی ہے؟

آپ نے فرمایا: کہا گیا ہے کہ سات دن ہے، اس کے بعد اس کی انتہا

نہیں ہے۔

اس شخص نے کہا: آپ نے سچ فرمایا ہے اب یہ بتائیں کہ بکہ و مکہ کہاں پر ہیں۔

آپ نے فرمایا: اطراف حرم کو مکہ اور کعبہ کے مقام کو بکہ کہتے ہیں۔

اس شخص نے کہا: آپ نے سچ فرمایا ہے۔ اب یہ بتائیں کہ مکہ کو مکہ کیوں کہتے ہیں؟

آپ نے فرمایا: کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو نیچے سے شروع کیا ہے۔

اس نے پوچھا: بکہ کیوں کہتے ہیں؟

آپ نے فرمایا: کیونکہ اس مقام پر ستم گروں کی گردنیں خم ہوتی ہیں اور گناہ گاروں

کی آنکھیں گرہ کر تی ہیں۔

اس شخص نے کہا: آپ نے سچ فرمایا ہے۔ اب یہ بتائیں کہ عرش کو خلق کرنے

سے پہلے اللہ تعالیٰ کہاں پر تھا؟

آپ نے فرمایا:

سبحان الّٰذی لا یدرک کنہ صقہ حملۃ عرشہ علی قریبہم من
کرسی کرامتہ ولا الملائکۃ المقربین من انوار سبحات جلالہ ،
ویحک ! لا یتقال لہ ! ابن ، ولابہم ، ولانہی ولا حیث
، ولا کیف۔

”پاک و منزہ ہے وہ خدا کہ جس کا عرش اٹھانے والے اس کی کنہ اور

ذات کا ادراک نہیں کر سکتے ، باوجود اس کے کہ وہ اس کی کرسی کرامت

کے نزدیک ہیں ، اس کے مقرب فرشتے بھی اس کے انوار کے ادراک کی

طاقت نہیں رکھتے ، ہلاکت ہو تیرے لیے ! اللہ تبارک و تعالیٰ کے لیے یہ

نہیں کہا جاسکتا کہ وہ کہاں پر ہے؟ کس چیز سے ہے؟ کس طرح سے ہے

؟ کس چیز میں تھا؟ کس جگہ پر ہے؟ کیونکہ وہ تو زمان و مکان کا خالق ہے

، وہ زمان و مکان میں ہرگز مقید نہیں ہو سکتا“

انہوں نے آپ اور آپ کے اصحاب کو ایسی دیوار کے قریب کھانے کی دعوت پر بلایا جس کی لمبائی تیس (۳۰) ہاتھ اور اونچائی پندرہ (۱۵) ہاتھ اور چوڑائی دو ہاتھ تھی۔ انہوں نے اپنے پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کے لیے اس دیوار کو نیچے سے خالی کیا، اور کچھ افراد کو مامور کیا کہ لکڑیوں کے سہارے دیوار کو تھامے رکھیں کہ جو نبی علی علیہ السلام آئے تو دیوار کو علی اور ان کے چاہنے والوں پر گرا دیں۔

حضرت علی علیہ السلام اپنے دوستوں کے ہمراہ دیوار کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے، جب انہوں نے دیوار گرانے کے لیے اسے دھکا دیا تو آپ نے اپنے بائیں ہاتھ سے دیوار کو گرنے سے روک لیا، اور دسترخوان پر کھانا لگا ہوا تھا، حضرت علی علیہ السلام نے اپنے دوستوں سے فرمایا: بسم اللہ کھانا شروع کریں، آپ خود بھی اپنے دائیں ہاتھ سے کھانے میں مشغول ہو گئے اور بائیں ہاتھ سے دیوار کو روک رکھا، جبکہ آپ کے اصحاب کھانا کھانے میں مصروف رہے۔

آپ کے دوستوں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا: اے برادر رسول خدا! آپ کھانا بھی تناول فرما رہے اور دیوار کو بھی گرنے سے روکے ہوئے ہیں، یہ آپ کے لیے باعث زحمت ہے کہ دیوار کو گرنے سے ہماری خاطر روکا ہوا۔

حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا:

أنتی لست اجدلہ من المس بیساری الاقل متا اجد من قتل
هذه اللقمة بیمنی -

”دیوار کا بوجھ جو میں بائیں ہاتھ پر محسوس کر رہا ہوں، یہ اس لقمہ سے
سبک تر ہے جو میرے دائیں ہاتھ میں ہے“

(تفسیر امام عسکری صفحہ ۱۹۳ بحار الانوار جلد ۳۲ صفحہ ۳۱، جلد ۹ ابن شہر آشوب نے بھی یہ
جالب نظر روایت المناقب کی جلد ۲ صفحہ نمبر ۳ پر بطور مختصر نقل کی ہے)

بتایا، وہ لوگ علی کے کم سن ہونے کے باوجود ان کی طاقت پر حیران و ششدرہ گئے کہ اس بچے نے خیمے کی رسی میں پاؤں الجھ جانے کے باوجود کس طرح سے اپنے آپ کو اس بچے تک پہنچایا اور اسے کنویں میں گرنے سے بچا لیا؟ اسی لیے ماں نے اس بچے کا نام میمون (مبارک فرخندہ) رکھا، وہ بچہ قبیلہ بنی حلال کے درمیان (معلق میمون) کے نام سے معروف ہوا، حتیٰ کہ اس کے بچے اب تک اسی نام سے معروف ہیں۔ (معانی الاخبار صفحہ ۵۸، بحار الانوار جلد ۳۵ صفحہ ۴۷۲)

مؤلف کہتا ہے: یہ واقعہ بچپن میں حضرت علی علیہ السلام کی قدرت و شجاعت کا مظہر ہے البتہ ہم نے اسی کتاب کی پہلی جلد میں بچپن میں آپ کی طاقت و شجاعت کے بارے میں کچھ روایات نقل کی ہیں مثلاً اس کپڑے کی رسیوں کو توڑنا جن میں نوزاد کو لپیٹا جاتا ہے یا گہوارے میں سانپ کو ہلاک کرنا وغیرہ۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی قدرت و شجاعت کے بارے میں بہت سی روایات نقل ہوئی ہیں، ان میں سے ایک روایت یہ ہے:

ایک دن حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام نے اپنا دست مبارک ستون سے اس قدر زور سے مارا کہ آپ کا انگوٹھا پتھر میں گھس گیا۔

ابن آشوب کہتے ہیں وہ ستون کوفہ میں اب تک اسی حالت میں موجود ہے۔

اسی طرح موصل و تکریت اور کئی دوسرے شہروں میں آپ کے دست مبارک کے

نشانات زیارت گاہ کے طور پر موجود ہیں۔

کوہ ثور کے پتھر پر آپ کی شمشیر اور کئی دوسرے پہاڑوں پر نیزوں کے نشانات

موجود ہیں۔ (المناقب جلد ۲ صفحہ ۲۸۹، ۲۹۰)

علی نے دیوار کو روکا

تفسیر امام عسکری علیہ السلام میں روایت نقل ہوئی ہے۔

ایک دن منافقین نے امیر المومنین علی علیہ السلام کو قتل کرنے کا پروگرام بنایا،

قابل ذکر بات یہ ہے کہ قبل ازیں ہم اس روایت کو ذکر کر چکے ہیں کہ مولا علی علیہ السلام نے جب خانہ کعبہ کی دیواروں سے جتوں کو اکھاڑا تو دیواریں کانپ اٹھیں، پھر آپ نے جتوں کو زمین پر پھینک کر چور چور کر دیا۔

علی بن ابراہیم قمی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ معاویہ کہتا ہے:

میں نے پیغمبر خدا سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

والله يا اعلى الوبارك اهل الشرق والغرب تغلبهم اجمعين -

”اے علی! خدا کی قسم! اگر مشرق و مغرب سے بسنے والے تمام لوگ آپ

سے جنگ و مبارزہ کریں تو آپ یقیناً تمام کو ہلاک کر دیں گے“

(تفسیر قمی جلد ۲ صفحہ ۲۹۶، بحار الانوار جلد ۳۳ صفحہ ۲۳۳)

شجاعت علی علیہ السلام

صفدی کہتا ہے کہ تاریخ نویسوں نے لکھا ہے: حضرت علی علیہ السلام نے جنگ نہروان میں دو ہزار (۲۰۰۰) خوارج کو قتل کیا، اس روز آپ نے میدان جنگ میں اس جوش و جذبہ سے تلوار چلائی کہ شمشیر ٹیڑھی ہو گئی۔ آپ میدان جنگ سے باہر تشریف لائے فرمایا:

لاتلومونی ولو مواہذا۔

”مجھے سرزنش نہ کریں بلکہ شمشیر کو برا بھلا کہیں“

اس کے بعد تلوار کو سیدھا کیا۔

واقعہ اشج ثقفی جس میں علی علیہ السلام کو قتل کرنے کے لیے شجاعان عرب کو بھیجا،

ان میں سے ایک سپاہی نے اپنے کمانڈر سے کہا:

”کیا تمہیں معلوم ہے کہ ہمیں کس کے مقابلے میں بھیج رہے ہو؟ تم

ہمیں اس چنگھاڑتے ہوئے شیر کے مقابلے میں بھیج رہے ہو جو زندگیوں

کو ہوا میں اڑاتا ہے۔ خدا کی قسم! ملک الموت کا سامنا کرنا ہمارے لیے

کہیں آسان تر ہے علی بن ابی طالب کا سامنا کرنے سے“

شیخ حسین بن شہاب الدین عالمی نے آنحضرت کی شجاعت کو اپنے اشعار میں

کتنے خوبصورت انداز میں بیان کیا ہے: وہ کہتے ہیں:

فخاض امیر المؤمنین بسیفہ

لظاہا واملک السماء له جند

وصاح علیہم صیحة ہاشمیة

تکادلہا شم الشوامح تنہر

”جس وقت امیر المؤمنین علی علیہ السلام شدید جنگ کے دوران میدان

کارزار میں آتے ہیں تو آسانی فرشتے ان کا لشکر ہیں“

”وہ دشمنوں کے سروں پر اس زور سے ہاشمی نعرہ لگاتے کہ یوں معلوم ہوتا

کہ سنگلاخ پہاڑوں کی چوٹیاں زمین بوس ہو جائیں گی“

غمام من الاعناق تھطل بالدماء

ومن سیفہ برق ومن صوتہ رعد

وصی رسول اللہ وارث علمہ

ومن کان فی خم له الحل والعقد

لقد ضلّ من قاسی الوصی بضدّہ

فذوالعرش یابی ان یکون له ندّ

”گردنوں سے ایک بادل وجود میں آتے ہیں کہ جن سے خون کی بارش

برستی، ان کی شمشیر سے بجلی اور نعرے کی آواز سے کڑک پیدا ہوتی ہے“

”وہ رسول خدا کے جانشین اور وارث علم ہیں اور جن کے ذریعہ غدیر خم میں

رسول خدا کی عقدہ کشائی اور مشکلات آسان ہوئیں“

”بے شک جس نے بھی وہی رسول کا اس کے مخالف سے مقابلہ کیا، وہ گمراہ

ہو گیا کیونکہ عرش کا مالک خدا اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ اس کا کوئی شریک ہو

رسول خدا کو ولایت علی کی تاکید

(۸۵۴-۳۷) شیخ صدوق اپنی دونوں کتابوں ”علل الشرائع“ اور ”خصال“ میں

لکھتے ہیں: حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

عرج النبی الی السماء مائة و عشرين مرة، مامن
مسراً الاوقد وصی اللہ عزوجل فیہا النبی بالولاية علی
والائمة اکثر منا اوصاء بالفرائض۔

”پیغمبر اکرم نے ایک سو بیس (۱۲۰) مرتبہ معراج کیا ہے، ہر دفعہ خداوند

متعال نے نبی اکرم کو علی اور تمام آلہ علیہم السلام کی ولایت کے متعلق

واجبات سے زیادہ تاکید فرمائی“

(الخصال جلد ۲ صفحہ ۶۰۰، بحار الانوار جلد ۱۸ صفحہ ۳۸۷، تویل الایات جلد ۱ صفحہ ۲۷۵)

قرآن نازل ہونے والی رات میں علی کی روح قبض ہوئی

(۸۵۵-۳۸) کتاب ”اثبات الوصیہ“ میں مذکور ہے کہ روایت نقل ہوئی ہے:

حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام اپنے پدر بزرگوار علی علیہ السلام کو سپرد خاک کرنے کے

بعد سر پر سیاہ عمامہ اور دوں پر سیاہ عمامہ پہنے ہوئے خطاب کرنے کے لیے منبر پر تشریف لائے۔

آپ نے خدا کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا:

انه والله! قد قبض فی هذه اللیة رجل ما سبقه الاولون
ولایدرکہ الآخرون انه كان لصاحب رایة رسول اللہ، جبرئیل
عن یمینہ و میکائیل عن یسارہ لایثنی حتی یفتح اللہ علی
یدیہ۔

”خدا کی قسم! آج کی رات ایسے شخص کی روح قبض کی گئی کہ گذشتگان

میں سے کوئی بھی ان کے مقابلے میں نہ تھا اور نہ ہی آئندہ کوئی شخص ان

کے مقام و مرتبہ کو پہنچ سکتا ہے، وہ رسول خدا کے علم بردار تھے، ہمیشہ

جبرئیل ان کے دائیں طرف اور میکائیل بائیں جانب ہوتا تھا، وہ ہرگز کسی

بھی جنگ سے واپس نہیں لوٹے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں

مسلمانوں کو کامیاب و کامران کیا ہے“

”خدا کی قسم! انہوں نے کوئی چاندی یا سونا (بطور ارث) نہیں چھوڑا،

انہوں نے صرف سات سو (۷۰۰) درہم چھوڑے ہیں، جو سخاوت کرنے

کے بعد چھ گئے تھے“

آنحضرت کی اس رات روح قبض ہوئی، جس رات میں قرآن نازل ہوا، اسی رات

کو یوش بن نون کی روح قبض کی گئی اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام آسمان کی طرف گئے۔

(اثبات الوصیہ صفحہ ۱۵۴)

کلام علی کی تفسیر زبان علی سے

(۸۵۶-۳۹) کتاب ”مناقب“ میں تحریر کرتے ہیں کہ ایک شخص نے امیر

المؤمنین حضرت علی سے پوچھا: آپ نے کس حال میں صبح کی ہے؟ آپ نے فرمایا:

اصبحت وانا الصدیق الاکبر و الفاروق الاعظم، وانا وصی

خیر البشر، وانا الاول وانا الاخر، وانا الباطن وانا الظاهر،

وانا بكل شی علیم، وانا عین اللہ وانا جنب اللہ وانا امین

اللہ علی المرلسین بنا عبد اللہ ونحن خزائن اللہ فی ارضہ

وسمائه وانا احی امیت وانا حی لایموت۔

”میں نے صبح کا آغاز اس طرح سے کیا کہ میں صدیق اکبر اور فاروق

اعظم ہوں، میں خیر البشر کا وصی ہوں، اول، آخر، ظاہر و باطن میں ہوں،

میں تمام چیزوں کو جانتا ہوں، میں عین اللہ ہوں، میں جب (حق) اللہ ہوں، میں پیغمبروں پر اللہ کا امین ہوں، ہمارے ہی وسیلہ سے خدا کی پرستش ہوتی ہے، آسمان و زمین میں خدا کے خزانہ دار ہم ہیں، میں ہوں کہ زندہ کرتا ہوں، میں ہی ہوں کہ مارتا ہوں اور میں ایسا زندہ ہوں کہ ہر گز نہیں مروں گا“

وہ بادیہ نشین عرب آنحضرت کی گفتگو سن کر حیران و پریشان ہو گیا، حضرت امیر المؤمنین نے خود اپنے کلام کی وضاحت یوں فرمائی:

”میں اول ہوں یعنی سب سے پہلا شخص ہوں جو رسول خدا پر ایمان لایا“
 ”میں آخر ہوں یعنی رسول خدا کے جسد مبارک کو لحد کے حوالے کرنے کے بعد میں سب سے آخری شخص ہوں جس نے انہیں دیکھا“
 ”میں ظاہر ہوں یعنی اسلام کو آشکار کرنے والا میں ہوں“
 ”میں باطن ہوں یعنی میں علم و دانش کا خزانہ ہوں“
 ”میں تمام چیزوں سے آگاہ ہوں یعنی میرا علم تمام چیزوں پر محیط ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں کا علم اپنے پیغمبر کو عطا کیا اور انہوں نے سب کچھ مجھے ہدیہ کیا“

”میں عین اللہ ہوں یعنی میں مومنین و کفار کو دیکھنے کے لیے چشم خدا ہوں“
 میں جب اللہ ہوں یعنی اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:
 أَنْ تَقُولَ نَفْسٌ يَا حَسْرَتَى عَلَىٰ مَا فَرَطْتُ فِي جَنبِ اللَّهِ (زمر آیہ ۵۶)
 ”پھر تم میں سے کوئی نفس یہ کہنے لگے کہ ہائے افسوس کہ میں نے خدا کے حق میں بڑی کوتاہی کی ہے“

جس نے خدا کے بارے میں کوتاہی کی ہے، درواقع اس نے میری کوتاہی

کی ہے۔

مترجم: جب اللہ خدا کے حق اور اس کی اطاعت کا نام ہے اور ہر وہ شے جو کمال تقرب کی بناء پر اس کی بارگاہ تک پہنچ جائے اسے جب اللہ کہا جا سکتا ہے اور اسی بناء پر حضرت علی علیہ السلام کا ایک لقب جب اللہ بھی ہے۔

”میں پیغمبروں پر اللہ کا امین ہوں یعنی کوئی بھی پیغمبر اس وقت تک پیغمبر نہیں بنا جب تک حضرت محمدؐ کی مہر نہ لگی ہو۔ اسی وجہ سے آنحضرت کو خاتم المرسلین کہا گیا ہے، حضرت محمدؐ تمام پیغمبروں کے آقا و سردار ہیں اور میں ان کے اوصیاء اور جانشینوں کا آقا و سردار ہوں“
 ”ہم زمین پر خدا کے خزانہ دار ہیں یعنی بے شک رسول خدا نے اپنی زبان صدق کے ذریعے جو کچھ ہمیں سیکھایا ہے، ہم نے اسے سیکھ لیا ہے“
 ”میں زندہ کرتا ہوں یعنی رسول خدا کی سنت اور ان کے طریقہ کار کو زندہ کرتا ہوں“

”میں مارتا ہوں یعنی بدعت کو ختم کرتا ہوں نئی نئی چیزوں کو دین میں داخل ہونے سے روکتا ہوں“

”میں زندہ ہوں، ہر گز نہیں مروں گا یہ قرآن کریم کی ایک آیت مبارکہ کی طرف اشارہ ہے کہ جس میں ارشاد قدرت ہے:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ۔ (سورہ آل عمران آیہ ۱۶۹)

”خبردار! راہ خدا میں قتل ہونے والوں کو مردہ خیال نہ کرنا وہ زندہ ہیں اور اپنے پروردگار کے یہاں رزق پا رہے ہیں“

(مناقب ابن شہر آشوب جلد ۲ صفحہ ۳۸۵، بحار الانوار جلد ۳۹ صفحہ ۳۴۷، جلد ۲۰)

علیؑ کے فضائل میں کچھ قرآنی آیات

(۸۵۷-۳۰) جناب شیخ طبری کتاب ”احتجاج“ میں تحریر فرماتے ہیں:

سلیم بن قیس کہتے ہیں: میں اپنے آقا و مولیٰ امیر المومنین کی بارگاہ میں حاضر تھا کہ ایک شخص آپ کی خدمت اقدس میں شرفیاب ہوا، میں نے اس کی گفتگوسنی، اس نے عرض کیا: مجھے اپنی عظیم ترین فضیلت و منقبت سے آگاہ فرمائیں۔

امیر المومنین علیؑ علیہ السلام نے فرمایا:

”خداوند قدوس نے اپنی کتاب میں میری شان میں آیات نازل فرمائی ہیں“

اس نے عرض کیا: وہ کون سی آیات ہیں؟

آپ نے درج ذیل آیات کریمہ کی تلاوت فرمائی کہ ارشاد قدرت ہے:

أَفَعَن كَانَ عَلَىٰ بَيْتٍ مِّن رَّبِّهِ وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ۔ (سورہ موعود آیت ۱۷)

”جو شخص اپنے رب کی طرف سے کھلی دلیل رکھتا ہے اور اس کے پیچھے اس

کا گواہ بھی ہے“

فرمایا: پیغمبر خداؐ کا وہ گواہ اور شاہد میں ہوں۔

ارشاد قدرت ہے:

يَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَالسَّتْ مُرْسَلًا قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي

وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ۔ (سورہ رعد آیت ۳۳)

”اور یہ کافر کہتے ہیں کہ آپ رسول نہیں ہے تو کہہ دیجئے، کہ ہمارے اور

تمہارے درمیان رسالت کی گواہی کے لیے خدا کافی ہے اور وہ شخص کافی

ہے جس کے پاس پوری کتاب کا علم ہے“

فرمایا: وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمٌ وَالْكِتَابِ ”جس کے پاس پوری کتاب کا علم ہے“

سے مراد اللہ تعالیٰ کا مقصود و منظور میں ہوں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُعْمُونَ الصَّلَاةَ

وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ۔ (مائدہ آیت ۵۵)

”ایمان والو! تمہارا ولی اللہ ہے اور اس کا رسول اور وہ صاحبان ایمان

جو نماز قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں“

اور آیت شریفہ: أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولَى الْأَمْرِ مِنْكُمْ۔ (نساء آیت ۵۹)

”(اے ایمان والو!) اللہ کی اطاعت کرو اور رسول اور صاحبان امر کی

اطاعت کرو“

آپ نے فرمایا: ان کے علاوہ اور بھی بہت سی آیات ہیں جو میرے بارے میں

نازل ہوئی ہیں۔

علیؑ کے فضائل رسول کی زبان سے

سلیم کہتے ہیں: میں نے عرض کی: رسول خداؐ کی طرف سے آپ کے جو بہترین

فضائل و مناقب نقل ہوئے ہیں، وہ بیان فرمائیں:

امیر المومنین علیؑ علیہ السلام نے فرمایا:

اول پیغمبر خداؐ نے غدیر خم کے روز مجھے (اپنا جانشین) مقرر کیا، اس کے بعد حکم خدا

سے میری ولایت کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:

انت منی بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبي بعد۔

”آپ کی میرے ساتھ وہ نسبت ہے جو ہارون کی موسیٰ سے تھی مگر

یہ کہ میرے بعد کوئی نبی ہے“

دوم ایک دفعہ میں رسول خداؐ کے ہمراہ مسافرت پر گیا، میرے سوا آنحضرت کے

پاس کوئی خدمت گزار نہ تھا، ہمارے پاس صرف ایک ہی لحاف تھا، اس میں

حضرت عائشہ بھی پیغمبر کے ہمراہ تھی، پیغمبر خدا میرے اور عائشہ کے درمیان لیٹ گئے اور ہم تینوں اسی لحاف کے نیچے سو گئے، کیونکہ اس کے علاوہ ہمارے پاس کوئی اور لحاف نہیں تھا۔

رسول خدا جب نماز شب کے لیے اٹھے تو لحاف کے درمیان جھٹے کو اپنے دست مبارک سے نیچے فرمایا جو نیچے چٹ گیا گویا پیغمبر کے اس کام سے وہ لحاف دو حصوں میں تقسیم ہو گیا اور میرے اور عائشہ کے درمیان فاصلہ پیدا ہو گیا۔

سوم ایک رات میں بخار میں مبتلا ہوا، جس کی وجہ سے سو نہ سکا، پیغمبر خدا میرے جاگنے کی وجہ سے بیدار رہے اور رات انہوں نے میرے اور اپنی سجادے کے درمیان بسر کی۔ آنحضرت کچھ دیر نماز میں معروف رہنے کے بعد میرے پاس تشریف لائے، میری احوال پرتی کرتے اور مجھے دیکھتے، اس رات رسول خدا کا صبح تک یہی کام رہا۔ جب صبح ہو گئی تو آنحضرت نے اپنے اصحاب کے ساتھ نماز ادا کی اس کے بعد فرمایا:

اللہم اشف علیاً وعافہ فاتہ اسہر فی اللیلۃ متابہ۔

”اے میرے معبود! علی کو بخار سے شفا عطا فرما، کیوں کہ وہ ساری رات نہیں سو سکے“

پھر رسول خدا نے اصحاب کی موجودگی میں فرمایا: اے علی! آپ کو مبارک ہو۔

میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! خدا آپ کو خوش رکھے اور میں آپ کے

قربان جاؤں۔ آپ نے فرمایا:

إِنِّي لَمْ أَسْأَلِ اللَّهَ اللَّيْلَةَ شَيْئاً إِلَّا أَعْطَانِيهِ وَ لَمْ أَسْأَلْهُ لِنَفْسِي شَيْئاً إِلَّا سَأَلْتَ لَكَ مِثْلَهُ، وَأِنِّي دَعَوْتُ اللَّهَ أَنْ يُوَاحِي بَيْنِي وَبَيْنَكَ فَعَلَّ، وَسَأَلْتَهُ أَنْ يَجْعَلَكَ وَلِيًّا كَمَا مَوَّنَ وَمَوْئِنَةٌ فَعَلَّ۔

”بے شک اس رات میں نے اللہ سے کچھ نہیں مانگا مگر جو کچھ مانگا، اس نے عطا کیا ہے، میں نے اپنے لیے کوئی ایسی چیز نہیں مانگی مگر یہ کہ وہ آپ کے لیے بھی طلب کی ہے، میں نے خداوند قدوس سے یہ مانگا ہے کہ میرے اور آپ کے درمیان بھائی چارہ قائم کرے (اللہ نے میری دعا قبول کی ہے) اور ایسا کر دیا میں نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ وہ آپ کو ہر مومن مرد اور مومنہ عورت کا ولی و سرپرست قرار دے۔ اللہ تعالیٰ نے میری یہ دعا بھی قبول فرمائی“

اس دوران دو افراد نے ایک دوسرے سے مذاق کرتے ہوئے کہا: دیکھ رہے ہو اس نے خدا سے کیا مانگا ہے؟ خدا کی قسم! ایک صاع یعنی ۳ کلو کھجور اس چیز سے بہتر ہے جو اس نے خدا سے مانگا ہے اگر وہ اپنے پروردگار سے کسی فرشتہ کے نازل ہونے کی دعا مانگتا، جو دشمنوں کے مقابلے میں ان کی مدد کرتا، یا کسی خزانے کے نازل ہونے کی دعا مانگتا، جس سے وہ خود اور اس کے اصحاب کی مالی حالت بہتر ہو جاتی، یہ اس سے کہیں بہتر تھا، جس کی اس نے خدا سے درخواست کی ہے۔

یہ سب کچھ اس حال میں تھا کہ پیغمبر اسلام نے علی کو کسی خیر کی دعوت نہیں دی مگر

یہ کہ ان کی درخواست مستجاب ہوئی۔ (الاحتجاج صفحہ ۱۵۹)

خدا کا خلیفہ کہاں ہے؟

(۸۵۸-۴) شیخ ابوعلی بن شیخ طوسی قدس سرہ اپنی کتاب ”امالی“ میں تحریر فرماتے ہیں: ابان

بن تغلب نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

جب روز قیامت ہوگا تو منادی عرش سے نداء بلند کرے گا کہ زمین پر خدا کا

خلیفہ کہاں ہے؟

اس وقت پیغمبر حضرت داؤد علیہ السلام کھڑے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے

كَمَا تَبَرَّأَ وَوَايِنَا كَذَلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَاءَ لَهُمْ حَسْرَاتٍ عَلَيْهِمْ وَ
مَاهِم بِخَارِ حِينٍ مِنَ النَّارِ۔ (بقرہ آیہ ۱۶۶ و ۱۶۷)

”اس وقت جبکہ پیر اپنے مردوں سے بیزارگی کا اظہار کریں گے اور سب کے سامنے عذاب ہوگا اور تمام وسائل منقطع ہو چکے ہوں گے اور مرید بھی یہ کہیں گے کہ کاش ہم نے بھی ان سے اسی طرح بیزارگی اختیار کی ہوتی جس طرح یہ آج ہم سے نفرت کر رہے ہیں۔ خدا ان سب کے اعمال کو اسی طرح حسرت بنا کر پیش کرے گا اور ان میں سے کوئی جہنم سے نکلنے والا نہیں ہے“ (امالی شیخ طوسی صفحہ ۶۳ جلد ۱، بحار الانوار جلد ۸ صفحہ ۱۰، جلد ۳)

علیؑ کی شان میں احادیث رسول

(۸۵۹-۳۲) شیخ صدوق کی کتاب ”خصال“ میں روایت نقل ہوئی ہے کہ جابر بن عبد اللہ

انصاری بیان کرتے ہیں: میں نے رسول خدا سے سنا کہ آپ نے فرمایا:
أَنْ فِي عَلِيٍّ خِصَالًا لَوْ كَانَتْ وَاحِدَةً مِنْهُمْ فِي جَمِيعِ النَّاسِ
لَا كُنْتُ بِهَا فَضْلًا۔

بے شک علیؑ علیہ السلام میں ایسی صفات ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی ایک
تمام لوگوں میں پائی جائے تو اسی پر اکتفاء کر لیتے“

ایک اور مقام پر رسول خدا نے فرمایا:

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيَ مَوْلَا۔

”ہر وہ شخص جس کا میں مولیٰ ہوں، علیؑ اس کے آقا و مولیٰ ہیں“

علی منی وانا منہ۔

”علیؑ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں“

آپ کا ایک فرمان ہے:

آواز آئے گی، میرا مقصود آپ نہیں ہو، اگرچہ آپ بھی خلیفہ خدا تھے۔ اس کے بعد دوبارہ ندا
آئے گی:

اِنَّ خَلِيْفَةَ اللّٰهِ فِيْ اَرْضِهٖ؟ ”زمین پر خدا کا خلیفہ کہاں ہے؟“

اس وقت امیر المومنین حضرت علیؑ علیہ السلام کھڑے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی
طرف سے آواز آئے گی:

يَا مَعْشَرَ الْخَلَائِقِ اِذَا هَذَا عَلِيٌّ بِنِ ابِي طَالِبٍ خَلِيْفَةُ اللّٰهِ فِي
اَرْضِهٖ وَحِجَّتِهٖ عَلٰى عِبَادِهٖ ، فَمَنْ تَعْلَقَ بِحَبْلِهٖ فِيْ دَارِ الدُّنْيَا
فَلْيَعْلَقْ بِحَبْلِهٖ فِيْ هَذَا الْيَوْمِ يَسْتَضِيْعُ بِنُوْرِهِ وَيَلْتَبِعُهٗ اِلٰى
الدرجات العلى من الجنان۔

”اے لوگو! یہ علی بن ابی طالب ہیں، جو زمین پر خلیفہ خدا اور اس کے
بندوں پر حجت ہیں، جس نے دنیا میں ان کی محبت کا دامن تھاما، وہ آج
(روز قیامت) بھی ان کی مہر و محبت کا دامن تھام لے، تاکہ ان کے نور
سے روشنی حاصل کرے اور بہشت میں بلند درجات حاصل کرنے کے لیے
ان کی پیروی کرے“

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: اس وقت آپ کے وہ شیعہ
جنہوں نے دنیا میں آپ کی محبت کا دامن پکڑا اٹھ کھڑے ہوں گے اور آپ کی اقتداء میں
بہشت کی طرف گامزن ہو گے۔ دوبارہ خداوند متعال کی طرف سے ندا آئے گی:

”آگاہ ہو جاؤ! کہ دنیا میں جو شخص جس امام کا پیرو کار تھا، اس کے پیچھے
جائے، یہ وہ مقام ہے جہاں پر مندرجہ ذیل آیہ شریفہ کا معنی منطبق ہوتا ہے“
تَبَرَّأَ الَّذِيْنَ اَتَّبَعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اَتَّبَعُوْا وَّرَأْ وَا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ
بِهِمُ الْاَسْبَابُ۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ اَتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرْهًا فَنَتَّبِعُهَا مِنْهُمْ

علی منی ہارون من موسیٰ۔

”علی میرے نزدیک اس طرح ہیں جس طرح ہارون سے موسیٰ“

آپ ایک اور جگہ پر فرماتے ہیں:

حرب علیٰ علیہ السلام حرب اللہ، وسلم علیٰ سلم اللہ۔

”علی علیہ السلام کی جنگ خدا کی جنگ ہے اور علی کی صلح خدا کی صلح ہے“

آپ کا ایک اور فرمان ہے:

ولی علیّ ولی اللہ وعدو علیّ عدو اللہ۔

”علی کا دوست خدا کا دوست اور علی کا دشمن خدا کا دشمن ہے“

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

علیّ حجة اللہ و خلیفته علی عبادہ۔

”علی کی محبت ایمان اور ان کے ساتھ بغض رکھنا کفر ہے“

ایک اور فرمان ہے

حزب علیّ علیہ السلام حزب اللہ و حزب اعدائہ حزب

الشیطن۔

”علی کا گروہ گروہ خدا اور ان کے دشمنوں کا گروہ شیطان کا گروہ ہے“

ایک اور فرمان ہے:

علی مع الحق و الحق معہ لایفتقران حتی یرد اعلی الخوص۔

”علی حق کے ساتھ اور حق ان کے ساتھ ہے، یہ دونوں ایک دوسرے سے

جدا نہیں ہونگے، یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس آئیں گے“

ایک اور مقام پر فرمایا:

علیّ قسیم الجنّة والنار۔

”علی جنت اور جہنم کو تقسیم کرنے والے ہیں“

آپ کا ایک اور فرمان ہے:

من فارق علیاً فقد فارقنی ومن فارقنی فقد فارق اللہ عزوجل۔

”جو کوئی بھی علی سے علیحدہ ہوا وہ مجھ سے جدا ہوا اور جو کوئی مجھ سے الگ

ہوا، درحقیقت وہ خدا سے جدا ہوا ہے“

آپ کا ایک اور ارشاد ہے:

شیعة علیّ هم الفائزون یوم القیامة۔

”فقط علی کے شیعہ ہی روز قیامت کامیاب ہیں“

(انصاف صفحہ ۳۹۶، جلد ۵، بیارة المصطفیٰ صفحہ ۱۹، امالی شیخ صدوق صفحہ ۱۳۹، بحار الانوار جلد ۳۸ صفحہ ۹۵، جلد ۱۱)

انگوشی کے نیچے علی ولی اللہ تحریر ہو گیا

(۸۶۰-۴۳) شیخ ابوعلی بن شیخ طوسی کتاب امالی میں رقمطراز ہیں:

ایک دن رسول خدا نے حضرت علی کو ایک انگوشی عطا فرمائی کہ اسے انگوشیوں پر

نام کندہ کرنے والے کے پاس لے جائے تاکہ وہ اس کے گھیند پر خوبصورت تحریر میں محمد بن

عبداللہ کندہ کرے۔

امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے وہ انگوشی نام کندہ کرنے والے شخص کو دی اور اس سے فرمایا:

”اس انگوشی کے گھیند پر محمد بن عبداللہ لکھو“

نام کندہ کرنے والے شخص سے اشتہا ہوا کہ اس نے محمد بن عبداللہ کی بجائے

محمد رسول اللہ کندہ کر دیا۔

امیر المؤمنین علی علیہ السلام آئے اور پوچھا: انگوشی کہاں ہے؟

اس نے کہا: یہ ہے۔

آپ نے انگوشی دیکھ کر فرمایا: میں نے یہ تو نہیں کہا تھا۔

نماز پڑھائیں۔ میں نے عرض کیا: اے میرے بھائی جبرئیل! یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ان کے آگے کھڑا ہوں درحالیکہ ان میں میرے پدر بزرگوار حضرت آدم اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی تشریف فرما ہیں۔

اس نے کہا: خدا کا حکم ہے کہ آپ انہیں نماز پڑھائیں، جب نماز ختم ہو جائے تو ان سے پوچھیں وہ اپنے زمانے میں کس چیز کے لیے مبعوث کیے گئے تھے اور صور اسرافیل پھونکنے سے پہلے کیوں زندہ ہو گئے؟

میں نے کہا: میں نے سن لیا اور خدا کی اطاعت کرتا ہوں۔ اس کے بعد رسول خدا نے پیغمبروں کے ہمراہ نماز پڑھی، جب نماز ختم ہو گئی تو جبرئیل نے خدا کے پیغمبر سے مخاطب ہو کر کہا:

”اے پیغمبر الہی! آپ کو کیوں مبعوث کیا گیا تھا اور اب کیوں کر زندہ ہو گئے ہو؟“
قالوا بلسان واحد: بعثنا ونشرنا لنقرلك يا محمد! بالنبوة،
ولعلی بن ابی طالب بالامامة۔

”تمام انبیاء الہی نے یک زبان ہو کر کہا: ہمیں اس لیے مبعوث اور زندہ کیا گیا ہے کہ اے محمد! ہم آپ کی پیغمبری اور علی کی ولایت و امامت کا اقرار و اعتراف کریں“ (الروضہ فی المفہام ص ۱۲۸، بحار جلد ۳۰ صفحہ ۳۲)

صحیحانی کچھور کو صحیحانی کیوں کہتے ہیں؟

(۸۶۲-۳۵) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ جابر کہتے ہیں: امیر المؤمنین علی علیہ السلام فرماتے ہیں: ایک دن میں رسول خدا کے ہمراہ مدینہ کے بیابان کی طرف گیا، چونکہ مدینہ کے باغات راستے میں پڑتے تھے، کچھور کے درختوں میں سے ایک درخت نے فریاد بلند کی:

هذا النبی المصطفیٰ وذا علی المرتضیٰ-

”یہ نبی مصطفیٰ ہیں اور وہ علی مرتضیٰ ہیں“

اس نے کہا: آپ سچ کہہ رہے ہیں لیکن مجھ سے خطا ہو گئی ہے۔ حضرت علی علیہ السلام رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: یا رسول اللہ جو کچھ میں نے گنبد ساز سے کہا تھا اس نے وہ کندہ نہیں کیا ہے وہ کہتا ہے: مجھ سے اشتباہ ہو گیا ہے۔

پیغمبر خدا نے انگوٹھی پکڑی اور دیکھ کر فرمایا: یا علی! میں محمد بن عبد اللہ ہوں، میں محمد رسول خدا ہوں اور انگوٹھی انگشت مبارک میں پہن لی۔

رسول خدا نے صبح کے وقت جب انگوٹھی پر نگاہ ڈالی تو اس کے گنبد کے نیچے علی ولی اللہ نقش تھا۔

پیغمبر خدا نے جب یہ ماجرا دیکھا تو حیران رہ گئے اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے، آنحضرت نے انگوٹھی کا سارا قصہ سنا دیا کہ ایسے ایسے ہوا ہے۔

جبرئیل نے کہا:

يا محمد! كنهت ما اردت و كنهنا ما اردنا۔

”اے محمد! جو آپ نے چاہا تھا لکھا اور جو ہم نے ارادہ کیا ہم نے لکھا“
(امالی شیخ طوسی صفحہ ۷۰۵، جلد ۲، بحار الانوار جلد ۳۰ صفحہ ۷۷، جلد ۷)

صور اسرافیل سے قبل پیغمبر کیوں مبعوث ہوئے؟

(۸۶۱-۴۳) کتاب ”روضیہ“ اور ”فضائل بن شاذان“ میں مذکور ہے کہ ابن

عباس کہتے ہیں: کہ رسول خدا کا فرمان ہے:

جب مجھے معراج کے لیے لے جایا گیا تو جبرئیل نے دنیا کے آسمان سے کہا:

”اے محمد! آسمان دنیا کے فرشتوں کے ساتھ نماز ادا کریں کہ آپ کو اس

کام کا حکم دیا گیا ہے“

میں نے ان کے ہمراہ نماز ادا کی، اسی طرح آسمان پر پہنچا تو وہاں پر ایک کم ایک

نکھ چوبیس ہزار انبیاء کو موجود پایا۔ جبرئیل نے مجھے مخاطب ہو کر کہا: آگے کھڑے ہو کر انہیں

اس کے بعد تیسرے درخت نے چوتھے درخت سے فریاد کی:

هذا موسى و ذاهارون -

”یہ موسیٰ اور وہ ہارون“

پھر پانچویں درخت نے چھٹے درخت کو بلند آواز سے مخاطب کیا:

هذا خاتم النبيين و ذاك خاتم الوصيين -

”یہ خاتم المرسلین ہیں اور وہ خاتم الاوصیاء“

اس دوران رسول خدا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ چھا گئی۔ آپ نے تبسم فرمایا اور کہا:

اے ابوالحسن آپ نے سنا؟

میں نے عرض کی: ہاں، یا رسول اللہ۔

آنحضرت نے فرمایا: آپ ان درختوں کو کیا نام دیں گے؟

میں نے عرض کیا: خدا اور اسی کا رسول بہتر جانتے ہیں۔

آپ نے فرمایا:

نسميه الصيحاني لانهم صا حوا بفضلي وفضلك يا علي ا

”اے علی! ہم ان درختوں کا نام صحابی رکھتے ہیں، کیونکہ ان درختوں نے

میرے اور آپ کے فضل کی وجہ سے فریاد بلند کی ہے“

(الروضۃ فی الفضائل، صفحہ ۱۳۳، بحار صفحہ ۲۸ جلد ۴۰، مدینۃ العاجز جلد ۱ صفحہ ۳۹۸)

فضائل علی کا کوئی حساب نہیں

(۴۶-۸۶۳) کتاب مناقب خوارزمی میں نقل ہوا ہے کہ ابن عباس کہتے ہیں:

رسول خدا نے فرمایا:

لو ان الرياض اقلام والبحرمداد والجن حساب والانس

کتاب ما احصوا فضائل علی بن ابی طالب علیہ السلام۔

”اگر جنگلوں کے تمام درخت قلمیں، سمندروں کے تمام پانی روشنائی اور

تمام فرشتے لکھنے والے ہو جائیں تو پھر بھی ہرگز علی بن ابی طالب کے

فضائل شمار نہیں کر سکتے“

اسی کتاب میں ایک مرفوع حدیث مذکور ہے:

ایک شخص نے ابن عباس سے کہا: سبحان اللہ علی بن ابی طالب کے فضائل کس قدر

زیادہ ہیں؟ میرے خیال میں تین ہزار مناقب ہوں گے۔

ابن عباس نے کہا: اگر تیس ہزار کہتے تو شاید واقع کے نزدیک ہوتا۔

(مناقب خوارزمی صفحہ ۳۳ بحار جلد ۴۰ صفحہ ۴۹، کشف اللغۃ جلد ۱ صفحہ ۱۳۱)

نوجوان کیسے حافظ بنا؟

(۸۶۳-۴۷) قطب راوندی کتاب ”خرائج“ میں لکھتے ہیں کہ رمیلہ نے کہا:

ایک دن حضرت علی علیہ السلام ایک مقام سے گذر رہے تھے کہ ایک نوجوان کسی

ہدف کے بغیر ہُو ہُو پڑھ رہا تھا، آپ نے فرمایا:

یا شاب! لو قرأت القرآن لکان خیر اللک۔

”اے نوجوان! اگر تم ان حروف کی جگہ قرآن پڑھتے تو تمہارے لیے بہتر تھا“

اس نے عرض کی: میں قرآن اچھی طرح سے نہیں پڑھ سکتا، لیکن چاہتا ہوں کہ

قرآن کا کچھ حصہ اچھی طرح سے یاد کر لوں۔

حضرت نے فرمایا: میرے نزدیک آؤ۔

وہ نوجوان آنحضرت کے قریب گیا، آپ نے آہستہ سے اس کے کان میں کچھ

پڑھا۔ پس خداوند متعال نے تمام کا تمام قرآن اس کے دل میں اتار دیا۔ اس طرح سے وہ

نوجوان کل قرآن کا حافظ بن گیا۔ (الخرائج جلد ۶ صفحہ ۱۷۷، بحار جلد ۴۲ صفحہ ۱۷۷ مدینۃ العاجز جلد ۲ صفحہ ۱۸)

اس شخص نے کہا: آپ نے صحیح فرمایا ہے۔ اب یہ بتائیں کہ زمین و آسمان کو خلق کرنے سے قبل عرش خدا کتنا عرصہ پانی پر رہا تھا؟
امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: کیا تم اچھی طرح حساب کر سکتے ہو؟
اس نے کہا: ہاں! میں اچھی طرح سے حساب کرنا جانتا ہوں۔
آپ نے فرمایا:

”اگر تمام زمین کو آسمان تک رائی کے دانوں سے بھر دیا جائے، اس کے بعد تیرے ضعف کے باوجود تجھے اتنی طولانی عمر کے ساتھ ب طاقت بھی عطا کی جائے کہ صرف ایک ایک دانہ اٹھا کر مشرق سے مغرب تک جاؤ، تو ان کو اٹھا کر لے جانا اور شمار کرنا آسان ہے اس کی نسبت کہ زمین و آسمان کو خلق کرنے سے پہلے عرش خدا کتنی مدت تک پانی پر رہا ہے، بے شک جو کچھ میں نے تمہیں بتایا ہے یہ انتہائی قلیل مدت ہے، میں اس چیز کو کسی مدت میں محدود کرنے سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں استفادہ کرتا ہوں“
راوی کہتا ہے کہ اس شخص نے اپنے سر کو جھکا دیا اور کہا:

”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمدؐ اس کے بھیجے ہوئے پیغمبر ہیں“ اس نے مندر ذیل اشعار پڑھے:

حزت	أقاصی	العلوم	فما
تبصر	أن	نوظرت	مغلوباً
وانت	اصل	العلم	یا ذالهدی
تجلو	من	الشک	الغیا
لاتشنى	عن	کلّ	اشکولہ
تبدی	إذا	حلت	اعاجینا

”آپ علم و دانش کے اعلیٰ ترین مرتبہ پر فائز ہیں، میں نہیں سمجھ سکتا کہ آپ مناظرے میں کسی سے شکست کھائیں۔
اے ہدایت کے رہنما آپ علم و دانش کا سرچشمہ ہیں اور بے شک و تردید کے اندھروں کو برطرف کر دیتے ہیں۔
آپ کسی بھی علمی مشکل میں مات نہیں کھاتے اور جس وقت آپ مشکل کشائی کرتے ہیں تو اس وقت حیران کن واقعات رونما ہوتے ہیں“

(ارشاد القلوب جلد ۲ صفحہ ۲۵۷، بحار الانوار جلد ۱۰ صفحہ ۱۲۶، جلد ۵ صفحہ ۲۳۱)

(۸۳۰-۱۳) عبدالوحد بن زید کہتے ہیں: میں خانہ خدا کی زیارت سے شرف یاب ہوا، میں طواف میں مشغول تھا کہ اچانک میری نظر دو کنیروں پر پڑی، جو رکن یمانی کے پاس کھڑی تھی، ان میں سے ایک نے اپنی خواہر سے کہا! حق اور سچ یہ ہے کہ جانشینی اور نبابت کے لیے منتخب کیے گئے ہیں، وہ عدل و مساوات سے حکم کرتے ہیں، وہ مسند قضاوت پر بیٹھ کر منصفانہ فیصلہ کرتے ہیں، ان کے پاس محکم براہین ہیں، ان کی نیت پاک ہے اور وہ فاطمہ مرضیہ علیہا السلام کے شوہر نام دار ہیں، وہ ایسے ویسے نہیں تھے۔
میں نے اس کی آواز سنی اور اس سے پوچھا تم جس کی صفات بیان کر رہی تھی، وہ کون ہیں؟

اس نے کہا: خدا کی قسم! وہ آقاؤں کے آقا، احکام معلوم کرنے کا ذریعہ، جنت و جہنم کے تقسیم کرنے والے، کفار و فجار کو قتل کرنے والے، امت کی پرورش کرنے والے، پیشواؤں کے پیشوا امیر المؤمنین، امام المسلمین، ہمیشہ کامیاب ہونے والے شیر غالب ابوالحسن علی بن ابی طالب علیہا السلام ہیں“
میں نے عرض کیا کہ تم حضرت علی علیہ السلام کو کیسے جانتی ہو؟

اس نے کہا: میں انہیں کیسے نہ پہچانوں کہ جنگ صفین میں جن کے مہر رکاب

علیؑ نے قلعہ کیسے فتح کیا؟

(۸۶۵-۲۸) اسی کتاب میں روایت نقل ہوئی ہے:

کسی ایک جنگ میں مسلمانوں کے لیے اس قلعہ کو فتح کرنا مشکل ہو گیا تھا، جس میں کفار اکٹھے تھے۔ اس موقع پر امیر المؤمنین علیؑ علیہ السلام قلعہ کو فتح کرنے کے لیے شمشیر ذوالفقار لیے مجتہق میں بیٹھ گئے، لوگوں نے اس مجتہق کو قلعہ کی طرف اچھالا، آپ قلعہ میں اترے اور اسے فتح کر لیا۔ (الخراج جلد ۲ صفحہ ۲۱۲، بحار الانوار جلد ۴۲ صفحہ ۱۸)

مولف کہتے ہیں کہ روایت نقل ہوئی ہے: حضرت کو مجتہق کے ذریعے قلعہ السلاسل کی طرف اچھالا گیا، آپ قلعہ کی دیوار پر اترے، اس کی دیواریں روئی یا گھاس سے بھری ہوئی یوریاں جوڑ کر بنائی گئی تھیں، جنہیں لوہے سے بنی ہوئی زنجیروں سے مضبوط طور پر باندھا گیا، تاکہ مجتہق کے ذریعے پھینکے جانے والے پتھر دیواروں کو نقصان نہ پہنچا سکیں۔

غالی حضرات کہتے ہیں: آنحضرت نے ذوالفقار ہاتھ میں اور سپر اپنے پاؤں کے نیچے رکھتے ہوئے ہوا میں پرواز کی اور قلعہ کی دیوار پر پہنچ گئے، آپ نے صرف ایک ہی ضرب ید اللہی سے زنجیروں کو توڑ دیا جس کی وجہ سے روئی یا گھاس بھوس سے بھری ہوئی یوریاں ادھر ادھر بکھر گئیں، اس طرح سے وہ محکم قلعہ فتح ہو گیا۔

غلات روایت کرتے ہیں کہ آیہ شریفہ

وَذَلُّوا أَنَّهُمْ مَا نَعْتَمُهُمْ خُصُّوا نُهُمْ مِنَ اللَّهِ فَآتَاَهُمُ اللَّهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوا -

”ان کا بھی یہی خیال تھا کہ ان کے قلعے انہیں خدا سے بچالیں گے لیکن خدا ایسے رخ سے پیش آیا جس کا انہیں وہم و گمان بھی نہ تھا“ (حشر آیہ ۲)

اسی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

مولف کہتا ہے: اگر یہ روایت صحیح ہو تو آپ کا ہوا میں پرواز کرنا اور اترنا فرشتوں

اور پیغمبر اکرمؐ کو معراج پر لے جانے کی، ہے۔ (المناقب جلد ۲ صفحہ ۲۹۹)

پیغمبروں کی میراث پر صرف اوصیاء کا حق ہے

(۸۶۶-۳۹) کتاب ”مناقب“ میں لکھتے ہیں کہ جابر انصاری کہتے ہیں:

پیغمبر خدا کی رحلت کے بعد آپ کے چچا عباس حضرت علیؑ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ارث کا مطالبہ کیا۔ حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا:

ما كان لرسول الله شئ يورث بغلته دلدل، وسيفه ذوالفقار

ودرعه، وعمامته السحاب، وانا انا اربابك ان تطالب بما ليس لك۔

”رسول خدا نے بطور ارث کوئی چیز نہیں چھوڑی، مگر خنجر بنام دلدل، شمشیر

ذوالفقار، زرہ اور عمامہ بنام سحاب، میں آپ کو اس چیز کا مطالبہ کرنے

سے منع کرتا ہوں جو آپ کے لیے نہیں ہے“

عباس بن مطلب نے کہا: میں ضرور مطالبہ کرتا ہوں کیونکہ میں ان کا چچا اور

وارث ہوں لہذا میں اس کا ارث میں سب سے مناسب تر ہوں۔

امیر المؤمنین اٹھ کھڑے ہوئے اور وہاں پر موجود افراد بھی آپ کے ہمراہ اٹھے،

سیدھے مسجد میں گئے، اس کے بعد آنحضرت نے حکم دیا کہ زرہ، عمامہ شمشیر اور خنجر لایا جائے

زیادہ دیر نہ گذری تھی کہ سب کچھ حاضر کر دیا گیا۔ آپ نے پیغمبر کے چچا عباس سے مخاطب

ہو کر فرمایا:

يا عم! ان اطقت النهوض بشئ منها محميه لك، فان ميراث

الانبياء لا وصيائهم دون العالم ولا ولادهم، فان لم تطق

النهوض فلاحق لك فيه۔

”اے چچا! اگر آپ ان میں سے کسی ایک سے استفادہ کر سکتے ہو تو یہ

سب کچھ آپ کا ہے، بے شک میراث انبیاء ان کے اوصیاء کا حق ہے

دوسروں کی طرح نہیں کہ ان کی میراث کی مستحق ان کی اولاد ہوتی ہے، اگر آپ ان اشیاء سے استفادہ نہ کر سکتے تو آپ کو ان میں کسی قسم کا کوئی حق حاصل نہیں ہوگا۔

عباس نے کہا: میں اس بات کو قبول کرتا ہوں۔

امیر المومنین علی علیہ السلام نے اپنے دست مبارک سے حضرت کے بدن پر زرہ پہنائی، سر پر عمامہ رکھا اور شمشیر ان کے ہاتھ میں تھمائی۔ اس کے بعد فرمایا: اے چچا اٹھ کھڑے ہوں۔

حضرت عباس کھڑے نہ ہو سکے، آپ نے ان کے ہاتھ سے شمشیر لی اور کہا: عمامے کے ساتھ کھڑے ہوں جو ہمارے پیغمبر کی علامت ہے۔ حضرت عباس اٹھنا چاہتے تھے، مگر کھڑے نہ ہو سکے اور پریشان ہو گئے کہ اب کیا کیا جائے؟ پھر امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: اے چچا جان! پیغمبر کا دلدل جو میرے اور میری اولاد کے لیے مخصوص ہے، مسجد کے قریب کھڑا ہے اگر اس پر سوار ہو سکتے ہو تو سوار ہو جائیں۔

حضرت عباس مسجد سے باہر نکلے تو ہمارا ایک دشمن ان کے ساتھ تھا، اس نے عباس سے کہا: اے رسول خدا کے چچا! جو کچھ تم چاہتے تھے، علی نے اس میں تمہیں فریب دیا ہے، لیکن کوشش کرو کہ دلدل حاصل کرنے میں دھوکہ نہ کھاؤ جس وقت تم اس پر سوار ہونا چاہو تو رکاب میں پاؤں رکھتے وقت بسم اللہ پڑھ کر اس آیت مبارکہ کی تلاوت کرو کہ **إِنَّ اللَّهَ يُصِيبُكَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ أَنْ تَزُولَا** ”بے شک اللہ آسمانوں اور زمین کو زائل ہونے سے روکے ہوئے ہے“ (سورہ فاطر آیت ۴۱)

راوی کہتا ہے: جو نبی دلدل کی نگاہ عباس پر پڑی کہ وہ اس کی طرف آ رہا ہے تو اس نے دوڑتے ہوئے زور سے چیخ ماری کہ ہم نے آج تک ایسی چیخ نہ سنی تھی۔ حضرت عباس نے جب یہ صورت حال دیکھی تو زمین پر گرے اور بے ہوش ہو گئے۔ حکم دیا کہ دلدل

کو پکڑا جائے، مگر کوئی بھی اسے کنٹرول نہ کر سکا۔

اس کے بعد حضرت علی علیہ السلام نے دلدل کو ایسے نام سے پکارا کہ ہم نے آج تک وہ نام نہیں سنا تھا، وہ بڑے آرام و سکون سے آنحضرت کی طرف بڑھا، آپ اس کے رکاب میں پاؤں مبارک رکھ کر اس پر سوار ہو گئے اور امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام بھی سوار ہوئے اس کے بعد آپ نے پیغمبر اکرم کی زرہ مبارک زیب تن فرمائی، عمامہ سر پر سجایا، تلوار ہاتھ میں لی اور دلدل پر سوار ہو کر گھر کی طرف چل دیئے اس حالت میں حضرت نے فرمایا:

هَذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي يَسْبُلُونِي أَشْكُرُ أَنَا وَهَمَّا، أَمْ تَكْفُرَانِ يَا فُلَانٍ۔
”یہ خدا کا فضل ہے کہ اس نے ہمارا امتحان لیا کہ کیا میں اور میرے دونوں بیٹے شاکر ہیں یا اے فلاں شخص تم انکاری ہو؟“

(النائب جلد ۲ صفحہ ۳۲۵ بحار الانوار جلد ۴۲، صفحہ ۳۲)

محبت علی کے اموال اور اہل و عیال کی داستان

(۹۶۷-۵۰) تفسیر حضرت امام حسن علیہ السلام میں آیا ہے:

امیر المومنین علی علیہ السلام کے چاہنے والوں میں سے ایک محبت نے شام سے آپ کی خدمت اقدس میں ایک خط لکھا:

اے امیر المومنین! میں یہاں پر اپنے خاندان کے ساتھ رہ رہا ہوں جنہیں اکیلا چھوڑنے سے ڈرتا ہوں، اسی طرح میرے پاس کچھ مال و دولت ہے، اس کے ضائع ہونے سے گھبراتا ہوں، یہ چیزیں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کی خدمت گزاری میں تاخیر کا موجب ہیں، اے میرے آقا و ولی! مجھے کوئی راہ حل بتائیں کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو سکوں۔

لے یہ خدا کا اس قول کی طرف اشارہ ہے کہ قَالَ هَذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي لِيَسْبُلُونِي أَشْكُرُ أَمْ أَكْفُرُ ”یہ میرے پروردگار کا فضل و کرم ہے وہ میرا امتحان لینا چاہتا کہ میں شکر یہ ادا کرتا ہوں یا کفران نعمت کرتا ہوں“ (نمل آیت ۳۰)

حضرت علی علیہ السلام نے جواب میں اسے لکھا: اپنے خاوند کو ایک جگہ پر اکٹھا کر کے اموال ان کے حوالے کر دیں، ان تمام موارد میں محمد و آل محمد پر درود بھیجو اور اس کے بعد لکھو۔

اللہم هذه کلها وذائعی عندک بامرہ عبدک او لیک علی بن ابی طالب۔

”اے میرے معبود! اپنی یہ تمام چیزیں آپ کے ولی امر علی بن ابی طالب کے حکم سے آپ کے پاس بطور امانت چھوڑ رہا ہوں“

اس کے بعد میری طرف چلے آؤ۔ اس شخص نے امر موالی کی اطاعت کی اور آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے چل پڑا۔

معاویہ کے جاسوسوں نے اسے اطلاع دی کہ فلاں شخص علی بن ابی طالب کی طرف چلا گیا ہے۔

معاویہ نے حکم دیا کہ اس کے خاندان والوں کو اسیر کریں اور انہیں لوٹدیاں اور غلام قرار دیں اور اس کا مال و دولت ضبط کر لیں۔

معاویہ کے سپاہیوں نے اس کے گھر پر حملہ کر دیا، اس دوران اللہ نے اس کے خاندان والوں کو معاویہ کے حامیوں اور یزید کے نزدیک ترین افراد کے مشابہ بنا دیا۔

جب انہوں نے معاویہ کے سپاہیوں کو دیکھا تو کہا: یہ مال و دولت ہمارا ہے، ہم نے اس کے خاندان والوں کو اسیر بنا کر بازار میں فروخت کرنے کے لیے بھیج دیا ہے۔

چونکہ جب سپاہیوں نے یہ صورت حال دیکھی تو ان پر ظلم و ستم کرنے سے باز رہے، دوسری طرف سے خداوند متعال نے علی کے حقیقی دوست کے خاندان والوں کو دکھا دیا کہ

انہیں کیسے معاویہ و یزید کے خاندان کے مشابہ کیا، تاکہ معاویہ کے کارندوں سے محفوظ رہ سکیں، لیکن اس کے باوجود وہ ڈر رہے تھے کہ کہیں چوران کا مال و دولت لوٹ کر نہ لے

جائیں اللہ تعالیٰ نے چوروں سے محفوظ رکھنے کے لیے ان کے مال کو بچھو اور سانپ کی شکل میں تبدیل کر دیا کہ جب بھی چوروں نے اسے لوٹنا چاہا تو وہ انہیں ڈنگ مارتے اور کاٹ کھاتے تھے۔ اسی وجہ سے وہ لوگ جو ان کا مال چرانا چاہتے تھے ان میں سے بعض مر گئے اور بعض معذور ہو گئے۔ اس طرح سے اللہ تعالیٰ نے اس کے مال کو محفوظ رکھا۔

یہاں تک کہ ایک دن علی علیہ السلام نے اپنے دوست سے فرمایا: ”کیا تم پسند کرو گے کہ تمہارا خاندان اور مال و دولت تمہارے پاس ہوں“ اس شخص نے کہا: ہاں۔

حضرت علی علیہ السلام نے خدا کی بارگاہ میں دعا فرمائی کہ اے پروردگار اس شخص کا خاندان اور مال و دولت حاضر کر دے۔ وہ شخص اچانک دیکھتا ہے کہ اس کا خاندان اور مال و دولت اس کے پاس ہیں۔ نہ تو اس کے خاندان والوں کو کسی قسم کا نقصان پہنچا اور نہ ہی اس کے اموال میں سے کوئی چیز ضائع ہوئی ہے، ان لوگوں نے اپنی اور اپنے اموال کی حفاظت کا سارا واقعہ اس کے گوش گزار کیا۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

انّ اللہ تعالیٰ ربّما اظہر آیۃ لبعض المؤمنین لیزید فی بصیرتہ ولبعض الکافرین لیبائع فی الاعذار علیہ۔
”بے شک اللہ تعالیٰ بعض اوقات اپنی نشانی مومنین کے لیے آشکار کرتا ہے، تاکہ عقل و بصیرت میں اضافہ ہو اور بعض کافرین کے لیے حجت تمام کرتا ہے تاکہ بہانہ جوئی کے تمام دروازے بند ہو جائیں“

(تفسیر امام حسن عسکری صفحہ ۲۲۳ جلد ۲۸۹، بحار جلد ۲۲ صفحہ ۳۹، برہان جلد ۲ صفحہ ۱۹۳)

علی کا دعویٰ

(۸۶۸-۵۱) کتاب ”اختصاص“ جو شیخ کی طرف ہے میں مذکور ہے کہ آبان

میرے والد شہید ہوئے ہیں۔ ایک دن وہ میری والدہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا:
کیف اصبحت یا امّ الایتام۔

”اے یتیموں کی ماں! تم نے کس حال میں صبح کی ہے؟“

میری ماں نے کہا: اے امیر المؤمنین بالکفر ٹھیک ہوں۔

اس کے بعد مجھے اور میری اس بہن کو حاضر کیا، میں اس وقت ہچک کے مرض میں
بتلا تھی، خدا کی قسم، اس مرض نے مجھے اس قدر متاثر کیا تھا کہ میری آنکھیں ضائع ہو چکی تھیں،
جب آنحضرت نے مجھے اس حال میں دیکھا تو ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے یہ اشعار پڑھے:

ما ان تاؤهت من شی ذریت بہ
کما تاؤهت للاطفال فی الصفر
قد مات والدهم من کان یکفلهم
فی النایبات و فی الاسفاره الحفر

”میں نے اس لیے آہ نہیں بھری کہ اس مشکل میں بتلا ہو جاؤں بلکہ میں
نے ان بچوں کی کم سنی کی وجہ سے آہ بھری ہے۔

ان بچوں کا باپ تو دنیا سے جا چکا ہے، سفر، حضر اور دیگر مشکلات میں کون
ان کی دیکھ بھال کرے گا“

اس کے بعد اپنا دست مبارک میرے چہرے پر پھیرا تو اسی وقت میری آنکھیں
کھل گئیں۔ خدا کی قسم اے میرے بھتیجے! میری آنکھیں اچھی ہو گئیں کہ میں رات کی تاریکی
میں اونٹ کی دوڑ دیکھ سکتی ہوں، یہ سب کچھ امیر المؤمنین علی علیہ السلام کی برکت سے ہے
اس کے بعد میرے آقا و مولا علی علیہ السلام نے ہمیں بیت المال سے کچھ عطا فرمایا اور
ہمارے دلوں کو خوش و خرم کر کے واپس چلے گئے۔

عبدالواحد کہتا ہے: جب میں نے اس لڑکی سے یہ ساری باتیں سنی تو میں نے

اپنے سفری اخراجات سے کچھ درہم اسے دیے اور کہا: اے لڑکی کچھ درہم ہیں، یہ لے لو اور
انہیں ضرورت کے وقت خرچ کرنا۔

اس نے کہا: آپ کی طرف سے ہمیں مل گئے یہ اپنے پاس رکھیں، کیونکہ کائنات
کے بہترین انسانوں سے بہترین ارث پائی ہے۔ خدا کی قسم! اس وقت ہم ابا محمد حسن بن علی
علیہم السلام کے خاندان کا حصہ ہیں۔

پس اس شخص نے اپنا رخ پھیر لیا اور مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:

مانیط حبّ علی فی خناق فتی
إلّالہ شہدت بالنعمة النعم
ولالہ قدم زلّ الزّمان بہ
الّالہ اثبت من بعد ہا قدم
ماسرنی أن أکس من غیر شیعته
لو أنّ لی ماحوته العرب والعجم

”علی علیہ السلام کی محبت کسی جوان کی گردن پر نہیں مگر یہ کہ اس کے ذریعہ
بہترین نعمتوں کی گواہی دی جاتی ہے۔

اس کے پاؤں میں کبھی بھی زمانے کی وجہ سے لغزش پیدا نہیں ہوئی، مگر یہ
کہ اس کے بعد اس کے پاؤں محکم و استوار ہو گئے۔

اگر میں ان کا شیعہ نہ ہوتا اور عرب و عجم کی پوری ثروت میری ملکیت ہوتی
تو وہ کبھی بھی مجھے اتنا مسرور اور خوشحال نہ کر سکتی“

(الخرائج جلد ۲ صفحہ ۵۲۲، المناقب جلد ۲ صفحہ ۳۳۳، الثاقب فی المناقب صفحہ ۲۰۴)

(۱۳۰۸۳۱) اعمش کہتے ہیں:

ایک سال میں حج بیت اللہ سے مشرف ہوا تھا، دوران سفر ایک مقام پر قیام کیا، وہاں

پر ایک نابینا عورت دیکھی جو یہ کہہ رہی تھی اے وہ ذات جس نے چمکتے ہوئے سورج کو غروب ہونے کے بعد حضرت علی علیہ السلام کی خاطر واپس پلٹایا تھا، میری آنکھیں واپس کر دیں۔

اعمش کہتے ہیں میں اس کی فریاد سن کر حیران و پریشان ہو گیا اور اپنی جیب سے دو دینار نکال کر اسے دینے چاہے تو اس نے دیناروں کو ہاتھوں سے مس کیا اور میری طرف پھیٹکتے ہوئے کہا: اے مرد تم نے مجھے فقرو بے سہارا ہونے کی وجہ سے خوار کیا ہے، افسوس تیرے اوپر بے شک جو کوئی آل محمد علیہم السلام سے محبت کرتا ہے، وہ کبھی بھی ذلیل و خوار نہیں ہوتا۔

اعمش کہتا ہے: میں نے حج بجالانے کے لیے اپنا سفر جاری رکھا، مناسک حج بجالانے کے بعد اپنے گھر کی طرف واپس ہوا، اس وقت میری سوچ و فکر کا محور وہی خاتون تھی، واپسی پر جب میں اس مقام پر پہنچا تو اچانک اسی خاتون کو دیکھا، جس کی آنکھیں ٹھیک ہو چکی تھیں، میں نے اس سے کہا: اے کنیز خدا اعلیٰ بن ابی طالب علیہما السلام کی محبت نے تجھے کیا فائدہ دیا ہے؟

اس نے کہا: اے مرد! میں نے صرف چھ راتوں میں اللہ تعالیٰ کو آنحضرت کی قسم دی ہے، ساتویں رات جو شب جمعہ تھی میرے آقا و مولیٰ میرے خواب میں آئے اور مجھے فرمایا: کیا علی بن ابی طالب کو دوست رکھتی ہو؟ میں نے عرض کیا: ہاں دوست رکھتی ہوں۔

انہوں نے فرمایا: اپنا ہاتھ اپنی آنکھوں پر رکھو، اس کے بعد کوئی دعا پڑھنے کے بعد فرمایا: ”خداوند! اگر یہ عورت تجھے دل کے ساتھ علی بن ابی طالب سے محبت کرتی ہے تو اس کی بینائی واپس پلٹا دے“

اس کے بعد فرمایا: اپنا ہاتھ اپنی آنکھوں سے اٹھا لو۔

میں نے اپنا ہاتھ اپنی آنکھوں سے اٹھایا تو اچانک اپنے سامنے ایک مرد کو دیکھتی ہوں، میں نے عرض کیا: آپ کون ہیں کہ جن کے وسیلہ سے خداوند متعال نے مجھ پر احسان

فرمایا؟ آپ نے فرمایا:

أنا الخضر، أحمى على بن ابي طالب عليهما السلام فان حبه في الدنيا يصرف عنك الآفات وفي الآخرة بعيد ذلك من النار
”میں خضر ہوں، تم علی بن ابی طالب علیہ السلام سے محبت رکھو، کیونکہ ان کی درستی تمہیں دنیاوی آفات سے محفوظ رکھے گی اور آخرت میں تمہیں آتش جہنم سے نجات بخشنے گی“

(”اربعون حدیث“ شیخ منتجب الدین صفحہ ۷۷، بحار جلد ۹۲ صفحہ ۹ تفسیر فرات صفحہ ۲۲۸)

(۱۵-۸۳۲) شیخ منتجب الدین علی بن سینن حاشی اپنی کتاب ”اربعون حدیث“

میں تحریر کرتے ہیں کہ قتادہ کہتے ہیں

ایک دن حارث بن عبدالمطلب کی دختر ”اروی“ مدینہ میں معاویہ کے پاس آئی۔ وہ بوڑھی ہو چکی تھی، جب معاویہ نے اسے دیکھا تو کہا: اے خالہ! خوش آمدید، میرے بعد آپ کا کیا حال ہے، کیسی گذر رہی ہے؟

اروی نے کہا: اے خواہر زادے تم کیسے، ہو؟ سچ بات تو یہ ہے کہ تم نے کفران نعمت کیا اور اپنے چچا زاد کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا، تم نے اپنے آپ کو غیر کے اسم سے موسوم کیا ہے اور وہ چیز جو تمہارا حق نہیں تھا، اس پر قابض ہو گے، ہو۔

معاویہ نے جواب میں کہا اے خالہ جان! گزشتگان کے افسانے مت دہراؤ، اپنی حاجت بیان کرو۔

اروی نے کہا: کیا مجھے دو ہزار، دو ہزار اور دو ہزار دینار دو گے؟

معاویہ نے پوچھا: پہلے والے دو ہزار دینار سے کیا کرو گی؟

اس نے کہا: ان دو ہزار دینار سے پانی کا ایک چشمہ خرید کر حارث بن

عبدالمطلب کے ضرورت مندوں کو بخش دوں گی۔

حضرت نے اسے فرمایا: اپنی آنکھیں بند کرو۔

اس نے آپ کے حکم کی اطاعت کرتے ہوئے اپنی آنکھیں بند کیں، جو نبی کھولیں تو اپنے آپ کو مدینہ میں اپنے گھر میں موجود پایا، وہ کچھ دیر بیٹھا ہی تھا کہ اچانک اس نے اپنے گھر کی چھت پر حضرت علی علیہ السلام کو دیکھا آپ نے فرمایا: آئیں، اب واپس چلتے ہیں۔ اس نے اپنی آنکھیں بند کر کے کھولیں تو اپنے آپ کو کوفہ میں موجود پایا۔

ابو ہریرہ یہ سب کچھ دیکھ کر حیران و پریشان ہو گیا۔

امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے فرمایا:

ان آصف اور دثختا من مسافة شہرین بمقدار طرفة عین

الی سلیمان، وانا وصی رسول اللہ۔

”سلیمان علیہ السلام کے جانشین آصف نے دو ماہ کے طولانی فاصلے سے

تحت بلقیس کو آنکھ جھپکنے سے کم تر مدت میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی

خدمت میں حاضر کر دیا، جبکہ میں رسول خدا کا جانشین اور وصی ہوں“

(المنقب جلد ۳ صفحہ ۳۲۲، بحار الانوار جلد ۳۵ صفحہ ۳۸۰)

بٹی باپ کی خدمت میں

(۵۳-۸۷۰) طبری کتاب ”دلائل الاملۃ“ میں لکھتے ہیں:

سیدۃ النساء حضرت فاطمہ زہراء صلوات اللہ علیہا فرماتی ہیں:

ایک دن میں پیغمبر خدا کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: بابا جان!

آپ پر سلام ہو۔

آپ نے فرمایا: اے میری بیٹی آپ پر بھی سلام ہو۔

میں نے عرض کیا: اے رسول خدا پانچ روز سے علی کے گھر میں کھانے کو کچھ بھی

نہیں ہے، انہوں نے بھی کچھ نہیں کھایا ہمارے گھر میں کوئی گو سفند ہے اور نہ کوئی اونٹ اور

بن امر کہتے ہیں: چھٹے امام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

یا ابان کیف ینکرون الناس قول امیر المؤمنین علیہ السلام

لما قال: ”لوشئت رفعت رجلی هذه فضربت بها صدرا بن

ایسی سفیان بالشام فنکستہ عن سبریدہ“ ولاینکرون تناول

آصف وصی سلیمان عرش بلقیس واتیانہ سلیمان بہ قبل

ان یرتد الیہ طرفہ، ألیس نبیاً افضل الانبیاء ووصیہ افضل

الوصیاء؟ افلا جعلوہ کو صی سلیمان؟ حکم اللہ بنینا وبین

من حجد حقنا وانکر فضلنا۔

”اے ابان! لوگ امیر المؤمنین علی علیہ السلام کا یہ قول کیوں کر قبول نہیں

کرتے کہ آپ نے فرمایا: اگر میں چاہوں تو یہاں سے شام میں تخت

نشین معاویہ کو اس پاؤں کی ٹھوک سے زمین پر گرا سکتا ہوں جبکہ اس بات کو

قبول کرتے ہیں کہ حضرت سلیمان کے جانشین آصف نے چشم زدوں سے

پہلے بلقیس کا تخت حاضر کر دیا تھا؟“

”کیا ہمارے پیغمبر دوسرے پیغمبروں سے افضل نہیں ہیں؟ کیا ان کے وصی

تہم اوصیاء سے افضل نہیں ہے؟ کیا انہیں حضرت سلیمان کے وصی جیسا

بھی نہیں سمجھتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان فیصلہ

کرنے والا ہے جو ہمارے مقام و منزلت اور فضائل کو کچھ نہیں سمجھتے ہیں“

(الاختصاص صفحہ ۲۰۷، بحار جلد ۱۲ صفحہ ۱۱۵)

ابو ہریرہ کا علی سے شکوہ

(۵۲-۸۶۹) کتاب ”مناقب میں تحریر کرتے ہیں کہ ابو ہریرہ کو اپنی اولاد سے

ملنے کا بہت شوق تھا، اس نے امیر المؤمنین علیہ السلام سے شکوہ کیا:

اسے ہمارے خلاف کر دیا ہے۔

(بصائر الدرجات صفحہ ۲۳۳، مدنیہ المعاجز جلد ۲ صفحہ ۱۳۶، الخراج جلد ۲ صفحہ ۷۲۳)

جنت میں کیسے جائیں؟

(۶۳-۸۸۰) محمد بن ابی النوازیں کتاب ”الاربعین“ میں رقمطراز ہیں:

ابو ہریرہ کہتا ہے: ایک دن حضرت علی علیہ السلام مسجد میں قریش مکہ کے کچھ لوگوں کے پاس سے گذرے، ان لوگوں نے آنکھ اور ابرو کے اشارے سے آپ کی توہین کی۔ حضرت علی علیہ السلام رسول خدا کی خدمت میں شرفیاب ہوئے اور ان کے بارے میں آنحضرت سے شکایت کی۔ پیغمبر خدا غصے میں آئے اور فرمایا:

يا ايها الناس! مالكم اذا ذكر ابراهيم و آل ابراهيم اشرفت وجوهكم وطابت نفوسكم، واذا ذكر محمد و آل محمد قست قلوبكم وغشيت وجوهكم والذی نفسی ویدی لو عمل احدکم عمل سبعین نبيًا من اعمال البشر، مادخل الجنة حتى يحب هذا وولده و اشار الى علي -

”اے لوگو! تمہیں کیا ہوتا ہے کہ جب تم ابراہیم اور آل ابراہیم کا ذکر سنتے ہو تو تمہارے چہرے چمک اٹھتے ہیں، تمہارا دل سکون حاصل کرتا ہے، لیکن جب محمد و آل محمد کا نام سنتے ہو تمہارے دل بجھ جاتے ہیں اور چہرے سیاہ ہو جاتے ہیں؟ اس خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اگر آپ میں سے کوئی شخص ستر (۷۰) انبیاء کے اعمال بجالائے، وہ اس وقت تک بہشت میں داخل نہیں ہو سکتا، جب تک اس شخص یعنی علیؑ اور اس کے بچوں کو دوست نہ رکھتا ہو“ پھر رسول خدا نے فرمایا:

ان لله حقا لا يعلمه الا الله وانا وعلیؑ، وان لی حقا لا يعلمه

الا لله وعلیؑ وان لعلی حقا لا يعلمه الا الله وانا۔

”بے شک اللہ کے لیے حق ہے جسے اللہ، میرے اور علیؑ کے علاوہ کوئی بھی نہیں جانتا، تحقیق میرے لیے ایک حق ہے جسے خدا اور علیؑ کے علاوہ کوئی بھی نہیں جانتا اور اسی طرح علیؑ کے لیے حق ہے جسے اللہ اور میرے علاوہ کوئی بھی نہیں جانتا“ (اروضہ فی الفصائل صفحہ ۱۳۷، بحار الانوار جلد ۲۷ صفحہ ۱۹۶)

علیؑ نے مردہ کیسے زندہ کیا؟

(۶۳-۸۸۱) اسعد بن ابراہیم اربلی کتاب ”الربیعین“ میں تحریر کرتے ہیں کہ

حضرت امیر المومنین کے باوفا صحابی حضرت عمار یا سر کہتے ہیں:

میں شہر کوفہ میں اپنے آقا و مولیٰ امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ رسول خدا کے اصحاب میں سے ایک گروہ آنحضرت کے اطراف میں موجود تھا، اچانک لمبے قد کا ایک سوار شخص آیا، جس نے خاکستری رنگ کی عبا پہنی ہوئی تھی، سر پر زرد رنگ کا عمامہ رکھا ہوا تھا اور تلواروں سے مسلح تھا۔ وہ اپنی سواری سے اترا، اس نے ایسے ہی سلام و احترام بجالایا، جیسے بادشاہوں سے کیا جاتا ہے، پھر اس نے کہا: آپ میں سے وہ کون ہے جو متقیوں کا امام، علم و ایمان سے مملو، شرک سے پاک، مولود حرم اور بلند ہمت کا مالک ہے؟ آپ میں سے حیدر، ابوتراب دروازہ اکھاڑنے والا لشکروں کو نکلتے دینے والا کون ہے؟ حاضرین میں کسی ایک نے امیر المومنین علیؑ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: آپ کی مراد یہ آقا و سردار ہیں اور وہی تمہارے رہبر و راہی ہیں۔

وہ شخص علیؑ کی طرف آیا اور کہتا ہے: میں ایک ایسے قبیلہ کی طرف سے آپ کے پاس بھیجا گیا ہوں جو حسب و نسب کا مالک ہے، وہ ایک عظیم قبیلہ ہے، جس کے فضائل بہت زیادہ ہیں، اسے ”عقیمہ“ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، اس کا ایک امیر ہے جس کا لقب ”طاعن الاسنة“ (نیزہ چلانے والوں کا استاد) ہے۔ اس کا ایک بیٹا ہے جس کی

پیشانی سے آفتاب نظر آتا ہے، اس سے محبت و دوستی کی وجہ سے دنیا سے محبت نہیں کرتا، اس کا اتنا عزیز بیٹا قتل ہو گیا ہے؛ لیکن اس کے قاتل کے بارے میں کسی کو خبر نہیں ہے کہ اسے کس نے قتل کیا ہے، اس کے قتل کی وجہ سے قاتل کے درمیان قتل و غارتگری کے واقعات رونما ہو رہے ہیں۔ فتنہ گر شیاطین ہر طرف سے سر نکال رہے ہیں، تاگفتہ بہ فسادات کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے اور ایک دوسرے کے بارے میں شک و تردید اور اختلاف دلوں میں نفوذ کر چکا ہے۔

وہ سب لوگ اس بات پر راضی ہو گئے ہیں کہ مقتول کو آپ کی خدمت میں لائیں تاکہ آپ اس کا فیصلہ کریں، کیونکہ وہ سب آپ کے حکم کی پیروی کرنے پر یقین رکھتے ہیں، آپ کے بارے میں اچھا لگنا رکھتے ہیں اور ان کا اس بات پر یقین محکم ہے کہ آپ یہ معجزہ کر سکتے ہیں آپ قاتل کی نشاندہی کریں۔ اگر ایسا نہ ہوا تو قاتل ایک دوسرے کے خلاف تلوار کھینچ لیں گے اور جنگ کا سلسلہ شروع ہو جائے گا، آپ مسلمانوں کی مشکلات حل کرنے اور ان کے درمیان جنگ و جدال کو روکنے کے لیے سب سے مناسب ہیں۔

امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: مقتول اب کہاں ہے؟

اس نے تابت لایا، اس سے ایک مردہ نوجوان کی لاش نکالی جو ریشمی کپڑے میں لپیٹا ہوئی تھی، اور اس سے خبر و عود کی خوشبو اٹھ رہی تھی۔

امیر المومنین علی علیہ السلام کھڑے ہوئے اور ایک طویل نماز بجالی، پھر اس شخص کی طرف چہرہ مبارک کیا اور فرمایا:

”اس نوجوان کو اس کے چچا ”حریث“ نے قتل کیا ہے، کیونکہ اس نوجوان

نے اپنے چچا کی بیٹی سے ازدواج کرنے کے باوجود کسی دوسری عورت سے

نکاح کر لیا، پس اس کے چچا نے اس بغض و عناد کی وجہ سے قتل کیا ہے“

اعرابی نے کہا: ہاں، ایسا ہی ہے، لیکن ہم اس سے واضح تر چاہتے ہیں کہ آپ

اس نوجوان سے گفتگو کروائیں تاکہ یہ اس معجزے کو بیان کرے جو آپ کو سنا گیا ہے۔
امیر المومنین علی علیہ السلام کھڑے ہوئے اور نماز میں مشغول ہو گئے، خداوند متعال کی بارگاہ میں دعا و تضرع کیا، ہم نے سنا کہ آپ رب ذوالجلال کی بارگاہ میں عرض کر رہے تھے۔

اللہی انت احییت میت بنی اسرائیل ببعض لحم بقرة
، و قلف: اضربوہ ببعضہا کذلک یحیی اللہ الموتی: (بقرة آیه
۷۳) و انی لا اضربہ ببعضی واعلم ان بعضی عندک اکرم۔

”اے میرے معبود! تو نے بنی اسرائیل کے مردے کو گوشت کے ٹکڑے سے زندہ کیا، تو نے فرمایا: اس مردے کو گائے کا بعض حصہ مارو، اللہ تعالیٰ اس طرح سے مردوں کو زندہ کرتا ہے“ میں اپنا ایک عضو اس مردہ کو مارتا ہوں، کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ تیرے نزدیک میرا عضو اس سے کہیں محترم تر ہے“

اس کے بعد اپنے دائیں پاؤں سے اسے ہلایا، اس کے بعد کہا: حکم خدا سے کہو کہ تمہیں کس نے قتل کیا ہے؟ بے شک میں علی بن ابی طالب پیغمبر کا جانشین ہوں۔

آنحضرت نے اس جیسے کا دو تین مرتبہ تکرار کیا، اس خدا کی قسم جس نے حضرت محمدؐ کو مبعوث فرمایا ہے اس وقت اس مردہ نے کمزور آواز میں گفتگو کی کہ تمام حاضرین نے اس کی آواز سنی اس نے کہا: مجھے میرے چچا نے قتل کیا ہے۔

اتنی بات کرنے کے بعد وہ خاموش ہو گیا۔ لوگوں نے جب یہ حیران کن کام دیکھا تو تمام کے تمام علی علیہ السلام کے پاؤں میں گر گئے اور سجدہ ریز ہو گئے۔

امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: ”سجدہ صرف خدا کی ذات اقدس

کے لیے مخصوص ہے، اس نے صرف حکم پروردگار سے گفتگو کی ہے“

اس بارے میں دعویٰ کرنے والوں نے بہت سے دعوے کیے ہیں اس حدیث کو

رسول خدا نے فرمایا: ہما ولدای و سبطای و ربہاتنا ایام حیاتی و بعد وفاقی۔

”وہ دونوں میری حیات میں اور وفات کے بعد میرے بیٹے، میرے

نواسے اور ریحان کے دو پھول ہیں“

حضرت عائشہ کہتی ہیں: جب وہ دونوں گفتگو میں مصروف تھے اچانک حضرت علیؑ

آئے اور پیغمبر خدا کی طرف دیکھ کر کہتے ہیں:

”یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ پر خدا کا درود

وسلام ہو! میرے بارے میں آپ کا کیا نظریہ ہے؟“

رسول خدا نے فرمایا: اے علیؑ! تم، فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ بہشت میں در کے محل میں

ہوں گے، یہ محل عرش خدا کے نیچے ہے، اس کی بنیاد رحمت اور اس کے ارد گرد رضوان ہیں۔

یا علی بینک و بین نور اللہ باب فتتظر الیہ و ینظر الیک

و علی رأسک تاج من نور قدرضاء نورہ مابین المشرق و

المغرب وانت ترفل می حلل حمور دینہ ، و خلقت و

خلقتنی ربی و خلقت محبینا من طینة تحت العرش و خلقت

مبغضینا من طینة الجنات۔

”یا علی! تیرے اور نور خدا کے درمیان ایک دروازہ ہے، پس وہ تیری

طرف اور تو اس کی طرف دیکھتا ہے، تیرے سر پر نور کا ایک تاج ہے کہ اس

کا نور مشرق و مغرب کے درمیان ہر چیز کو روشن کر دیتا ہے، تو اس لباس پر

فخر کرتا ہے جس کا رنگ سرخ پھول کی طرح ہے میرے پروردگار نے تجھے

اور مجھے پیدا کیا ہے اور ہمارے چاہنے والوں کو عرش کے نیچے والی خاک

سے پیدا کیا ہے اور ہمارے دشمنوں کو دوزخ کی گندی مٹی سے بنایا ہے“

(اربعین ابن الفوارس جلد ۳۲، مخطوطہ)

اکثر محدثین کو قہ نے نقل کیا ہے۔ (المجموع الرائق جلد ۲ صفحہ ۱۳۱)

علیؑ و فاطمہؑ سے پیغمبر کی محبت

(۶۵-۸۸۲) محمد بن ابی الفوارس کتاب ”اربعین“ میں تحریر کرتے ہیں:

ایک حدیث میں حضرت عائشہ سے نقل ہوا ہے کہ وہ کہتی ہیں: میں نے کسی بھی

مخض کو رسول خدا کے نزدیک علیؑ و فاطمہؑ سے زیادہ محبوب نہیں دیکھا۔

پھر اپنی گفتگو کو جاری رکھا کہ ایک دن میں پیغمبر خدا کے حضور حاضر تھی، حضرت

فاطمہ سلام اللہ علیہا نے پیغمبر کی طرف دیکھ کر عرض کیا:

”اے رسول خدا! میری جان آپ پر قربان ہو آپ پر خدا کا درود و سلام

ہوں میری فضیلت کیا ہے“

رسول خدا نے فرمایا:

یا فاطمة! انت خیر النساء فی البریة وانت سیدة نساء

اهل الجنة واهلہا۔

”اے فاطمہ! مخلوقات میں تم تمام عورتوں سے افضل تر ہو، تم جنتی خواتین

کی سردار ہو اور خود بھی اہل بہشت ہو“

جناب سیدہ فاطمہؑ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کے چچا زاد بھائی کے لیے

کون سی فضیلت ہے؟

رسول خدا نے فرمایا:

لا یقاس بہ احد من خلق اللہ۔

”مخلوق خدا میں سے کسی کو اس پر قیاس نہیں کیا جاسکتا“

جناب فاطمہ علیہا السلام نے فرمایا: میرے بیٹوں حسنؑ و حسینؑ کے لیے کون سی

فضیلت ہے؟

دو پتھروں کے درمیان علیؑ کا فیصلہ

(۶۶-۸۸۳) مذکورہ کتاب میں تحریر ہے کہ ابن عباس ایک حدیث مرفوعہ میں کہتے ہیں:
میں اپنے آقا و مولیٰ علی بن ابی طالبؑ کی خدمت میں حاضر تھا کہ دو پتھروں
میں سے ایک نے دوسرے کے اوپر گر کر اسے نقصان پہنچایا تو آپ نے ان دونوں کے
درمیان فیصلہ کیا کہ اوپر گرنے والے پتھر کو بھی اسی طرح سے نقصان پہنچایا جائے۔
راوی کہتا ہے: میں نے ابن عباس سے پوچھا کیا ان دو پتھروں نے علیؑ علیہ السلام
سے عقائد کے لیے کہا تھا؟

انہوں نے کہا: ہاں، اس خدا کی قسم! جس نے محمدؐ کو پیغمبر بنا کر بھیجا ہے شک میں نے
دیکھا کہ ان دو پتھروں نے فریاد ایسی کی خواہش کی تھی۔ (ابن عیینہ ابن ابی الفوارس "مخطوط" جلد ۳۲)
حضرت ابراہیمؑ نے شیعہ علیؑ کی خواہش کی

(۶۷-۸۸۳) طبریؒ اپنی کتاب "مجمع البحرین" لفظ "شیع" کے ضمن میں تحریر
کرتے ہیں کہ نقل ہوا ہے کہ ایک رات رسول خداؐ نے مسجد میں اپنے اصحاب سے گفتگو کی، دوران
گفتگو آپ نے فرمایا:

یا قوم اذا ذکرتم الانبیاء الاولین فصلوا علیّ ثمّ صلّوا علیہم
واذا ذکرتم امی ابراہیم فصلوا علیہ ثمّ صلّوا علیّ۔

"اے لوگو! جب بھی گذشتہ انبیاء کو یاد کرو تو پہلے مجھ پر درود و سلام بھیجو،
پھر ان پر لیکن جب میرے باپ ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کرو تو پہلے ان پر

اس کے بعد مجھ پر سلام بھیجو"

آپ کے اصحاب نے کہا: اے رسول خدا! حضرت ابراہیم علیہ السلام کس وسیلہ

سے اس مقام پر پہنچے ہیں؟

پیغمبر خدا نے فرمایا:

"آگاہ ہو جاؤ! جس رات مجھے معراج پر لے جایا گیا، جب میں تیسرے
آسمان پر پہنچا تو میرے لیے نور کا ایک منبر لگایا گیا۔ میں اس کے اوپر بیٹھا،
حضرت ابراہیم علیہ السلام مجھ سے ایک زینہ نیچے بیٹھ گئے اور باقی پیغمبر منبر
کے ارد گرد بیٹھ گئے۔ اس دوران علیؑ علیہ السلام تشریف لائے جو نور کے
مرکب پر سوار تھے، ان کا چہرہ مبارک چاند کی طرح چمک رہا تھا اور ان کے
چاہنے والے ستاروں کی طرح ان کے وجود مبارک کے ارد گرد موجود تھے"
حضرت ابراہیمؑ نے میری طرف دیکھتے ہوئے فرمایا:

یا محمد هذا ایّ نبیّ معظم وای ملک مقرب؟

"اے محمد! یہ کون سے صاحب عظمت نبی ہیں؟ یا کوئی ملک مقرب ہیں؟"
میں نے عرض کیا:

لانسی معظم ولا ملک مقرب هذا اخی وابن عمی وصہری
، ووارث علمی علی بن ابی طالب علیہ السلام۔

"وہ نہ تو کوئی نبی معظم ہیں اور نہ ہی ملک مقرب، بلکہ وہ میرے بھائی،
میرے چچا زاد میرے داماد اور میرے علم کے وارث علی بن ابی طالب علیہ
السلام ہیں"

حضرت ابراہیمؑ نے پوچھا: وہ لوگ کون ہیں جو ان کے وجود مبارک کے ارد گرد
حلقہ بنائے ہوئے ہیں؟

میں نے عرض کیا: ان کے شیعہ ہیں۔

یہ وہ مقام تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا:

اللہم اجعلنی من شیعۃ علی علیہ السلام۔

"اے میرے معبود! مجھے بھی علیؑ علیہ السلام کے شیعوں میں سے قرار دے"

اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام یہ آیت کریمہ لے کر نازل ہوئے:

وَأَنَّ مِنْ شَيْعَتِهِ أَكْبَرُ أَهْمِيمٍ - (سورہ صفات آیہ ۸۳)

”حضرت ابراہیم ان کے پیروکاروں میں سے تھے“ (شیخ البحرین جلد ۲ صفحہ ۵۵۵) (شیخ)

علیٰ اور نبی کے درمیان صیغہ اخوت کی داستان

(۸۸۵-۶۸) شیخ بزرگوار، فقیہ دانشمند جناب محمد بن جعفر شہدی اپنی کتاب ”ما اتفق لہ

من الاخبار فی فضل الائمة الاطہار“ میں تحریر فرماتے ہیں:

عبداللہ بن عباس اور عبدالرحمن بن عوف کہتے ہیں: ایک دن رسول خدا اپنی مسجد

میں تشریف فرما تھے کہ اچانک جبرئیل امین نازل ہوئے اور کہا: اے محمد خداوند علیٰ اعلا آپ

پر درود و سلام بھیجتا ہے اور فرماتا ہے: پڑھو!

پیا مبر خدا نے فرمایا: کیا پڑھوں؟ جبرئیل نے عرض کیا: پڑھیں:

أَنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ - أَدْخُلُوهَا بِسَلَامٍ أَمِينٍ

- وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِيبٍ إِخْوَابًا عَلَى سُرُورٍ

مُتَقَابِلِينَ - لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ وَمَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِينَ - (سورہ

جمرا آیہ ۲۵)

”بے شک صاحبان تقویٰ باغات اور چشموں کے درمیان رہیں گے۔

انہیں حکم ہوگا کہ تم باغات میں سلامتی اور حفاظت کے ساتھ داخل ہو

جاؤ اور ہم نے ان کے سینوں سے ہر طرح کی کدورت نکال لی ہے اور وہ

بھائیوں کی طرح آمنے سامنے تخت پر بیٹھے ہوں گے۔ نہ انہیں کوئی

تکلیف چھو سکے گی اور نہ وہاں سے نکالے جائیں گے“

پیغمبر خدا نے فرمایا: اے جبرئیل انہیں خدا نے بھائی بھائی قرار دیا ہے کہ وہ ایک

دوسرے کے روبرو تخت نشین ہوں گے، کون ہیں؟

جبرئیل نے عرض کیا: ”وہ آپ کے برگزیدہ اصحاب ہیں جنہوں نے آپ

سے کیے ہوئے وعدہ کو پورا کیا اور عہد و پیمان کی خلاف ورزی نہیں کی۔

”آگاہ ہو جائیں! اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ زمین پر ان کے درمیان

اس طرح سے رشتہ اخوت و برادری قائم کریں، جس طرح خداوند متعال

نے آسمان پر ان کے درمیان قائم کیا ہے“

پیغمبر خدا نے فرمایا: میں انہیں نہیں پہچانتا ہوں۔

جبرئیل: میں آپ کے حضور ہوا میں کھڑا ہوں، جب کوئی مومن شخص کھڑا ہوگا تو

میں آپ سے کہوں گا کہ فلاں فلاں شخص مومن ہے، آپ کھڑے ہو جائیں اور ان دونوں

کے درمیان رشتہ اخوت و برادری قائم کریں۔ جب کوئی کافر کھڑا ہوگا تو میں آپ کی خدمت

میں عرض کروں گا کہ فلاں فلاں شخص کافر ہے ان دونوں کے درمیان رشتہ اخوت قائم کریں۔

پیغمبر خدا نے فرمایا: اے جبرئیل ایسے ہی کروں گا۔

اس وقت پیغمبر اکرم کھڑے ہو گئے، مومن کا مومن کے ساتھ اور کافر کا کافر کے

ساتھ رشتہ اخوت و برادری قائم کیا۔

اس دوران منافقین شور و غوغا کرتے ہوئے کہتے ہیں: اے محمد! اس کام میں کیا

راز پنہاں ہے؟ آپ نے ہمارے ساتھ ایسا برتاؤ کیا ہے کہ ہمیں پراگندہ طور پر چھوڑ دیا ہے

اور ہمارے ساتھ علیحدہ سے رشتہ اخوت قائم نہیں کیا چونکہ اللہ تعالیٰ ان کی نیت سے آگاہ تھا،

اس لیے پیغمبر اکرم پر یہ آیہ نازل فرمائی:

مَا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ

مِنَ الطَّيِّبِ - (سورہ آل عمران آیہ ۱۷۹)

”خداوند متعال صاحبان ایمان کو انہیں حالات میں نہیں چھوڑ سکتا جب

تک خبیث اور طیب کو الگ الگ نہ کر دے“

جب رسول اکرمؐ نے یہ آیہ شریف پڑھی تو لوگ خاموش ہو گئے۔

پیغمبر خدا نے دوبارہ سے ان کے درمیان رشتہ اخوت و برادری قائم کرنا شروع کیا حتیٰ کہ تمام اصحاب (خواہ مومن یا منافق) کے درمیان رشتہ اخوت کو قائم کیا۔

تھوڑا ہی وقت گذرا تھا کہ پیغمبر اسلام علی بن ابی طالب علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے، کیا دیکھتے ہیں کہ علی بن ابی طالب علیہ السلام ایک گوشے میں بیٹھے آہستہ آہستہ گریہ کر رہے ہیں، دم سینے میں گھٹ رہا ہے اور آنسو آپ کی آنکھوں سے آپ کے چہرہ مبارک پر بہ رہے ہیں۔ رسول خدا نے فرمایا:

”اے ابوالحسن! کیوں گریہ کر رہے ہیں؟“

علی نے عرض کیا: اپنے آپ پر آنسو بہا رہا ہوں۔

رسول خدا نے فرمایا: اے میری جان اے علی! آخر ایسا کیوں؟

آپ نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ! جب بھی آپ مومنین میں سے کسی کو فرماتے ہیں کہ اٹھو، اور کسی مومن سے اپنا رشتہ اخوت قائم کرو، اس وقت میں اپنے آپ سے کہتا ہوں کہ: اب آپ مجھے فرمائیں گے کہ میں کھڑا ہو جاؤں، لیکن آپ مجھ سے روگردانی کرتے ہیں اور کسی دوسرے سے فرما دیتے ہیں تو میں اپنے آپ سے کہتا: شاید میں اس قابل نہیں ہوں کہ مومنین میں سے کسی کا بھائی بن سکوں؟“

رسول خدا نے فرمایا:

”رسول خدا نے فرمایا: میں نے ہرگز آپ سے روگردانی نہیں کی اور نہ ہی آپ کو فراموش کیا، لیکن میں ایسا سمجھا ہوں کہ رشتہ اخوت میں اللہ تعالیٰ نے آپ سے روگردانی کی ہے (ان مومنین میں سے کسی سے بھی یہ رشتہ قائم نہ کریں) یہ میرے سامنے ہوا میں حضرت جبرئیل کھڑا ہے، میں نے

جب بھی کسی مومن سے کہا کہ کھڑے ہو جاؤ اور چاہتا تھا کہ آپ کے ساتھ رشتہ اخوت قائم کروں اس وقت جبرئیل کہتا کہ علی کو بٹھا دو اور اس کے کام میں تاخیر کرو“

میں نے بھی آپ ہی کی طرح سوچا تھا، اور اس کام کی وجہ سے مغموم و محزون ہوا تھا، اس وقت جبرئیل نازل ہوا اور کہا:

”اے محمد! خداوند متعال آپ پر درود و سلام بھیجے کے بعد فرماتا ہے کہ میں اس کام سے آگاہ ہوں، آپ اس وجہ سے غمگین مت ہوں کیونکہ میں نے علی کو آپ کے لیے باقی رکھا ہے اور انہیں آپ کے ساتھ ملاتا ہوں۔ میں نے زمین و آسمان کے درمیان آپ اور علی کا رشتہ اخوت قائم کر دیا ہے“

رسول خدا کا فصیح و بلیغ خطبہ

اس کے بعد رسول خدا کھڑے ہوئے اور ایک فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا:

ایہا الناس! انا عبد اللہ، انا نبی اللہ، انا حجة اللہ، انا رسول اللہ، انا نجی اللہ، انا صفی اللہ، انا حبیب اللہ، انا الحجۃ الی اللہ، من خاننی فقد خان اللہ، قد منی اللہ فی المفاخر والمآشر، وآثرنی فی المفاخر، وافر دنی فی النظائر، فمامن احد الا وانا ودیعة عندہ، وانا ودیعة اللہ، انا کنز اللہ، انا صاحب الشفاعة الکبریٰ، وانا صاحب الکوثر واللواء، انا صاحب الکأس الافرغی، انا ذوالدلائل والفضائل والایات والمعجزات، انا السید المستول فی الیوم المشہود والمقام المحمود والحوض المورود واللواء المعقود۔

”اے لوگو! میں عبد خدا، پیامبر خدا، حجت خدا، رسول خدا، برگزیدہ خدا،

وجہالت پہنا ہوا ہوگا، میں وہ پیغمبر ہوں جس کا ذکر توریت، زبور، انجیل اور ہر اس کتاب میں موجود ہے جو لکھی گئی ہے، مشاہد، محامد، مزاہد، مقاصد اور علم خدا رکھنے والا میں ہوں“

انا المنذر المبلغ عن الله ، انا الّٰمرىبا الله ، انا ذوالوعد الصاق لمن الله ، انا نجى السفرة وان امام ل لسررة ، انا مبيد الكفرة ، انا متصم العجزه ، انا ذوالشامة والعلامة ، انا المكرم ليلته الاسرى ، انا الرفيع الاعلى ، انا المناجى عند سدرۃ المنتهى انا السفاح انا الرباح ، انا لنفاح انا الّٰذى يفتح ابواب الجنان ، انا مخوف بالرضوان-

”میں خدا کی طرف سے ڈرانے والا اور پیغام لانے والا ہوں، میں اللہ کے حکم سے اس کا حکم پہچاننے والا اور صادق الوعد (وعدے کا سچا) ہوں، میں سفیروں کا ہمز، نیکوکاروں کا پیشوا، کافروں کو تباہ کرنے والا اور فاجروں سے انتقام لینے والا ہوں، میں وہ ہوں جس میں پیغمبری کی علامت ہے، میں وہ ہوں جسے شب معراج عزت بخشی گئی، میں بلند مرتبہ ہوں، میں وہ ہوں جس نے سدرۃ المنتہیٰ میں پروردگار کے ساتھ مناجات کیں، میں وہ ہوں جو فصیح و بلیغ گفتگو کی توانائی رکھتا ہوں، نفع پہچاننے والا میں ہوں، میں ہوں بخشنے والا، گرہ کو کھولنے والا میں ہوں، بہشت کے دروازے کھولنے والا میں ہوں، میں وہی ہوں جس کا رضوان الہی احاطہ کیا ہوئے ہیں“

انا اول قارع ابوا بها ، انا المتفكة شجارها وانا لمحبو بانورها ، انا الصفاك انا لهتاك ، انا ابن فواطم من قریش الكلام ، انا

صنی خدا اور حبیب خدا ہوں، میں خدا کی طرف سے حجت خدا ہوں، جس کسی نے میرے ساتھ خیانت کی، اس نے اللہ کے ساتھ خیانت کی، اللہ تعالیٰ نے مجھے افتخارات اور کرامات میں مقدم رکھا ہے، افتخارات کے لیے مجھے انتخاب کیا، اور تمام لوگوں کے درمیان مجھے ممتاز رکھا ہے کوئی بھی نہیں مگر یہ کہ میں اس کے لیے الہی امانت تھا، امانت الہی میں ہوں، خدا کا خزانہ میں ہوں، شفاعت کا مالک میں ہوں، صاحب کوثر و لواء الہی (پرچم خدا) میں ہوں، بھرا ہوا ظرف میں ہوں، دلائل، فضائل اور آیات و معجزات کا مالک میں ہوں، وہ میں ہوں جس کے بارے میں روز قیامت سوال کیا جائے گا، مقام محمود، حوض کہ جس پر لوگ آئیں گے اور لپٹا ہوا پرچم میں ہوں“

انا سادة المتقين و خاتم المرسلين ذوالقول المتين ، انا راكب المنبريوم الدين ، انا اول محبوب و اول منشور و اول محشور و اول مبرور و اول من يدعى من القبور اذا نفتح في الصور ، انا تاج البهاء المستور ، انا مرسل المذكور في التوراة و الانجيل و الزبور و كل كتاب مسطور ، انا صاحب المشاهد و المحامد و المزاهد و المقاصد و علم الله-

”میں پرہیزگاروں کا پیشوا اور خاتم المرسلین صاحب قول متین و محکم ہوں، روز قیامت (نور) کے منبر پر بیٹھنے والا میں ہوں، (روز قیامت) سب سے پہلے خوش ہونے والا، سب سے پہلا منشور، سب سے پہلا محشور، سب سے پہلا نیکوکار اور سب سے پہلا وہ شخص ہوں کہ جب اسرائیل صور پھونکنے کا تو قبر سے بلایا جاؤں گا، میں وہ ہوں جس نے تاج حشمت

اول الفوائد من سلیم ، انا ابن المرفصات ، انا القاسم و ابو القاسم ، انا العالم انا الحکیم الحاکم ، وانا الجاسم وانا ینوع المکارم۔

”میں وہ سب سے پہلا ہوں جو دروازہ بہشت کھٹکھاؤں گا ، میں ہوں جو اس کے پھل کھاؤں گا ، میں ہوں جو اس کے نور سے استفادہ کروں گا ، میں ہوں جس کی گفتگو بلیغ و توانا ہے ، میں ہوں جو اسرار سے پردہ کشائی کروں گا ، قریش کی کریم فاطمہ کا بیٹا ہوں ، سلامتی کا سب سے پہلا فائدہ میں ہوں ، میں دودھ پلانے والی ماؤں کا بیٹا ہوں ، میں قاسم اور ابو القاسم ہوں ، دانشمند میں ہوں ، حکیم و حاکم میں ہوں ، میں صاحب عظمت اور کرامتوں کا سرچشمہ ہوں“

وانا ابن ہاشم ، وانا ابن شیبۃ الحمد ، واللواء والفخر والمجد والسینا والجد جدی بالحمد واماکن له بطیر ابابیل واهلک اللہ له جند الفیل ، انالی زمزم والصفاء ، انالی العصابة واللوی ، انا لی الماثر والنہی ، انا لی المشاعر والرئی ، ولی من الاخرۃ الزلفی ولی شجرة طویئ وسدرۃ المتہی ، ولی الوسیلۃ الکبریٰ۔

”ہاشم کا بیٹا میں ہوں ، شیبہ ، حمد ، لواء ، فخر ، مجد اور سینا کا بیٹا میں ہوں ، میرے جد وہ ہیں جنہوں نے حمد خدا کی کوشش کی ، ان کے لیے آسمان سے ابابیل جیسے پرندے آئے ، اللہ تعالیٰ نے ان کی خاطر لشکر فیل کو نابود کر دیا ، آب زمزم اور کوہ صفا میرے لیے ہیں ، عصابہ (یعنی چادر) و لواء (پرچم) ماثر (عمدہ یادگاریں) ونہی (عقل و خرد) مشاعر (حاجیوں کی

عبادت کی جگہ) و ربی (نعمت کا احساس) آخرت زلفی (قریب) شجرہ طویئ ، سدرۃ المنتہی اور وسیلہ کبریٰ تمام کے تمام میرے لیے ہیں“

انا باب مطالع الہدی ، انا حجة علی جمیع الوری انا الغلاب ، انا لوہاب انا الوثاب ، انا علی من ادبر و تولی ، انا العجب العجاب ، انا المنزل علیہ الكتاب ، انا العطوف ، انا الزروف ، انا لشفیق ، انا الرفیق ، انا المخصوص بالفضیلة انا الموعود بالوسیلة ، انا ابو النور والاشراق ، انا المحوال علی البراق ، انا المبعوث بالحق علی الافاق انا علم الانبیاء انا منذر الاوصیاء ، انا منقذ الضعفاء ۔

”درخشندہ ہدایت کا آغاز میں ہوں ، تمام مخلوقات پر رحمت خدا میں ہوں ، ہمیشہ میں کامیاب ہوں ، بخشش والا میں ہوں ، پاداش دینے والا میں ہوں ، سرکش کو (زیر) کرنے والا میں ہوں ، میں ہر حیرت سے انگیر تر ہوں ، میں وہ ہوں جس پر قرآن نازل ہوا ، مہربان و روف میں ہوں ، شفیق و دل سوز میں ہوں ، جس کو فضیلت کے ساتھ خاص کیا گیا ، جس کے ذریعے وعدہ دیا گیا وہ میں ہوں ، صاحب نور و اشراق میں ہوں ، میں وہ ہوں جو براق پر سوار ہوا ، میں وہ ہوں جو آفاق پر حق کے ساتھ معجزات ہوا ، میں پیغمبروں کا علم ہوں ، اوصیاء کو ڈرانے والا میں ہوں اور کمزوروں کو نجات دینے والا میں ہوں“

انا اول شافع ، انا صادق ناطق ، انا ذو الجمل الاحمر ، انا صاحب الدرع والمغفر ، انا ذو القضیب الابر ، انا الفاضل ، انا لکامل ، انا المنازل ، انا قائل الصدق ، انا المبعوث بالحق ، انا الحمام ، انا الامام ، انا اسام ، انا الخاتم انا الضرعام علی

من خالف الاحکام۔

”سب سے پہلا شفاعت کرنے والا، سچ بولنے والا میں ہوں، سرخ شتر کا صاحب میں ہوں، راست گو اور حق پر مبعوث شدہ میں ہوں، پیغام پہنچانے والا میں ہوں، امام میں ہوں، خفیف و لطیف سرعت کا مالک میں ہوں، خاتم میں ہوں اور احکام الہی کے مخالفین کے لیے شمشیر برندہ میں ہوں۔

انا داعية الساعة ، انا اقتربت ، انا الآفة ، انا كلام اسماعيل ، انا صاحب التنزيل ، انا واضع الهدى ، انا الشاهد ، انا العابد ، انا ذوالمقاصد ، انا بالخير واعد ، انا الموعود ، بالسلامة لآمتي ، انا المبشر بالكرمة لعترتي ، انا المنتقد بدعوتي ، انا المفليح بحجتي ، انا الامام الائمة ، انا عصمة الائمة ، انا دافع النعمة ، انا المبشر بالنعمة ، انا بحر الرضى وطور النهى وكهف العفاف ، وجهت لى الزلقى وحفت لى الجنة ، انا طلة السيكة انا ابن الذبيحين المغتدين بالتحف من بحبوحة الشرف ، انا جادة الايمان وطريق الامان وواضع البرهان ، انا ابن معد بن عدنان ، انا حسرة الشيطان ولدنى تسعة من المرسلين ، فسميت فى قومي الاميين انا ام القرآن المبين ، انا طه ويسين ، والتين ، والزيتون ” روز قیامت کو جلانے والا میں ہوں، اس کے نزدیک ہونے کا وقت میں ہوں، وہ نزدیک ہونے والا میں ہوں، کلام اسماعیل میں ہوں، صاحب تنزول میں ہوں، واضح ہدایت کرنے والا میں ہوں، شاہد میں ہوں، عابد میں ہوں، صاحب مقاصد میں ہوں، جسے خیر کا وعدہ دیا گیا وہ میں ہوں، میں وہ ہوں جسے امت کی سلامتی کا وعدہ دیا گیا، امت کو کرامت بشارت

دینے والا میں ہوں، دلیل و برہان کے ذریعے میں کامیاب ہوں“

”پیشواؤں کا پیشوا آئمہ کی عظمت، بدبختی کو دور کرنے والا اور نعمتوں کی بشارت دینے والا میں ہوں، رضا کا سمندر عقل کا عظیم کلمہ ضعیف لوگوں کی پناہ گاہ میں ہوں، مقام و منزلت میرے لیے ہیں اور بہشت میری اطراف کو احاطہ کیے ہوئے ہیں“

”میں حیرت انگیز اور باوقار خوبصورتی کا مالک ہوں، میں دو فیجوں کا بیٹا ہوں، میں ایمان کی شاہراہ اور اس ایمان کا راستہ ہوں جو آشکارا و برہان ہے“

”میں معدی بن عدنان کا بیٹا ہوں، میں باعث حسرت شیطان قرار پایا، میں نو (۹) مرسل پیغمبروں سے متولد ہوا ہوں، اپنے قبیلہ میں امین کے نام سے مشہور ہوا ہوں، قرآن میں کی ماں میں ہوں، طہ، یسین اور التین والزیون میں ہوں“

انا احمد فى الاولين وفى صحف الماضين وفى الاحم المتقددين وفى القرون الساقين ، انا احمد فى السموات والارضين ، انا صاحب الكوثر فى المجمع والصدر انا العجاب فى المحشر ، انا الحبيب النجيب ، انا المصيب ، انا المزل ، انا المدثر ، انا المذكر ، انا الذى ساهمنى فى ظهر آدم الورى وفضلتهم النبیین فضلتم انا اجمعين۔

”اولین کے درمیان، گزشتہ کتابوں اور امتوں میں اور پہلی صدیوں میں میرا نام احمد اور آسمانوں اور زمین میں محمد ہے، مجمع اور مصدر میں ہوں، میں ہوں جو روز محشر قبول شدہ ہوں، منتخب شدہ حبیب خدا میں ہوں، مصیب میں ہوں، مزل و مدثر میں ہوں، تذکر دینے والا میں ہوں صلب

آدم میں میرے ساتھ شامل ہوئے تو میں نے تمام انبیاء پر برتری حاصل کی، پس میں تمام پیغمبروں سے افضل و برتر ہوں“
 انا الذی بشرہم اللہ بشفاعتی ، وامرہم بطاعتی ، واخذ علیہم العہد بتصدیق رسالتی ، انا قائد الغر المحجلین الی جنات النعیم ، انا افضل النبیین قدرًا واعمہم خطراً وواضحہم خبرًا واعلامہم مستقرًا واکرمہم امۃ واجز لہم رحمۃً واحفظہم ذمۃً وازکاہم ملۃ ، وما فیکم احد الا وقد قرن بقربینہ ووصل بخربینہ لتتحقیق علم اللہ تعالیٰ فیکم ، ومواہبہ لایکم ، لم یعدل بکم عن جد جناب اخوانکم وعن اعمال اشکاککم ، وقد جاز اللہ لکم ولہم وقد احسن اللہ ولطف بہ اذا اخرنی کی اذکرکم شیئاً۔

”میں وہ ہوں جس کی شفاعت کی خوش خبری اللہ تعالیٰ نے دی میرے فرامین کی اطاعت کا حکم صادر فرمایا، میری رسالت کی تصدیق کے لیے لوگوں سے عہد و پیمان لیا، میں ان سفید چہرے والوں کا رہبر ہوں جن کے لیے بہشت کی نعمتیں ہیں، عزت و بزرگی کے اعتبار سے تمام پیغمبروں سے بلند ترین ہوں، عظمت کے لحاظ سے تمام پر حاوی ہوں، خیر و حدیث کے اعتبار سے آشکارا ترین ہوں، مقام و منزلت کے لحاظ سے ان سے بلند ترین ہوں، امت کے لحاظ سے سب سے باعزت ہوں، رحمت کے اعتبار سے ان میں سب سے زیادہ ہوں، ذمہ و ضمانت کے لحاظ سے ان سے زیادہ محافظ ہوں اور ملت و قوم کے اعتبار سے ان سے پاکیزہ ترین ہوں، آپ میں سے کوئی بھی ایسا نہیں مگر یہ کہ ان کے قریب ہوا اور انہیں

اپنا دوست پایا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا علم آپ میں متحقق ہوا ہے، اس کی تمام نعمتیں آپ کے ہاں ہیں، اس نے آپ کے بھائیوں کے آستانہ اور آپ کے مذہبی اعمال سے عدول نہیں کیا، بے شک اللہ تعالیٰ نے انہیں آپ اور ان کے لیے اکٹھا کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے احسان کیا اور ہمارے حق میں لطف فرمایا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سب سے آخر میں بھیجا ہے کہ میں آپ لوگوں کو کسی چیز کی نصیحت کروں“

علیٰ و محمدؐ کا تقابل رسول خدا کی زبان سے

ألا وان علی حقیق لمعرفتہ مخصوص بہ ، حسبہ من حسبی ونسبہ من نسی و ستہ متعلقۃ بستہ ، فعلی اخی وابن عمی ، اوتیت الرسالۃ والحکمۃ ، واوتی علی العلم والعصمۃ ، واوتیت الدعویۃ والقرآن ، واوتی علی الوصیۃ والبرہان ، واوتیت القضیب والناقۃ ، واوتی علی الحوض واللواء۔

”آگاہ ہو جاؤ! علیؑ اس شناخت کے قابل تر ہیں جو ان کے لیے مخصوص ہے، ان کا حسب میرا حسب، ان کا نسب میرا نسب اور ان کا راہ و روش میرا راہ و روش ہے، پس علیؑ میرے بھائی اور میرے چچا زاد ہیں، مجھے رسالت و حکمت عطا کی گئی، اور علیؑ کو علم و عصمت، مجھے دعوت و قرآن عطا کیا اور علیؑ وصیت و برہان اور مجھے شمشیر و شتر اور علیؑ کو حوض کوثر اور پرچم عطا ہوا“

واوعدت بالسجدۃ والشفاعۃ العظمی ، وجعل علی قسیم الجنۃ واللظى ، واعطیت الہیۃ والوقار ، واعطی علی الشرف والفحار ، ووهب لی السماحۃ والہباء ، ووهب لعلی البراعۃ والحجی ، بشرت بالرسالۃ الکوثر وبشر

نہ ہی کھانے پینے کے لیے کوئی چیز ہے۔

پیغمبر خدا نے اپنا رخ میری طرف کرتے ہوئے فرمایا: میرے قریب آؤ۔
میں آپ کے کے نزدیک ہوئی۔

آپ نے فرمایا: اپنا ہاتھ میرے کاندھے پر مارو۔

جب میں نے ہاتھ مارا تو میں نے دیکھا کہ آپ کے دو شانوں کے درمیان ایک پتھر تھا کہ آنحضرت نے شدت بھوک سے اپنے دونوں کاندھوں کے درمیان سینے پر پتھر باندھا ہوا تھا۔ بی بی دو عالم نے فریاد بلند کی، رسول خدا نے فرمایا: ایک ماہ سے آل محمد کے گھر میں کھانا پکانے کے لیے آگ نہیں جلائی گئی۔ اس کے بعد فرمایا:

اتدرین ما منزلة علی علیہ السلام؟ کفانی امری وهو ابن
اثنتی عشرة سنة، وضرب بین یدئ بالسیف وهو ابن
ست عشرة سنة، وقتل الابطال وهو ابن تسع عشرة سنة
، و فرج هموص وهو ابن عشرين سنة، و رفع باب خيبر
وهو ابن نيف وعشرين وكان لا يرفه خمسون رجلاً۔

”کیا آپ جانتے ہیں کہ علی کا مقام و مرتبہ کیا ہے؟ ان کا یہی مقام و مرتبہ
کافی ہے کہ انہوں نے سولہ (۱۶) سال کے سن میں میرے ہمراہ ہوا کہ
شمشیر چلائی اور اسلام کے دشمنوں کے ساتھ جنگ لڑی، انیس (۱۹) سال
کی عمر میں نامی گرامی پہلوانوں کو قتل کیا، بیس (۲۰) سال کی عمر میں
میرے چہرے سے غم و اندوہ کو صاف کیا اور جب سن بیس (۲۰) سے کچھ
سال اوپر ہوا تو خیبر جیسے مضبوط قلعہ کے دروازے کو اکھاڑ پھینکا جسے
پچاس (۵۰) افراد مل کر بھی نہیں اٹھا سکتے تھے۔

اس دوران بی بی دو عالم حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کے چہرے اقدس پر نور چمکا

حضرت امام علیہ السلام شدت شوق سے وہاں پر نہ رک سکے، اسی وجہ سے جلدی سے آئے۔
آپ گھر میں داخل ہوئے تو جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے چہرہ اقدس سے
ساطع ہونے والے نور کی روشنی نے پورے گھر کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا، حضرت علی علیہ
السلام نے فرمایا:

”اے بنت محمد آپ میرے ہاں سے واپس آئیں تو آپ کا چہرہ اقدس
ایسا نہ تھا؟“

جناب فاطمہ زہراء علیہا السلام نے فرمایا: ”رسول خدا نے آپ کے کچھ
فضائل میرے لیے نقل کیے ہیں جنہیں سن کر میں وہاں پر رک نہیں سکی لہذا
آپ کے پاس چلی آئی ہوں“

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

کیف لوحدتک بكل فضلی۔

”اگر (رسول خدا) میرے تمام فضائل آپ کے سامنے بیان کرتے تو پھر
آپ کس حال میں ہوتیں“ (دلائل الاما، ۶۹، بحار الانوار جلد ۳۰ صفحہ ۶، ابالی صفحہ ۳۷۲)

علی عمرو بن عبدود کے مقابلے میں

(۵۳-۸۷۱) ”المجموع الرائق من اذہار الحدائق“ میں مذکور ہے کہ امیر المومنین

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: جب میں عمر بن عبدود سے مقابلہ
کے لیے میدان نبرد میں گیا۔ تو میں نے سنا کہ کسی نے یہ شعر پڑھا:

قتل علی عمرو اقصم علی ظہراً

ابرم علی امراً هتك علی ستراً

”علی علیہ السلام نے عمرو کو قتل کیا اور اس کی کمر کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے علی علیہ

السلام نے اسلام کو محکم کیا اور پردہ شرک کو پارہ پارہ کر دیا (المناقب جلد ۳ صفحہ ۱۳۵)

درخواست کی ہے میں جس جگہ پر رہوں اور علیؑ جہاں پر ہوں وہ مجھ سے جدا نہ ہو، روز قیامت مجھے پسندیدہ مقام کا وعدہ دیا گیا اور علیؑ کو پرچم دار کا، مجھے نبوت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یعنی معجزات کے ساتھ بھیجا گیا مجھے نصرت کے ذریعے برتری دی گئی اور علیؑ کو بہادری و کامیابی کے ذریعے، مجھے رضوان عطا ہوئے اور علیؑ کو غفران اور مجھے تیز بینی اور علیؑ کو دلیری و کامیابی نصیب ہوئی“

انا سابق المرسلین ، علی صالح المومنین ، سطوت فی المشاهد سطر علی فی المراصد ، انا خاتم النبیین علی خاتم الوصیین انا نبی امتی و علی مبلغ دعوتی ، بعثت اخي موسى بالعصا تتلقف ماياً فكون ، وبعثت بالسيف في كف علي يقسم مايمكرون-

”میں سابق المرسلین ہوں اور علیؑ صالح المومنین ، میرا رعب و دبدبہ میدانوں میں ہے اور علیؑ کا کین گا ہوں میں ، میں خاتم النبیین ہوں اور علیؑ خاتم الاوصیاء ، میں اپنی امت کا پیغمبر ہوں اور علیؑ میری دعوت کو پہنچانے والے ہیں ، میرا بھائی موسیٰ اس عصا کے ساتھ مبعوث ہوا جس نے ان کو نگل گیا جنہیں بطور حقیقت پیش کیا گیا ، میرا ایسی شمشیر کے ہمراہ مبعوث ہوا جو علیؑ کے طاقتور ہاتھوں کی گرفت میں ہے کہ وہ جس سے مکاروں اور حیلہ گروں کو دو حصوں میں بانٹ دیتا ہے“

انا باب الهدی ، علی باب التقی ، حزب اللہ حزبی ، وحزبی حزب علی ، علی صفوة اسماعیل بعدی سبقت له دعوة الخلیل و جنب عبادة الاصنام والتماثل ، ثبت علی عهد رب

علی بانصر اط المستقیم حضرت بخدیجة الکبریٰ ، وخص علی بزوجة فاطمة خیره النساء-

”مجھے سجدہ اور شفاعت عظمیٰ دی گئی جبکہ علیؑ کو جنت و جہنم کو تقسیم کرنے والا قرار دیا گیا ، مجھے بیت و افتخار عطا ہوا اور علیؑ کو شرف و افتخار نصیب ہوا ، مجھے سرداری اور شکوہ و جلال عطا ہوا جبکہ علیؑ کو کمال و عقل اور لیاقت و شانگی میسر ہوئی ، مجھے رسالت اور کوثر کی نوید دی گئی جبکہ علیؑ کو صراط مستقیم کی خوش خبری نصیب ہوئی ، خدیجہ کبریٰ کو میرے لیے چنا گیا اور خواتین کی سردار فاطمہؑ کو علیؑ کی زوجیت کے لیے منتخب کیا گیا“

حملت علی الرفرف فی الهواء ، وسمعت کلام علیؑ فی السماء توخیت عند سدرۃ المتھی ، ستلت عن علیؑ فی الرفیع الاعلیٰ ازسلت بلنذار والخوف واعطی علیؑ البدارۃ والسيف ، بشرت با علیؑ الجنان ، طلبت ان لا یفارقنی علیؑ حیث کنت و کان و وعدت المقام المحمود فی الیوم المشهود و وعد علیؑ بلواء الحمد فی الیوم المشهود و بعثت بالایات علیؑ احد المعجزات ، وفضلت بالنصر فضل علیؑ بالظہر ، حبیب بالرضوان حی علیؑ بالغفران ، وھب لی حدة النظر ، وھب لعلی البأس والظفر-

”میں زرف (براق) پر ہوا میں سوار ہوا، اور آسمان پر علیؑ کا کلام سنا ، مقام سدرۃ المنتہیٰ پر میں مورد سوال قرار پایا اور مقام اعلیٰ پر مجھ سے علیؑ کے بارے میں پوچھا گیا، میں لوگوں کے لیے نذیر (ڈرانے والا) بنا کر بھیجا گیا ہوں جبکہ علیؑ علیہ السلام کو شجاعت و شمشیر عطا ہوئی ہے“

”مجھے بہشت کے بلند ترین مقام کی خوش خبری دی گئی ، میں نے خدا سے

العلمین وکسر اصنام المشرکین ، واخرج بذلك الظالمین ،
ابراہیم صفوة اللہ والمرسلین وانا صفوة ابراہیم واسماعیل ،
خصنا اللہ بالتفضیل ، وطهرنا بالتنزیہ عن فعل الحطالین ، عجنبت
انا وعلی من طین سکت انا وعلی فی ظهور المؤمنین -

”میں ہدایت کا دروازہ ہوں اور علیؑ تقویٰ کا ، خدا کا گروہ میرا گروہ اور
میرا گروہ علیؑ کا گروہ ہے، میرے بعد علیؑ اولاد اسماعیل سے چنے گئے کہ
جنہوں نے حضرت ابراہیمؑ ظلیل کی دعوت پر سب سے پہلے لبیک کہا اور
بتوں کی پرستش سے دوری اختیار کی۔ وہ رب العلمین سے کئے ہوئے عہد
و پیمان پر ثابت رہے اور مشرکین کے بتوں کو توڑا، اس طرح سے انہوں
نے تم کاروں کو خانہ خدا سے باہر دھکیلا، حضرت ابراہیم علیہ السلام خدا اور
پیغمبروں کے منتخب شدہ ہیں اور میں حضرت ابراہیم اور اسماعیلؑ کا منتخب
شدہ ہوں، اللہ تعالیٰ نے مجھے فضیلت دے کر امتیاز بخشا ہے اور غلط
کاموں سے دوری اختیار کرنے کی وجہ سے مجھے پاکیزہ کیا ہے۔ میں اور
علیؑ ایک ہی طینت سے بنائے گئے ہیں، میں نے اور علیؑ نے مومنین کے
صلوں میں سکونت اختیار کی ہے“

انا حجة اللہ علی حجتی ینطق علی جنانی ویخاطب علی
لسانی لایشتبہ علیہ ظلمة من الظلمات ، ولایبلی فی دینہ
بآفة من الآفات وھب لی علم مشکلات ، وھب لعلی
المعضلات ، ربیت فی حجر ابی علی ، وربی علیؑ فی
حضنی وربی فی مہدی وحجر و نشافی صدری۔

”میں حجت خدا ہوں اور علیؑ میری حجت ہیں، وہ میرے دل کی باتیں کرتا

ہے اور میری زبان سے بولتا ہے، تاریکیاں اس کے لیے اشتباہ کا باعث
نہیں ہیں اور اس کا دین آفتوں سے بوسیدہ نہیں ہوتا، مشکلات کا علم مجھے
عطا ہوا اور علیؑ کو پیچیدہ امور کا علم عطا ہوا، میں علیؑ کے والد گرامی کے دامن
محبت میں پروان چڑھا اور علیؑ نے میرے دامن محبت میں پرورش پائی، وہ
میرے گوارہ محبت میں پلا بڑھا اور میرے سینہ میں رشد پائی“

علیؑ کی تعریف رسول خدا کی زبانی

وسبق الناس کلہم الی امری ، فرح بالرضوان وحیی
بالغفران ، واعد بالجنان من قبل ان یومن انسان ، یضرب
بحدلی ویفخر بحدی ویسطو لبسعدی ، سلام و صنوی
عالم حاکم صابر صائم لایشقلہ الدنیا عن الذکر ولاینقطع
عند المصائب دائم الفسکر ، حدید النظر عظیم الخطر ، علی
الخبر صبور وقور ذکور شجاع اذا قلت الابطال وھب
نفسہ فی یوم النزال فی سورة القتال ما انحدل قط عنی
ولاوقف بمحال عنی ، تقی تقی رضی سخی ولی سنی
رکبی مضی۔

”اس (علیؑ) نے میری پیغمبری قبول کرنے میں تمام لوگوں پر سبقت
حاصل کی، رضوان الہی کے ہمراہ خوش ہوا، اسے غفران عطا ہوئے، اور
بہشت کا اس سے وعدہ کیا گیا قبل اس کے کہ کوئی شخص ایمان لے آئے“
”وہ تلوار چلاتا ہے، میرے جد پر فخر کرتا ہے اور میری آرزو و تمنا کے
مطابق حملہ آور ہوتا ہے“

”وہ غضب ناک شیر، برادر مہربان، دانشور، منصف، صابر اور ایسا روزہ دار

ہے کہ دنیا سے یاد خدا سے غافل نہیں کرتی، مشکلات کے وقت یاد خدا سے بے خبر نہیں ہوتا، وہ ہمیشہ غور و فکر میں رہتا ہے، وہ تیز بین دقت نظر ہے اور بلند مقام پر فائز ہے۔ وہ خیر میں صابر ہے، وہ باوقار اور زیادہ ذکر کرنے والا ہے، وہ پہلوانوں کی کمی کے باوجود ایسا دلیر ہے کہ جنگ و جدال کے روز شدت جنگ کے باوجود اپنی جان کی بازی لگائی اور مجھ سے ہرگز دست بردار نہ ہوا، وہ ایک جگہ پر کھڑا نہیں ہوا (بلکہ میرے ارد گرد پروانے کی طرح گھومتا رہا) وہ پاک دامن، پاکیزہ، خوشنود و مسرور، سخاوت میں دوست، بلند تر، صاحب لیاقت، اور صاحب عزم و ارادہ ہے“

علیٰ اشبه الناس اذا قضى بنوح حکما ، ويهود حلاماً
وبصالح عزمًا و بابرہیم علماء، و با سماعیل صبرًا،
و باسحاق ازرا، و بیعقوب مصائبًا و بیوسف نکذیبًا،
محسود علی مواہب اللہ ، معاند فی دین اللہ۔

”علیٰ لوگوں کے درمیان قضاوت کرنے میں حضرت نوح کی مانند، علم میں حضرت ہود کی طرح، عزم و ارادہ میں حضرت صالح جیسا، علم و دانش میں حضرت ابراہیم کی طرح، صبر میں حضرت اسماعیل کی مانند، تعاون میں حضرت اسحاق کے مشابہ، مصائب میں حضرت یعقوب کی طرح اور جھٹلائے جانے میں حضرت یوسف کی مانند ہوں، خدا کی طرف سے عطا شدہ نعمتوں کی وجہ سے علیٰ سے حد کیا گیا اور دین خدا میں ان سے دشمنی برتی گئی“

اشیہ شیخ بالکلیم زہدا، وبعیسی بن مریم رشدًا، و بی
خلقا و خلقا، جمیل من الطوراق لطیف من البواتق جدام

البواتق عدو المنافق ، لكل خیر موافق و لكل مضارق
ملکوتی القلب سماوی اللب، قدسی الصحبة یحب الزب۔
”وہ زہد و تقویٰ میں حضرت موسیٰ کی طرح رشد و ہدایت میں عیسیٰ بن مریم
کی مانند اور خلق و خو کے لحاظ سے میرے مشابہ ہے، وہ ناگہانی حوادث و
آفات میں بھی اچھی طرح سے پیش آتا ہے اور مشکلات میں مہربان ہے،
وہ مشکلات کو ختم کرنے والا ہے، وہ ہر منافق کا دشمن ہے، ہر اچھائی کے
موافق ہے اور ہر برائی سے علیحدہ ہے، وہ قلب الہی و ملکوتی اور عقل و خرد
آسمانی کا مالک ہے، وہ ہم نشین و ہم محفل قدسی اور پروردگار کا دست ہے“
مناجز مبارز غیر فشل ولا عاجز، نبت فی اعراقی و غذی
باخلاقی و بارز با سیافی، عدوہ عدوی ، و ولیہ ولی
وصقیہ صفتی ، سرادق الائمة ، و باب الحکمة، و میزان
العصمة لایحبه الامومن نقی، و یبغضه الامنافق سقی۔

”وہ ایسا جنگ جو اور مبارز ہے کہ ہرگز جنگ میں سستی و عاجزی کا شکار
نہیں ہوتا، اس کی پرورش میری رگوں سے ہوئی ہے اور میرے اخلاق اس
کی غذا ہے، اس نے میری تلواروں سے جنگ لڑی ہے، اس کا دشمن میرا
دشمن، اس کا دوست میرا دوست اور اس کا منتخب شدہ میرا منتخب شدہ ہے،
وہ امت کا ساتبان، حکمت کا دروازہ اور عصمت کی میزان ہے اس سے
محبت نہیں رکھتا سوائے پاک و پاکیزہ مومن کے اور اس سے دشمنی کوئی نہیں
کرتا سوائے بد بخت منافق کے“

حییب نجیب وجیہ عند اللہ معظم فی ملکوت اللہ ، لم یزل
عند اللہ صادقاً و بسبیل الحق ناطقاً الحق معہ و فیہ لایزیالہ

یستبشر بذكره المؤمنین ویسی بذكره المنافقون ویمقته القاسطون، ویبغضه الفاسقون ویستأه المارقون منی مبدأه والی متہاء، وفی الفردوس من مشاوا، وفی علیین ماواہ کریم فی طرفہ، مہول فی عطفہ، سراج وخلقہ معصوم الجناب طاهر الاثواب، تقی الحركات کثیر البرکات، زائد الحسنات، عال علی الدرجات فی الیوم الہبات۔

مہذب نجیب مجلب مطیب ادیب مؤدب مستأسد محرب حیدرۃ قسورۃ قراب غلاب وھاب وثاب۔

”وہ بارگاہ خداوندی میں منتخب شدہ اور آبرو مند ہے، ملکوت الہی میں صاحب عظمت ہے، خدا کے نزدیک وہ ہمیشہ سچ گو ہے، حق ہمیشہ اس کے ساتھ اور اس میں ہے اور وہ اس سے ہرگز تجاوز نہیں کرے گا۔ مومنین اس کی یاد سے خوش و خرم اور منافقین و کفار کے ہوتے ہیں۔ حق سے دور رہنے والے ستم گار اس سے دشمنی کرتے ہیں، گناہ گار فاسقین اس سے کینہ و حسد رکھتے ہیں، مرتد اور گمراہ لوگ اس سے برا سلوک کرتے ہیں۔ اس کی ابتداء مجھ سے اور اس کی انتہاء مجھ پر ہے، اس کا مقام بہشت ہے اور ٹھکانہ اعلیٰ علیین پر ہے اس کی نگاہ کریمانہ اور اس سے روگردان ہونا خوف ناک ہے، وہ خلق و خو میں چراغ کی مانند ہے، اس کا آسانہ و درگاہ لغزش ناپذیر ہے، اس کے کپڑے طاہر اور حرکات پاکیزہ ہیں، وہ بہت زیادہ برکتوں اور فراوان نیکیوں کا مالک ہے۔ جس دن تمام لوگ پستی کی طرف جائیں گے وہ بلند درجات کی طرف پرواز کرے گا“

”وہ عیبوں سے پاک و پاکیزہ، بزرگوار، چمپا ہوا، خوش خود با مردت، نکتہ

سج تربیت شدہ، شیر کی مانند، کار آموزہ، محرب، پھاڑنے والا شیر، بہت زیادہ مارنے والا، بہت زیادہ غالب آنے والا، بہت زیادہ بخشنے والا اور بہت محبت و خیر کرنے والا ہے“

اولکم سبقاً، واولکم خلقاً، صاحب سرّی المکتوم و جہری العلوم، وامری المبروم، طویل الباع عبل الذراع، کشف القناع، فی یوم القناع ادیب لیبب حسیب نسیب، من ربہ فی المنزلۃ قریب، غضنفر فرغام ماجد ہوام مبارز قماقم غذا فرہشام لیث ہمہام۔

”وہ آپ میں سے سب سے پہلا شخص ہے جس نے اسلام قبول کیا، آپ میں سے پہلے خلق کیا گیا، اس کے پاس میرے چچے ہوئے راز، میرے آشکار علوم اور میرے حتی و یقینی امور ہیں“

”وہ طاقتور شخص، مضبوط بازوؤں کا مالک اور حالت کارزار میں زرارہ کو اتار پھینکنے والا ہے۔ وہ نکتہ دان، ہشیار اور صاحب و نسب ہے اور مقام و مرتبہ میں اپنے پروردگار کے نزدیک ہے، وہ چیرنے پھاڑنے والا شیر، تمام شیروں پر غالب آنے والا، بہت بڑا مبارز، جوان مرد شیر اور بہادر و دلیر ہے“

به اسکن اللہ الرعب فی قلوب الظالمین، و اوحی الی ان الرعب لایسکن لعلی قلبا، و لایمازج له لبا، خلقه اللہ من طیتی و زوجہ ابنتی و حرمتی، و اقام معی بستی، و او، ضح بہ محبتی، و انار بہ ملکی، و هو المحنۃ علی امتی، و اسانی بنفسہ لیلۃ الرقد علی فراشی، و ردما اخذہ عدوی منی قہراً، اربیت فی بیت ائمۃ فاطمۃ بنت اسد و حجر ہا و حضنہا، و ربی علی بیتی و حجری و حضنی،

تولیت تربیتہ، وتولت خدیجہ کفالتہ من غیر اضاع
ارضعتہ، تابعت منه الحکم، وتقارنت انا وهو فی العدم
محبة الارسعہ الارم، وهو صاحب لوائی والعلم، مارأی
قط ساجد الصتم، ماثبت لی فی مکان قدم الآ ولعلی ید
وقدم، آمن من غیر دعوة برساتی -

”اللہ تعالیٰ نے اس کے وسیلہ سے عالموں اور ستم گروں کے دلوں پر رعب
ڈالا، اللہ تعالیٰ ہمیرے اوپر وحی نازل فرمائی کہ علیؑ کے دل میں خوف نام
کی کوئی چیز نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے میری طینت سے خلق فرمایا اور
میری بیٹی اس کی بیوی بنائی، اس نے میرے ساتھ مل کر میری سنت کو قائم
کیا اور اس کے وسیلہ سے میری حجت اور میری بادشاہت کو آشکار کیا“

”وہ میری امت کی آزمائش کا وسیلہ ہے، میرے بستر پر سو کر اس نے اپنی
جان کی پرواہ کیے بغیر میری مدد کی، اس نے دشمنوں سے میری وہ تمام
چیزیں واپس لیں جو انہوں نے بزور مجھ سے چھین رکھی تھیں، میری تربیت
اس کی ماں فاطمہ بنت اسد کے گھر میں ہوئی ہے اور علیؑ کی تربیت میرے
داں میں میرے گھر میں ہوئی ہے، اس کی تربیت کا کام مجھے سونپا گیا
، خدیجہ نے دودھ پلائے بغیر اس کی سرپرستی کی۔ ہمیشہ اس سے حکم و فرمان
صادر ہوا، میں جہاں عدم میں اس کے ساتھ مقرون ہوا، اس کے محبت تمام
امتوں میں سے سعادت مند ترین لوگ ہیں، میرے پرچم اور علم کا مالک وہ
ہے، ہرگز نہیں دیکھا گیا کہ اس نے کسی بت کے سامنے سر جھکایا ہو،
میرے پاؤں کسی بھی ایسی جگہ پر نہیں آئے مگر یہ کہ وہاں پر علیؑ نے ہاتھ اور
پاؤں نہ رکھا ہو، اس نے دعوت کے بغیر میری رسالت پر ایمان لایا۔

بعثت یوم الاثنين ضحوة، وصلی علیؑ فی یومہ معی صلاة
الزوال، واستكمل من نوری ماكمل به الانوار، قدرہ اعظم
الاقدار، آنسنی فی ظهور الآباء الزاکیات وقارنتی فی
الواعیة الطاهرات، وکتب اسمه واسمی علی السرادفات
وفی السموات فعلی شقیعی من ظہر عبدالمطلب الی
السمات وحدثی فی جوار الله والغرافات -

”میں بروز پیر ظہر کے وقت رسالت پر مبعوث ہوا، علیؑ نے اسی روز میری
اقداء میں نماز ظہر بجالائی، اس نے جس طرح سے چاہا میرے نور سے
انوار کو مکمل کیا، اور اس کی قدر و منزلت عظیم ترین قدر و منزلت ہے“

”وہ مومن پاک سرشت صلہوں اور پاک دامن ماؤں کے رحموں میں
میرے نزدیک تھا، اس کا اور میرا نام آسمان میں خدائی پردوں پر لکھا ہوا
ہے اس بناء پر علیؑ حلب عبدالمطلب سے لے کر وفات تک میرا بھائی ہے،
وہ پناہ الہی اور بہشتی جہروں میں مجھ سے ہم کلام ہوا ہے“

اللهم وال من والاه وعاد من عاداه، خصه الله بالعلم والتقى
، وحببه الی اهل الارض والسماء وجعل فیہ الورع والحیاء
، وحببہ الخوف والردی، وفرض ولايته علی کل من فی
الارض والسماء، فمن احبه فقد احببني، ومن ابغضه
فقد ابغضني، ومن ابغضني فقد ابغض الله۔

”اے معبود! جو اسے دوست رکھتا ہے، اسے تو دوست رکھ اور جو اس سے
دشمنی کرتا ہے تو بھی اس سے دشمنی رکھ، اللہ تعالیٰ نے علم و دانش اور پاک
دامنی کی وجہ سے اسے امتیاز بخشا ہے، زمین اور آسمان پر رہنے والوں کے
دلوں میں اس کی محبت ڈالی ہے، حیا و پرہیزگاری کو اس میں رکھا ہے اور

خوف و ذلت سے اسے دور کیا ہے، زمین و آسمان کے باسیوں پر اس کی ولایت کو قبول کرنا لازم قرار دیا ہے۔ پس جو کوئی بھی اسے دوست رکھتا ہے میں اسے دوست رکھتا ہوں اور جس کسی نے بھی اس کے ساتھ دشمنی کی، اس نے میرے ساتھ دشمنی کی، اور جس نے میرے ساتھ دشمنی کی، اس نے خدا سے دشمنی کی ہے“

علیٰ خزائنہ علمی، و وعاء حلمی، و منتہی ہمتی، و کاشف غمی فی حیاتی و مفلسی بعد مماتی، و مونس فی اوقاتی، علیٰ غاسلی اذا قبضت، و مدرجی فی اکفانی اذا لتواریت، علیٰ اول من یصلی علی من البشر، و مہدی فی لحدی اذا حضر، علیٰ یحکیتی فی الشدائد، و یحمل عنی الاوابد، و یدافع عنی بروحہ المکائد، لایؤذینی فی علی الا حاسد، و لایرد فضلہ الا شقی جاحد۔

”علیٰ میرے علم کا خزانہ، میرے حلم کا ٹھکانہ اور میرے قصد و ارادہ کی انتہاء، وہ دوران زندگی میرا غم خوار اور وفات کے بعد مجھے غسل دینے والا ہے، وہ زندگی میں میرا مونس ہے اور موت کے بعد مجھے غسل و کفن دینے والا ہے، انسانوں میں سے علیٰ سب سے پہلے مجھ پر نماز پڑھے گا اور مجھے لحد میں اتارے گا، وہ مشکلات میں میری حمایت کرتا ہے اور بد خواہوں کے مکر و فریب کو مجھ سے دور کرتا ہے، وہ جان پر کھیل کر دشمنوں کے حیلوں کو مجھ سے دور رکھتا ہے، علیٰ کی وجہ سے حاسد کے علاوہ کوئی بھی مجھے اذیت و آزار نہیں پہنچاتا اور شقی و بد بخت کے علاوہ کوئی بھی اس کے فضائل کا انکار نہیں کرتا“

اس کے بعد رسول خدا نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور فرمایا:

اللہم انک قربتی باحب الخلق الیک واعزمہم عندی و اوفاهم بذمتی و اقربہم قرابۃ الی و اکرمہم فی الدنیا و الآخرة علی۔
”اے میرے معبود! تو نے مجھے ایسے شخص کے ساتھ ملایا ہے جو مخلوق میں تیرے نزدیک محبوب ترین اور میرے نزدیک ان میں سب سے زیادہ ارادہ کرنے والا ہے، وہ میرے ساتھ ان میں سے زیادہ وعدہ وفا کرنے والا، رشتہ داری میں ان میں سب سے زیادہ قریب ہے اور دنیا و آخرت میں سب سے زیادہ میرے نزدیک گرامی تر و باعزت ہے۔“

اپنا چہرہ مبارک علیٰ کی طرف کر کے فرمایا:

ادن منی یا ابا الحسن! حی الناس بالاشکال و القرباء و حبانی ربی بک لآنک صفاۃ الاصفیاء بک یسعد من سعد، و بک یشقی من شقی، انت خلیفتی فی اہلی، وانت المشتمل بفضلی، و المقتدی بہ بعدی، اذن منی یا اخی۔
”اے ابو الحسن! میرے نزدیک آؤ، لوگ اپنے ہی جیسوں کے قریب ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہارے نزدیک کیا ہے، کیونکہ برگزیدہ شدہ لوگوں میں سے تمہیں انتخاب کیا ہے، نیک بخت تمہارے سبب سے نیک بخت ہوگا، اور بد بخت تمہارے سبب سے بد بخت ہوگا، میرے خاندان میں سے تو میرا جانشین ہے، میری تمام فضیلتیں تمہارے شامل حال ہیں اور تو میرے بعد لوگوں کا مقتدی ہے اے میرے بھائی میرے نزدیک آؤ۔“

اس دوران علی مرتضیٰ علیہ السلام مصطفیٰ کے قریب گئے اور اپنے آپ کو آنحضرت کے

اوپر گرا دیا، رسول خدا نے اپنے بھائی علی کو اپنے سینے کے ساتھ لگائے ہوئے فرمایا:

مؤکف کہتا ہے: تاریخ بلاذری، سلامی اور کچھ دوسری تواریخ میں روایت نقل ہوئی ہے کہ ابن عباس اور کچھ دوسرے افراد نے کہا:

جب آیہ شریفہ ”إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ“ تمام مومنین آپس میں بھائی بھائی ہیں“ سورہ حجرات آیہ ۱۰) نازل ہوئی تو رسول خدا نے تمام ہم مزاج لوگوں کے درمیان صیغہ اخوت پڑھا۔

اس بناء پر حضرت ابوبکر و عمر، حضرت عثمان و عبدالرحمن، سعد بن وقاص و سعید بن زید، طلحہ و زبیر، ابی عبیدہ و سعد بن معاذ، مصعب بن عمیر، ابو ایوب انصاری، ابو ذر و ابن مسعود، سلمان و حدیفہ، حمز و زید بن حارثہ، ابو درداء و بلال، جعفر طیار و معاذ بن جبل اور مقداد و عمار آپس میں بھائی بھائی بن گئے“

دوسری طرف عائشہ و حفصہ، زینب بن جحش و میمونہ اور ام سلمہ، صفیہ آپس میں بہنیں بہنیں بن گئیں۔

آنحضرت نے مقام و مرتبہ کے اعتبار سے تمام اصحاب کے درمیان صیغہ اخوت جاری کیا، اس کے بعد فرمایا:

انت اخي وانا اخوك يا علي!

”اے علی! تو میرا بھائی اور میں تیرا بھائی ہوں“

(امالی طوسی صفحہ ۵۸۷، جلد ۳، تفسیر برہان، جلد ۳ صفحہ ۲۰۷، جلد ۱)

علی کا دعویٰ سلونی اور جبرئیل کا سوال کرنا

(۶۹-۸۸۶) شیعہ علماء سے نقل ہوا ہے کہ ایک دن حضرت امیر المومنین علی علیہ

السلام نے مسجد بصرہ کے منبر پر خطاب کے دوران فرمایا:

سلونی قبل ان تفقدونی

”میرے فقدان سے قبل جو کچھ مجھ سے پوچھنا چاہتے ہو پوچھ لو“

يا ابا الحسن! ان الله خلقكم من انوارى كذاك وافق سرک اسرارى وضميرك اضمارى تطاع روحى نروحك شهد الله لذلك والغائزون والصابرون وجملة العرش اجمعون، يشهدون بامتزاج ارواحنا اذكنا من نور واحد، قال الله تعالى: وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا۔ (سورہ فرقان آیہ ۵۳)

کفناک یا علی! من نفسک علم اللہ فیک، وکفانی منک علمی فیک، وکل قرین ینعرف بقربینہ وانصرف البنی معی“

”اے ابا الحسن! خدا نے تمہیں میرے انوار سے خلق فرمایا ہے، تیرے راز اور ضمیر کو میرے اسرار اور بھیدوں کے مطابق قرار دیا ہے کہ تیرا روح تمہارے روح سے مطلع ہے، اللہ تعالیٰ نے اس بات پر گواہی دی ہے، اسی طرح تمام کے تمام کامیاب ہونے والوں، مبر کرنے والوں اور عرش کو اٹھانے والوں نے ہماری روحوں کے امتزاج کی گواہی دی ہے کیونکہ ہم ایک ہی نور سے تھے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”اور وہ وہی ہے جس نے پانی سے انسان کو پیدا کیا اور پھر اس کو خاندان

اور سرال والا بنا دیا اور آپ کا پروردگار بہت قدرت والا ہے“

اے علی! آپ کے لیے بس یہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے نفس سے آگاہ ہے، اور میرے لیے صرف یہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے نفس سے آگاہ ہے، اور میرے لیے صرف یہی کافی ہے کہ میں تیرے مقام و مرتبہ سے آگاہ ہوں، ہر کوئی اپنے ہم نشین کی طرف پلٹے گا اور علی پیغمبر خدا کی طرف جائے گا۔ (بیچ الایمان صفحہ ۴۱۳)

ایک شخص کھڑا ہو کر سوال کرتا ہے، اے امیر المومنین! اس وقت جبرئیل کہاں پر ہے؟ حضرت نے آسمان کی طرف نگاہ دوڑائی، پھر اپنے دائیں بائیں دیکھا اور فرمایا: تم جبرئیل ہو، اس وقت اس نے پرواز کی اور مسجد کی چھت میں شکاف کرتا ہوا چلا گیا، یہ واقعہ دیکھ کر لوگوں نے فریاد اللہ اکبر بلند کی اور کہا: اے امیر المومنین! آپ کو کہاں سے معلوم ہوا کہ وہ جبرئیل ہے؟

امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا:

لَمَّا نَظَرْتُ إِلَى السَّمَاءِ خَرَقَ نَظْرِي أَطْبَاقَ السَّمَاوَاتِ حَتَّى
الْعَرْشِ وَالْكَرْسِيِّ فَمَا رَأَيْتُهُ، وَنَظَرْتُ الْأَرْضَ كُلَّهَا فَلَمْ أَرَهُ
فَعَلِمْتُ أَنَّهُ جِبْرَائِيلُ -

”جب میں نے آسمان کی طرف دیکھا تو میری نگاہ نے تمام طبقات آسمان حتیٰ کہ عرش و کرسی تک کی مسافت طے کی، لیکن اسے نہ دیکھا، پھر زمین کے تمام گوش و کنار میں دیکھا، اسے نہ پایا تو میں سمجھ گیا کہ جبرئیل

یہی ہے“ (الانوار العمانية جلد ۱ صفحہ ۳۲)

بہشتیوں کا دوزخیوں کے لیے دعا کرنا

(۷۰-۸۸۷) فرات کوئی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ سلیمان دہلی کہتے ہیں:

میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا، میری حاضری کو تھوڑا سا وقت نہ گذرا تھا کہ میں نے لبیک کی ایک آواز سنی، اچانک حضرت علی کا وجود مقدس ظاہر ہوا، اس دوران رسول خدا ان کی طرف بڑھے اور ان سے اس طرح سے گلے ملے کہ ان کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی پھر اپنا رخ انور علی علیہ السلام کی طرف کرتے ہوئے فرمایا:

يا على! اتى سأل الله ان يجعلك معي في الجنة فضعل،

وسألته ان يزيدي فزادني زوجتك، وسألته ان يزيدي فزادني ذريتك، وسألته ان يزيدي فزادني محبيك فزادني من غير ان استزيدة محب محبيك -

”اے علی! میں نے بارگاہ خداوندی میں التجا کی ہے کہ وہ بہشت میں تجھے میرے ساتھ جگہ دے، اللہ تعالیٰ نے میری التجا قبول کی، میں نے پھر اللہ تعالیٰ سے اس سے زیادہ عنایت و لطف کی درخواست کی تو اس نے تیری ہمسرا کا اضافہ فرمایا، پھر مزید عنایت و کرم کی التجا کی تو اس نے تیری اولاد کا اضافہ فرمایا، میں نے کچھ مزید لطف و کرم کی درخواست کی تو اس نے تیرے دوستوں کا اضافہ کیا، پھر علاوہ اس کے کہ مزید لطف و کرم میں اضافے کی التجا کرتا، اس نے تیرے دوستوں کے دوستوں کو شامل کر دیا۔

حضرت امیر المومنین اس بات پر بہت خوش ہوئے اور حیرانگی کے ساتھ پوچھا! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! کیا میرے دوستوں کے دوست رکھنے والوں کو یہ عنایت و لطف شامل ہے؟

رسول خدا نے فرمایا: ”ہاں! یا علی! جب روز قیامت ہوگا میرے لیے ایک سرخ یا قوت سے بنا ہوا برتیا رکھا جائے گا جو ہرزہ زمر جہ سے مزین ہوگا، اس منبر کے ستر (۷۰) زینے ہوں گے ہرزینے کے درمیان اتنا سفر ہوگا جو ایک پانچ سالہ گھوڑا تین دن میں طے کرتا ہے“

میں اس منبر پر بیٹھوں گا، پھر اس پر چڑھنے کے لیے تجھے آواز دوں گا، جب تم جلالت و رعب کے ساتھ قدم اٹھاؤ گے تو لوگ تجھے دیکھنے کے لیے اپنی گردنیں لمبی کرتے ہوں گے: یہ آقا و سردار کوئی اس وقت پیغمبر اس وقت منادی حق عدا دے گا کہ وہ تمام اوصیاء کے آقا و سردار ہیں

دوزخی کہیں گے: پس اپنے پروردگار سے ہماری بخشش کی التجا کرو۔

اس وقت اہل بہشت ان کے لیے دعا کریں گے، انہیں دوزخ سے نکال کر بہشت کی طرف لائیں گے، وہ بہشت میں بغیر ٹھکانے کے عاجزی کے ساتھ گھومیں پھریں گے اور دوزخیوں کے نام سے معروف ہوں گے۔ ایسی زندگی گزارنے سے ناراحت ہو کر بہشتیوں سے کہیں گے:

تم لوگوں نے خدا کی بارگاہ میں دعا کی اور ہمیں دوزخ سے نجات دلائی،
اب یہ دعا کرو کہ خدا تعالیٰ ہمارا یہ نام ختم کرے اور ہمیں کوئی مسکن و محل
عطا کرے“

اسی وقت بہشتی ان کے حق میں دعا کریں گے، اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول فرمائے
گا اور ہوا کو وحی کرے گا کہ وہ بہشتیوں کے چہروں پر چلے، اس طرح سے وہ نام فراموش
کردیں گے، اور انہیں بہشت میں منزل و ٹھکانہ دیا جائے گا۔

اس بارے میں آیات نازل ہوئیں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

قُلْ لِلَّذِينَ آمَنُوا يَغْفِرُوا لِلَّذِينَ لَا يَرْحَمُونَ أَيَّامَ اللَّهُ لِيَجْزِيَ قَوْمًا
بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ..... سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ۔ (سورہ جاثیہ آیہ ۲۱ تا ۲۴)

”آپ صاحبان ایمان سے کہہ دیں کہ خدائی دنوں کی توقع نہ رکھنے والوں
سے درگزر کریں تاکہ خدا قوم کو ان کے اعمال کا کھلم بدلہ دے
سکے..... ان لوگوں نے نہایت بدترین فیصلہ کیا ہے“

(تفسیر فرات صفحہ ۳۱۱ جلد ۵۵۱، بحار الانوار جلد ۷ صفحہ ۳۳۳)

اصح بن نباتہ علی کی خدمت میں

(۸۸۸-۷۱) تفسیر فرات میں آیا ہے کہ اصح بن نباتہ کہتے ہیں:

میں نے ارادہ کیا کہ مولیٰ امیر المؤمنین علی علیہ السلام کی خدمت میں شرفیاب ہو کر

اس کے بعد تم منبر کے زینوں پر چڑھو گے اور میرے گلے آٹو گے، پھر تم میرا دامن
پکڑو گے اور میں خدا کا دامن کبریائی ہاتھ میں لوں گا، تیرے بیٹے تیرا دامن حق اور تیرے شیعہ
تیرے بیٹوں کا دامن تمہاں ہوں گے اور حق کے ساتھ بہشت کی طرف روانہ ہوں گے۔

جس وقت آپ ترم بہشت میں داخل ہوں گے اور اپنی ازواج کے ساتھ اپنے
محللات میں جائیں گے تو اللہ تعالیٰ دوزخ کے مالک فرشتے کو امر کرے گا کہ جہنم کا دروازہ
کھول دو تاکہ میرے دوست دیکھ لیں، میں نے اپنے دشمنوں کے مقابلے میں ان پر کس قدر
فضل و کرم کیا ہے اور انہیں بلندی عطا کی ہے۔

دوزخ کے دروازے کھل جائیں گے اور دوزخی سراٹھائیں گے، جب عطر بہشت
کی لوح ان کے مشامور کندہ کی گئی تو وہ کہیں گے:

”اے مالک جہنم! کیا خداوند متعال ہمارے عذاب میں تخفیف کرنا چاہتا

ہے، کہ ہم بہشت کی خوشبو سونگھ رہے ہیں؟“

مالک دوزخ ان سے کہے گا: بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے اوپر وحی بھیجی ہے کہ
میں جہنم کے دروازے کھول دوں، تاکہ اولیاء خدا اس میں جھانک سکیں۔

دوزخی سراٹھا کر بہشتیوں سے کہیں گے: اے فلاں شخص! کیا تم دنیا میں بھوکے نہ

تھے کہ ہم نے تمہیں کھلایا تھا؟

دوسرا کہے گا: اے فلاں شخص! کیا تم دنیا میں بنگے نہ تھے کہ میں نے تمہیں لباس دیا تھا؟

کوئی اور کہے گا: اے فلاں شخص! کیا تم دنیا میں خوف زدہ نہ تھے کہ میں نے

تمہیں پناہ دی تھی؟

کوئی اور کہے گا: اے فلاں شخص! کیا تم وہی نہیں ہو، جس نے اپنے تمام راز مجھے

بتائے اور میں نے انہیں پہنا رکھا؟

بہشتی کہیں گے: ہاں، ایسا ہی ہے۔

سلام و آداب عرض کروں، تھوڑا سا وقت گذرا تھا کہ میرے آقا و مولیٰ باہر تشریف لائے، میں کھڑا ہوا اور آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ تشریف لائے اور اپنا دست مبارک میرے ہاتھ میں دیا، انگلیوں میں انگلیاں ڈالیں اس کے بعد فرمایا:

”اے اصغ بن نباتہ!“

میں نے عرض کیا: ہاں یا امیر المومنین!

آپ نے فرمایا:

ان ولینا ولی اللہ، فاذا مات کان فی الرفیق الاعلیٰ، وسقاء من نہر ابرد من الثلج واحلی من الشہد۔

”بے شک میرا دوست خدا کا دوست ہے، جب وہ دنیا سے جائے گا تو اعلیٰ علیین میں مقام پائے گا، وہ اسی نہر سے پانی پیئے گا جس کا پانی برف

سے زیادہ ٹھنڈا اور شہد سے زیادہ شیریں ہوگا“

میں نے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں، اے امیر المومنین! اگرچہ آپ کو چاہئے

والا گناہ گار ہی کیوں نہ ہو؟

آپ نے فرمایا: ہاں کیا آپ نے قرآن نہیں پڑھا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

قَوْلِكَ يَبْدُلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا۔

(سورہ فرقان آیہ ۷۰)

”پس وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو حسنات میں تبدیل کر دے

گا اور خدا بہت زیادہ بخشنے والا اور مہربان ہے“ (تفسیر فرات صفحہ ۲۹۳ جلد ۳۹۶)

مذکورہ حدیث کے آخر میں آیا ہے کہ

يا اصغ إن ولینا لولعی اللہ من الذنوب مثل زید الجر ومثل

عدد الرمل لغفرها اللہ، ان شاء اللہ تعالیٰ

اے اصغ اگر ہمارا دوست، خدا کے ساتھ اسی حالت میں ملاقات کرے کہ اس کے گناہ سمندر کی جھاگ اور ریت کے ذرات کے برابر ہوں، خدا سے بخش دے گا انشاء اللہ) فرشتے علی علیہ السلام کی زیارت کے مشتاق ہیں

(۷۲-۸۸۹) تفسیر امام حسن عسکریؑ میں مذکور ہے کہ حضرت نے اپنی گفتگو کے دوران فرمایا:

رسول خدا نے اپنے بعض ارشادات میں فرمایا:

ان الملائكة اشرفها عند الله اشدحبا لعلی بن ابی طالب السلام

”بے شک اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شریف ترین فرشتے وہ ہیں، جو علی بن

ابی طالب سے شدید ترین محبت رکھتے ہیں“

وہ قسم جو فرشتے ایک دوسرے کے سامنے کھاتے ہیں، وہ اس طرح سے ہے:

والذی شرف علیاً علیہ السلام علی جمیع الوری بعد محمد المصطفیٰ۔

”اس خدا کی قسم! جس نے محمد مصطفیٰ کے بعد علی مرتضیٰ کو تمام لوگوں پر فوقیت بخشی ہے“

ایک اور مقام پر فرمایا:

ان ملائكة السماوات والحجب يشتاقون الی رؤیة علی بن

ابی طالب کما تشتاق الوداة الشفیقة الی ولدھا البار الشفیق۔

”بے شک آسمانوں اور حجب کے فرشتے اس طرح سے علی بن ابی طالب کے

دیدار کے مشتاق ہیں جس طرح سے ایک شفیق ماں اپنے بچوں کو دیکھنے کی تڑپ

رکھتی ہے“ (تفسیر امام حسن عسکریؑ صفحہ ۳۵۲، بحار الانوار جلد ۹ صفحہ ۳۸۶، جلد ۳۹ صفحہ ۱۰۵)

اختتامیہ

اس صفحے کے آخر میں کچھ مفید مطالب بیان کرتے ہیں۔

علیٰ اور عمار اچانک غائب ہو گئے

(۵۵-۸۷۲) علامہ مجلسی (قدس سرہ) بحار الانوار میں تحریر فرماتے ہیں کہ علماء حنفیہ میں سے کسی ایک سے روایت نقل ہوئی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے:

ایک دن عجمان امیر المومنین علیہ السلام جامع مسجد کوفہ میں مل بیٹھے تو حضرت نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس دوران حضرت نے اپنے دست مبارک سے ہوا کی طرف اشارہ کیا اور سخت لہجے میں گفتگو فرمائی۔

اچانک بادل کا ایک ٹکڑا حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے ہمراہ لے کر اس پر سوار ہوئے اور وہاں سے غائب ہو گئے، تھوڑی دیر گزرنے کے بعد آپ واپس تشریف لے آئے۔

امیر المومنین علی علیہ السلام منبر پر تشریف فرما ہوئے اور خطبہ شمشعہ ارشاد فرمایا۔ لوگوں نے آنحضرت سے کہا: یا امیر المومنین! اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس قدر واضح و آشکارا طاقت و قوت عطا فرمائی ہے اس کے باوجود معاویہ سے جنگ لڑنے کے لیے لوگوں کو بلاتے ہیں؟

آپ نے فرمایا:

ان الله تعبدهم بمجا هدة الكفار والمنافقين والناكثين والقاسطين والمارقين - والله لوشئت لمددت يدي هذه القصيرة في ازمناكم هذه الطويلة، وضربت بها صدر معاوية بالشام، واخذت بها من شاربهم - او قال: من لحيتهم۔

”بے شک اللہ تعالیٰ نے کفار، منافقین، ناکثین، قاسطین اور مارقین کے ساتھ جنگ و جہاد کے ذریعے انہیں اپنی بندگی کی ترغیب دلائی ہے۔

”خدا کی قسم! اگر میں چاہتا تو اپنا چھوٹا سا ہاتھ اس وسیع و عریض زمین پر دراز کرتا اور شام میں معاویہ کے سینے پر دے مارتا اور اس کی مونچھوں یا

داڑھی کے بال اکھاڑ نکالتا“

اس دوران امیر المومنین علی علیہ السلام نے اپنا دست مبارک دراز کیا، جب واپس کھینچا تو آپ کے ہاتھ میں بہت زیادہ بال تھے۔

کچھ مدت کے بعد شام سے خبر ملی کہ جس روز علی علیہ السلام نے اپنا دست مبارک دراز کیا تھا، معاویہ اپنے تخت سے نیچے گر کر بے ہوش ہو گیا تھا، جب اسے ہوش آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کی مونچھوں اور داڑھی کے بال اکھڑے ہوئے ہیں۔

(نوادیر العجرات صفحہ ۳۳، عیون العجرات صفحہ ۳۷، مدنیہ المعاجز جلد ۱ صفحہ ۲۷۶)

سورہ فتح کی آیت ۲۹ کس کے بارے میں نازل ہوئی؟

(۵۶-۸۷۳) کتاب کثر الفوائد میں مذکور ہے:

شیخ الطائفہ اپنے سلسلہ سند کے ساتھ اخطب خوارزم اور وہ ابن عباس سے ایک حدیث مرفوعہ نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں:

کچھ لوگوں نے پیغمبر اکرمؐ سے پوچھا کہ آیہ شریفہ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ”اللہ نے صاحبان ایمان و عمل صالح سے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے“ (سورہ فتح آیہ ۲۹) کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے؟

پیغمبر خداؐ نے فرمایا:

جب روز قیامت ہوگا تو سفید نور کا ایک پرچم بلند ہوگا اور منادی فریاد کرے گا:

”اے مومنین کے آقا و مولیٰ! کھڑے ہو جائیں اور ان کے ہمراہ وہ لوگ

بھی آئیں، جو اعلان رسالت کے بعد محمدؐ پر ایمان لائے“

یہ اعلان سن کر حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام اپنے مقام سے روانہ ہوں گے، اور سفید نور کا وہ پرچم آپ کے حوالے کر دیا جائے گا، اس پرچم کے زیر سایہ مہاجرین و انصارین سے وہ لوگ اکٹھے ہوں گے، جنہوں نے اسلام قبول کرنے میں پیش قدمی کی، یہ

سرچشمہ علم علی کی ذات گرامی

اول کتاب ”صراط المستقیم“ اور ”الفضائل“ میں حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام کی فصاحت و بلاغت کے بارے میں کچھ مطالب مذکور ہیں، ہم یہاں پر ویسے ہی نقل کرتے ہیں:

مذکورہ کتاب کے مؤلف اپنی کتاب کی انیسویں فصل میں تحریر کرے ہیں کہ میں نے اس کتاب کی بارہویں فصل میں تذکرہ کیا ہے کہ تمام الہی دانشوروں کا سرچشمہ علم حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام کی ذات گرامی ہے اور تمام نے اپنے علوم آنحضرت سے حاصل کیے ہیں۔ کیا تم نے یہ نہیں سنا ہے کہ کاتب بنی امیہ عبدالحمید نے ابو مسلم کو وہ معروف خطوط لکھے، جنہیں اونٹ پر اٹھایا کرتا تھا، اس سے پوچھا گیا کہ تم نے ایسی بلاغت کہاں سے سیکھی ہے؟ اس نے کہا: میں نے یہ بلاغت اسماعیل بن ہاشم یعنی علی علیہ السلام کے خطبوں میں سے ایک ہزار خطبوں سے سیکھی ہے، وہ ایسی شخصیت تھے جو علم و دانش سے مملو تھے اور لوگوں میں اپنے علم کی روشنی پھیلاتے رہے۔

ابو عثمان عمرو بن حیا خط علم بلاغت و بیان کی کسوٹی ہے، اس نے زمام فصاحت اپنے ہاتھ میں لی اور اس میں تعریف کیا ہے، وہ علامہ دھر تھا، اس کے باوجود اس نے حضرت امیر خبر گیر کے کلمات میں سے سو (۱۰۰) کلمات جمع کیے، اس کی فکر و عقل حیران و پریشان ہو کر رہ گئی، وہ اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے کہتا ہے:

میں نے نے پراگندہ حکمتوں کے معانی اکٹھے کیے، جو مکارم اخلاقی انسانی پر مشتمل تھے ان میں سب سے پہلے کلمہ یہ ہے:

لو كشف الغطاء ما ازددت يقينا -

اگر تمام پردے ہٹ جائیں تو میرے یقین میں اضافہ نہیں ہوگا..... تا آخر ظاہری بات ہے کہ جب بھی کوئی شخص جسے ہدایت نصیب ہو یا جسے ہدایت

نصیب کی گئی ہے، کلام امام علیہ السلام میں غور و فکر کرتا ہے تو وہ دیکھتا ہے کہ خوبصورت الفاظ کو بہترین اسلوب میں ایسے ذکر کیا ہے جیسے گراں قیمت موتی ایک دھاگے میں پروئے گئے ہوں نہ تو زیادہ الفاظ استعمال ہوئے اور نہ ہی مشکل الفاظ کو کام میں لایا گیا، بلکہ ایسی عبارتیں جو پاک نفسوں اور نیک طبیعتوں کے لیے ان خوبصورت موتیوں سے کہیں زیادہ لذت بخش ہیں جو حسن کی وجہ سے دل میں گھر کر لیتی ہیں۔ (الصراط المستقیم جلد ۱ صفحہ ۲۳۱)

جاہظ اپنی کتاب ”البيان والتبيين“ کی پہلی جلد میں کہتا ہے:

علی بن ابی طالب علیہا السلام فرماتے ہیں:

قیمة کل امرء ما یحسن -

”ہر شخص کی قدر و قیمت اس کی نیکی کے مطابق ہے جسے وہ انجام دیتا ہے“

اس کے بعد جاہظ اضافہ کرتے ہوئے کہتا ہے: اگر اس کتاب میں اس کلام کے علاوہ اور کچھ بھی نہ ہوتا تو ہمیں ہر چیز سے بے نیاز کرنے کے لیے یہی کافی تھا، بلکہ یہ ہماری ضرورت سے کہیں بیشتر ہے، اس میں کسی قسم کی کمی نہیں ہے، بہترین کلام وہ ہوتا ہے جو مختصر ہو، لیکن زیادہ چیزوں سے بے نیاز کرے اور اس کے معانی و مفہیم لفظوں میں واضح و آشکارا ہوں۔

سچ بات تو یہ ہے کہ خداوند متعال نے اپنی عظمت و جلالت سے ان بلند کلمات کو نور حکمت کے پردے سے ڈھانپا ہوا ہے اور یہ سب کچھ صاحب کلام کی نیت پر ہے کہ وہ اس کا مالک ہے۔

جاہظ مزید کہتا ہے: یہ کلام ان سو (۱۰۰) کلاموں میں سے ایک ہے جو امیر المؤمنین علی علیہ السلام کے کلمات سے اکٹھے کیے گئے ہیں۔ اس کا ہر کلمہ عربوں کے ہزار (۱۰۰۰) کلمات کے برابر ہے۔ (البيان والتبيين جلد ۱ صفحہ ۷۳)

معروف شاعر عودوی کے اشعار

دوم کتاب ”المجوع الرائق“ کا مولف لکھتا ہے: میں اس کا کو پسند کرتا ہوں کہ

عرب کے مشہور و معروف شاعر ”عموی“ کے ان اشعار کو یہاں ذکر کروں، جو اس نے امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کی شان میں کہے ہیں۔

بقنا الغری وفي عراض العلقم
تُحَى الذنوب عن المسبب المعجم
قبران قبر للوصی و آخر
فيه الحسين فعبج عليه وسلم
”نہر علقم کے کنارے سرزمین غری (نجف اشرف) کے آستانہ مقدسہ میں مجرم اور گناہ گار لوگوں کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

وہاں پر دو قبریں ہیں، ان میں سے ایک قبر جانشین پیغمبر (علی) کی ہے جبکہ دوسری میں حضرت امام حسین علیہ السلام دفن ہیں، پس ان کی زیارت کے لیے جلدی کریں اور ان پر سلام بھیجیں“

هذا قتيل بالطفوف على ظمأ
والبوه في كوفان ضرج بالدم
واذا دعا داعی العجيج بمكة
فاليهما قصد التقى المسلم
”میں سے ایک سرزمین طف (کربلا) میں تشنہ لب شہید ہوا جبکہ ان کے والد بزرگوار کوفہ میں خون میں لت پت ہوئے۔

جب مراسم حج ادا کرنے کے مدعو ہوئے تو پرہیزگار مسلمان ان دونوں ہستیوں کی زیارت کا ارادہ کرتے ہیں“

فاقصد هما وقل السلام عليكما
وعلى الائمة والنبي الاكرم
اتم بنوطه وقاف والضحي

وبنو تبارك والكتاب المحكم
”پس ان دونوں بزرگوں کے مرقد مطہر کی زیارت کے لیے جاؤ اور
کہو آپ پر اور تمام آئمہ اور نبی اکرم پر سلام ہو۔

ہاں آپ طہ، قاف اور ضحیٰ کے فرزند ہو اور تبارک و کتاب خدا کی اولاد ہو“
ونبو الاباطح والمصلح والصفاء
والركن والبيت العتيق وزمزم
يكم النجاة من الجحيم واتم
خير البرية من سلالة آدم
”ہاں آپ مکہ کے بیابانوں، منیٰ، حفا، رکن، بیت العتیق اور زمزم کے فرزند ہو۔
آپ کے وسیلہ سے آتش جہنم سے نجات ملتی ہے آپ حضرت آدم علیہ السلام
کی اولاد میں سب سے بہترین مخلوق ہیں“

اتم مصايح الدجى لمن اهتدى
والعروة الوثقى التي لم تقصم
واليكم قصد الولي واتم
انصاره في كل خطب مؤلم
”آپ گھٹا ٹوپ اندھیرے میں روشن چراغ ہیں ان کے لیے جو ہدایت
کے طالب ہیں، اور ایسا عروہٴ وثقی اور محکم ہو جو ہرگز جدا نہیں ہوتا۔
قصد و مقصود دوست آپ ہیں، ہر مشکل اور تکلیف وہ امر میں آپ ہی
ناصر و مددگار ہیں“

وبكم يفوز غدا اذا ما أضرمت
في الحشر للعاصيين نار جهنم
من مثلکم في العالمين وعند کم

علم الكتاب وعلم مانم يعلم
 ”جب کل روز قیامت میدان محشر میں گناہ گاروں کے لیے آگ روشن ہوگی
 اور اس کے شعلے بلند ہو رہے ہوں گے، اس وقت آپ ہی ذریعہ نجات ہیں۔
 دنیا میں آپ جیسا کون ہے؟ کیونکہ علم کتاب اور اس چیز کا علم جسے کوئی
 نہیں جانتا، وہ آپ کے پاس ہے“

جبریل خادمکم وخادم جدکم
 ویغیرکم فیما مضی لم یخدم
 انبی رسول اللہ ان اباکم
 من دوحۃ فیہا النبوة تتحنی
 ”ہاں جبریل آپ کا اور آپ کے جد کا خادم ہے، وہ آپ سے قبل ہرگز
 کسی کا خادم نہیں رہا۔
 اے رسول فرزند! آپ کے پدر بزرگوار ایسے باغ کے درخت تھے کہ جس
 میں نبوت پروان چڑھی“

آخاہ من دون البریۃ احمد
 واحتصہ بالامر لولا یظلم
 لرض الولایۃ والخلافة بعدہ
 یوم الغدیر لہ برغم اللوم
 ”انہوں نے لوگوں میں سے پیغمبر خدا احمد سے رشتہ اخوت و برادری قائم
 کیا ہے، وہ امر ولایت و فرمانروائی کے لیے مخصوص ہو گئے تھے اگر ان پر
 ظلم نہ ہوتا۔“

پست فطرت لوگوں کے رجحان کے خلاف یوم غدیر پیغمبر خدا کے بعد

ولایت و خلافت ظاہر و بطن ہران کی ملکیت ہو گئی“
 ودعاه الہادی وقال ملیتیا
 یارب قد بلغت فاشهد واعلم
 حتی اذا قبض النبی واصبحوا
 مثل الذناب تلوب حول المطعم
 ”اس دن پیغمبر ہادی نے ان کے لیے دعا کی اور لبیک کہنے والوں نے
 کہا: اے پروردگار گواہ رہنا اور جان لو کہ میں نے اپنی ذمہ داری کو پوری
 طرح سے نبھایا ہے۔
 حتی کہ جب رسول خدا دنیا سے رحلت فرمائے تو پست فطرت و لئیم لوگوں
 نے بھوکے بھیڑیوں کی طرح کھانے کے ارد گرد حلقہ باندھ لیا (اور
 آنحضرت سے خلافت غضب کر لی“

وأتو علی آل النبی باکبد
 حری وحقد بعد لم یتصرم
 فستبوا ذواربہم وضنوا ولده
 ویل لہم من هول یوم مؤلم
 ”وہ خون کے پیاسے حسد و بغض کی بناء پر خاندان پیغمبر پر پل پڑے۔
 ان کی اولاد کو قتل کیا اور ان کی ذریت کو قیدی بنا لیا، ہلاکت ہے ان کے
 لیے اس دردناک روز و حشت کی وجہ سے“

ترکوم فوق الثری ورؤوسہم
 فوق (التنا) مثل الانجم
 وسرا وابہم نحو السنا یومہم
 رأس الحسین مرکب فی مہدم

”ہاں ان کے اجداد مطہرات کو خاک پر چھوڑ دیا، درحالانکہ ان کے مبارک سر نیزوں پر ستاروں کی طرح چمکتے رہے۔

انہیں آزدگی کے ساتھ چلایا گیا، درحالانکہ ان کے مبارک سر نیزوں پر ستاروں کی طرح چمکتے رہے۔

انہیں آزدگی کے ساتھ چلایا گیا درحالانکہ امام حسین علیہ السلام کا سر سب سے آگے آگے نیزے پر تھا“

بئس الجزاء فی اولادہ
تاللہ ماہذی فعاثل مسلم
لوسلموا امرالخلافة بینہم
لولتہا وتحز حوا من مائم

”سچ بات تو یہ ہے کہ انہوں نے اولاد پیغمبر کو کس قدر برا جردیا خدا کی قسم! ایسی پاداش ایک مسلمان کی شان کے لائق نہیں ہے“

ہاں! اگر وہ لوگ اس دن خلافت کو اس کے حقدار کے حوالے کر دیتے اور گناہوں کے ارتکاب سے پرہیز کرتے“

لم یستثر یوم الطفوف امیة
من ولد فاطمة ولم تستقدم
کلا ولا وقع الخلاف واصبحوا
فی الدین بین محلل ومحرم

”ہرگز روز طف (عاشورا) بنی امیہ اور اولاد فاطمہ سے انتقام نہ لیتے اور اس کام میں پاؤں آگے نہ بڑھاتے۔

ہرگز کسی قسم کا کوئی اختلاف نہ ہوتا اور لوگ اس حالت میں صبح کرتے کہ

دین میں حلال و حرام کے درمیان کسی قسم کا کوئی اختلاف نہ ہوتا“

لکتہم سلموا صوارم بغیہم
وعدوا علیہ بالسواد الاعظم
واللہ لولا نقض بیعة حیدر
مااستوہبت تلک الحقود النوم

”لیکن ان لوگوں نے اپنی دشمنی و بغاوت کی تلواریں نیاموں سے نکال لیں اور لوگوں پر حملہ آور ہو گئے۔

خدا کی قسم! حیدر (علی) کی بیعت نہ توڑتے تو یہ ہرگز سر نہ اٹھاتے“

قتلوا الوصی ببعیہم وتہجموا
جہلا علی امختار ای تہجم
لم یرقبوا ماقالہ فی حقہ الا
بہادی ولم یرعوالہ من محرم

”لیکن ان لوگوں نے جانشین پیغمبر کو ظلم و ستم کے ذریعے قتل کیا اور جہالت و نادانی کی بناء پر منتخب شدہ پیغمبر کی کس قدر توہین کی؟

ان لوگوں نے پیغمبر ہادی کی ان کے بارے میں گفتگو کا لحاظ نہیں کیا اور ان کی حرمت و عزت کا خیال نہیں رکھا“

یالائمی فی حب آل محمد
اقصر ہبلت من الملامۃ اولم
کیف النجاة لمن علی خصمه
یوم القیامۃ بین اہل الموسم

”اے وہ شخص! جو علی علیہ السلام کی مہر و محبت کی وجہ سے مجھے ملامت کرتا ہے، خاموش ہو جا! اس ملامت کی وجہ سے پاگل ہو گئے اور اچھائی تمہاری

قسمت میں نہیں۔

جس کا علی دشمن ہے وہ کس طرح سے روز قیامت میدان محشر میں نجات پائے گا؟

هو آية الله الذي في حلقه
وحسامه الغضب الذي لم يلهم
وهو الدليل الى الحقائق عارضت
فيها الشكوك من الضلال المظلم
”وہ مخلوق کے درمیان خدا کی آیت و نشانی اور ایسی حکیمین شمشیر ہیں کہ
آرام نہیں ہے۔

وہ ایسے حقائق کی طرف راہنما ہیں جن میں گمراہی و تاریکی کی وجہ سے
تردید لاحق ہوتی ہے“

(و) اختار المختار دون صحابة

صنوا وزوجه الاله بفاطم

س عند في بدر وس خيبر

والخيل تعثر في القنا المتحطم

”پیغمبر مختار نے اصحاب میں سے انہیں اپنا بھائی اور مہربان دوست کے

طور پر منتخب کیا اور خداوند متعال نے فاطمہ گوان کی زوجہ بنا دیا“

(ان کی شجاعت و بہادری کی داستان) جنگ بدر و خیبر سے پوچھو کہ جس

وقت میدان جنگ گرم تھا اور گھوڑے ٹوٹے ہوئے نیزوں پر گر رہے تھے“

كم كاد في الابطال من متعثرم

واباد من متمرد متعثرم

وحمي لمن الاسلام وهو من الصبا

متكففا في برده لم يحلم

”انہوں نے کس قدر پہلوانوں کی ناکیں خاک پر رگڑیں اور کتنے مسترد و
سرکش لوگوں کو نابود کیا؟

انہوں نے بچپن میں اسلام کی حمایت کی اور اسلام کی اس وقت حفاظت کی
جب وہ کمزور تھے، درحالاتکہ آپ اس وقت بالغ نہیں ہوئے تھے“

يا من يجادل في على عاندا

هذا المناقب فاستمع وتقدم

كيما اردك عن جدالك صاغرا

متقا عساعنه بانف مرغم

”اے وہ جو علی علیہ السلام کے ساتھ دشمنی کی بناء پر مجادلہ کرتے ہو! اب
ان مناقب و فضائل کو سنو اور پیش قدمی کرو۔

جب انہوں نے تمہاری دشمنی و خصومت کا جواب دیا تو تم ذلیل و خوار
ہوئے، تمہارا غرور ٹوٹ گیا اور تمہاری ناک زمین رگڑ گئی“

يا آل يسين الذين بحبهم

نرجو النجاة من السعير المضرم

مازال هاشم في قریش اعزة

لهم و اتم عزة في هاشم

”اے آل یسین آپ کی محبت و چاہت کی وجہ سے ہم روشن کی گئی آگ
سے نجات حاصل کرنے کی توقع رکھتے ہیں۔

ہیشہ قریش میں سے ہاشم عزیز دار جند تھے اور ہاشم کے عزیز تھے“

هاقد بعثت بها اليك ضيح بها

يا هاشمي فمثلها لم ينظم

لولاهم ماكان يعرف عابده

لله بالدين الحنيف القيم
 ”اب میں نے یہ قصیدہ آپ کی شان میں لکھ کر بھیجا ہے اے ہاشمی! اسے
 منتشر کر دو، کیونکہ ایسا کوئی قصیدہ نہیں لکھا گیا۔
 اگر وہ نہ ہوتے تو کوئی بھی دین حنیف و محکم کے ساتھ خدا کی عبادت
 کرنے والا پچھانا نہ جاتا“

لكم الشفاعة في غد واليكم
 في الحشر كشف ظلامه المتظلم
 مولاكم ”العودی“ يرحو في غد
 بكم الثواب من الا له المنعم
 فتقبلوا منه المديح فماله
 الا المديح وحبكم في المقدم
 ”کل روز قیامت شفاعت کے مالک آپ ہیں اور روز محشر مظلوموں کا
 فیصلہ آپ کے ہاتھوں آشکارا ہوگا۔
 آپ کا غلام ”عودی“ کل روز قیامت آپ کے وسیلہ سے احسان کرنے
 والے خدا سے ثواب کی امید رکھتا ہے۔

پس اس کی بیان کی ہوئی مدح و ثنا کو قبول فرمائیں، کیونکہ کل روز قیامت
 اس کے پاس آپ کی مدح و محبت کے علاوہ کچھ نہیں ہے“

(المجموع الرائق صفحہ ۹۶ (مخطوطہ) جلد ۱ صفحہ ۴۷۱ (مطبوعہ)

شیخ صالح التیمی کے اشعار

سوم ادب کے پیشواؤں کے پیشوا شیخ صالح تیمی امام المتقین امیر المؤمنین علی علیہ
 السلام کی مدح میں یوں گویا ہوئے ہیں:

غاية المدح في علاك ابتداء
 ليت شعري ماتصنع الشعراء
 يا اخا المصطفى وخير ابن عم
 وامير ان عدت الامراء
 نرى ما استطال الاتناهي
 ومعاليك ما لهن انتهاء
 فلك دائر اذا خاب جزء
 من نواحيه اشرفت اجزاء

”آپ کی شان والا تبار کی مدح کی انتہا اس کی ابتداء ہے کاش میں جان
 سکتا کہ شاعر کس طرح سے آپ کی مدح سرانی کرتے ہیں، اے برادر
 مصطفیٰ! اور ان کے چچا زاد اور امیر! اگر تم کو امراء شمار کرو۔

ہم دیکھتے ہیں کہ جو کچھ طول میں انجام پاتا ہے بالاخر اس کی انتہا ہے، لیکن
 آپ کے فضائل فلک دوار کی مانند ہیں کہ جس طرح اس کا کچھ حصہ چھپ
 جائے تو دوسرے حصے ظاہر ہو جاتے ہیں“

او كبدر ما يعترى به خفاء
 من غمام الاعراء انجلاء
 يحذر البحر صولة الجزر لكن
 غارة المد غارة شعواء
 ربما رمل عالج يوم حصي
 لم يضق في رماله الاحصاء
 وتضيق الارقام عن معجزات
 لك يا من اليه ردت ذكاء

کرے تو پھر حق کی طرف جانے کے لیے اس کے پاس اور کوئی ذیہ نہیں ہے۔
آپ کا مقام و مرتبہ ایسا ہے جسے ہارون کا موسیٰ سے، آپ بہترین
پیغمبروں کے جانشین ہیں“

انت ثانی ذوی الکساء ولعمری
اشرف الخلق من حواہ الکساء
ولقد کنت واسماء وحن
ماہہ فرقد ولاجوزاء
فی دجا بحر قدرة بین یردی
صدف فیہ للموجود الضیاء
للاخلا یوم ذاک فیہا خلاء
فیسمی ولا الملاء ملاء

”آپ اصحاب کساء میں سے دوسری شخصیت ہیں مجھے میری جان کی قسم!
زیر کساء بہترین اور شریف ترین مخلوق تھی۔

آپ اس وقت تھے جب آسمان دھویں کی مانند تھا، کہ نہ ستارہ فرقد تھا اور
نہ ستارہ جوزاء۔

دریائے قدرت کی تاریکی میں لباس صدف کے درمیان روشنی کا وجود نہ تھا۔
اس دن خالی نہ تھا کہ اسے خالی کہا جائے اور نہ پر تھا کہ اسے پر کہا جائے“

قال زورًا من قال ذلک زور
وافتری عن یقول ذلک افتراء
آیة فی التقدیم صنع قدیم
قاهر قادر علی ما یشا
بنا و العظیم قال عظیم

”یا اس چاند کی مانند ہے کہ جب پہاں ہوتا ہے تو بادل کی اوٹ سے
آشکار ہوتا ہے۔

سندر مد و جزر کے حملے سے خوف کھاتا ہے، لیکن مد و جزر کا حملہ کس قدر
بے رحم ہے۔

اکثر اوقات کسی دن بیابان کی ریت کو شمار کرنا ممکن ہو اور اسے گننے میں
کسی قسم کی مشکل نہ ہو۔

لیکن اے وہ ہستی کہ ذکاوت و ہشیاری جس کی باندی ہے آپ کے
معجزات کو گننے سے ناتواں ہیں“

یا صراطا اے الہدی مستقیا
وبہ جاء للصدر و رشفاء
نبی الدین فاستقام ولولا
ضرب ماضیک ما استقام النبأ
انت للحق سلم مالراق
یتأبئی بغیرہ الارتقاء
انت ہارون والکیم محلاً
من نبی سمت بہ الانبیاء

”اے وہ راستہ جو ہدایت کی طرف بصورت مستقیم ہو، آپ کے سبب سے
صحت یاب ہوتے ہیں۔

دین آپ کی وجہ سے قائم ہوا ہے اگر گذشتہ زمانے میں آپ کی شمشیر کی
ضربتیں نہ ہوتیں تو دین کی بنیاد ہرگز محکم نہ ہوتی۔

آپ سالکان حق کے لیے ایک ذیہ ہیں اگر کوئی اس ذیہ سے اپنے آپ کو منح

ویل قوم لم یغنها الانبیاء
 لم تکن فی العموم من عالم الذ
 زو ینہی عن العموم النہاء
 ”کوئی کہے تو یہ بہتان ہے، اس نے خود جھوٹ بولا ہے اور افتراء باندھا ہے۔
 آپ خداوند قاهر و قدیم کی بنائی ہوئی ایک قدیم نشانی ہیں، وہ جس چیز کو
 چاہے اس پر قدرت رکھتا ہے۔
 آپ وہی خبر ہو جسے خداوند متعال نے عظیم کہا ہے، ہلاکت ہے ان لوگوں
 کے لیے جن کے لیے خبر کافی نہیں ہوتی۔
 آپ عالم ذر میں عام لوگوں میں نہ تھے، صاحب عقل و خرد ایسی کوئی بھی
 بات عام لوگوں سے قبول نہیں کرتے“

معدن الناس کلها الارض لکن
 انت من جوهر وهم حصیاء
 شبه الشكل لیس یقیضی تساوی
 انما فی الحقائق الاستواء
 لاتفید الثری حروف الثریا
 رفعہ اویعمہ استعلاء
 شمل الروح من نسیمک روح
 حین من ربہ اتاہ النداء
 ”تمام لوگوں کی سرشت و خلقت زمین ہے، لیکن آپ جوہر سے خلق
 ہوئے ہیں، جبکہ لوگ سنگریزے ہیں۔
 لوگوں کو شکل میں ایک جیسا ہونا مساوی ہونے پر دلیل نہیں ہے کیونکہ
 حقائق میں برابر ہے۔“

حروف ”ثری“ کہ جس کا معنی خاک ہے ہرگز حرف ”ثریا“ کہ ایک
 درختاں ستارہ ہے کی بلندی تک نہیں پہنچ سکتے اور بلند نہیں ہو سکتے۔
 اس وقت کہ جب روح ”عظیم“ نے اپنے پروردگار کی طرف سے نداء
 لائی تو تیری جان سے سیم روح اس نے کھینچ لی“

قائلا من انا فروی قلیلا
 وهو لو لا فاتہ الالہتداء
 لك اسم رآہ خیر البرایا
 مذ تدلی وضعہ الاسراء
 خط مع اسمہ علی العرش قدما
 فی زمان لم تعرض الاسماء
 ثم لاحالصباح عن غیرشک
 وبدا سرہا وبان الخفاء
 وبری اللہ آدما من تراب
 ثم کانت من آدم حواء

”در حالانکہ اس نے کہا: میں کون ہوں؟ اس نے تھوڑا سے غور و فکر کیا اگر
 آپ نہ ہوتے تو ہدایت و رہنمائی نہ ہوتی۔
 آپ کا وہ نام ہے جسے خدا کی سب سے بہترین مخلوق رسول خدا نے اس
 وقت دیکھا جب وہ شب معراج نزدیک ہوئے۔
 ان کا نام قدیم ہے اس وقت عرش الہی پر ان کے نام کے ساتھ لکھا ہوا تھا
 جب اسماء وجود میں نہ آئے تھے۔
 پھر سپیدہ صبح ظاہر ہوا اور بغیر کسی شک و تردید کے وہ اسماء ظاہر ہوئے اور
 ان کا پنہاں ہونا آشکار ہوا۔“

إلا أن صندوقاً أحاطه بحيدر
وذي العرش قداری الی حضرة القدس
فان لم یکن لله کرسی عرشه
فان الذى فى ضمنه آية الكرسي
”آگاہ ہو جاؤا بے شک یہ ضريح مقدس حیدر کی قبر کو گھیرے میں لیے
ہوئے ہے صاحب عرش نے اسے حضرت حق کو عطا کیا ہے۔

اگر اللہ کے لیے اس کے عرش پر کرسی نہ ہو، بیشک جسے قبر نے اپنے حصار میں لیا
ہوا ہے آیت الکرسی ہے، کسی شاعر نے اس بارے میں کتنا اچھا لکھا ہے:

شهدا الانام بفضله حتى العدا
والفضل ماشهدت به الاعداء
قتلا لات انواره لذولى النهى
فتزحزت عن عينها الظلماء

”تمام لوگ حتی کہ آپ کے دشمنوں نے بھی آپ کی فضیلت و برتری پر
گواہی دی ہے۔ شان و شوکت اور فضیلت وہی اچھی ہوتی ہے جس کی
دشمن گواہی دیں۔

پس ان کے انوار صاحب عقل و خرد کے لیے روشن ہو گئے اور ان کے انوار
سے تاریکیاں روشنی میں تبدیل ہو گئیں“
اس کے بارے میں ایک اور شاعر رقمطراز ہے:

یروی مناقبهم لنا اعداؤ هم
لا فضل الا مارواه حسود
واذا رأوها مبغضوهم لم یکن
للعالمین عن الولاة مجید

یہ وہ وقت تھا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے خلق کیا
اور پھر حضرت حواء کو حضرت آدم سے پیدا کیا“

عبدالباقی عمری کے اشعار

چہارم ایک ادیب شاعر عبدالباقی عمری مدح علی علیہ السلام میں رقمطراز ہے:

یا ابا الاوصیاء انت لطفه
صهره وابن عمه واخوه
ان لله فى معانیک سراً
اکثر العالمین ماعلموه
انت ثانى الالباء فى متهمی الدو
رو آیاؤه تعد بنوه
خلق الله آدمًا من تراب
فهو ابن له وانت ابوه

”اے اوصیاء اور جانشینوں کے باپ آپ کے داماد چچا زاد اور بھائی ہو۔
بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کے معانی میں کچھ راز رکھے ہیں کہ جنہیں
جاننے کے لیے لوگوں میں سکت نہیں ہے۔

آپ دائرہ خلقت کی انتہاء کے دوسرے باپ ہیں، ان کے باپ ان کی
اولاد شمار ہوتے ہیں۔

خداوند متعال نے حضرت آدم کو خاک سے پیدا کیا ہے، پس وہ خاک کا
بیٹا ہے اور آپ ابو تراب ہیں“

علی کی ضريح مقدسہ کے بارے میں

مذکورہ شاعر آنحضرت کی ضريح مقدس کی تعریف و توصیف میں یوں لکھتے ہیں:

”ان کے مناقب و فضائل ان کے دشمنوں نے ہمارے سامنے بیان کیے ہیں، فضیلت وہی ہوتی ہے جو دشمن کی زبان پر جاری ہو۔

جب ان کے دشمن ایسے فضائل نقل کرتے ہیں تو پھر دنیا والوں کے لیے ان کی ولایت قابل انکار نہیں ہے“

خطبہ طٹنجیہ کے بعد علیؑ کی دعا

پنجم کتاب ”المجموع الرائق من اذہار الہدایۃ“ میں مذکور ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اپنا معروف خطبہ ”طٹنجیہ“ ارشاد

فرمانے کے بعد مندرجہ ذیل دعا بیان فرمائی:

تَحَصَّنْتُ بِالْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ ، وَاعْتَصَمْتُ بِذِي
الْفِرَّةِ وَالْعَدْلِ وَالْجَبْرُوتِ ، وَاسْتَعَنْتُ بِذِي الْعِظْمَةِ وَالْقُدْرَةِ
وَالْمَلَكُوتِ مِنْ كُلِّ مَا أَخَافُهُ وَأَحْذَرُهُ۔

”میں نے اپنے آپ کو اس بادشاہ کے مضبوط قلعے میں قرار دیا ہے جس کے لیے موت نہیں ہے اور اس خدا کا دامن تھا ما جو عزت، عدل اور جبروت کا مالک ہے۔ صاحب عظمت، قدرت اور ملکوت سے مدد مانگی ہے ہر اس چیز کے لیے کہ جس سے میں خوف کھاتا اور ڈرتا ہوں“

اس کے بعد فرمایا:

مَا ذَكَرَ أَحَدٌ كَمْ هَذِهِ الْكَلِمَاتِ عِنْدَ نَادِلَةِ أَوْ شِدَّةِ الْأَزْوَاجِ
عَزَّ وَجَلَّ عَنْهُ إِلَّا الْمَوْتَ۔

”جب بھی کوئی شخص ان کلمات کو موت کے علاوہ کسی بھی بلا یا سختی کے نازل ہوتے وقت پڑھے تو خداوند متعال اس بلا اور سختی کو برطرف کر دیتا ہے“

جاہل زمانہ امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: اے امیر المومنین! فقط یہی دعا پڑھے؟

آنحضرت نے فرمایا: میں اس دعا کے ساتھ تیرہ (۱۳) اسماء کا اضافہ کرتا ہوں۔

یہ فرمان پیامبر خدا، خود اسم مبارک امیر المومنین اور ان کی معصوم اولاد کے اسماء

مبارک کی طرف اشارہ ہے کہ ان میں آخری نام حضرت حجت ابن الحسن صاحب الزمان ہے۔

(المجموع الرائق جلد ۱ صفحہ ۳۵۲، الصحیفۃ الطویۃ الثانیہ صفحہ ۷۵)

علیؑ جیسا کوئی نہیں

ششم شہیل کہتے ہیں کہ علیؑ علیہ السلام بزرگوں کے بزرگ ہیں وہ منحصر بفرد ہیں

بشرق، مغرب، قدیم جدید اور دور حاضر میں ان جیسا کوئی نہ دیکھا گیا۔

(صوت العدلہ جلد ۱ صفحہ ۳۷)

علیؑ کے بارے میں عیسائی جورج جرداق کا اظہار

ہفتم عیسائی مولف ”جورج جرداق“ اپنی معروف کتاب ”صوت العدلہ“ میں جنگ

صفین اور دونوں لشکروں کی جنگ کے حالات کا ذکر کرنے کے بعد لکھتا ہے:

جب جنگ کا شور و غوغا تھا، کشتوں کے پتے لگ رہے تھے اس دوران آپ تلوار کا

کوئی ایسا حملہ اور نیزے سے کوئی ایسا وار نہ کرتے مگر یہ کہ ہر طرف فریادیں بلند ہو رہی

ہوتیں گلوں سے ہزار فریادیں اس طرف اور ہزار فریادیں اس طرف سے سنائی دے رہی

تھیں تمام کہہ رہے تھے:

آگاہ ہو جاؤ! وہ علی بن ابی طالب علیہ السلام ہے بہشت اس کی تلواروں کے

سائے میں ہے وہ جزیرۃ العرب کے خوف ناک بہادر کے سامنے شیر دلیر کی طرح جم کر

کھڑے ہوئے، جبکہ اس نے بچپن میں قوت ایمان کے سوا آپ کے پاس کیا تھا؟ آپ

نے اس عرب بہادر کو اٹھا کر زمین پر دے مارا۔

آگاہ ہو جاؤ! وہ علی بن ابی طالب ہے جس نے اپنے ہاتھ سے قلعہ خیبر کے محکم

دروازے کو اکھاڑا، میدان جنگ کے بہادروں کی جانوں پر لرزا طاری کر دیا اور اس

”اور جو لوگ اللہ اور رسول پر ایمان لائے، وہی خدا کے نزدیک صدیق اور شہداء کا درجہ رکھتے ہیں اور انہی کے لیے ان کا اجر اور نور ہے اور جنہوں نے کفر اختیار کر لیا اور ہماری آیات کی تکذیب کی وہی دراصل اصحاب جہنم ہیں“

اللہ اور رسول پر ایمان لانے والوں سے مراد مومنین اور علیؑ کی ولایت رکھنے والے ہیں، جبکہ کفار سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے کفر اختیار کیا، علیؑ کی ولایت کو جھٹلایا اور ان کے حق کا انکار کیا۔ (تاویل الایات جلد ۲ صفحہ ۶۰۰، جلد ۱۳)

علیؑ کے مخصوص فضائل

(۸۷-۵۷) کتاب ”المجموع الرائق من ازہار الہدایق“ میں آیا ہے۔

امیر المومنین علیؑ علیہ السلام کے لیے ایک سو مخصوص فضائل نقل ہوئے ہیں جو شیخ سعید ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ قدس سرہ نے ۱۳ھ میں روز غدیر خم نقل کیے ہیں۔ یہ فضائل رسول خدا کے مبارک ہونٹوں سے بیان ہوئے کہ خداوند متعال نے علیؑ کو ان سے نوازا ہے۔

ہم نے ان میں اٹھائیس (۲۸) کا انتخاب کیا ہے جو یہاں مختصر طور پر نقل کرتے ہیں۔

(۱-۱) بے شک اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے نور عظمت سے خلق فرمایا ہے، جیسا کہ رسول خدا کا فرمان ہے:

خَلَقْتُ اَنَا وَعَلِيٌّ مِنْ نُورٍ وَاحِدٍ۔

”میں اور علیؑ ایک نور سے خلق ہوئے ہیں“

(۷-۲) وہ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے ہی اپنے باپوں کے صلہوں اور ماؤں کے رحموں میں خدا کی پرستش کرتے تھے۔

(۱۰-۳) جب انہیں ظاہری وجود عطا ہوا تو آسمان سے پشت کعبہ تک ایک نور چمکا کہ وہ

افراد دوسرے لوگوں کو اس پرچم کے نیچے آنے کی اجازت نہیں دیں گے۔

حضرت علیؑ علیہ السلام تشریف لائیں گے اور پروردگار عالم کے نور سے بنے ہوئے منبر پر رونق افروز ہوں گے، اس دوران ان میں سے ایک ایک کر کے تمام افراد کو آنحضرت کی خدمت میں حاضر کیا جائے گا، آپ ان میں سے ہر ایک کو اس کا مخصوص نور عطا کریں گے، جب آخری شخص اپنا اجر وصول کرے گا تو اس سے کہا جائے گا:

”تم نے اپنے مخصوص حقوق حاصل کر لیے ہیں اور بہشت میں اپنا مخصوص

مقام پہچان لیا ہے، پس تمہارا پروردگار فرما رہا ہے“

ان لکم عندی واجراً عظیماً یعنی الجنة۔

”بے شک تمہارے لیے میرے پاس ایک اجر عظیم یعنی جنت ہے“

فیقوم علیؑ علیہ السلام والقوم تحت لوائہ معہ حتیٰ یدخل بہم الجنة، ثم یرجع الی منبرہ، فلا یزال یعرض علیہ جمیع المؤمنین فیاخذ نصیبہ منہم الی الجنة، وینزل اقواما علی النار۔

”اس وقت علیؑ علیہ السلام اپنی جگہ سے روانہ ہوں گے اور وہ لوگ بھی

آنحضرت کے ساتھ چلیں گے جو آپ کے پرچم کے زیر سایہ ہوں گے، حتیٰ

کہ انہیں بہشت میں لے جائیں گے، وہ پھر اپنے منبر کی طرف لوٹیں گے

، ہمیشہ تمام مومنین ان کے حضور میں حاضر ہوں گے اور اپنا حصہ اور نصیب لیتے

ہوئے جنت کی طرف جائیں گے اور کچھ لوگوں کو دوزخ میں ڈالا جائے گا“

درج ذیل آیہ شریفہ کی تفسیر بھی یہی ہے جس میں ارشاد ہو رہا ہے:

وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ وَالشَّٰهَدَاءُ

عِنْدَ رَبِّهِمْ لَهُمْ أَجْرُهُمْ وَنُورُهُمْ وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَوْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا

أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ۔ (سورہ حدید آیہ ۱۹)

دروازے کو ڈھال کے طور پر استعمال کیا، درحالیہ کہ وہ دروازہ آپ کے قدرت مند ہاتھ میں پرندے کے پر سے سبک تر لگ رہا تھا۔

آگاہ ہو جاؤ! وہ علی بن ابی طالب ہے، اگر روئے زمین پر موجود تمام لوگ جنگ کے لیے ان کے مقابلے اٹھ کھڑے ہوں، ہرگز انہیں کسی قسم کی کوئی پرواہ نہیں اور وہ بالکل وحشت زدہ نہیں ہوتے۔

آگاہ ہو جاؤ! وہ علی بن ابی طالب ہیں، وہ وہ ہیں کہ انہیں ذر برابر خوف نہیں ہے کہ موت ان کا تعاقب کرنے یا موت ان کا استقبال کرنے کے لیے آئے۔

آگاہ ہو جاؤ! وہ علی ابن ابی طالب ہیں، وہ وہ ہیں جنہوں نے جنگی میدانوں میں شجاعت و بہادری کے ایسے ایسے کارنامے انجام دیے اور ایسے ایسے مواقع ایجاد کیے کہ جو انسانوں میں کسی کو بھی میسر نہ ہوئے، زہد و تقویٰ نے ان کے لیے جنگ و مبارزہ کے راستے کھولے، جبکہ دوسروں کے لیے زہد نے گوشہ گیری کے دروا کیے، ان کی مہر و محبت نے کینہ و حسد کے مخلوں کو الٹا کر رکھ دیا، انہوں نے جنگوں کا بہترین ماحول قرار دیا اور لوگوں سے ان کے عشق و محبت نے انہیں اس طرح کے رعب انگیز مبارزوں کے لیے ابھارا۔

آگاہ ہو جاؤ! وہ علی بن ابی طالب ہیں، وہ وہ ہیں جنہوں نے اپنی تلوار سے تاریکی کو ختم کیا اور دشمنوں کے سروں پر بجلیاں برسائیں اور ان پر وحشت ناک طوفانوں کی آندھیاں چلائیں، جو انہیں جڑوں سے اکھاڑنے کا سبب بنیں، وہ اس صورت حال میں اس طرح سے فریاد بلند کرتے کہ خوف و ہراس کو فراموش کر جائے۔

وفی عینہ دموع تحولت شرارا

وفی حناہ عطف توقد نازا

”ان کی آنکھوں میں اشکوں کی بوندیں آتش کے شرارے بن جاتے اور

مہر و محبت میں ان کا دل بجڑکتا ہوا شعلہ ہو جاتا“

آگاہ ہو جاؤ! وہ علی بن ابی طالب ہیں، وہ وہ ہیں کہ ان کی شمشیر کسی ظالم و ستم گر کے رگ و پے میں نہ اترتی مگر یہ کہ وہ مسکراتے اس پاک دامن شخص کی طرح جو کسی لاپرواہی ہتاک شخص پر ہنستا ہے۔

آگاہ ہو جاؤ! وہ علی بن ابی طالب ہیں، کہ ان کی شمشیر فضا میں بلند نہ ہوتی مگر یہ کہ سر زمین حجاز، عراق اور شام میں شکنجوں میں جکڑے ہوئے فریاد کرتے اور کہتے: اے شمشیر حق! آپ پر ہمارے باپ قربان ہوں، اے مظلوموں اور مجرموں کی داد خواہی کرنے والے آگاہ ہو جاؤ! وہ علی بن ابی طالب ہیں کہ جو تند و تیز آندھیوں میں فقراء کی پناہ گاہ امواج سیلاب کے مقابلے میں ضعیفوں کا آسرا اور ہلاکت خیز طوفانوں کے مقابلے میں درماندہ لوگوں کے لیے سکون و استراحت کا سبب ہیں، وہ کڑکتی دوپہر میں بے سہارا لوگوں کے لیے ساتبان ہیں۔

آگاہ ہو جاؤ! وہ علی بن ابی طالب ہیں، کہ جو زمین کے جس حصے پر قدم مبارک رکھیں وہ سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے اور اس پر رحمت الہی کی بارش برسی ہے، ان آبرو کی وجہ سے نہروں میں پانی جوش مارتا ہے اور انہی کی محبت کے صدقے میں سمندروں میں موجیں اٹھتی ہیں۔

آگاہ ہو جاؤ! وہ علی بن ابی طالب ہیں، کہ اگر دل پاک و پاکیزہ ہوں تو انہی کی وجہ سے دل خوشیوں سے پھولے نہیں سماتے اور پر مسرت ہوتے، اگر قلوب پاکیزگی سے خالی ہوں تو بندے اور غمگین ہو جاتے ہیں۔

آگاہ ہو جاؤ! وہ علی بن ابی طالب ہیں، کہ ان کے بارے میں روزگار زمانہ اور ان کی شمشیر باہم ایک صدا ہو کر کہیں گے:

”لاسیف الآذو الفقار ولافتی الاعلیٰ علیہ السلام۔“

”ذوالفقار کے علاوہ کوئی تلوار نہیں اور علی کے سوا کوئی جوان مرد نہیں ہے“

امکنی اللہ منک لا عذدنّ الی اللہ فیک ولاضر بنک بسیفی الذی
ماضربت بہ احدا الا دخل النار واللہ، لو ان الحسن والحسین فعلا
مثل الذی فعلت، ما کانت لہما عند ہوادۃ ولاظفرأ من بارادۃ حتی
أخذ الحق منہما وأزلح الباطل عن مظلمتہما۔

”پس خدا سے ڈرو اور لوگوں کے اموال انہیں واپس کرو، اگر تم نے ایسا
نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ مجھے تم پر مسلط کرے (اس وقت) میں خدا کی بارگاہ
میں تیرے بارے میں معذور ہوں گا اور اسی شمشیر سے تجھے قتل کروں گا جو
میں نے آج تک کسی پر نہیں چلائی مگر یہ کہ وہ وارد جہنم ہوا، خدا کی قسم جو
کچھ تو نے کیا ہے اگر حسن و حسین بھی ایسا کرتے تو میں ان سے بھی کوئی
رعایت نہ کرتا اور ان کی خواہش کو بھی قبول نہ کرتا، یہاں تک کہ ان سے
حق واپس لے لیتا اور باطل کو ان سے دور کرتا“

(نسخ البلاغ، نامہ ۳۱، بحار الانوار جلد ۳۲ صفحہ ۱۸۲)

ایک اور خط

(۳) حضرت علی علیہ السلام کے کارکنوں میں سے کسی کو کسی ولیمہ پر مدعو کیا تو اس نے
وہ دعوت قبول کر لی تو امام علیہ السلام نے اسے سختی سے منع کر دیا اور اسے سخت
تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:

أفلا قامۃ حقّ یریدون ان یرشواہ بالدعویۃ، والحقّ لقام
بدون رشوۃ، ان لانزال الباطل منزلة الحق ؟

”کیا وہ حق کو برپا کرنے کے لیے تمہیں دعوت (ولیمہ) کی رشوت دے
رہے ہیں؟ درحالیٰ کہ حق رشوت کے علاوہ بھی قائم ہے۔ یا یہ چاہتے ہیں
کہ باطل کو حق کا قائم مقام بنائیں؟“

آگاہ ہو جاؤ! وہ علی بن ابی طالب ہیں، پس اے فتنہ گرد اور شور و غوغا برپا کرنے والو!
راہ فرار اختیار کر جاؤ ورنہ تمہیں نہ بلند و بالا پہاڑ پناہ دیں گے اور نہ وسیع و عریض دشت و صحرا۔

ہشتم جرج جراق مسکی نے اپنی کتاب ”صوت العادلہ“ میں امیر المومنین علیہ السلام کے
خوبصورت کلام سے کچھ حصے نقل کیے ہیں، جنہیں ہم یہاں پر ذکر کرتے ہیں۔

(۱) علاء بن زیاد حارثی امیر المومنین علیؑ کے دوستوں میں سے تھے، وہ مریض ہو گئے
، آنحضرت اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے، جب آپ نے ان کا وسیع
و عریض گھر دیکھا تو فرمایا:

ما کنت تصنع بستہ هذا الدار فی الدنیا؟ امانت الیہا فی
الآخرة کنت احوج، بلی، ان شئت بلغت بہا الآخرة تقری
فیہا الضیف و تصل فیہا الرحم، و تطلع منہا الحقوق مطالعہا
، فاذا انت قد بلغت بہا الآخرة۔

”اس دنیا میں اس وسیع گھر کو کیا کرتے ہو؟ کیا تم جہان آخرت میں اس
سے وسیع تر گھر کے محتاج نہیں ہو؟ ہاں اگر تم وسیع گھر کے ذریعے آخرت
تک پہنچنا چاہتے ہو، تو اس میں مہمانوں کو دعوت کرو اور رشتہ داروں کے
ساتھ صلہ رحمی کرو، اس کے واجب حقوق مستحقین کو ادا کرو اگر ایسا کرو گے
تو اس کے وسیلہ سے تم نے خانہ آخرت حاصل کر لیا“

(نسخ البلاغ، خطبہ ۲۰۹، بحار الانوار جلد ۲۰ صفحہ ۳۳۶)

علیؑ کا اپنے کارندے کے نام خط

(۲) جب امیر المومنین علی علیہ السلام مطلع ہوئے کہ ان کے کارندوں میں سے کوئی ایک
بیت المال میں تصرف کر رہا ہے تو آپ نے فوراً اسے خط میں درج ذیل عبارت لکھی۔

فاتق اللہ، و اردد الی ہولاء القوم اموالہم، فانک ان لم تفعل ثم

”عدل تمام امور کو ان کے موقع و محل پر رکھتا ہے اور سخاوت ان کو ان کی حدوں سے باہر کر دیتی ہے۔ عدل سب کی نگہداشت کرنے والا ہے، اور سخاوت اسی سے مخصوص ہوگی جسے دیا جائے۔ لہذا عدل سخاوت سے بہتر ہے“
(نسخ البلاغ، جلد ۲، صفحہ ۳۵۸)

مومن کی تعریف

(۶) امام علیہ السلام فی البدیہی مومن کی تعریف میں فرماتے ہیں:
المومن یشرفی وجہہ، وحزنہ فی قلبہ، اوسع شیع صدرًا،
واذل شی نفساً یکرہ الرفقہ ویشتا السمعة، طویل غمہ بعید
قمہ، مشغول وقتہ، شکور صبور مغفور بنکرتہ، ضنین
بخلتہ سهل الحلیفۃ لین العریکۃ۔ (نسخ البلاغ، جلد ۲، صفحہ ۳۳۳)
”مومن کے چہرے پر بشارت اور دل میں غم و اندوہ ہوتا ہے، ہمت اس
کی بلند ہے اور اپنے کو ذلیل و خوار سمجھتا ہے۔ سر بلندی کو میرا سمجھتا ہے اور
شہرت سے نفرت کرتا ہے۔ اس کا غم بے پایاں اور ہمت بلند ہوتی ہے۔
بہت خاموش، ہمہ وقت مشغول، شاکر، صابر، فکر میں غرق، دست طلب
بڑھانے میں بخیل، خوش خلقی اور نرم طبیعت ہوتا ہے اور اس کا نفس پتھر
سے زیادہ سخت اور خود غلام سے زیادہ متواضع ہوتا ہے“

کون مقرب ہے؟

(۷) امام علیہ السلام فرماتے ہیں:
یأتی علی الناس زمان لایقرب فیہ الا الماحل، ولا یظرف فیہ الا
الفاجر، ولا یضعف فیہ الا المصنف (نسخ البلاغ، جلد ۲، صفحہ ۵۲، صفحہ ۲۷۸)
”لوگوں پر ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا جس میں وہی بارگاہوں میں مقرب

”حاکم کو حق حاصل نہیں ہے کہ وہ ایسا کام کرے اگرچہ پوری دنیا کی
حکومت اس کے حوالے کر دی جائے، وہ کسی طرح سے ایسی دعوت و ایامہ
میں جاتا ہے جس میں امراء کو دعوت دی گئی ہو اور فقراء و مساکین کو نظر
انداز کیا جائے؟ یہ کام لوگوں کے ساتھ تفرقہ و جدائی کے اسباب میں سے
ایک سبب ہے، یہی تفرقہ ہی تو ہے جس سے بعض لوگوں کے دل مجرد
ہونے کی وجہ سے علی کا دل مجرد ہوتا ہے“
”آگاہ ہو جاؤ! اس وقت کوئی جامعہ اور معاشرہ پابہ ہوتا ہے کہ کسی گروہ کو
دعوت دینے اور کسی کو دھتکارنے سے بے عداوتی و بے انصافی نہ ہو“

محمد بن ابی بکر کی شہادت پر علی کا اظہار

(۳) جب معاویہ کے مزدوروں کے ہاتھوں محمد بن ابی بکر کے قتل کی خبر آنحضرت تک
پہنچی تو آپ نے فرمایا:
ان حزننا علیہ علی قدر سرورہم بہ، الا انہم تقصوا بغیضاً
وتقصتا حسیباً۔
”اس کی شہادت پر میرا غم اس قدر ہے، جس قدر شامیوں کو خوشی ہوتی،
بلاشبہ ان کا ایک اور دشمن کم ہوا اور ہم نے ایک دوست کھو دیا“
(نسخ البلاغ، جلد ۲، صفحہ ۵۹۲)

عدل بہتر یا سخاوت

(۵) امام علیہ السلام سے پوچھتے ہیں، عدل و انصاف افضل ہے یا عطا و بخشش: آپ
نے فرمایا:

العدل یضع الامور مواضعها، والحدود یخرب جہا من جہتها، والعدل
سائنس عام والحدود عارض خاص، فالعدل اشرفہما وافضلہ۔

ہوگا جو لوگوں کے عیوب بیان کرنے والا ہو، اور وہی خوش مذاق سمجھا جائے گا جو فاسق و فاجر ہو اور انصاف پسند کو کمزور و ناتوان سمجھا جائے گا۔
 ”ماہل“ اس شخص کو کہتے ہیں جو شیطان کا جاسوس ہو، ”بظرف“ خوش مذاق و چست و چالاک ”بضعف“ ناتوان و کمزور۔

امیر المؤمنین علی علیہ السلام سے دو خطبے نقل ہوئے ہیں کہ ایک میں الف نہیں اور دوسرا نقطے کے بغیر ہے۔
 بغیر الف کے خطبہ

(۸) کتاب مناقب میں نقل ہوا ہے کہ کلبی یہ خطبہ ابو صالح اور ابو جعفر بن بابویہ سے حضرت امام رضا علیہ السلام اور ان کے اجداد اطہار علیہم السلام کی سند سے نقل کرتا ہے کہ آپ نے فرمایا:

ایک دن اصحاب رسولؐ کی ایک تعداد جمع تھی وہ آپس میں گفتگو میں مشغول تھے، ان کے درمیان بحث یہ ہو رہی تھی کہ تمام حروف میں سے الف ایسا حرف ہے جسے گفتگو میں سب سے زیادہ استفادہ ہوتا ہے۔

علی علیہ السلام بھی وہاں تشریف فرما تھے آپ نے فی البدیہہ ایک ایسا خطبہ ارشاد فرمایا کہ جس میں حرف الف کا استعمال کسی صورت بھی نہ کیا۔ آنحضرت اس خطبے کا یوں آغاز فرماتے ہیں:

حدثت من عظمت منته ، وسبغت نعمته ، وسبقت رحمته
 غضبه ، وتمت كلمته ، ونفذت مشيئته ، وبلغت قضيتہ ،
 حمدته حم مقرر، بر بویبتہ (متخضع لعبودیتہ) متنصل من
 خطیبتہ (متضرد تبوحیدہ) مؤمل منہ مغفرة تنجیہ ، یوم
 شغل (کل) عن فصیلتہ وینہ۔

”اس خدا کی حمد و ثناء کرتا ہوں کہ اس کا احسان عظیم ہے اور نعمت تمام کو شامل حال ہے، اس کی رحمت اس کے غضب و خشم سے پہلے ہے، اور اس کا کلمہ کمال تک پہنچا ہوا ہے، اس کی مشیت کا ہر شی میں نفوذ ہے، اس کا حکم تکمیل تک پہنچا ہوا ہے اس کی یوں حمد و ثناء کرتا ہوں کہ اقرار کرنے والا اس کی ربوبیت کا اقرار کرے (اس کی بندگی کے مقابلے میں خاضع و فردقن ہو) اپنی خطاؤں سے بیزار ہو جائے ، (اس کی وحدانیت کا اقرار کرے) اس سے مغفرت و بخشش کا خواہش مند ہو کہ اس کے سبب سے رہائی ملی ہے اس دن سے جس میں ہر کوئی اپنے آپ میں مشغول ہے اور اپنی آل اولاد سے منہ پھیرے ہوئے ہے“

ونستعینہ وتستشرشده ونستهد یہ ونؤمن بہ وتوکل علیہ ،
 وشہدت لہ شہود (عبد) مخلص مومن ، فردتہ تفرید مومن
 متقین ، ووحدتہ توحید عبد مذعن لیس لہ شریک فی
 ملکہ ، ولم یکن لہ ولی فی صنہ جل عن مشیر و وزیر
 ، وعن عون ومعین ، ونصیر ونظیر۔

علم فستہ وبطن فخبیر ، وملك فقہر ، وعصی ففصر
 (وعبد فشکر) وحکم فعدل (وتکرم وتفضل) لم یزل ولن
 یزول ، لیس کملہ شی ، وهو (قبل کل شی) بعد کل شی
 ، ربُّ متغزز بغرتہ ، متمکن بقوتہ متقدس بعلوہ ، متکبر
 بسموہ۔

”ہم اس سے مدد مانگتے ہیں اور اسی سے ہی ارشاد و ہدایت طلب کرتے ہیں، اسی پر ایمان رکھتے ہوئے اس پر توکل کرتے ہیں، میں اس پر گواہی دیتا ہوں ایسے بندے کی گواہی جو اخلاص اور یقین کامل کے ساتھ اس پر

کرنے والے اس کی توصیف کرنے سے عاجز ہیں، جو اسے پہچانتے ہیں اس کی تعریف کرنے میں سرگردان و پریشان ہیں، وہ دور ہونے کے باوجود قریب ہے اور نزدیک ہونے کے باوجود دور ہے، جو اسے پکارتا ہے وہ اس کو جواب دیتا ہے اور اسے رزق دیتا ہے اور بغیر کسی احسان کے اس پر لطف و کرم کرتا ہے وہ صاحب لطف خفی ہے، سخت گیری میں قوی ہے، وسیع رحمت اور دردناک عذاب دینے والا ہے۔ اس کی رحمت ایسی جنت ہے جو وسیع و عریض اور خوبصورت ہے، جبکہ اس کا عذاب ایسا جہنم ہے جو پھیلا ہوا اور ہلاک کرنے والا ہے“

شہادت ببعث محمد رسولہ و عبده و صفیہ، و نبیہ، و نجیہ و حبیبہ و خلیلہ، بعثہ فی خیر عصر و حین فقرہ و کفر، رحمته لعیبہ، و منة لمزیدہ، و ختم بہ نبوتہ، رشید بہ حجتہ فوعظ و نصیح و بلغ و کدح، رؤوف بکل مومن، رحیم (سخی) رضی ولی رکی، علیہ رحمة و تسلیم، بركة و تکریم، من رب غفور رحیم، قریب مجیب۔

”میں حضرت محمد کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں کہ وہ خدا کا بندہ، برگزیدہ رسول، پیغمبر، شریف و نجیب، حبیب اور خلیل ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں بہترین زمانے میں مبعوث فرمایا کہ جب انبیاء کے درمیان فترت (یعنی دو پیغمبروں کے مبعوث ہونے کا وہ زمانی فاصلہ جس میں کوئی پیغمبر نہ رہا ہو) اور کفر کے زمانے میں مبعوث کیا، ان کا مبعوث کرنا اپنے بندوں پر زیادہ رحمت کی خاطر تھا تا کہ بندوں پر زیادہ احسان کرے۔ خداوند تعالیٰ نے ان پر پیغمبروں کا سلسلہ ختم کیا، ان کے وسیلہ سے اپنی حجت کو محکم کیا،

گواہی دیتا ہے اور اس کی یکتائی کو ایسے پہچانتا ہوں جیسے صاحب یقین مومن پہچانتا ہے۔ اسے اس طرح سے یگانہ و یکتا جانتا ہوں جیسے عبودیت کا اعتراف کرنے والا متواضع شخص جانتا ہے، اس کی حکومت میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور ایجاد موجودات اس کا کوئی یار و مددگار نہیں ہے۔ وہ اس سے کہیں بالاتر ہے کہ اس کا کوئی مشیر، وزیر، یار و مددگار اور شریک ہو“

”اس نے جانا اور پنہاں کر دیا، راز تھا اسے آشکار کر دیا، اور وہ تمام کا مالک ہے پس وہ تمام پر غالب و قاہر ہے، اس کی نافرمانی کی جاتی ہے تو وہ معاف کر دیتا ہے وہ معبود واقع ہوتا ہے اور اس کا شکر ادا کیا جاتا ہے، وہ حکم کرتا ہے تو اس میں انصاف کرتا ہے، (لوگوں کا اکرام ہوئے انہیں مورد لطف قرار دیتا ہے) وہ ازل سے تھا اور ہمیشہ رہے گا، اس کی مثل کوئی چیز نہیں ہے، وہ ہر چیز سے پہلے تھا اور ہر شئی کے بعد رہے گا، ایسا پروردگار ہے کہ جو اپنی عزت کے سبب صاحب عزت ہے، وہ اپنی قوت سے پامر جا ہے، وہ اپنی قدرت میں بلند و بالا ہے اور اس کی کبریائی عالی ہے“

لیس یدرکہ بصر، ولم یحط بہ نظر، قوی منیع، بصیر سمیع، رؤوف رحیم، عجز عن وصفہ من یصیفہ، و ضل عن نعتہ من یعرفہ، قرب فبعد، و بعد فقرب، یحبیب دعوة من یدعوه، و یرزقہ و یحبوه ذولطف خفی، و بطش قوی، و رحمة موسعة، و عقوبة موجعة، رحمته جنة، عریضته موقته، و عقوبته جحیم مددورة مویقة۔

”کوئی بھی آنکھ اسے دیکھ نہیں سکتی، کسی قسم کی فکر و نظر اس کا احاطہ نہیں کر سکتی، وہ طاقتور، بلند، پویا، شنوا، مہربان اور بخشنے والا ہے، اس کی ستائش

اس کی پیشانی پر موت کا پسینہ بہہ رہا ہوگا، اس کی ناک ٹیڑھی ہو جائے گی، اس کی آہ و بکا خاموش ہو جائے گی، اس کا نفس محزون ہو جائے گا، اس کی زوجہ گریہ کر رہی ہوگی، اس کی قبر آمادہ ہو جائے گی، اس کی اولاد یتیم ہو جائے گی، اس کے پاس موجود لوگ اس سے علیحدہ ہو جائیں گے۔ اس کے اموال و رثاء کے درمیان تقسیم کیے جائیں گے، اس کی قوت بینائی اور شنوائی ختم ہو جائے گی، وہ لیٹا ہوا ہوگا، اس کے ہاتھ خالی کیے جائیں گے، اسے عریان کیا جائے گا، اسے غسل دیا جائے گا، اس کے غسل کا پانی خشک ہو جائے گا، اس کے اوپر کپڑا ڈالا جائے گا، وہ کپڑا اس کے نیچے پھیلا کر اسے دفن کرنے کے لیے تیار کریں گے۔

اس کا کفن اسے پہنائیں گے، اس کی تھوڑی باندھیں گے، اسے سر سے پاؤں تک لمبا قمیض پہنائیں گے، اس کے سر پر عمامہ باندھیں گے اور اسے رخصت کریں گے، اس کی روح پر درود بھیجتے ہوئے اس کو تابوت میں ڈال کر اس کا جنازہ اٹھائیں گے، اس پر تکبیر کے ساتھ سجدہ اور خاک پر گرے بغیر نماز پڑھیں گے، اس گھر (جسے اس نے سجایا تھا، اور محکم محلات جنہیں پتھروں سے آراستہ اور قالینوں سے مزین کیا تھا) سے منتقل کریں گے۔

وجعل فی ضریح ملحود وضیق مرصود بلبن متعود مسقف
یجلمود وھیل علیہ حضرة وحشی علیہ عدرہ ، وتحقق حضرة
ونسى خبرہ، ورجع عنہ ولتہ ووصیئہ وندیمہ ونسیبہ۔
”اسے لحد بنائی گئی تنگ قبر میں لٹادیں گے، جس کی دیواریں اینٹوں سے
چنی ہوں گی، اس کی چھت پر پتھر جوڑے جائیں گے، ان کے اوپر مٹی

ڈالی جائے گی اور اسے مٹی کے ڈھیلوں سے بھر دیں گے، اس کا حضور وہاں سے منتقل ہو جائے گا اور اسے فراموش کر دیا جائے گا، اس کے بعد اس کے دوست قریبی، ہم نشین اور رشتہ دار پلٹ جائیں گے۔
وتبدل بہ قرنیہ وحبیبہ ، فھو حشو قبر ، ورھین قضر یسعی
بجسمہ دود قبرہ ، ویسنیل صدیدہ من متخرہ ، یسحق
برمتہ لحمہ ونیشف رمہ ، ویرم عظمہ ، حتی یوم حشرہ
فنشرہ من قبرہ حین ینفخ فی صور ، ویدعی بحشر ونشور
فثم بعثت قبور وحصلت سریرة صدور۔

”اس کے دوست ہم نشین عرض ہو جائیں گے، وہ قصر قبر میں آرام کے ساتھ خالی مکان میں لیٹا ہوگا، اس کی قبر میں کیڑے اس کے جسم کو ختم کرنے کے درپے ہوں گے، خون سے مخلوط گندہ پانی اس کی ناک سے بہ رہا ہوگا اس کا خون خشک ہو جائے گا اور اس کی ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں گی، روز قیامت تک اس کی یہی حالت ہے جس دن صور پھونکا جائے گا تو وہ اپنی قبر سے باہر آئے گا، اسے حشر و نشر کے لیے پکاریں گے، اس وقت کہ جب اس کی قبر پھٹ جائے گی اور اس کے سینوں کے بھید آشکار ہو جائیں گے

وجعی بکل نبی وصدیق وشہید ، وتوخذ للفصل قدیر ، بعبدہ
خیبر بعیر فکم من زفرة تغنیہ (وحسرة تغنیہ) فی موقف
مہول ، وشہد جلیل بین یدی ملک عظیم وبکل صغیرہ
وکیبرہ علیہ فحینئذ یلجمہ عرقہ ، ویحصرہ قلنہ۔
(فعبرتہ) غیر مرحومہ ، وصرختہ غیر مسموعہ وحجتہ غیر
مقبولہ (وبرزت صحیفتہ وتبینت جریرتہ) نظر فی سوء

”کبیر و منکر اس کے اعمال پر اسے سرزنش کریں گے اور اس کے اعمال و کردار سے پردہ اٹھایا جائے گا، اس وقت اس کے گلے میں زنجیر ڈالتے ہوئے اس کے ہاتھ باندھ دیں گے، اس زور سے گھسیٹے ہوئے دکھ اور شدت کے ساتھ دوزخ میں ڈال دیں گے، دوزخ میں اسے مسلسل کھنچ دیا جائے گا اور اہلتا ہوا پانی پئے گا، اس کا چہرہ بریان ہو جائے گا اور چمڑا اتار دیا جائے گا، دو مامور اسے آہنی گرز سے ماریں گے، اس کے بدن کا بھونا ہوا چمڑائی جلد میں تبدیل ہو جائے گا، وہ فریاد بلند کرے گا اور جہنم کے فرشتے اس سے رخ پھیر لیں گے، وہ استغاثہ بلند کرے گا لیکن وہ اس کا کوئی جواب نہیں پائے گا“

نعوذ بربّ قدير من شرّ كل مصير ونسا له عفون رضی عنه،
ومغفرة من قبله ، فہو ولیّ مسألتي ، منجج طلبتي ، فمن
زحزح عن تعذيب ربّه جعل فی جنته بقربه وخذل فی فصور
مشتيدة وملك بحور عين وخذلة وطيف عليه بكووس
ومسكن حظيرة قدس، وتقلب فی لغيم ، وسقى من تسنيم
وشرب من عين سلسيل ومزج له بزنجيل مختم بمسك
وعبير مستديم للملك مستشد للسرور، يشرب من خمور فی
روض مغدق ليس بصدع شربه وليس ينترف (لبه)

”ہر قسم کے شر سے قادر مطلق کی پناہ مانگتے ہیں اور اس سے درخواست کرتے ہیں کہ ہمیں ان لوگوں کی طرح معاف فرمادے جس سے وہ خوش ہوا ہے اور ہمیں بخش دے ان کی مانند جنہیں اس نے قبول کیا ہے، کہ وہی ہمارا سوال قبول کرتا اور ہماری درخواست سنتا ہے پس جو کوئی اپنے

عملہ ، وشهدت عليه عينه بنظرة ، ویدہ بیطشہ ورجلہ
بخطوة وفرجه بلمسه وجلده بمسه۔

”اس دن تمام نبی، شہید اور صدیق زندہ ہوں گے، خداوند قادر و توانا کہ جو تمام چیزوں سے آگاہ ہے، ایسا حاکم ہے جو حق کو باطل سے جدا کرے گا“
”بعض اوقات توانائی کی بناء پر فریاد کرے گا اور بسا اوقات شرمندگی کی وجہ سے غم و اندو میں گرفتار ہوگا وہ اس با عظمت بادشاہ جو چھوٹے بڑے کیے ہوئے کام سے آگاہ ہے کہ سامنے وسیع و عریض وحشت ناک مقام پر کھڑا ہوگا، پس اس وقت اس کا سینہ اسے لجام دے گا اور اس کا اضطراب شدت اختیار کر جائے گا۔ اس کے آنسو بہانے پر رحم نہیں کیا جائے گا۔ اس کی فریاد نہیں سنی جائے گی، اس سے دلیل و برہان قبول نہیں کی جائے گی، اس کا نامہ اعمال کھول دیا جائے گا اور اس کے گناہ آشکار ہو جائیں گے، وہ اپنے گندے کردار پر نگاہ ڈالے گا، اس کی آنکھوں نے جو دیکھا اس کے ہاتھوں نے جو کچھ انجام دیا وہ اپنے پاؤں سے جہاں پر بھی چل کر گیا، اس کی شرم گاہ نے جس کسی سے لمس کیا، اور اس کی جلد نے کسی کو چھوا یہ تمام اعضاء اس کے خلاف گواہی دیں گے۔

(ويهدده منكر و نكير و كشف حيث يصير) فسلسل جيدة
، وغلّت يداہ، وسيق فسحب وحده ، فور دجہنم بکرب
وشدة فظلّ يعذب فی جحيم ، ويسقى شرية من
حميم ، تشرى وجهه ، وتسليخ جلده ، وتضربه زبتيية بمقع من
حديد، ويعود جلده بعد نضجه كجله جديد ، يستغيث
فتعرض عنه حزنة جهنم ، ويستصرخ فيلث حقة بندم۔

پروردگار کے عذاب سے بچ گیا تو وہ بہشت میں رحمت کے خدا کے قرب و جوار میں ہوگا، وہ محکم محلات میں دائمی زندگی بسر کرے گا، حور العین (بڑی بڑی سیاہ آنکھوں والی حوریں) اور بہشتی خدمت گار ہاتھ میں جام لیے اس کا طواف کریں گے، وہ سرسبز بہشت میں جائیں گے اور نعمتوں میں غوطہ زن ہوں گے، انہیں بہشتی شراب پلائی جائے گی، انہیں چشمہ سلبیل سے سراب کیا جائے گا جس میں سونھ کی آمیزش ہوگی، وہ ایسا چشمہ ہے جسے مشک و عنبر سے مہر کیا گیا ہے وہ ان کی دائمی ملکیت میں ہے، وہ شراب جو مسرت کا باعث ہے ان بانگوں میں ہے جن کا پانی ہمیشہ رواں دواں ہے، نہ تو وہ پینے والے کو تکلیف دیتا ہے اور نہ ہی اس کی عقل زائل کرتا ہے۔

هذه منزلة من خشى ربه ، وحذر نفسه معصيته ، وتلك عقوبة من حجد مشيئته وسولت له نفسه معصيته ، فهو قول فصل وحكم عدل ، وخير قص قص ، ووعلا (به) نص ، تنزِيل من حكيم حميد نزل به روح قدس مبين على قلب نبي مهتد رشيد ، صلت عليه رسل سفرة مكرمون بروة عذت برب عليهم رحيم كريم من شركل عدولعين رحيم ، فليتنزع متضر عكم ، وليبتهل متبهلكم ، وليستفر كل مريبوب منكم لى ولكم ، حسى ربي وحده۔

”ہاں یہ اس کا مقام و مرتبہ ہے جو اپنے پروردگار سے خوف کھاتا ہے، اپنے نفس کو اس کی نافرمانی سے بچاتا ہے اور اس کی سزا ہے جو اس کی نافرمانی کرتا ہے اور اپنے نفس کو گناہ کی دعوت دیتا ہے، پس یہ ایسی گفتگو ہے جو حق

و باطل کے درمیان حد فاصل اور حکم عادلانہ ہے، یہ ایسی بہترین خبر اور نصیحت ہے جو بیان ہوئی ہے۔ یہ اس حکیم کی طرف سے ہے جس کا ہر کام پسندیدہ ہے، لوح القدس میں یہ سب کچھ لے کر اس پیغمبر پر نازل ہوا جو ہادی اور ہدایت یافتہ ہے، سفیران نیکو کار و بزرگواران پر سلام بھیجتے ہیں۔

”میں ہر دشمن، لعنتی اور راندہ درگاہ سے علیم، رحیم اور کریم پروردگار کی پناہ مانگتا ہوں، پس آپ میں سے ہر تفرع کرنے والا التماس کرے اور ہر عجز و زاری کرنے والا آہ و زاری کرے اور میرے اور اپنے لیے خداوند متعال سے طلب مغفرت کرے۔ صرف میرا پروردگار ہی کافی ہے۔“

امیر المؤمنین کا نقطوں کے بغیر خطبہ

(۹) پھر آنحضرت نے فی البدیہہ ایک اور خطبہ ارشاد فرمایا جس میں کوئی نقطہ بھی نہیں ہے یہ خطبہ دو مناجح میں نقل ہوا ہے، پہلے ماخذ میں یوں ہے۔

الحمد لله المالك المحمود ، المالك الودود ، مصور كل مولود ، ومال كل مطرود ، وساطح المهاد وموطد الاطواد ومرسل الامطار ومسهل الاوطار عالم الاسرار ومدركها ، ومدمر الامسلاك ومهلكها ، ومكور الدهور ومكرها ، ومورد الامور ومصد رها ، عم سماحه وكمال ركامه وهمل وطاوع السؤال والامل ، واواسع الرمل وارمل

”تمام حمد و ثناء اس معبود کے لیے سزاوار ہے جو پسندیدہ بادشاہ مہربان مالک اور ہر مولود کی شکل و صورت بنانے والا ہے، وہ ایسا خدا ہے جو ہر راندہ درگاہ کی پناہ گاہ زمین کو پھیلانے والا اور پہاڑوں کو محکم کرنے والا ہے“

”وہ ایسا خدا ہے جو بارش نازل کرنے والا، مشکلوں کو آسان کرنے والا،

اسرار کا عالم اور ان کا ادراک کرنے والا ہے، املاک کو ویران کرنے والا اور انہیں نابود کنندہ، اوقات کو لپیٹنے اور ان کا تکرار کرنے والا ہے، محل امور اور ان کا سرچشمہ ہے، وہ ایسا خدا ہے جس کی بخشش و سخاوت عام اور اس کی تمہ بہ تمہ عنایات کامل جارہی و ساری ہیں“

احمدہ حمداً ممدوداً و اوحدةً كما و احد الاقواء وهو الله لاله اللہ
م سواہ ولا صا د ع لما عدلہ وسواہ ارسل محمد علماً للاسلام
، واما ماللحکام مسد اللرعاء ومعطل احکام و ذو سواع اعلم
وعلم وحکم واحکم واصل الاصول ومهد الذا لموعود و اواعد
، واصل الله له الاکرام و اودع روحه السلام و رحم آله واهله
الکرام ، مالمع رائل ملع دال ، وطلع هلال وسمع اهلال۔

”میں اس کی ایسی حمد و ثناء کرتا ہوں جو قطع نہ ہوگی، میں اس طرح سے اس کی واحدانیت و یکتائی بیان کرتا ہوں جس طرح سے زیادہ دعا کرنے والے کرتے ہیں۔ وہ ایسا خدا ہے کہ اس کے علاوہ امتوں کے لیے کوئی اور معبود نہیں ہے۔ جسے اس نے استوار و برقرار کیا ہے، اسے ویران کرنے والا کوئی ہے، وہ ایسا خدا ہے کہ اس نے حضرت محمد کو اسلام کی نشانی، بادشاہوں کا رہبر و رہنما، رعایا کو راہ مستقیم پر چلانے اور جنگل اور اندھیرے کے قوانین کو ختم کرنے والا بنا کر بھیجا، اس نے اعلان کیا اور جانا، اس نے حکم کیا پھر اسے محکم کیا، اس نے مضبوط قوانین بنائے اور انہیں (دنیا جہان میں پھیلایا، روز موعود قیامت) کے بارے میں تاکید فرمائی اور سختی سے اس کا پیغام لوگوں تک پہنچایا اللہ تعالیٰ نے بھی اسے عزیز سمجھا اور اس کے روح میں سلامتی بطور ودیعت رکھی ہے اور اس کی آل اور کریم خاندان پر اس

وقت رحمت نازل کی ہے، جب تک اونٹنی اپنے بچے کو دودھ پلاتی رہے گی، ابن آدمی (گیڈر کا بچہ) اپنی ماں کا دودھ پیتا رہے گا، ہلال و ماہ طلوع کرتے رہیں گے اور بارش کی آوازیں سنی جاتی رہیں گیں“

اعملو رعاکم الله اصلح الاعمال، اسلکو ا مسالك الحلال
واطرحوا الحرام ودعوة ، و اسمعوا امر الله وعوه و صلوا الا
رحام و راعوها ، و عاصوا الاهواء و اردعوها، و صاهروا
اهل الصلاح والورع، و صارموا رهط اللہو و الطمع
و مصاهر کم اطهر الاحرار مولدا ، و اسراهم سوودا، و احلا
هم موودا۔

”اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو محفوظ رکھے! نیک ترین اعمال انجام دیں، حلال راستوں پر چلیں، حرام (غلط) راستوں کو چھوڑتے ہوئے ایک طرف ہو جائیں، فرمان خدا کو غور سے سنتے ہوئے اس میں غور و فکر کریں، صلہ ارحام کرتے ہوئے ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کریں، خواہشات نفسانی سے سرپیچی کرتے ہوئے انہیں ترک کر دیں، اچھے اور باتقویٰ لوگوں کے ساتھ رفت و آمد رکھیں، لہو و لعب اور لالچی لوگوں سے تعلق نہ رکھیں اور آپ میں سے جو از لحاظ ولادت پاکیزہ ترین احرار ہوں، خوش اخلاقی کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہوں اور مقام و مرتبہ کے اعتبار سے شیریں زبان ہوں، ان میں سے شادیاں کریں“

وہا هو اتمکم و حل حرمکم، مملکا عروسکم المکرمة
، و ماہر لها کما محمد رسول ﷺ ام سلمہ و هو اکرم صہرا
و د ع الاولاد و ملک ما اراد و ما سہا مملکہ و لا و ہم ،
و لا و کس ملاہمہ و لا و صم سأل الله یکم احما د و صالہ

ودوام اسعاده، والہم کلا اصلاح حالہ والاعداد لما لہ معادہ، ولہ الحمد للہ مد والمدح لرسولہ احمد ﷺ۔

”اب وہ آپ کے درمیان ہیں اور آپ کے حرم میں داخل ہو چکی ہے، آپ کی عروس محترمہ آپ کے زیر نگیں ہے، اس کے لیے اس طرح سے مہر یہ قرار دو جس طرح رسول خدا نے ام سلمہ کے لیے قرار دیا، وہ گرامی ترین داماد ہیں کہ انہوں نے اپنی اولاد بطور ودیعت چھوڑی ہے اور جس کی خواہش کی اسے پالیا کہ نسیان و وہم کا ان کی حکومت میں گزرنے سے ان کی پیش گوئیوں میں کسی قسم کی کمی زیادتی ہے اور نہ کوئی عیب و نقص۔ آپ کے لیے اللہ تعالیٰ سے وصال بیہوشی، سعادت دائمی اپنی حالت کی اصلاح کرنے اور روز آخرت اور قیامت کے لیے تیار ہونے کی التجا کرتا ہوں، حمد سردگی و بیہوشی فقط اسی کے لیے ہے، اور تمام تعریفیں اس کے رسول حضرت احمد کے لیے ہیں“ (فضائل آل رسول صفحہ ۶)

محقق کہتے ہیں کہ مذکورہ دونوں خطبے استاد علی محمد علی ذخیل نے ایک رسالہ میں لکھے ہیں، اور مشکل الفاظ کی وضاحت کی ہے۔

نسخہ دوم

کتاب ”المناقب“ میں آیا ہے:

کلبی، ابوصالح اور ابو جعفر بن بابویہ سے اپنی سند کے ساتھ حضرت امام رضا علیہ السلام ان کے اجداد اطہار سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

امیر المومنین علی علیہ السلام ایک اور فی الیدیبہ خطبہ میں ارشاد فرمایا، جس میں کہیں بھی کوئی نقطہ نہیں ہے آنحضرت نے خطبے کا آغاز یوں فرمایا:

الحمد لله اهل الحمد و ما واه و(له) اوکدا لحمد واحلاہ،

الحمد واسراہ واطہر الحمد واسماہ واکرم الحمد واولاہ.....

”حمد وثناء اس خدا کے لیے کافی ہے جو اس کے اہل اور وہی اس کا ٹھکانہ ہے، اور تاکید حمد اسی کے لیے ہے اور اسی نے اس کو شیریں کیا ہے جلدی سے حمد اسی کے لیے ہے اور اس نے اسے سرعت بخشی ہے۔ پاکیزہ ترین تعریف و تجمید اسی کے لیے ہے اور اسی نے اسے بلند کیا ہے اور حمد عظیم اسی کے لیے ہے اور اسی نے اسے اولیٰ کیا ہے۔

صاحب مناقب کہتے ہیں کہ میں نے یہ دونوں خطبے کتاب (الحزون المکون) میں ذکر کیے ہیں۔ مولف کتاب ”القطرہ“ کہتے ہیں: کتاب ”الحزون المکون“ میری دسترس میں نہ تھی۔

معرفت رکھتے ہوئے زیارت کا اجر

(۱۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے: امیر المومنین علی علیہ السلام کے منہ مبارک سے گفتگو جاری تھی کہ آنحضرت نے اپنا رخ انور ابن ماروک کی طرف کرتے ہوئے فرمایا:

یا بن مارد! من زار حدی عارفاً بحقہ کتب اللہ لہ بكل خطوۃ حجۃ مقبولۃ و عمرۃ سیرورۃ۔

یا بن مارد! واللہ! ما یطعم اللہ النار رقدماً تغیرت فی زیارۃ امیر المومنین علیہ السلام کان اوراکیا۔

یا بن مارد! اکتب هذا الحدیث بماء الذهب۔

”اے ابن مارد! جو کوئی بھی میرے جد بزرگوار کی معرفت رکھتے ہوئے اس کی زیارت کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم کے بدلے حج مقبول

بت جو کعبہ کی چھت پر تھے زمین بوس ہو گئے، اس وقت ابلیس نے فریاد بلند کی اور کہا: ہلاکت و بربادی ان بتوں اور ان کی عبادت کرنے والوں کے لیے، اس مولود کی وجہ سے۔

(۱۳-۴) وہ ہمیشہ کلام پیغمبر کی تشریح و تفسیر کرتے اور ہرنی کی گفتگو نقل کرتے۔

(۲۷-۵) وہ رسول خدا کے علم کا خزانہ تھے۔

(۳۵-۶) وہ رسول خدا کے چہرے مبارک سے غم و اندوہ کو دور کرنے والے تھے۔

(۳۹-۷) وہ خدا کی آیت اور نشانی ہونے کے اعتبار سے عیسیٰ بن مریم کی طرح تھے البتہ پیغمبر نہیں تھے۔

(۴۰-۸) وہ مبر و تحمل میں حضرت ایوب علیہ السلام کی مانند تھے۔

(۴۳-۹) وہ سخاوت کے اعتبار سے حضرت ابراہیم کی طرح تھے۔

(۴۴-۱۰) وہ قوت و طاقت اور آواز دلربا ہونے کے لحاظ سے حضرت داؤد علیہ السلام کی شبیہ تھے۔

(۴۵-۱۱) وہ شان و شوکت اور سلطنت میں حضرت سلیمان علیہ السلام جیسے تھے۔

(۴۶-۱۲) وہ حکمت میں حضرت لقمان حکیم کی مانند تھے۔

(۴۷-۱۳) وہ تسلیم و بندگی اور سچائی میں حضرت اسماعیل کی طرح تھے۔

(۴۸-۱۴) وہ بارگاہ الہی میں دعا قبول ہونے کے اعتبار سے حضرت نوح علیہ السلام جیسے تھے۔

(۴۹-۱۵) وہ حکم کرنے میں حضرت ذوالنون کی مانند تھے۔

(۵۰-۱۶) وہ تضاد کرنے میں رسول خدا جیسے تھے، مگر یہ کہ وہ پیغمبر نہیں تھے۔

(۵۳-۱۷) وہ جب بھی میدان کارزار میں قدم رکھتے تو حضرت جبرئیل ان کی دائیں طرف،

حضرت میکائیل بائیں طرف اور حضرت عزرائیل آگے چلتے، وہ کبھی فتح و نصرت

کے بغیر واپس نہیں لوٹے۔

(۵۹-۱۸) وہ پہلی ہستی ہیں جنہیں روز قیامت ان کے نام سے پکار جائے گا۔

(۶۵-۱۹) وہ وہ ہیں جن کی ولایت کے توسط سے فرشتے خدا کی خوشنودی حاصل کرتے ہیں۔

(۷۱-۲۰) وہ ایسے دلاور انسان تھے جنہوں نے خیر جیسے مضبوط قلعہ کا بھاری دروازہ اکھاڑ کر ہوا

میں اچھالا اور چالیس ہاتھ کے فاصلے پر اپنے سر کے پیچھے پھینکا اس کے بعد اسے

اپنی ہتھیلی پر اٹھا کر پل بنایا حتیٰ کہ لشکر اسلام وہاں سے گزرتا ہوا قلعہ میں داخل ہوا۔

(۷۵-۲۱) وہ وہ ہیں کہ جن کی ولایت زمین کے مختلف خطوں کے سامنے رکھی گئی، جس حصہ

نے ولایت قبول کر لی، وہ کاشتکاری کے قابل بن گئی اور جس حصہ نے سرچہ کی وہ

سیم زدہ ہو گئی۔

(۷۷-۲۲) وہ وہ ہیں جن کی ولایت نباتات کے سامنے رکھی گئی، جس نے قبول کی وہ منافع

بخش اور جس نے انکار کیا وہ زہر قاتل بن گیا۔

(۸۲-۲۳) وہ ایسی شخصیت کے مالک ہیں کہ چاند نے شب قدر ان کے ساتھ گفتگو کی۔

(۸۶-۲۴) وہ کسی کے محتاج نہیں ہیں جبکہ تمام لوگ ان کے علم کے محتاج ہیں۔

(۹۵-۲۵) وہ غائبانہ طور پر تمام پیغمبروں کے ساتھ اور رسول خدا حضرت محمد مصطفیٰ کے ساتھ

ظاہر بظاہر تھے۔

(۹۶-۲۶) جب بہشت کا دروازہ کھٹکھٹایا جائے گا تو اس سے نکلنے والی آواز یا علی ہوگی۔

(۹۷-۲۷) بے شک بہشت میں طوبی کا درخت آنحضرت کے گھر میں اور اس کی شاخیں مومنین

کے گھروں میں ہوں گی۔

(۹۹-۲۸) بے شک آنحضرت اللہ تعالیٰ کی بولتی ہوئی کتاب ہیں۔

(المجموع الرائق جلد ۲ صفحہ ۳۲۰)

علیٰ صاحب اعجاز

(۵۸-۸۷۵) کتاب "المناقب فی المناقب" میں آیا ہے کہ ابو زبیر کہتے ہیں:

اور عمرہ مبرور لکھ دے گا“

”اے ابن ماردا! خدا کی قسم! جو قدم بھی امیر المؤمنین علی علیہ السلام کے مرقد مطہر کی زیارت کے لیے اٹھایا جائے گا (خواہ پا پیادہ ہو یا سوار) اور جس چہرے پر دوران سفر گردوغبار پڑے گا اسے آتش جہنم سے نہیں جلائے گا“

”اے ماردا کے بیٹے! اس حدیث کو سونے کے پانی سے لکھ لو“

(فرد الغری صفحہ ۷۵، بحار جلد ۱۰ صفحہ ۲۶۰)

آیہ کریمہ قلوبہم کی تفسیر

(۱۱) تفسیر امام حسن علیہ السلام میں آیہ کریمہ

فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا وَكَانَ عَذَابُ أَلِيمٍ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ۔

”ان کے دلوں میں بیماری ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کی بیماری میں اضافہ کر دیا، جھوٹ بولنے کی وجہ سے ان کے لیے دردناک عذاب ہے

(سورہ بقرہ آیہ ۱۰) کی تفسیر میں آیا ہے:

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں:

جس وقت منافقین نے عذر خواہی کی تو رسول خدا نے سوچا کہ ان کے ظاہر کو قبول کر

لیں اور باطن کو اپنے پروردگار کے حوالے کر دیں، لیکن اس وقت جبرئیل نازل ہوا اور عرض کی:

اے محمد خداوند اعلیٰ نے آپ پر سلام بھیجا اور فرمایا ہے:

ان سرکش منافقین کو یہاں سے نکال دو، انہوں نے علیؑ کی وجہ سے آپ کے

لیے مشکلات کھڑی کر دی ہیں، ان کی بیعت ختم کر دی ہے اور اپنے آپ کو علیؑ کی مخالفت کرنے پر تیار کر لیا ہے۔

اب علی علیہ السلام پر ہے کہ ان حیران کن معجزات کو آشکار کریں جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا کیے ہیں کہ زمین و آسمان پہاڑ اور تمام مخلوقات ان کی مطیع ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں آپ کا جانشین اور قائم مقام بنایا ہے تاکہ وہ لوگ آگاہ ہو جائیں کہ ولی خدا علی علیہ السلام کو ان سے کوئی غرض نہیں ہے اور وہ ان لوگوں سے ہر صورت انتقام لیں گے۔

پس رسول خدا نے اس پیغام الہی کے بعد انہیں حکم دیا کہ وہ لوگ شہر مدینہ سے نکل جائیں۔

جب وہ لوگ علی علیہ السلام کے ہمراہ روانہ ہوئے، مدینہ سے باہر نکل کر علیؑ ایک پہاڑ کے دامن میں رکے تو رسول خدا نے اپنا رخ انور آپ کی طرف کرتے ہوئے فرمایا:

اے علیؑ خداوند متعال نے انہیں حکم دیا ہے کہ آپ کی مدد کریں، آپ سے تعاون کریں، ہمیشہ آپ کی خدمت میں حاضر رہیں اور آپ کی اطاعت کرنے کی کوشش کریں، اگر وہ لوگ آپ کی اطاعت کریں گے تو ان کے فائدے میں ہے، وہ بہشت خدا کی طرف جائیں گے، ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس کے مالک بن جائیں گے اور اس کی نعمتوں سے استفادہ کریں گے۔

اگر وہ لوگ آپ کی مخالفت کریں گے تو یہ ان کے لیے نقصان میں ہے، انہیں دوزخ کی طرف دھکیلا جائے گا اور اس سے ہمیشہ رہنے والے عذاب میں گرفتار ہوں گے۔

اس کے بعد رسول خدا نے رخ انور ان کی طرف کرتے ہوئے فرمایا:

اعلموا انکم ان اطعتم علیاً علیہ السلام سعدتم وان خالفتم شقیتم واغناہ اللہ عنکم بمن سیر یکموا وبما سیر یکموا۔

”جان لو! اگر تم لوگوں نے علیؑ کی اطاعت کی تو سعادت مند ہو جاؤ گے اور مخالفت کی تو بد بخت ہو جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں آپ لوگوں سے بے

نیاز کر دے گا، ان چیزوں کے وسیلہ سے جنہیں آپ دیکھیں گے“

اس وقت رسول خدا نے اپنا رخ انوران لوگوں کی طرف کرتے ہوئے فرمایا:

”کیا تم لوگوں نے دیکھ لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے علیؑ کو تمہارے اموال سے

کس طرح بے نیاز کیا ہے؟“

پھر رسول خدا نے علیؑ علیہ السلام کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا:

”اے علیؑ! اللہ کو محمدؐ و اہل بیت محمدؐ کے جس کے مہتر آپ ہیں کے حق کی

قسم دے کر دیا کریں کہ پہاڑ کے دامن میں موجود تمام درخت مسلح

سپاہیوں اور تمام پتھروں، چیتوں اور انہی سانپوں میں تبدیل ہو جائیں“

علیؑ علیہ السلام نے وہی قسم دے کر خدا کو پکارا اچانک تمام پہاڑ اور ان کے

اطراف کی سرزمین مسلح افراد سے بھر گئی، ان میں سے ایک کا مقابلہ کرنے کی ہزار لوگوں میں

سکت نہ تھی، تمام درخت شیروں، چیتوں اور انہی سانپوں میں تبدیل ہو گئے، ان تمام نے

یک آواز ہو کر کہا:

یا علیؑ! یا وصی رسول اللہ! ہانحن سبحرنا اللہ لك، و امر

نا باجتک کلما دعوتنا اے اصکلام کل من سلطتک علیہ،

فمتی شنت فأصرنا بہ نطلعک۔

”اے علیؑ! اے جانشین رسول خدا! اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ کا مطیع اور فرما

نبرد ار قرار دیا ہے، ہم مامور ہیں کہ آپ کے فرمان کا جواب دیں، آپ

ہمیں جس پر مسلط کریں گے اسے ناپود کر دیں گے، پس آپ جب چاہیں

ہمیں بلائیں، ہم آپ کے تابع فرمان ہیں اور آپ جس کام کا حکم دیں

گے ہم اطاعت کریں گے“

”اے علیؑ! اے جانشین رسول خدا! بے شک آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں

بلند مقام و مرتبہ پر فائز ہیں، اگر خدا سے یہ چاہیں کہ زمین کے اطراف و

پھر رسول خدا نے فرمایا:

یا علیؑ! سل ربک بجاہ محمد وآلہ الطیبین الذین انت بعد

محمد سیدہم وان یقلب لك هذه الجبال ماشئت۔

”اے علیؑ! اپنے پروردگار سے محمدؐ اور اس کی پاکیزہ آل جن کا تو سردار

ہے کا واسطہ دے کر سوال کرو، کہ تم جس طرح سے چاہو وہ پہاڑوں کو

دگرگون کر دے گا“

علیؑ علیہ السلام نے خداوند کریم سے دعا کی کہ یہ پہاڑ چاندی میں تبدیل ہو جائے

تو وہ چاندی میں تبدیل ہو گیا اور حکم خدا سے بول اٹھا۔

یا علیؑ! یا وصی رسول رب العلمین! ان اللہ قد اعد نالک

ان اردت انفاقنا فی امرک فمتی دعوتنا احبتک لمتضی فینا

حکمک وتنفذ فینا قضاءک۔

”اے علیؑ! اے رسول رب العالمین کے وصی! بے شک اللہ تعالیٰ نے

ہمیں آپ کے لیے تیار کیا ہے، اگر آپ چاہیں تو ہمیں اپنے کاموں کی

پیش رفت کے لیے خرچ کر سکتے ہیں۔ پس جس زمانے میں بھی ہمیں

بلائیں گے اور حکم دیں گے تو آپ کا حکم ہمارے سر آنکھوں پر اور آپ کا

فرمان ہمارے بارے میں نافذ العمل ہے“

پھر وہ تمام پہاڑ سرخ سونے میں تبدیل ہو گئے اور آنحضرتؐ کو اس طرح سے

جواب دیا، اس کے بعد مشک عطر، یا قوت اور لعل و جواہر میں تبدیل ہو گئے ان میں سے ہر کسی

نے اظہار کیا کہ ہم آپ کے ہر حکم پر تیار ہیں انہوں نے کہا: اے ابوالحسن! اے برادر رسولؐ

ہم آپ کے اختیار میں ہیں، جب چاہیں بلائیں، جہاں چاہیں گے انفاق کر سکیں، ہم آپ

کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم ہوں گے، غرض میں چاہیں تبدیل ہو جائیں گے،

اکناف کو ایک تھیلی کی مانند کر دے تو وہ ایسا کرے گا یا آسمان کو زمین پر گرا دے یا زمین کو آسمان کی طرف اٹھالے یا سمندروں کے تلخ پانیوں کو میٹھے پانیوں میں بدل دے، یا زیتون، دودھ یا کسی بھی پینے والی چیز یا روغن میں تبدیل کر دے تو وہ ایسا کر دے گا“

”اگر آپ چاہیں کہ وہ تمام سمندروں کو خشک کر دے یا تمام خشک زمینوں پر سمندر بہا دے تو وہ ایسا کر دے گا“

”اس بناء پر سرکشوں کی سرکشی اور مخالفین کی مخالفت آپ کو غمگین نہ کرے، یوں سمجھیں کہ وہ دنیا سے چلے گئے ہیں گویا کہ دنیا میں بالکل تھے ہی نہیں، گویا وہ آخرت میں داخل ہو چکے ہیں اور وہاں سے بالکل چھٹکارا نہیں ہے“

”اے علی! بے شک وہ خدا جس نے انہیں کفر و فسق کے باوجود مہلت دے رکھی ہے اور وہ آپ کے حکم سے سرچڑھی کرتے ہیں، وہ وہی خدا ہے جس نے فرعون کو جس کی طاقت و قدرت اس کے سپاہیوں کے وسیلہ سے آہنی کیوں جیسی تھی، غرور کعبان خدائی کا دعویٰ کرنے والے سرکشوں اور سرکشوں کے گروہ شیطان لعین کہ جو تمام گمراہیوں کا سرچشمہ ہے کو مہلت دی ہے“

آپ اور وہ (آئمہ) دارفنا (دنیا) کے لیے خلق نہیں ہوئے بلکہ آپ بقا و (آخرت) کے لیے پیدا کیے گئے ہیں، لیکن آپ ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہوں گے آپ کا پروردگار اس بات کا محتاج نہیں ہے کہ ان کے ساتھ سیاست بازی کرے، لیکن خداوند متعال نے اس بات کا ارادہ کر لیا ہے کہ انہیں آپ کی عظمت و شرافت کی نشان دہی کروائے اور آپ کی فضیلت و برتری ان پر نمایاں کرے اور اگر وہ چاہیں تو خدا انہیں

ہدایت فرمادے گا“

حضرت امام کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں: ان لوگوں نے جب یہ صورت حال دیکھی تو یہ اس بیماری کے علاوہ ہے جو انہیں رسول خدا اور علی سے حسد رکھنے کی وجہ سے تھی ان کے دل بھی مریض ہو گئے، اس وقت اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”فھی قلوبہم مَرَضٌ“ ”ان کے دلوں میں بیماری ہے“ یعنی سرکشوں، یقین نہ کرنے والوں اور وعدہ شکنوں کے دلوں میں بیماری ہے جس وقت ان سے علی علیہ السلام کی بیعت لی گئی تو ”فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا“ ”پس اللہ نے ان کے مرض میں اضافہ کر دیا“ اس طرح سے کہ ان کے دلوں نے حضرت علی علیہ السلام سے تکبر کیا اور نابود ہو گئے۔ یہ سزا اس کے مقابلے میں تھی جو انہیں آیات و معجزات دکھائے گئے ”وَلَهُمْ عَذَابٌ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ“ ”جھوٹ بولنے کی وجہ سے ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ ان لوگوں نے پیغمبر خدا محمد مصطفیٰ جھٹلایا اور یہ جھوٹ بولا کہ ہم اپنی بیعت و وعدہ پر باقی ہیں۔“

(تفسیر امام حسن عسکری ص ۱۱۲ جلد ۶۰ بحار الانوار، جلد ۳ ص ۱۴۳، تفسیر برہان جلد ۱ ص ۶۰)

علی نامہ اعمال کو درست کریں گے

(۱۲) جناب سید نعمت اللہ جزائری نے ”کتاب النعمانیہ“ میں ایک روایت نقل کی ہے

کہ حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے اپنے شیعوں کو یوں خطاب فرمایا:

اذا اتیننی صحیفۃ سیتنا تکم فلتکن صحیفۃ قابلاۃ لاصلاح
یعنی ان یکون کالکتاب الذی فیہ غلط لان یکون کلما
غلطاً فانہ لایقبل الاصلاح۔

”جس وقت تمہارے گناہوں کا پلندہ میرے سامنے لایا جائے گا تو اس کی اصلاح ضروری ہے، یعنی ایسی کتاب جس میں غلطیاں کم ہوں یا کہ تمام کی تمام غلط ہوں کیونکہ ایسی کتاب قابل تصحیح نہیں ہوتی“

علیؑ کی بیٹوں کو وصیت

(۱۳) عظیم دانشمند جناب شیخ طوسیؒ اپنی کتاب ”امالی“ میں لکھتے ہیں کہ جابر کہتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

حضرت علیؑ علیہ السلام نے زندگی کے آخری لمحات میں اپنے تمام بیٹوں کو اپنے بستر کے پاس بلایا۔ حضرت امام حسنؑ امام حسینؑ اور جناب حنفیہ اور دوسرے تمام بچے آپ کے بستر کے ارد گرد اکٹھے ہو گئے۔ آنحضرت نے انہیں کچھ وصیتیں فرمائیں، آپ نے گفتگو کے آخر میں فرمایا:

يا بني اعاشرُوا الناس عشرة إن عشتُم حتّوا اليكم وان
فقدتم بكوا عليكم.....

”اے میرے بیٹو! لوگوں کے ساتھ اس طرح سے برتاؤ کریں کہ اگر تم غیب ہو جاؤ تو شدت سے تمہارا انتظار کریں اور اگر فوت ہو جاؤ تو وہ آپ پر گریہ کریں.....“ (امالی طوسی ۵۵ و ۶ جلد ۶، بحار الانوار جلد ۳۲ صفحہ ۲۳۷، جلد ۲ صفحہ ۱۶۳)

اصح بن نباتہ علیؑ کی خدمت میں

(۱۴) کتاب ”فضائل ابن شاذان“ اور اسی طرح کتاب ”الروضہ“ میں مذکور ہے:

اصح بن نباتہ کہتے ہیں: مولا امیر المؤمنین علیؑ علیہ السلام کا سرا اقدس عبدالرحمن بن ملجم لہین کی تلوار سے زخمی ہوا تھا اور آپ اپنی حیات کے آخری سانس لے رہے تھے کہ میں اپنے مولا و آقا کی عیادت کے لیے گیا آنحضرت نے فرمایا:

اے اصح! بیٹھ جاؤ اور مجھ سے حدیث سنو، آج کے بعد مجھ سے کوئی بات نہ سن سکو گے، اے اصح! جان لو، جس طرح تم میری عیادت کے لیے آئے ہو، اسی طرح میں رسول خدا کی تیمارداری کے لیے گیا تھا تو اس وقت انہوں نے مجھے فرمایا تھا:

”اے ابا الحسن! انھیں اور لوگوں سے کہیں کہ نماز باجماعت کے لیے مسجد میں

حاضر ہو جائیں، پھر منبر پر جائیں اور میرے مقام سے ایک زینہ نیچے بیٹھیں اور لوگوں سے کہیں۔

ألمن عتق والديه فلعنة الله عليه، ألا من البق موالیه فلعنه
الله عليه ألا من اظلم اجيراً اجرته فلعنة الله عليه -

”آگاہ ہو جاؤ! جو کوئی بھی اپنے والدین پر ظلم و ستم کرے اس پر خدا کی لعنت ہو“

”آگاہ ہو جاؤ! جو کوئی غلام بھی اپنے مولیٰ سے فرار کرے، اس پر خدا کی لعنت ہو“

”آگاہ ہو جاؤ! جو کوئی بھی مزدور کی مزدوری میں اس پر ظلم کرے اس پر خدا کی لعنت ہو“

اے اصح! میں نے اپنے حبیب رسول خدا کے فرمان کو انجام دیا۔ اس دوران مسجد کے ایک کنارے سے کوئی شخص کھڑا ہو کر کہتا ہے: اے ابوالحسن! جو کچھ آپ نے کہا وہ بہت مختصر عبارت میں تھا، انہیں وضاحت سے بیان کریں، میں نے اسے کوئی جواب نہ دیا اور رسول خدا کی خدمت اقدس میں شرفیاب ہوا، اور جو کچھ اس مرد نے کہا تھا آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا۔

اصح کہتے ہیں: اس دوران علیؑ علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑتے ہوئے فرمایا:

اے اصح! اپنا ہاتھ کھولیں! میں نے اپنا ہاتھ کھولا تو آنحضرت نے میری ایک انگلی پکڑ کر فرمایا:

اے اصح! جس طرح سے میں نے تمہاری انگلی پکڑی ہے اسی طرح رسول خدا نے میری انگلی پکڑتے ہوئے فرمایا:

يا ابا الحسن األا وأنى وانت ابوا هذا الامة فمن عقتنا فلعنة

اللہ علیہ ، ألاوانی وانت مَوَلِیَا هَذَا الْأُمَّةِ فَعَلَى مِنَ الْبِقِ عَنَا
فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَیْهِ ، الْاِوَاتِیْ وَانْتَ اَجْبِرًا هَذِهِ الْأُمَّةَ ، فَمَنْ ظَلَمْنَا
اَجْرْتَنَا فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَیْهِ۔

”اے ابوالحسن! بے شک میں اور تو اس امت کے باپ ہیں، جو کوئی بھی ہم پر ظلم کرے گا، ان پر خدا کی لعنت ہو، بے شک میں اور تو اس امت کے آقا و مولیٰ ہیں، جو کوئی بھی ہم سے فرار کرے گا، اس پر خدا کی لعنت ہو، بے شک میں اور تو اس امت کے اجبر ہیں (یعنی اس امت کے لیے محنت کی ہے) جو کوئی بھی اس کی اجرت ادا کرنے میں ہمارے اوپر ستم کرے گا، اس پر خدا کی لعنت ہو“

اس کے بعد فرمایا: آمین۔

اصح کہتے ہیں: حضرت امیر المؤمنین اتنی گفتگو کرنے کے بعد بے ہوش ہو گئے، دوبارہ ہوش میں آئے تو آپ نے ارشاد فرمایا:

”اے اصح! کیا ابھی تک بیٹھے ہوئے ہو؟“

میں نے عرض کیا: ہاں میرے آقا و مولیٰ۔

آپ نے فرمایا: کیا تم چاہتے ہو کہ ایک اور حدیث آپ کو سناؤں؟

میں نے عرض کیا: ہاں اللہ تعالیٰ اپنی فراوان نعمتوں سے آپ کو نوازے۔

آپ نے فرمایا: ایک دن پیغمبر خدا نے مدینہ کی گلیوں میں سے کسی ایک گلی میں مجھے دیکھا، اس وقت میں اس طرح سے مغموم تھا کہ غم کے آثار میرے چہرے سے نمایاں تھے، آنحضرت نے میری طرف دیکھتے ہوئے فرمایا: اے ابوالحسن! میں تمہیں غمگین دیکھ رہا ہوں، کیا یہ چاہتے ہو کہ تمہیں ایک ایسی حدیث سناؤں کہ اسے سننے کے بعد کبھی بھی غمگین نہیں ہو گے۔

میں نے عرض کیا: ہاں یا رسول اللہ۔

آپ نے فرمایا جب قیامت آئے گی تو خداوند متعال میرے لیے ایک منبر نصب کرے گا جو تمام پیغمبروں اور شہیدوں کے منبروں سے بلند ہوگا، اس کے بعد مجھے حکم دے گا کہ میں منبر پر جاؤں، پھر تمہیں حکم ہوگا کہ میرے بیٹھے کی جگہ سے ایک زینہ نیچے بیٹھ جائیں، پھر دو فرشتوں کا حکم ہوگا وہ تم سے دوزینے نیچے بیٹھ جائیں، جس وقت ہم سب منبر نشین ہو جائیں گے تو اولین و آخرین میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہوگا جو اس کے آس پاس موجود نہ ہوگا، تم سے دوزینے نیچے بیٹھنے والے فرشتوں میں ایک فرشتہ فریاد بلند کرے گا:

”اے لوگو! جو کوئی مجھے جانتا ہے وہ تو جانتا ہے اور جو مجھے نہیں پہچانتا اب

میں اسے اپنی پہچان کروائے دیتا ہوں۔ میں رضوان خازن بہشت ہوں،

آگاہ ہو جاؤ کہ خداوند متعال نے اپنے احسان، کرم، فضل اور جلال سے

مجھے حکم دیا ہے کہ بہشت کی تمام کنجیاں حضرت محمدؐ کے حوالے کر دوں اور

حضرت محمدؐ نے حکم دیا کہ انہیں علی بن ابی طالب علیہ السلام کے حوالے

کر دوں، آپ سب حاضرین اس امر میں گواہ اور شاہد رہنا“

اس کے بعد دوسرا فرشتہ کھڑا ہوگا جو اس سے نیچے بیٹھا ہوگا، وہ اس طرح فریاد

بلند کرے گا کہ تمام لوگ اس کی آواز سنیں گے۔ وہ کہے گا:

”اے لوگو! جو مجھے جانتا ہے وہ تو جانتا ہے اور جو نہیں جانتا اب میں اسے

اپنا تعارف کروائے دیتا ہوں، میں مالک خازن دوزخ ہوں، آگاہ ہو

جاؤ! بے شک خداوند متعال نے اپنے احسان، کرم، فضل اور جلال سے

مجھے حکم دیا ہے کہ دوزخ کی چابیاں حضرت محمدؐ کے سپرد کر دوں اور حضرت

محمدؐ نے حکم دیا ہے کہ حضرت علی کے حوالے کر دوں، پس آپ سب اس

بات پر گواہ اور شاہد رہنا“

اس وقت حضرت علی علیہ السلام نے بہشت و دوزخ کی نیجیاں لے لیں اس کے بعد رسول خدا نے فرمایا:

”اے علی! آج کے بعد تم میرا دامن پکڑو گے اور تیرے خاندان والے

تمہارا اور تمہارے شیعہ تمہارے خاندان کا دامن پکڑیں گے“

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: میں نے اپنے ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا:

”اے رسول خدا! بہشت کی طرف جارہے ہیں“

پیغمبرؐ نے فرمایا: ہاں پروردگار کعبہ کی قسم۔

اصح کہتے ہیں: میں نے اس وقت اپنے آقا و مولیٰ سے ان دو حدیثوں کے علاوہ

کچھ نہیں سنا۔ حضرت صلوات اللہ علیہ جب یہ دو خوبصورت اور دل نشین فرامین سنا چکے تو اس کے بعد ان کی روح اقدس معبود حقیقی کی طرف پرواز کر گئی۔

(الروضہ صفحہ ۲۲ و ۲۳، بحار الانوار جلد ۲۰ صفحہ ۴۲، امالی شیخ طوسی، مجلس ۵ جلد ۴، امالی شیخ مفید صفحہ ۳۵۱)

علی کا حسین علیہا السلام کے نام فرمان

(۱۵) برسی نقل کرتے ہیں کہ حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

امیر المومنین علی علیہ السلام نے مجھے اور میرے بھائی حسین سے فرمایا:

اذا وضعتما فی الضریح فصلتیا رکعتیلا قبل ان تھیلا علی

التراب و اظرا ما یکون۔

”جب میرا جنازہ قبر میں رکھا جائے تو میری قبر کو مٹی دینے سے پہلے

دو رکعت نماز پڑھیں اور دیکھیں کہ کیا ہوتا ہے“

وہ دونوں ہستیاں جب اپنے پدر بزرگوار کو قبر میں لٹا چکے تو اس کے بعد ان کے حکم

کو انجام دیا (یعنی دو رکعت نماز پڑھی) اور انتظار کرنے لگے کہ اب کیا ہوتا ہے؟ اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ ان کی قبر مطہر ایک ریشمی کپڑے سے ڈھانپی گئی۔ امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے

آگے بڑھ کر سر اقدس کی طرف سے کپڑا ہٹایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ رسول خدا، حضرت آدم اور حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام سے جو گفتگو ہیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے پاؤں کی طرف سے کپڑا اٹھایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا حضرت احواء، مریم اور آسیہ علیہن السلام امیر المومنین علی علیہ السلام پر نوحہ سرائی کر رہی ہیں۔ (بحار الانوار جلد ۳۲ صفحہ ۳۰۱)

مولف کہتا ہے: یہ کوئی تعجب انگیز بات نہیں ہے، کیونکہ بہت سی روایات میں آیا ہے کہ معصومین علیہم السلام اپنی رحلت کے بعد اپنے مثالی اجاد میں ظاہر ہوتے ہیں۔

کوہ ابو قیس

(۱۶) مسعودی ”اثبات الوصیہ“ میں تحریر کرتے ہیں کہ ابن عباس کہتے ہیں:

جس رات کی صبح کو حضرت علی علیہ السلام شہید ہوئے، میں نے خواب میں دیکھا کہ ابو قیس پہاڑ ٹوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور خانہ کعبہ کے اطراف میں پھیلا ہوا ہے، ایک غبار بلند ہوا، جو خانہ کعبہ اور شہر مکہ کے اطراف و اکناف پر چھا گیا، شہر بطور کلی اس طرح سے تاریکی میں ڈوب گیا کہ لوگ ایک دوسرے کو دیکھ نہیں پا رہے تھے میرے وجود پر خوف و وحشت چھا گئی میں نے کہا: اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ میں یہ ساری صورت حال دیکھ کر ڈر گیا اور کہا کہیں ایسا نہ ہو کہ امیر المومنین علی علیہ السلام دنیا سے رخصت ہو چکے ہوں۔

ابن عباس کہتے ہیں: اسی رات کی صبح کو خبر ملی کہ علی شہید ہو گئے ہیں۔

(اثبات الوصیہ صفحہ ۱۵۳)



میں نے جابر بن عبد اللہ سے پوچھا: کیا علیؑ صاحب اعجاز ہیں؟

انہوں نے کہا: ہاں، خدا کی قسم! آنحضرت صاحب معجزات تھے کہ مجمع عام میں بہت سے لوگ اس بات کے شاہد تھے، ان کے دشمنوں کے علاوہ کسی نے بھی ان کا انکار نہیں کیا اور کفار کے علاوہ کسی نے بھی ان پر پردہ نہیں ڈالا۔ من جملہ ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایک دن کسی سفر پر میں ان کے ہمراہ تھا، حضرت نے فرمایا:

”چلیں اس بیری کے درخت کے سائے میں دو رکعت نماز پڑھ لیں“

آپ اس درخت کے نیچے بیٹھ گئے، آنحضرت نے نماز میں مشغول ہو گئے اور رکوع و سجدہ کرنا شروع کیا: ہم نے دیکھا کہ جب آنحضرت رکوع میں جھکتے تو درخت سدر بھی رکوع میں جھک جاتا، اور جس وقت آپ سجدہ میں جاتے تو وہ درخت بھی سجدہ کرتا اور جب تیام کرتے تو وہ بھی قیام کی حالت میں ہو جاتا۔ میں نے جب یہ منظر دیکھا تو حیران ہو کر رہ گیا اور منتظر تھا کہ آنحضرت نماز ختم کریں۔ جب نماز ختم ہو گئی تو دعا کرتے ہوئے فرمایا:

اللہم صل علی محمد و آل محمد۔

”اے میرے معبود محمد و آل محمد پر درود بھیج“

اس وقت شاخیں حکم پروردگار سے بول اٹھیں اور کہنے لگیں: آمین، آمین۔

اس کے بعد فرمایا:

اللہم صل علی شیعۃ محمد و آل محمد۔

”اے اللہ! محمد و آل محمد کے شیعوں پر درود بھیج“

اس موقع پر درخت کے پتے اور چھوٹی موٹی تمام شاخیں قدرت خدا سے گویا

ہوئیں اور کہا: آمین، آمین۔

پھر فرمایا:

اللہم العن مبغضی محمد و آل محمد و مبغضی شیعۃ محمد

و آل محمد۔

”اے معبود: محمد و آل محمد اور ان کے شیعوں کے دشمنوں پر لعنت بھیج“

اس دفعہ بھی درخت کے تمام پتوں اور شاخوں نے آمین آمین کہا۔

(الثاقب فی المناقب صفحہ ۲۳۵، جلد ۳، مدینۃ المذاہر جلد ۱ صفحہ ۳۹۷ جلد ۲۶۱)

سانپ پیغمبرؐ کے سینے پر

(۸۷۶-۵۹) مذکورہ ماخذ (الثاقب فی المناقب) میں آیا ہے کہ سفیان ثوری

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور آپ اپنے اجداد اطہار سے نقل فرماتے ہیں۔

ایک دن رسول خدا حضرت عائشہ کے گھر میں داخل ہوئے، اس کے ساتھ مقاربت کرنے کے بعد بستر پر لیٹ کر سو گئے، اس وقت ایک سانپ کمرے میں داخل ہوا، جو آنحضرت کے شکم مبارک پر چڑ کر بیٹھ گیا۔

حضرت عائشہ نے جب یہ منظر دیکھا تو اپنے باپ حضرت ابو بکر کے پاس گئی تاکہ وہ سانپ کو آنحضرت کے شکم سے دور کرے۔ جب حضرت ابو بکر آئے تو اس نے کمرے میں داخل ہونا چاہا تو سانپ اس پر چھوٹا، جس سے وہ واپس مڑ گئے اس کے بعد حضرت عائشہ عمر بن خطاب کو بلا کر لائی، جب اس نے داخل ہونا چاہا تو وہ بھی پلٹ گیا۔

حضرت میمونہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا عائشہ سے کہتی ہیں: حضرت علی بن ابی طالب علیہا السلام کو بلا کر لاؤ۔

حضرت عائشہ نے پوری داستان آنحضرت کے گوش گزار کی۔

فلما دخل علی علیہ السلام قامت الحیثہ فی وجہہ و تدور

حول علی علیہ السلام و تلذذ بہ۔

جس وقت حضرت علیؑ کمرے میں داخل ہوئے تو سانپ آنحضرت کے

سامنے کھڑا ہو گیا، اس کے بعد دیوانوں کی طرح آنحضرت کا طوائف

دن میں نے جنگ صفین میں اپنے آپ سے کہا:

انقی اشۃ ام امیر المؤمنین صلوات اللہ علیہ۔

”کیا میں شجاع تر ہوں یا امیر المؤمنین علی صلوات اللہ علیہ؟“

بس اس بات کا میرے ذہن میں آنا تھا کہ امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے اپنے گھوڑے کو ایڑھ لگائی اور ذی کلاع حمیری“ پر حملہ آور ہوئے، اسے گھوڑے کی زین سے اٹھایا اور آسمان کی طرف اچھال دیا اور اپنی تلوار سے اسے دو حصوں میں تقسیم کر دیا اور اس کے بعد فرمایا: یا اشتر! انا ام انت؟“ اے اشتر تم یا میں؟“

میں نے عرض کیا: بل انت یا امیر المؤمنین اعلیک الصلوٰۃ والسلام۔

”بلکہ آپ ہیں یا امیر المؤمنین! آپ پر درود و سلام ہو“ (الثاقب والمناقب صفحہ ۲۵۷)

علیؑ نے درخیزرا کھاڑا

(۶۱-۸۷۸) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ جابر بن عبد اللہ انصاری کہتے ہیں:

جب جنگ خیبر میں رسول خداؐ نے علیؑ کی آنکھ کے لیے شفا کی دعا فرمائی اور پرچم اسلام ان کے حوالے کیا تو آپ نے اپنے ماتحت تمام فوج کو حکم دیا کہ قلعہ کی طرف جلدی سے روانہ ہو جائے۔

آپ کے دوستوں نے کہا: تھوڑا آہستہ چلیں کہ ہم بھی تو قلعہ تک پہنچ سکیں، جب وہ لوگ پہنچے تو حضرت علیؑ نے قلعہ کا دروازہ اکھاڑ کر گرا دیا تھا۔ پھر ستر (۷۰) لوگ اکٹھے ہو گئے، انہوں نے انتہائی کوشش کی کہ دروازے کو اپنی جگہ پر واپس لائیں۔

(الثاقب والمناقب صفحہ ۲۵۷، مناقب شہر آشوب صفحہ ۲۹۳ جلد ۲)

ابو عبد اللہ جدلی بھی کہتے ہیں: میں نے امیر المؤمنین علیؑ سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

”میں نے قلعہ خیبر کے دروازے کو اکھاڑ کر اپنی ڈھال بنایا اور ان کے

کرنے لگا اور ان کے دامن پناہ میں چلا گیا۔ اس کے بعد اپنے آپ کو گھسیٹتا ہوا گوشہ نشین ہو گیا۔

پیغمبر خداؐ نیند سے بیدار ہوئے تو فرمایا:

”اے ابا الحسن! آپ یہاں پر ہیں، حالانکہ آپ تو عائشہ کے گھر میں بہت کم آتے ہیں“

عرض کیا: یا رسول اللہ! اس وقت انہوں نے خود خواہش کی ہے کہ میں ان کے گھر

میں آؤں۔ اس وقت سانپ قدرت خدا سے بولتے ہوئے کہتا ہے:

یا رسول اللہ! انی ملک غضب علی رب العالمین فجئت الی

هذا الوصی الطلب الیہ ان یشفع لی الی اللہ تعالیٰ۔

”اے رسول خدا! میں ایک فرشتہ ہوں، رب العالمین مجھ پر غضبناک ہوا،

اب میں آپ کے وصی اور جانشین کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ وہ

پروردگار کی بارگاہ میں میری شفاعت کریں“

رسول خداؐ نے فرمایا: ادع له حتی أو من علی دعائک۔

”اے علی! آپ اس کے لیے دعا کریں، تاکہ میں آمین کہوں“

حضرت علیؑ نے دعا فرمائی اور پیغمبر خداؐ نے آمین کہا۔

سانپ نے کہا: اے رسول خدا! بے شک خدا نے مجھے معاف کر دیا ہے اور پر

واپس دے دیئے ہیں۔ (الثاقب والمناقب صفحہ ۲۳۸، مدینۃ المعاجز جلد ۱ صفحہ ۲۹۹)

علیؑ شجاع ترین

(۶۰-۸۷۷) مذکورہ کتاب ”الثاقب فی المناقب“ میں آیا ہے کہ مفضل کہتے

ہیں چھٹے پیشوا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

امیر المؤمنین علیؑ علیہ السلام کے باوفا دوست اور علمدار مالک اشتر کہتے ہیں: ایک

ساتھ جنگ کی، پھر جب میں کامیاب ہو گیا اور خدا نے ان لوگوں کو ذلیل و رسوا کیا تو میں نے اس دروازے کی پل بنائی پھر اسے خندق میں گرا دیا“ کسی نے پوچھا: آپ نے اس کا وزن کس قدر محسوس کیا تھا؟ حضرت نے فرمایا:

ماکان الامل جتعی اتی فی عدتی فی غیر ذلک المقام۔

”اس کا وزن اس سپر کی مانند ہے جو میرے ہاتھ میں ہے، اور دوسرے مواقع پر اس سے استفادہ کرتا ہوں“

اس بارے میں کسی شاعر نے کچھ اشعار کہے ہیں:

ان امرء احمل الرتاج بخیر
یوم الیہود بقدرۃ لمؤید
حمل الرتاج، رتاج باب فوقها
والمسلمون واهل خیبر حشدوا

”بے شک اس شجاع مرد نے یہودیوں کے ساتھ جنگ خیبر میں درخیبر کو قدرت خدا سے اکھاڑا۔ انہوں نے قلعہ کے سب سے بڑے دروازے کو اکھاڑ کر یوں بلند کیا کہ تمام مسلمانوں اور خیبریوں نے اسے دیکھا“

فرمی بہ ولقد تکلف درہ
سبعون کلہم له متشدد
ردوہ بعد مشقہ وتکلف
ومقام بعضهم لبعض اُردوا

”پس اس شیر خدا نے درخیبر کو ہوا میں اڑا دیا کہ جسے ستر (۷۰) طاقت ور آدمی بڑی مشکل سے جا بجا کرتے تھے“

”بہت سے طاقتور افراد نے ایک دوسرے کی مدد کے ذریعے بڑی مشکل سے اسے اپنی جگہ پر واپس پلٹایا“

(المناقب المناقب صفحہ ۲۵۷ المناقب شہر آشوب جلد ۲ صفحہ ۲۹۵)

حکم خدا اور رسول کی مخالفت

(۶۲-۸۷۹) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ علی بن نعمان اور محمد بن سنان ایک مرفوعہ روایت نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

جب بی بی عائشہ نے عہد و پیمان توڑنے والوں کے ساتھ مل کر جنگ جمل کا منصوبہ بنایا تو ایک دن حضرت عائشہ نے کہا:

”میرے پاس کوئی ایسا شخص لاؤ جو علی کا سخت ترین دشمن ہو کہ اسے علی کے پاس بھیجوں“

پس ایک شخص کو حضرت بی بی عائشہ کے پاس لایا گیا تو اس نے اپنا سر بلند کرتے ہوئے کہا: تمہاری دشمنی علی کے ساتھ کس حد تک ہے؟

اس نے کہا: ایک مدت سے اپنے پروردگار سے سوال کر رہا ہوں کہ وہ اور اس کے چاہنے والے میرے ہاتھ چڑھ جائیں کہ میں ان پر اپنی شمشیر سے ایسے وار کروں کہ میری تلوار سے خون نپکنے لگے۔

بی بی عائشہ نے کہا: تم ہی اس کام کے لیے مناسب تر ہو۔

پھر ایک خط لکھ کر اسے دیا اور کہا: یہ خط لے جا کر اسے دے دو، چاہے وہ سفر میں ہو یا حضر میں۔

”آگاہ ہو جاؤ! تم اسے اس حال میں دیکھو گے کہ وہ رسول خدا کے خچر پر سوار ہوگا، تیر کمان کا ندھ سے لٹکائی ہوگی، اور ترکش زین کے ساتھ آدیزاں ہوگا، اس کے چاہنے والے اس کے پیچھے اس طرح صف

ہو گئی اور ترکش کوزین کے ساتھ آویزاں کیا ہوگا۔ اس کے دوست اس کے

بیچھے ایسے صف باندھیں ہوں گے جیسے پرندے ہوتے ہیں؟“

اس نے کہا: خدایا (تو جانتا ہے)، ہاں

حضرت نے فرمایا: کیا میرا پیغام اس کے پاس لے جاؤ گے؟

اس نے کہا: خدایا (تو جانتا ہے)، ہاں کیونکہ میں جب آپ کے پاس آیا تھا تو

میں آپ کا سخت ترین دشمن تھا، لیکن اب کرہ ارض پر میرے نزدیک آپ سے محبوب تر کوئی

بھی نہیں ہے، پس آپ جو حکم کرنا چاہتے ہیں، فرمائیں۔

آپ نے فرمایا:

ادفع الیہا کتابی، وقل لها: ما اطعت اللہ ولا رسوله حیث

امرك بلروم بیتك فخر جت تترددین فی الحساکر۔

”میرا یہ خط اس تک پہنچا دو اور اسے کہنا: تم نے خدا اور رسول خدا کی اطاعت

نہیں کی، کیونکہ خدا اور اس کے رسول نے تمہیں گھر میں بیٹھنے کا حکم دیا تھا،

جبکہ تم گھر سے باہر نکل آئی ہو اور لشکریوں کے درمیان رفت و آمد کرتی ہو“

اس کے بعد فرمایا:

”طلیہ اور زبیر سے کہو تم نے خدا اور اس کے رسول کے ساتھ انصاف

سے کام نہیں کیا، کیونکہ تم دونوں نے اپنی عورتوں کو تو گھر میں بٹھا رکھا ہے

اور وجہ پیغمبر کو باہر لے آئے ہو“

قاصد آنحضرت کا خط لے کر وہاں سے روانہ ہوا، خط لا کر حضرت عائشہ کے

سامنے پھینکا اور آنحضرت کا پیغام پہنچایا، پھر امیر المؤمنین علی علیہ السلام کی طرف واپس آ گیا،

آنحضرت کے باوفا اصحاب میں شامل ہو گیا اور جنگ صفین میں رتبہ شہادت پر فائز ہوا۔

حضرت بی بی عائشہ نے کہا: ہم نے جس کو بھی اس کے پاس بھیجا ہے، اس نے

باندھیں ہوں گے جیسے پرندے ہوتے ہیں، جب وہ تمہیں کوئی چیز کھانے

پینے کی دعوت دیں تو ہرگز نہ کھانا، کیونکہ وہ سحر شدہ ہوگی“

وہ قاصد حضرت علی علیہ السلام کی طرف چلا، جب آپ سے ملاقات ہوئی تو

آپ سوار تھے، اس نے وہ خط حضرت علی کو دیا۔

حضرت نے خط کھول کر پڑھا اور اس سے فرمایا: یہ کام ہونے والا نہیں ہے۔

جب حضرت نے رکاب سے پاؤں نکالا اور نچر سے نیچے آئے تو اصحاب نے آپ کو حلقے

میں لے لیا، حضرت نے رخ مبارک قاصد کی طرف کرتے ہوئے فرمایا: کیا تم سے کچھ سوال

کر سکتا ہوں؟

اس نے کہا: ہاں۔

آپ نے فرمایا: کیا جواب دو گے؟

اس نے کہا: ہاں۔

آپ نے فرمایا: ”میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں کہ عائشہ نے کیا کہا تھا مجھے

ایسے شخص کی ضرورت ہے جو اس (علی) کا سرتخت ترین دشمن ہو؟ کیا

تمہیں اس کے پاس لے جایا گیا؟ اس نے تم سے پوچھا کہ تمہاری اس

شخص (علی) سے کس قدر دشمنی ہے؟ تم نے کہا: میں اکثر خدا سے یہ چاہتا

ہوں کہ علی اور اس کے اصحاب میرے چنگل میں آجائیں اور میں ان پر

ایسے وار کروں گا کہ میری تلوار سے خون بہنے لگے گا؟“

آپ نے فرمایا:

”تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں! کیا عائشہ نے تمہیں یہ نہیں کہا کہ میرا یہ خط لے

جا کر اسے دو، خواہ وہ سفر میں ہو یا حضر میں؟ اور آگاہ ہو جاؤ تم اسے اس

حال میں دیکھو گے کہ وہ رسول خدا کے حجر پر سوار ہوگا، تیر کمان کا ندھے پر